صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

2 اپریل 1974ء

(8 ربیع الاول 1394ھ)

جلد 10 ۔ شمارہ 1

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی

مندرجات

(منگل ۔ 2 اپریل 1974ء)

		صفحہ
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	—	1
چیئرمینوں کا پینل	...	2
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	...	2
اراکین اسمبلی کی رخصت	...	8
مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	...	13
مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع	...	15
مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع	...	20
مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا	—	21

قیمت 1 روپیہ

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا 23
مجلس دربارہ استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا 23
تحاریک التوائے کار—

سرکاری گاڑیوں کا ناجائز استعمال 24
ضلعی انتظامیہ کی طرف سے پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پگاڑو
صاحب کو جھنگ شہر میں داخل نہ ہونے دینا ... 25
رینالہ خورد میں سپر اسماعیل بس کمپنی کے ایک بس کنڈیکٹر کا
ایک طالب علم کو بس سے نیچے دھکا دینا اور اس کی ہلاکت 26
پولیس کا گورنمنٹ کالج مظفر گڑھ کے احاطہ میں داخل ہو کر طلبہ
پر لاٹھی چارج اور ان کی گرفتاری .... — 28
صوبائی دارالحکومت میں مٹی کے تیل کی شدید قلت 30
صوبائی دارالحکومت میں چھوٹے گوشت کی مہنگے داموں فروخت 31
ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے 33
قرار داد تعزیت—

مولانا شمس الدین ۔ ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی کی شہادت 36
مسودہ قانون—

مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور
مصدرہ 1974ء 38

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

منگل ۔ 2 اپریل 1974ء
(شنبہ ۔ 8 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِذَا دُعُوْا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ
أَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ
وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۚ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ
طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ۚ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

پ ۱۸ ۔ س ۲۴ ۔ رکوع ۱۳ ۔ آیات ۵۱ تا ۵۳

ایمان والوں کی تو یہ بات ہے کہ جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جائیں تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو وہ کہیں کہ ہم نے حکم سن لیا اور مان لیا، بس یہی وہ لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں ۔

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور ان کی مخالفت نہیں کرے گا ۔ پس ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے ۔

اور وہ لوگ اللہ کی بڑی زوردار قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر اے پیغمبر تم ان کو حکم دو تو (سب کے سب گھروں سے باہر) نکل کھڑے ہوں ۔ کہہ دو کہ قسمیں مت کھاؤ (ہم کو تو صرف پسندیدہ فرمانبرداری درکار ہے ۔ بیشک اللہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

چیئرمینوں کا پینل

مسٹر سپیکر ۔ ( ) سیکرٹری اسمبلی چیئرمینوں کے پینل کا اعلان کریں گے ۔

سیکرٹری اسمبلی ۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے قاعدہ نمبر 14 کے تحت جناب سپیکر نے اجلاس ھذا کے لیے مندرجہ ذیل اراکین پر مشتمل بحسب تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے :-

1 - میاں لیاقت حسین مڑل ۔

2 - کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

3 - چوھدری غلام قادر (سیالکوٹ)

4 - سید کاظم علی شاہ کرمانی ۔

---:o:---

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔

گوجرانوالہ ۔ شیخوپورہ اور لائلپور میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے تخصیص شدہ رقوم

*4775 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 71 - 1970ء ، 72 - 1971ء اور 73 - 1972ء کے دوران گوجرانوالہ ۔ شیخوپورہ اور لائلپور میں ترقیاتی منصوبوں کے لیے کتنی رقوم مختص کی گئیں ۔

(ب) جزو (الف) بالا میں مذکورہ رقوم میں سے ہر سال کے اختتام پر کتنی رقوم غیر خرچ شدہ رہیں نیز انہیں خرچ نہ کرنے کی وجوہ کیا تھیں اور متذکرہ غیر صرف شدہ رقوم کو کس طرح استعمال کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ ترقیاتی بجٹ کی اسکیموں کی نوعیت بین الاضلاعی ہوتی ہے ۔ اور ان کے حساب ضلع وار نہیں رکھے جاتے ۔ آئندہ کے لیے کوشش کی جا رہی ہے کہ ضلع وار حساب بھی رکھے جائیں ۔ البتہ اگر یہ سوال پیپلز ورکس پروگرام کے تحت منصوبوں سے تعلق رکھتا ہے تو اس کا جواب دیا جا سکتا ہے ۔

——:o:——

عوامی ترقیاتی پروگراموں کے لیے تخصیص شدہ رقوم

***4909 ۔ ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 74 - 1973ء میں پنجاب کے عوامی ترقیاتی پروگراموں کے لیے کتنی رقم مختص کی گئی تھی ۔

(ب) مذکورہ رقم میں سے کتنی سیلاب زدہ عوام کی امداد کے لیے دی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) پنجاب کے میزانیہ برائے 74 - 1973ء میں عوامی ترقیاتی پروگراموں (People's Works Programe) کے لیے 12 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی ۔ حالیہ سیلاب کی وجہ سے یہ رقم گھٹا کر آٹھ کروڑ پچاس لاکھ روپے کر دی گئی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا رقم میں سے 2 کروڑ روپے کی رقم سیلاب کی تباہ کاریوں کے ازالہ کے لیے سیلاب زدہ علاقوں میں خرچ کرنے کے لیے مختص کی گئی ہے ۔

——:o:——

درجہ چہارم کے سرکاری ملازمین کو قومی پے سکیل کے مطابق تنخواہ دینا

***5118 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم

بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے درجہ چہارم کے سرکاری ملازمین کو ابھی تک قومی پے سکیل کے مطابق تنخواہیں دینی شروع نہیں کیں ، اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور اگر جواب نفی میں ہے تو نئے قومی پے سکیل کے مطابق کب سے تنخواہیں دینی شروع کی گئیں یا کی جائیں گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - پنجاب حکومت میں مندرجہ ذیل تین قسم کے ملازمین درجہ چہارم میں تھے -

1 - باقاعدہ سرکاری ملازمین مثلاً چپڑاسی - اردلی وغیرہ

2 - کنٹنجنٹ ملازمین مثلاً بہشتی - مالی اور بیلدار وغیرہ

3 - ورک چارج ملازمین مثلاً مستری - لوہار اور بہشتی وغیرہ

محکمہ خزانہ ، حکومت پنجاب نے پنجاب (نان گزیٹیڈ) سول سروسز (پے ریویژن) رولز مجریہ 1972ء کی رو سے قسم اول کے سرکاری ملازمین کو یکم مارچ 1972ء سے قومی پے سکیل کے مطابق تنخواہیں دینا شروع کر دیا ہے - *(احکام کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی ہے)-

قسم 2 کو یکم مارچ 1972ء ہی سے قومی پے سکیل دینے کے احکام اس محکمہ کے گشتی مراسلہ مورخہ 7 ستمبر 1972ء کے ذریعے جاری کئے گئے - *(احکام کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) -

قسم نمبر 3 کو بھی یکم مارچ 1972ء سے قومی پے سکیل دیئے گئے - اس کے لیے احکام ، شیڈول آف ویج ریٹس مجریہ 1972ء کے ذریعے جاری کئے گئے - *(شیڈول کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) -

مندرجہ بالا حالات سے ظاہر ہے کہ صوبہ بھر کے درجہ چہارم کے ملازمین کو یکم مارچ 1972ء سے قومی پے سکیلوں کے مطابق تنخواہ دینے کے احکام جاری کئے جا چکے ہیں -

---

* اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں -

کرایہ مکان (الاؤنس) کی ادائیگی

*5214 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت صرف لاہور ۔ راولپنڈی ۔ لائلپور اور ملتان کے سٹی ایریا کے تمام سرکاری ملازمین کو کرایہ مکان (الاؤنس) دیتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ الاؤنس ہر ضلع کے سرکاری ملازمین کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ الاؤنس مرکزی حکومت کی قومی پے سکیل کی سکیم کے مطابق صرف مذکورہ چار بڑے شہروں ۔ لاہور ۔ راولپنڈی ۔ لائلپور اور ملتان کے سرکاری ملازمین تک محدود ہے ۔ صوبائی حکومت کے پاس ہر ضلع کے سرکاری ملازمین کو یہ سہولت فراہم کرنے کے لیے فی الحال وسائل نہیں ۔

——:o:——

کورٹ فیس اور اسٹامپ ڈیوٹی کی مد سے آمدن

*5230 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یکم جولائی 1973ء تا 31 دسمبر 1973ء اور یکم جولائی 1972ء تا 31 دسمبر 1973ء صوبہ میں کورٹ فیس اور اسٹامپ ڈیوٹی کی مد سے کل کتنی آمدن ہوئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : 1- یکم جولائی 1973ء تا 30 نومبر 1973ء تک کل آمدن مبلغ 3,43,40,974 (تین کروڑ ، تینتالیس لاکھ ، چالیس ہزار ، نو سو چوہتر روپے) موصول ہوئی ۔

2- یکم جولائی 1972ء تا 30 نومبر 1973ء تک کل آمدن مبلغ 11,1,63,382 (گیارہ کروڑ ایک لاکھ ترسیٹھ ہزار تین سو بیاسی روپے) موصول ہوئی۔

3- دسمبر 1973ء کی کل آمدن دستیاب نہیں ہو سکی۔ جوکہ محکمہ متعلقہ جمع کر رہا ہے۔

——:o:——

صوبہ میں طلباء اور طالبات کے لیے ہوسٹلوں کی تعمیر کے لیے رقم کی تخصیص

*5239۔ مرزا فضل حق۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پنجاب میں طلباء و طالبات کے لیے ہوسٹل بنانے کے لیے وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو کوئی رقم فراہم کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کتنی رقم فراہم کی گئی ہے اور کیا متعلقہ محکمہ کو مذکورہ رقم دے دی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے): پنجاب میں طلباء و طالبات کے لیے ہوسٹل بنانے کے لیے وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو کوئی زر امداد فراہم نہیں کی۔ البتہ وفاقی حکومت اپنی نگرانی میں صوبہ پنجاب میں 2575 طلباء کے لیے ہوسٹل بنوا رہی ہے۔ جس میں سے 2280 طلباء کے لیے ہوسٹل سال رواں میں تعمیر کروائے جائیں گے اور بقایا 295 طلبا و طالبات کے لیے آئندہ سال میں ہوسٹل تعمیر کئے جائیں گے۔ متعلقہ تعمیرات کے لیے مرکزی محکمہ تعمیرات نے ٹنڈر طلب کر لیے ہوئے ہیں۔

صوبائی حکومت نے 27.93 لاکھ روپیہ ہوسٹلوں کی تعمیر کے لیے مختص کیا ہے اور کل رقم متعلقہ محکموں کو دے دی گئی ہے۔

مرزا فضل حق۔ کیا وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے کہ مرکزی حکومت نے ہوسٹلوں کی تعمیر کے متعلق حکومت پنجاب سے کوئی مشورہ کیا ہے کہ یہ ہوسٹل کہاں کہاں تعمیر کئے جائیں؟

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ۔ یہ ہمارے مشورہ اور تجویز پر ہوا ہے ۔ ہمارا اپنا پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کا محکمہ تعمیرات کے منصوبوں میں اتنا مصروف و مشغول ہے جس کی وجہ سے مرکزی حکومت نے یہ پیشکش کی کہ اگر ہم پسند کریں تو مرکزی پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ہماری اس سلسلے میں مدد کرسکتی ہے ۔

دوران ملازمت تعلیمی استعداد میں اضافہ کرنے والے ملازمین کو خصوصی ترقیاں دینا

***5245 ۔ مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم نشان زدہ سوال نمبر 3613 جس کا جواب مورخہ 25 ستمبر 1973ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالہ سے بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا دوران ملازمت تعلیمی استعداد میں اضافہ کرنے والے ملازمین کی تمام محکموں سے تفصیلات موصول ہو چکی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے اہلکاران کو خصوصی ترقیاں دی گئیں ۔

(ب) مذکورہ ملازمین میں سے جن کو ترقیاں دی گئیں ان میں کتنوں نے دوران ملازمت ایف ۔ اے ، بی اے اور ایم اے پاس کیا اور کس کس محکمہ میں کتنے اہلکاروں کو ترقیاں دی گئیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) ۔ دوران ملازمت تعلیمی استعداد میں اضافہ کرنے والے ملازمین کی تفصیلات تقریباً تمام محکموں سے موصول ہو چکی ہیں ۔ لیکن بعض ضروری تفصیلات فراہم نہیں ہو سکیں ۔ یہ تفصیلات جلد از جلد فراہم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ تاخیر کی صورت میں ان تفصیلات کا انتظار کئے بغیر موصول شدہ تفصیلات کی روشنی ہی میں حکومت آخری فیصلہ کر دے گی ۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں موجود ہے ۔

سپر ہائی وے منصوبوں کے لیے رقوم کی تخصیص

*5266 ۔ مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 73-1972ء اور 74-1973ء میں وزارت خزانہ نے سپر ہائی وے منصوبوں کے لیے کتنی رقم مختص کی اور اس میں سے کتنی رقم اب تک متعلقہ محکمہ کو ادا کی گئی اور جو ادا نہیں کی گئی اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : 73-1972ء اور 74-1973ء کے صوبائی ترقیاتی پروگراموں میں سپر ہائی وے منصوبوں کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

Please grant me leave for 2nd to 4th April as I am attending flood enquiry commission during these days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں غلام فرید چشتی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

میں 8 مارچ ۔ 20 مارچ اور 28 مارچ کو انشورنس

کمیٹی کی میٹنگ میں بوجہ بیمار ہونے کے شامل
نہیں ہو سکا ۔ اس لیے ان دنوں کی رخصت عطا
فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

سلام مسنون ۔ مزاج گرامی ۔ سٹینڈنگ کمیٹی
لوکل گورنمنٹ اینڈ سوشل ویلفیئر اینڈ اوقاف کی
میٹنگ منعقدہ 8 جنوری 1974ء میں حاضر نہیں
ہو سکا ہوں ۔ براہ نوازش رخصت متصور فرماویں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مخدوم حمید الدین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مخدوم حمید الدین صاحب
ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

سلام مسنون ۔ مزاج گرامی ۔ میں بوجہ علالت
سٹینڈنگ کمیٹی لوکل گورنمنٹ اینڈ سوشل ویلفیئر
اینڈ اوقاف کی منعقدہ میٹنگ 11 مارچ 1974ء میں

حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں لہذا رخصت تصور فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

Owing to my departure for Algeria as member of a Women's delegation, I will not be able to attend the Session of the Punjab Assembly between the 2nd and the 6th of this month.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری شبیر حسین چیمہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری شبیر حسین چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

گزارش ہے کہ میں عوامی میلے کے سلسلہ میں لاہور آیا ہوا تھا اور ریونیو میٹنگ منعقدہ 74 ۔ 3 ۔ 7 کی اطلاع میرے گھر کے پتہ پر گئی ہوگی ۔ جو مجھے نہیں مل سکی ۔ لہذا میں میٹنگ میں شرکت نہ کر سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

I shall be grateful if you please grant me leave for from 15-3-74 as I am unable to attend the Session.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

Reference your No. PAP/Com-Legis/4 (44)/ 72/1966, dated 12th March, 1974, regarding the Meeting held on 9th March, 1974. I request leave for absence may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I shall be grateful if you could kindly excuse my absence from the session as I am unable to attend the same.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ناصر علی بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی : ۔

گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 74 ۔ 3 ۔ 7 کو ریونیو کمیٹی کی میٹنگ میں شامل نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ قریبی رشتہ داروں میں فوتیدگی ہو گئی تھی اس لیے مہربانی فرما کر رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

I am down with fever. Therefore, my absence

from the Session may kindly be excused for four days i.e. from 2-4-74 to 5-4-74.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کیپٹن احمد نواز خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کیپٹن احمد نواز خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

جناب والا ۔ بوجہ علالت 74 ۔ 3 ۔ 15 کے اجلاس
میں شرکت نہ کر سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب والا ! میں اشیائے خوردنی کو ڈھکے بغیر فروخت کرنے پر پابندی عاید کرنے کے مسودہ قانون پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اشیائے خوردنی کو ڈھکے بغیر فروخت کرنے پر پابندی عاید کرنے کے مسودہ قانون پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 48 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ! میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انضباط و انصرام لاؤڈ سپیکر و ساؤنڈ ایمپلی فائر مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون انضباط و انصرام لاؤڈ سپیکر و ساؤنڈ ایمپلی فائر مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 44 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) انضباط پنبہ (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ، منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (نقل و حمل کی فیس کو جائز قرار دینا) انضباط پنبہ (مسودہ قانون نمبر 1 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ، منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

چودھری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ! میں مسودہ قانون (دعویداران کو ان کے استحقاق سے زاید اراضی کی فروخت) پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (دعویداران کو ان کے استحقاق سے زاید اراضی کی فروخت) پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 25 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائداد پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 36 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون محاسبہ و ضبطی ناجائز دولت و جائداد پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر

36 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 24 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 31 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 21 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون برقراری امن عامہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء

(مسودہ قانون نمبر 62 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون برقراری امن عامہ مغربی پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 62 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بریگیڈیر چودھری صاحب داد خان ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ تعزیرات پاکستان مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 19 بابت 1972ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) شفع پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) شفع پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 49 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 50 بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اکرم چیمہ ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون حقوق مالکانہ برائے زمین سکونت پذیران پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون حقوق مالکانہ برائے زمین سکونت پذیران پنجاب مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 20 بابت 1974ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 31 جولائی 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس دوبارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ چوھدری محمد انور نارو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں 30 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ 30 جون تک تو بجٹ سیشن ختم ہو چکا ہوگا ۔ آپ پندرہ دن کی مدت کم کر دیں ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ 15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چودھری محمد انور نارو صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس

برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی
مدت میں 15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چودھری امان اللہ لک ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی
کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے
سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ میاں خورشید انور صاحب رکن صوبائی اسمبلی
کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے
سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں
15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :
کہ جناب مرزا فضل حق صاحب رکن صوبائی
اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس
برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی
مدت میں 15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :
کہ جناب مرزا فضل حق صاحب رکن صوبائی
اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس
برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی
مدت میں 15 جون 1974ء تک توسیع کی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ! میں چودھری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی پنجاب کائن کنٹرول ویلیڈیشن آف دی
ٹرانسپورٹ فی بل 1974ء متعلقہ مجلس قائمہ کو
دوبارہ غور کے لیے بھیج دیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بل پہلے ہی مجلس قائمہ سے بااتفاق رائے مسترد ہو چکا ہے ۔ مجھے اس پر اعتراض ہے کہ جب یہ بل ایک دفعہ مسترد ہو چکا ہے تو پھر دوبارہ مجلس قائمہ کے سپرد کیسے کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو رپورٹ اس ایوان میں آئی ہے ۔ contents تو اس ایوان میں نہیں ہیں ۔ اگر کوئی تحریک آجاتی ہے کہ منظور کر لی جائے تو رپورٹ دوبارہ ریفر ہو سکتی ہے کہ نہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پہلے آپ رپورٹ سرکولیٹ کرائیں ۔ پھر ان کی موشن آئے ۔ ابھی رپورٹ ہی نہیں آئی تو موشن کیسے دوبارہ جانے کی ہو رہی ہے ۔ یہ پہلے ہی ریفر ہو چکا ہے اور اس پر فیصلہ ہو چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ رپورٹ پیش ہو چکی ہے ۔

Haji Muhammad Saif Ullah Khan : Sir, I move.

That the Report be taken into consideration atonce.

Sardar Saghir Ahmad : I oppose it, Sir.

مسٹر سپیکر ۔ یہ جو تحریک آئی ہے کہ دی پنجاب کائن کنٹرول ویلیڈیشن آف دی ٹرانسپورٹیشن فی بل 1974ء متعلقہ مجلس قائمہ کو دوبارہ غور کے لیے بھیج دی جائے ۔ کیا آپ اس میں یہ ترمیم کر رہے ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی جناب والا ۔ یہ دوبارہ ریفر کرنے کی پرویژن بھی ذرا بتا دی جائے کہ کس پرویژن کے تحت دوبارہ ریفر کرنے کی motion آئی ہے ۔

Mr. Speaker. I will take it up later. I keep it pending.

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوھدری محمد حیات گوندل ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 2 ۔ ز بابت 1973)ء کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ 1973ء (مسودہ قانون نمبر 2 ۔ ز بابت 1973ء) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس دربارہ استحقاقات کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں مسٹر جاوید حکیم قریشی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 کے بارے میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 13 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس سے پہلے کہ دوسری کارروائی شروع ہو ۔ میں آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ مولانا شمس الدین ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی کی المناک ہلاکت کے

سلسلے میں ایک متفقہ تعزیتی قرار داد منظور کی جائے اور ان کے لیے فاتحہ کہی جائے۔

Mr. Speaker. The matter will come up before the House after the adjournment motions. Now we take up adjournment motions.

سید تابش الوری ۔ ٹھیک ہے۔

تحاریک التوائے کار

سرکاری گاڑیوں کا ناجائز استعمال

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان ٹائمز مورخہ 12-2-1974 کے مطابق حکومت کے بعض محکموں کی سرکاری گاڑیاں ناجائز طور پر استعمال ہو رہی ہیں ۔ خبر میں کہا گیا ہے کہ افسران ان گاڑیوں کو اپنے بچوں کی سواری کے طور پر استعمال کر رہے ہیں ۔ اس سے عوام میں غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک vague form میں ہے ۔ کسی خاص واقعے کا اس میں ذکر نہیں کیا گیا کہ کس افسر نے کس وقت کون سی گاڑی کو misuse کیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ! میری گزارش اس سلسلے میں یہ ہے کہ یہ عام شکایت ہے کہ افسران گاڑیاں اپنے ذاتی استعمال میں لاتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے نام نہیں لکھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ نے لفظ "بعض" لکھا ہے اگر تو آپ نے یہ لکھا ہوتا ہے تمام محکموں کے تمام سرکاری افسران یہ گاڑیاں استعمال کر رہے ہیں تو یہ بڑی specific اور definite ہو جاتی ۔ آپ نے بعض محکموں سے متعلق لکھا ہے تو پھر یہ specify ہونا چاہیے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ! پھر اس کی تردید آ جاتی ۔ حکومت نے کوئی تردید نہیں کی ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ خبر بالکل درست ہے اور یہ حکومت کا فرض ہے کہ اس سلسلے میں کوئی فوری اقدام کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ خبر کے درست ہونے سے تحریک التواء نہیں بن جاتی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ! گو یہ تحریک التواء کار بالکل indefinite ہے تاہم جب یہ بات میاں خورشید انور صاحب ہمارے نوٹس میں لائے ہیں ۔ اب ہم خیال رکھیں گے کہ سرکاری گاڑیوں کا استعمال ناجائز طور پر نہ ہو ۔

Mr. Speaker. It is disposed of accordingly. "Accordingly" means that it is held to be vague and indefinite and it is not admitted.

ضلعی انتظامیہ کی طرف سے پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پگاڑو صاحب کو جھنگ شہر میں داخل نہ ہونے دینا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت لاہور مورخہ 19 فروری کے مطابق جھنگ شہر میں وہاں کی انتظامیہ نے پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پگاڑو صاحب کو جھنگ شہر میں داخل ہونے سے روک دیا جب کہ وہ جھنگ میں مسلم لیگی کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کرنے جا رہے تھے ۔ کافی طویل بحث و تکرار کے بعد پیر صاحب پگاڑا شریف واپس چلے آئے ضلعی انتظامیہ کے اس جابرانہ ۔ غیر جمہوری اور جمہوریت کش رویہ کی وجہ سے جھنگ شہر کے شہریوں اور کارکنان مسلم لیگ میں سخت اضطراب غم و غصہ اور ہیجان پایا جاتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! اس کے لیے میرا خیال ہے تھوڑی سی مہلت دی جائے ۔ میں اس کی مکمل تفصیلات جاننا چاہتا ہوں اور مکمل رپورٹ حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ جونہی رپورٹ موصول ہو گئی میں عرض کر دونگا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ! بہت دنوں سے میں نے اس کا نوٹس دے رکھا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اتنی زیادہ تحریکیں بھی نہیں تھیں کہ یہ جواب نہ دے پاتے اور پھر میری تحریک صرف نمبر دو پر تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! دو دن کی مہلت دے دی جائے اس کے بعد جواب دے دیا جائے گا ۔

رینالہ خورد میں سپر اسماعیل بس کمپنی کے ایک بس کنڈیکٹر کا ایک طالب علم کو بس کے نیچے دھکا دینا اور اس کی ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت 19 فروری 74ء کی اطلاع کے مطابق رینالہ خورد میں سپر اسماعیل بس کمپنی کی بس نمبر ایل ۔ ای ۔ جے 3586 پر سوار ایک طالب علم کو کنڈیکٹر نے دھکا دے کر نیچے گرا دیا جس سے وہ طالب علم تھوڑی دیر بعد جاں بحق ہو گیا ۔ اس ہولناک واقعہ کے بعد طلباء نے احتجاجی مظاہرے شروع کر دیے ۔ رینالہ خورد کے تمام طلباء اور ان لواحقین میں خصوصاً شہریوں میں سخت غم و غصہ اور ہیجان و اضطراب پایا جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ! یہ معاملہ sub judice ہے اس لیے اس پر غور نہیں کیا جا سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ! یہ کس طرح انہوں نے فرما دیا ہے کہ معاملہ sub judice ہے اور اس پر غور نہیں کیا جا سکتا ۔ تو پھر آپ کس لیے یہاں تشریف لائے ہیں ۔ یہ اتنا اہم واقعہ ہے اور آپ نے بڑی آسانی سے کہہ دیا کہ اس پر غور نہیں کیا جا سکتا ۔ اس قسم کے واقعات پہلے بھی ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب اگر تو آپ نے سپیکر کے فرائض سنبھال لیے ہیں تو آپ مجھے اطلاع کر دیں تا کہ پھر میرا کچھ کام ہلکا ہو جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ! اس قسم کے واقعات روزانہ کا معمول بن چکے ہیں حکومت کو چاہیے کہ اس کا کچھ تدارک کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب فاضل وزیر نے جو کچھ فرمایا ہے وہ میں نے سن لیا ہے ۔ مجھے بھی موقع دیں ۔ وزیر صاحب یہ بتائیں کہ یہ واقعہ sub-judice کس sense میں ہے ؟

وزیر قانون ۔ یہ معاملہ عدالت میں ہے ۔ اگر ہم اسمبلی میں غور کریں گے تو عدالت کی کارروائی متاثر ہونے کا خدشہ ہے ۔ کیس رجسٹر ہوا ہے عدالت نے اس کا cognizance لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً ان کی یہ تحریک التواء اس مقصد کے لیے نہیں ہے کہ ایک individual act پر کسی کو سزا دی جائے بلکہ ان کی تحریک التواء کا مقصد یہ ہے کہ قطع نظر اس کے کہ یہ الزام ٹھیک ہے یا غلط ہے ۔ اور اس کی اہمیت اس لیے بھی ہے کہ ایسے واقعات نہیں ہونے چاہئیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اگر ہم یہ کہیں کہ الزام غلط ہے یا صحیح ہے تو اس سے عدالت کی کارروائی متاثر ہوتی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ چونکہ عدالت میں یہ کیس ہے ۔ اس لیے آپ آج اس سلسلہ میں کوئی کارروائی کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ اس قسم کے واقعات ہوتے رہیں اور حکومت خاموش رہے ۔

وزیر قانون ۔ جہاں تک ان واقعات کا تعلق ہے جناب والا ۔ میں جنرل فارم میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ حال ہی میں حکومت نے ٹرانسپورٹروں کے خلاف جنہوں نے دو چار ایکسیڈنٹ کیے ہیں سخت اقدامات کیے ہیں ۔ میرے خیال میں کسی حکومت نے اس سے پیشتر اتنے سخت اقدامات ٹرانسپورٹروں کے خلاف نہیں کیے ۔ اس فاضل ایوان کے نوٹس میں بھی یہ بات ہے کہ ان دنوں میں کتنی کمپنیوں کے روٹ پرمٹ منسوخ کیے گئے ہیں ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister that the matter is sub-judice, the adjournment motion is not admitted.

پولیس کا گورنمنٹ کالج مظفرگڑھ کے احاطہ میں داخل ہو کر طلبہ پر لاٹھی چارج اور ان کی گرفتاری

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 27 فروری 1974ء کی اطلاع کے مطابق گورنمنٹ کالج مظفر گڑھ کے پرنسپل نے ایک بیان میں شدید احتجاج کیا ہے کہ آج پولیس نے کالج کے احاطہ میں داخل ہو کر طلباء پر لاٹھی چارج کر دیا اور بعض لڑکوں کو تو پولیس نے کمروں میں جا کر تشدد کا نشانہ بنایا جس سے کئی طلباء زخمی ہو گئے اور بعض کو گرفتار کرکے لے گئی جس سے شہریوں اور خصوصاً طلباء کے لواحقین میں سخت غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوائے کار حقائق پر مبنی نہیں ہے ۔ نہ تو پرنسپل صاحب نے کوئی ایسا بیان دیا ہے اور نہ ہی اس وقت طلباء میں غم و غصہ اور ہیجان پایا جاتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف نے اپنے بیان میں یہ کہا ہے کہ اس وقت کوئی غم و غصہ نہیں پایا جاتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ پرنسپل صاحب نے تو کوئی بیان نہیں دیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ پرنسپل صاحب نے جناب وزیر صاحب کو بیان نہیں دیا تھا ۔ انھوں نے بیان پریس میں دیا تھا اور پریس میں ان کا بیان آیا ہے ۔ اگر یہ واقعہ غلط تھا تو وزیر موصوف اس کی تردید فرما دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے یہ بھرے ایوان میں کہا تھا کہ پرنسپل نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس بھرے ایوان میں اس ضلع کے متعلق اراکین بیٹھے ہوئے ہیں ان سے تصدیق کر لیں کہ یہ واقعہ ہوا ہے یا نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ اس جھگڑے میں ان کو نہ الجھائیں ۔ یہ تحریک التوائے کار ان کی طرف سے نہیں آئی ہے اگر انھوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی ہے تو آپ ان کو کیوں الجھا رہے ہیں ۔

In view of the statement of the M nister that no such statement was issued by the Principal of the Government College, Muzaffargarh, the motion is disposed of.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ پرنسپل صاحب کی طرف سے بیان آ چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی تحریک التوائے کار نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میری نہیں ہے لیکن مجھے علم ہے یہ مظفر گڑھ کا واقعہ ہے ۔ چونکہ آپ کا موڈ سننے کا نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں موڈ کی بات نہیں ہے ۔ میاں خورشید انور صاحب نے ذاتی علم کی بنا پر نہیں کہا ہے ۔ اگر آپ کی یہ تحریک التوائے کار ہوتی اور اگر آپ کہتے کہ یہ میرے ذاتی علم میں ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے تو شاید میرا فیصلہ اس سے مختلف ہوتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ معزز اراکین اسمبلی یہ کس طرح ذمہ داری لے سکتے ہیں کہ ان کے ذاتی علم میں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے حلقے میں کوئی واقعہ ہو تو پھر مجھ سے پوچھیے ۔ میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ اگر واقعہ آپ کے حلقے میں نہ ہو تو آپ کس طرح ذمہ داری لے لیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ یہ بالکل درست ہے کہ یہ واقعہ پرنسپل کے بیان پر نہیں ہوا ۔ پرنسپل نے کوئی بیان نہیں دیا ۔ مسئلہ یہ تھا کہ جلوس بچوں نے نکالا اور جلوس کالج حدود سے باہر تھا ۔ کالج میں چونکہ دفعہ 144 لگی ہوئی تھی اس لیے پولیس کے لوگوں نے کہا کہ آپ دفعہ 144 کی خلاف ورزی نہ کریں ۔ اس پر بچوں نے پولیس پر پتھراؤ کیا ۔ ایک یا

دو سپاہی زخمی ہوئے ۔ یہ جو بھی tension اس وقت پیدا ہوئی ہے اس وجہ سے نہیں کہ پرنسپل نے بیان دیا تھا بلکہ یہ واقعہ کالج کی حدود سے باہر کا ہے اور ختم ہو چکا ہے ۔ اس پر میرا خیال ہے کہ مزید اسمبلی کی کارروائی روکنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو اگلی آئٹم پر آ گیا تھا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا کہ جو تحاریک التوائے کار اس ایوان میں پیش کی جاتی ہیں اور جو فاضل اراکین ان کو پیش کرتے ہیں بہر حال وہ ان کی ذمہ داری قبول کرکے پیش کرتے ہیں ۔ اب یہ آپ کا ارشاد یا یہ جو رولنگ آپ دے چکے ہیں میں اس پر تو کوئی تنقید نہیں کر سکتا لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ اگر وزیر موصوف کسی ذمہ داری کے بغیر کوئی یہاں بیان دے دیں اور اس پر تحریک التوائے کار کو admit نہ کریں تو یہ ایوان کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔ پھر یہ ہوگا کہ ذاتی ذمہ داری قبول کی جائے ۔ واقعہ چاہے مظفر گڑھ کا ہو یا کیمبل پور کا ۔ ذمہ داری میری ذات پر آ جاتی ہے ۔ وزیر موصوف کچھ کہتے ہیں اور پھر آپ کی صوابدید ہے کہ کس ضابطے اور قانون کے مطابق ہو کہ آپ اسے admit کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب اس سے پہلے بھی میں نے ایک نشست میں کہا تھا کہ ہوتا یوں ہے کہ فلاں اخبار میں یہ خبر چھپی ہے ۔ اس لیے اس ایوان کے کام میں التوا ہونی چاہیے ۔ کوئی فاضل رکن اس تحریک التوائے کار کو اپنی ذاتی ذمہ داری پر پیش نہیں کرتا ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہاں ہاؤس میں کسی اخبار کی خبر کا ذکر کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کو اس طرح سے پیش کیا جا سکتا ہے کہ فلاں کالج کے طلباء کے متعلق یہ بات ہوئی ہے تو پھر میرے لیے اس کا فیصلہ کرنا آسان ہوتا ہے ۔

صوبائی دارالحکومت میں مٹی کے تیل کی شدید قلت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ پاکستان ٹائمز 5 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں مٹی کے تیل کی ایک بار پھر شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔ تیل کی دوکانوں کے باہر عورتیں۔ بچے اور دیگر لوگ قطاریں بنا کر صبح سے شام تک کھڑے رہتے ہیں لیکن تیل نہ ملنے کی باعث وہ گھروں کو ناکام لوٹتے ہیں۔ بعض دوکانوں پر گیارہ روپے کنستر کی بجائے 15 روپے فی کنستر مل رہا ہے۔ حکومت کی بار بار یقین دھانیوں کے باوجود عوام بنیادی ضروریات سے محروم ہیں۔ اس صورت حال نے شہریوں میں غم و غصہ و پریشانی کی لہر دوڑا دی ہے۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ریلوے ویگنوں کی کمی کی وجہ سے کراچی سے لاہور میں تیل آنے میں تاخیر ہوتی ہے مگر مٹی کے تیل کی اس وقت صوبائی دارالحکومت میں بالکل کوئی کمی نہیں ہے اور یہی پوزیشن باقی صوبہ کے علاقوں میں ہے اور عوام کو مٹی کا تیل باقاعدگی سے مناسب اور مقرر قیمتوں پر دستیاب ہوتا ہے۔

Mr. Speaker. In vew of the statement by the Minister, the adjournment is not allowed.

صوبائی دارالحکومت میں چھوٹے گوشت کی مہنگے داموں فروخت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز 11 فروری کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں چھوٹے گوشت کے نرخ ساڑھے سات روپے مقرر کر دینے کے باوجود گوشت 9 اور 10 روپے سیر بک رہا ہے اور انتظامیہ کا کوئی رکن اس طرف توجہ نہیں دے رہا۔ شہریوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔ مقررہ نرخ پر گوشت نہ ملنے پر شہریوں میں غم و غصہ، اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا۔ صورت حال یہ ہے کہ حکومت نے طویل المیعاد

منصوبے بنائے ہیں اور ان کے لیے کیٹل فارم ، ڈیری فارم کے منصوبے ہیں اور حکومت جب طویل المیعاد منصوبے بناتی ہے تو کچھ وقت درکار ہوتا ہے ۔ جہاں پر کوئی مصنوعی قلت پیدا کی گئی ہو وہاں مناسب انتظامی کارروائی کی جاتی ہے ۔ مگر جہاں تک economic factors کا تعلق ہے یہ صرف طویل المیعاد منصوبوں سے ہی خوش اسلوبی سے طے کیا جا سکتا ہے ۔ اور اس کے علاوہ انتظامی طور پر حکومت انتظامات کر رہی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ حکومت منصوبے ہی بناتی رہے گی یا وہ قیمتیں بھی کم کرے گی ۔ حکومت بڑے عرصہ سے یہ دعویٰ کر رہی ہے کہ ہم منصوبے بنا رہے ہیں ۔ کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں ۔ بڑے خوش کن اعلان کیے جاتے ہیں مگر افسوس ہے کسی چیز کی قیمت جب بڑھ جاتی ہے تو وہ دوبارہ کم نہیں ہوتی ۔ لہذا حکومت کو چاہیے کہ فوری طور پر اس کو درست کرے ۔ یہ کہہ دینا کہ ہم منصوبے بنا رہے ہیں اور اس میں ابھی وقت لگے گا ۔ اس طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ دونوں طریقہ سے مسئلہ حل کیا جا رہا ہے ۔ فوری طور پر جو قیمتیں بڑھتی ہیں ان کے لیے انتظامی اقدامات کیے جاتے ہیں ۔ آپ نے دیکھا ہوگا جب بھی انتظامیہ اقدامات کرتی ہے قیمتیں کم ہو جاتی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اس جواب میں مختصر سا اضافہ کروں گا کہ حکومت کے پیش نظر یہ بات ہے کہ مہنگائی کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ پیداوار میں اضافہ کیا جائے ۔ چنانچہ حکومت نے کئی کروڑ روپے کا منصوبہ بنایا ہے اور ایک لائیو سٹاک بورڈ بنانے کی تجویز کو قبول کیا ہے ۔ بورڈ بن چکا ہے اور اس کے تحت مختلف جگہوں پر لائیو سٹاک یعنی بھیڑوں ، بکریوں اور دوسرے گوشت کے فارم بنائے جا رہے ہیں ۔ کوشش کی جائے گی کہ دودھ اور گوشت کی پیداوار میں اضافہ ہو ۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ سب کچھ ایک دن میں نہیں ہوگا لیکن جب فارم بن جائیں گے تو artificaial insemination پروگراموں کے تحت جلد از جلد افزائش نسل کی کوشش کی جائے گی اور پیداوار میں جوں ہی اضافہ ہوگا ۔ اس کے اثرات نظر آنا شروع ہو جائیں گے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister, the adjournment motion is not pressed.

ہنگامی قوانین جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

Mr. Speaker : Now we go on to the legislation.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب سول سرونٹس آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب سول سرونٹس آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 3 weeks.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ ہاؤسنگ امینڈمنٹ آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ایکوزیشن آف لینڈ ہاؤسنگ امینڈمنٹ آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 3 weeks.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی میونسپل ایڈمنسٹریشن پنجاب امنڈمنٹ آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی میونسپل ایڈمنسٹریشن پنجاب امنڈمنٹ آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come within 3 weeks.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ میں دی پنجاب ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پنجاب ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل آرڈیننس مجریہ 1974ء ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The report to come by 8-4-1974.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ آرڈیننس ابھی نافذ نہیں ہوا ۔ ابھی تک اس کا نوٹیفیکیشن نہیں ہوا اس پر گورنر کی طرف سے یکم اپریل کی تاریخ ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ پرنٹڈ کاپیاں سپلائی نہیں کی گئیں ۔ سائیکلو سٹائل کاپیاں اس ایوان میں آرڈیننس کی شکل میں پیش کی گئی ہیں ۔ چونکہ یہ آرڈیننس پیش نہیں ہوا اور جب تک کسی قانون کا گزٹ نوٹیفیکشن نہ ہو اس وقت تک وہ قانون نہیں بن سکتا ۔ جب تک یہ قانون کی شکل اختیار نہ کرے اس آرڈیننس کی پرنٹڈ کاپیاں ہمیں نہ ملیں یہ ایوان میں as a bill introduce نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ ہی آئین کی پرویژن سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ printed کی کیا definition ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب میرا مطلب نوٹیفیکیشن ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گزٹ اور نوٹیفیکیشن میں فرق ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. But there is no gazette notification for that. Till there is gazette notification, it is not more a law and it is not an Act. It cannot be laid down in the Assembly till it becomes an ordinance as provided in the Constitution.

Chudhri Mumtaz Ahmad Kahloon. Sir, Advocate Generl is here and can be consulted.

Mr. Speaker. I have to know if it is a fact.

Minister for Industries. Sir, if I may point out to the definition given in Article 128 of the Constitution, it says :

128. (1) The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take

immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

(2) An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance :

(a) shall be laid before the Provincial Assembly ...

It makes no reference to it being gazetted.

There is no mention for its coming into force and there is no limitation for its being issued as a gazetted part of the notification.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Rule 76 of the Rules of Procedure also refers to this, Sir.

Mr. Speaker. What is meant by promulgation ?

Haji Muhammad Saifullah Khan. Unless it is notified in the gazette, it cannot be called a law.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Sir, Rule 76 of the Rules of procedure says :

76. (1) The Secretary shall cause every Bill that has been introduced to be published in the Gazette as early as possible :

Provided that it shall not be necessary to publish in the Gazette the Bill which .

Mr. Speaker. This is beside the point. The objection is that the Ordinance which is being laid before the House has not been published in the Official Gazette and that unless it is published, it cannot be deemed to have been promulgated It is not about a Bill. The Ordinance is not a Bill.

Chaudhri Muhammad Anwar Samma. It is not being presented as an Ordinance.

Mr. Speaker. The objection is that there is no Ordinance. How can there be a Bill ? The objection is that "by promulgation" is meant that it is published in the official gazette.

وزیر اعلیٰ - جناب والا - اگر آپ اجازت دیں - تو ایڈوکیٹ جنرل بھی یہاں ہیں - وہ یہاں اس قانونی نکتہ کی وضاحت کر سکتے ہیں - جہاں تک اس بل کا تعلق ہے کہ اس کی گزٹ نوٹیفیکیشن یکم اپریل 1974ء کو ہو چکی ہے یا نہیں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کی گزٹ نوٹیفیکیشن بھی یکم اپریل 1974ء کو ہو چکی ہے - اس کے پروف میں دیکھ چکا ہوں اور یہ چھپ چکا ہے -

Mr. Speaker. If you have made a statement of fact that it has been published, then I need not call upon the Advocate General. I have to know it as a matter of fact whether it has been published. If it is published the objection cannot be entertained.

Advocate General. Sir, I bring it to your notice that actually publication in the gazette is not necessary. The moment it is signed by the Governor it becomes a law.

Mr. Speaker. I am not required to decide this point in view of the factual position.

وزیر اعلیٰ - جناب والا - دونوں پوائنٹ آپ کے سامنے لانا چاہتے تھے - قانونی نکتہ یہ ہے کہ جس لمحہ اس پر گورنر دستخط کر دیتا ہے - تو یہ قانون کی شکل اختیار کر لیتا ہے - اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کی وضاحت بھی ہو سکتی ہے -

Mr. Speaker. The Punjab Administrative Tribunals Ordinance, 1974.

ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

It is referred to the concerned Standing Committee ; the report to come within three weeks.

قرار داد تعزیت

مولانا شمس الدین - ڈپٹی سپیکر بلوچستان اسمبلی کی شہادت

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - پیشتر اس کے کہ آپ کوئی اور

کارروائی شروع کریں ۔ میں ایک قرارداد پیش کرنا چاہتا ہوں :

کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان مولانا شمس الدین مرحوم ڈپٹی سپیکر بلوچستان کی شہادت پر اظہار افسوس کرتا ہے اور دعا کرتا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے ۔ اور یہ ایوان مرحوم کے پس ماندگان سے ہمدردی کا اظہار کرتا ہے ۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ہم سب کو ان کی وفات کا افسوس ہے ۔ اور ہم سب اس غم میں شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ایک بڑا اندوہناک واقعہ ہوا ہے ۔ میں بھی اس غم میں برابر کا شریک ہوں ۔ میں نے ایک تار بھی بھیج دیا تھا ۔ اس میں میں نے آپ کی طرف سے اور اپنی طرف سے اس غم میں شریک ہونے کا اظہار کیا تھا ۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

Mr. Speaker : Now we take up next item. Minister for Law and Parliamentary Affairs.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ قرارداد جو آئٹم نمبر 2 پر درج ہے ۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ اس آرڈیننس کی کاپی ممبران میں تقسیم نہیں ہو سکی ۔ اس لیے اس کو آج کی بجائے کل پیش کرنے کی اجازت دی جاوے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس قرارداد کو پیش کرنے کا تعلق ہے اس کا انہیں حق ہے کہ وہ یہ کر سکتے ہیں ۔ اور واپس بھی لے سکتے ہیں ۔ جہاں تک یہ یقین دہانی لینے کا تعلق ہے کہ یہ کل پیش کی جاوے گی ۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ کیونکہ یہ مسئلہ متنازعہ ہے اور اس پر یہ بھی بحث ہوئی ہے کہ یہ قرارداد پیش بھی ہو سکتی ہے یا نہیں ۔ تو as a fresh item وہ اسے کل دے دیں ۔ لیکن آپ کی طرف

سے یہ یقین دہانی نہیں کرائی جا سکتی کہ یہ کل پیش ہوگی ۔ وہ اپنا fresh notice دے دیں ۔ اس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب ایک شق ایجنڈے کا حصہ بن جاتی ہے۔ تو اس کے بعد اس بارے میں بحث کی کیا ضرورت ہے کہ وہ زیر بحث آئے گی یا نہیں ۔ یہ ایجنڈے کا حصہ ہے اس لیے ضرور زیر بحث آئے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر وہ اعتراض کریں گے کہ زیر بحث نہیں آئے گی ۔ تو پہلے ان کا اعتراض defer ہو جائے گا ۔ اگر ان کے حق میں ہے ۔ تو ٹھیک ہے ۔ اگر ان کے حق میں نہیں ۔ پھر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

It is deferred. Now we go on to the third item.

مسودہ قانون

مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1974ء)

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اسکے بارے

میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کو
فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : I seek the heap of the House. In some of the legislatures the procedure that is followed is that the Minister, who pilots the bill, addresses the House by way of introduction and gives salient features of the bill so that some of the objections that are to be taken later on are dispelled at that stage.

Will the Hon'ble Minister like to do it or whether we should proceed as we have been proceeding earlier ?

وزیر تعلیم ۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں ۔ میں سمجھتا ہوں ۔ یہ ایک اچھی روایت ہو گی ۔ اگر آپ فرمائیں تو میں حاضر ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ لیکن ہماری موشنز ہیں اس سلسلہ میں ۔

Mr. Speaker : He is introducing the bill and making a short statement about the introduction. Minister for Education.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ دی یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور بل 1974ء جو آج اس ایوان میں زیر غور ہے ۔ اس سے اس یونیورسٹی کی تنظیم نو مراد ہے ۔ اور اس کے مقاصد یہ ہیں کہ درس و تدریس کو ۔ مطبوعات کو اور جامعہ کے انتظامات کو بہتر بنایا جاوے اس کی خود مختاری کا تعین اور تحفظ کیا جاوے ۔ اس کے مختلف اداروں کو جمہوری بنایا جاوے ۔ اور ساتذہ ۔ طلبہ اور عوامی نمائندوں کو اس کے انتظام میں منسلک کیا جاوے ۔ ان سب باتوں کا اس بل میں اہتمام کیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ میں اس کے چند بڑے اداروں کا ذکر کرتا ہوں ۔ یونیورسٹی کا سب سے بڑا لیجسلیٹو آرگن سینیٹ ہوتا ہے ۔ پچھلے آرڈیننس کے تحت ہماری حکومت سے پہلے سینیٹ کو ختم کر دیا گیا تھا اور میں سمجھتا ہوں اور ہماری

حکومت بھی یہ سمجھتی ہے کہ یہ یونیورسٹی کی خود مختاری پر بہت کاری ضرب تھی ۔ اس لیے ہم نے صرف ایک سینیٹ کو دوبارہ قائم کیا ہے بلکہ سینیٹ کی از سر نو تشکیل اس طرح کی ہے کہ اس کو نہایت جمہوری اقدار پر بنایا جائے ۔ اس لیے سینیٹ میں اساتذہ کے تمام درجوں کو مثال کے طور پر پروفیسرز ۔ ایسوسی ایٹ پروفیسرز ۔ اسسٹنٹ پروفیسرز اور لیکچرارز کو اس میں شامل کیا ہے ۔ طلباء کی تنظیم کے نمائندے بھی اس میں شامل کیے گئے ہیں ۔ اس میں ملک کے عالم فاضل حضرات جو یونیورسٹی میں کام نہیں کرتے ہیں ان کو بھی شامل کیا گیا ہے ۔ اور عوامی نمائندوں کو بھی اس میں نمائندگی دی گئی ہے تاکہ یہ ادارہ سارے ملک کی جو احساسات ہیں ان کی ترجمانی کر سکے اور اس کو صحیح معنوں میں جمہوری اقدار پر چلایا جا سکے ۔

دوسرے جناب والا ۔ اس کا ایگزیکٹو آرگن یعنی سنڈیکٹ ہے ۔ اس کو پہلے سے اور زیادہ با اختیار ادارہ اور موثر ادارہ بنایا گیا ہے اور سنڈیکٹ میں اساتذہ کے نمائندے ۔ طلباء کے نمائندے اور عوامی نمائندوں کو شامل کیا گیا ہے ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ یونیورسٹی کی ایکیڈمک کونسل ہے جو کہ تمام علم و ادب ۔ تحقیق ۔ درس و تدریس و امتحانات میں ان تمام چیزوں کا کلی اختیار رکھتی ہے ۔ اس کونسل میں اور سینیٹ میں عالم فاضل حضرات اور یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے اور جو بھی اس ملک میں حضرات موجود ہیں ان کو نمائندگی دی گئی ہے ۔ تمام علمی کاموں میں مکمل اختیارات حاصل کیے گئے ہیں ۔ اور کوئی ادارہ یا کوئی شخص اس میں مداخلت نہیں کر سکے گا ۔

اس کے بعد جناب والا ! کسی بھی ادارے کو چلانے کے لیے جب تک اس کی financial independence نہ ہو اس کو مالی استقلال حاصل نہ ہو وہ اس وقت تک اپنی اپنی خود مختاری کی حفاظت نہیں کر سکتا ۔ اس کا تحفظ نہیں کر سکتا ۔ اس لیے اس بل میں اس چیز کا اہتمام کیا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے لیے ایک فنڈ قائم کیا جائے اور یونیورسٹی کے جو اپنے محصولات ہیں ۔ مثال کے طور پر امتحانوں کی فیسیں اور جو عطیات ہیں تو ان جملہ امور کے پیش نظر

ایک یونیورسٹی گرانٹ کمیشن قائم کیا گیا ہے جس کو نیشنل اسمبلی اور سینیٹ دونوں نے پاس کر دیا ہے ۔ یونیورسٹی گرانٹ کمیشن بل پاس ہو چکا ہے ۔ پچھلے دنوں کے دوران میں یہ ہمیشہ کہتا رہا ہوں کہ یہ کر دیا جائے تو میں اب کہتا ہوں کہ یہ اب کر دیا گیا ہے اور اس چیز کو نیشنل اسمبلی اور سینیٹ دونوں نے منظور کر لیا ہے ۔ اس طرح یونیورسٹی کو مالی خود مختاری بھی حاصل ہو جائے گی ۔ جناب والا ۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے 15 مئی 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

> That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th May, 1974.

Minister for Education. Opposed.

Mr. Speaker. Mian Khurshid Anwar.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے 51 اپریل 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th April, 1974.

Minister for Education. Opposed.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud not present. Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974 جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدیں ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 15 مئی 1974ء تک پیش کرے :۔

(1) ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

(2) ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

(3) ۔ میاں خورشید انور ۔

(4) ۔ سید دیوان غلام عباس بخاری ۔

(5) ۔ خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔

(6) ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

(7) ۔ مخدوم حمید الدین ۔

(8) ۔ مسٹر عبدالقیوم بٹ ۔

(9) ۔ مسٹر رؤف طاہر ۔

(10) ۔ مسٹر منظور احمد موہل ۔

(11) ۔ سید تابش الوری ۔

(12) ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان (محرک) ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 15th May, 1974 :

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Sardar Amjad Hameed Khan Dasti.
3. Mian Khurshid Anwar.
4. Syed Dewan Ghulam Abbas Bokhari.
5. Khan Amir Abdullah Khan Rokhari.
6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.
7. Makhdum Hameed-ud-Din.
8. Mr. Abdul Qayyum Butt.
9. Mr. Rauf Tahir.
10. Mr. Manzoor Ahmed Mohal.
11. Syed Tabish Alwari.
12. Haji Muhammad Saifullah Khan (the mover).

Minister for Education. Opposed.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدین ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ 9 اپریل 1974ء تک پیش کرے :

(1) ۔ ملک اللہ دتہ ۔

(2) ۔ مسٹر نور محمد خان ۔

(3) - شیخ عزیز احمد -

(4) - مسٹر احمد بخش تھیم -

(5) - بیگم آباد احمد خان -

(6) - خان تاج محمد خان -

(7) - چودھری غلام احمد باجوہ -

(8) - محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر -

(9) - چودھری محمد نواز -

(10) - چودھری محمد یعقوب اعوان -

(11) - مسٹر نوازش علی خان -

(12) - میاں خورشید انور (محرک) -

Mr. Speaker. The motion is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 9th April, 1974 :

1. Malik Allah Ditta.
2. Mr. Nur Muhammad Khan.
3. Sheikh Aziz Ahmad.
4. Mr. Ahmad Bakhsh Theem.
5. Begum Abad Ahmad Khan.
6. Khan Taj Muhammad Khan.
7. Chaudhri Ghulam Ahmad Bajwa.
8. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
9. Chaudhri Muhammad Nawaz.
10. Chaudhri Muhammad Yaqub Awan.

11. Mr. Nawazish Ali Khan.
12. Mian Khurshid Anwar (the mover).

Minister for Education. Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. I beg to move :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 7th April, 1974 :

1. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
2. Mr. Javed Hakim Qureshi.
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Begum Syeda Abida Hussain.
5. Haji Muhammad Saifullah Khan.
6. Chaudhri Muhammad Yaqub Awan.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Chaudhri Amanullah Lak.
9. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud (the mover).

Mr. Speaker. The motion is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 7th April, 1974 :

1. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
2. Mr. Javed Hakim Qureshi.
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Begum Syeda Abida Hussain.
5. Haji Muhammad Saifullah Khan.
6. Chandhri Muhammad Yaqub Awan.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Chaudhri Amanullah Lak.

9. Makhdumzada Syed Hassan Mahmum (the mover).

Minister for Education. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اجازت ہو تو پرنسپلز پر بھی ساتھ ہی ڈسکس کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں میں سمجھتا ہوں کہ اس امر سے کسی کو اختلاف نہیں ہو گا کہ پاکستان جیسے اور بالخصوص صوبہ پنجاب جیسے پسماندہ صوبے میں سائنس اور انجنیرنگ کی تعلیم و ترویج پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے ۔ جہاں تک اس بل کے پیش کرنے کا تعلق ہو سکتا ہے کہ بل کی چند دفعات سے ہمیں اختلاف ہو ۔ ہو سکتا ہے یہ بل وہ تمام تقاضے پورے نہ کرے جو اس صوبہ کے لیے ضروری ہیں ۔ مگر میں اس سلسلے میں خوش آمدید کہتا ہوں اور میں فاضل وزیر تعلیم کو مبارک باد دینے میں قطعاً ہچکچاہٹ محسوس نہیں کروں گا کہ انہوں نے یونیورسٹی آف انجنیئرنگ بل کو اس ایوان میں پیش کرکے اس امر کی کوشش کا اظہار کیا ہے کہ پہلے سے نافذ شدہ قانون کو زیادہ سے زیادہ موثر بنایا جائے ۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی مجھے یہ افسوس ضرور ہے کہ جس امر کا اظہار انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا ہے اور جس جذبے کا اظہار انہوں نے کیا ہے کہ ہم یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختار ادارہ بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ ہم یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس موجودہ بل سے ان کے دونوں دعوؤں کی نفی ہوتی ہے ۔ محض چند ترمیمات کے علاوہ جو ان میں سے خوش آئند ہیں چند ایسی بھی ہیں جن میں یونیورسٹی کو جکڑنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ جناب والا ۔ ایسی کوئی خاص ترمیم اور خاص اہمیت اس بل کو نافذ کرنے کی مجھے تو ظاہر نہیں ہو سکی ۔ محض بل کو پیش کر دینے سے اس امر کی دلالت تو ضرور ہے کہ حکومت کو احساس ہے ۔ حکومت متوجہ ہے اور

حکومت چاہتی ہے کہ انجنیئرنگ کی تعلیم عام ہو۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ ذرائع پیدا نہیں کر رہی۔ وہ صورت پیدا نہیں کر رہی اور وہ قانون نہیں لا رہی جو کسی یونیورسٹی کو خود مختار اور زیادہ فعال بنانے کے لیے ضروری ہوا کرتا ہے۔

جناب والا۔ میں اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے اور بالخصوص جناب وزیر تعلیم کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں کہ یہ انجنیئرنگ یونیورسٹی جو اس وقت اس قانون کے بننے سے پہلے قائم ہے۔ اس صوبہ میں سب سے پہلی بار 1961ء میں قائم کی گئی تھی۔ 1961ء سے پہلے اس صوبہ میں کوئی بھی انجنیئرنگ یونیورسٹی نہیں تھی۔ انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ اس یونیورسٹی کا موجودہ قانون جو نافذ ہے اس میں سینٹ کو ختم کر دیا گیا تھا۔ اس میں دوسرے عہدے۔ دوسری faculties اور دوسری اتھارٹیز کو ختم کر دیا تھا جن کو انہوں نے revive کیا ہے۔ میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ یہ یونیورسٹی وہ دی ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی آرڈیننس 1961ء کے تحت صوبہ میں پہلی بار 1961ء میں قائم ہوئی اور وہی ابھی تک چل رہی ہے۔ اس سے قبل اس صوبہ میں صرف انجنیئرنگ کالج ہوا کرتا تھا جو پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ affiliated تھا۔ جس کا تمام انتظام و انصرام۔ امتحانات اور دیگر کنٹرول پنجاب یونیورسٹی کے پاس ہوا کرتا تھا۔ اس موجودہ قانون سے پہلے کوئی یونیورسٹی قائم ہی نہیں تھی تو انہوں نے کس طرح کسی چیز کو revive کیا ہے یا وہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے فلاں فلاں چیز اس میں نئی ڈالی ہے جو ضروری ہو سکتی ہے۔ ضروری تھی اور میں سمجھتا ہوں ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا۔ جہاں تک اس صوبہ کی ضروریات کا تعلق ہے۔ جہاں تک اس صوبہ میں سائنس اور انجنیئرنگ کی اہمیت کا تعلق ہے میں کہوں گا کہ محض بل پیش کر دینے سے۔ محض قانون بنا دینے سے آرڈیننس نافذ کر دینے سے وہ مدعا پورا نہیں ہو سکتا تا وقتیکہ ہم انہیں نیک دار جذبات اور انہیں خوش دل اقدامات سے نہ چلائیں۔ یونیورسٹی کو یونیورسٹی کا یہ درجہ نہ

دیں اور اسے اپنا سیاسی اکھاڑہ ۔ سیاسی میدان یا سیاسی غراض کا اڈہ نہ بنا دیں ۔ یاد رکھیں جو قومیں ۔ جو ملک ۔ جو صوبے تعلیمی اداروں کو سیاسیات کا اکھاڑہ بناتی ہیں یا انہیں اپنی خواہش کے تابع کرنا چاہتی ہیں وہ کبھی ترقی نہیں کر سکیں اور نہ ہی وہ ادارے پنپ سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ یونیورسٹی آف انجنیئرنگ جس کا قانون آج ہمارے ہاں زیر غور ہے اس میں سب سے پہلا اور بنیادی اعتراض مجھے جو ہے وہ یہ ہے کہ اسے صرف لاہور کی یونیورسٹی بنا کے رکھ دیا گیا ہے ۔ اس کا نام بھی یہی رکھ دیا ہے یعنی یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور ۔ میں اس منطق کو نہیں سمجھ سکا ۔ اس سے پہلے 1961ء میں یہ آرڈیننس نافذ کیا گیا تھا ۔ اس وقت ون یونٹ تھا اور موجودہ ملک اور یہ چاروں صوبے اس کے اندر تھے ۔ تو اس وقت بھی اس کو کسی ایک شہر کی یونیورسٹی نہیں بنایا گیا تھا بلکہ اس کی اہمیت کے پیش نظر ۔ اس کو زیادہ جامع بنانے کے لیے ۔ اس یونیورسٹی کو صحیح یونیورسٹی کا تاثر دینے کے لیے اس کا نام ۔ دی ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی رکھا گیا تھا ۔

جناب والا ۔ اگر صوبہ مغربی پاکستان کے وقت میں یہ یونیورسٹی بنے تو اسے مغربی پاکستان کی یونیورسٹی کا نام دیا جائے ۔ اس کا دائرہ اختیار موجودہ چاروں صوبوں پر رکھا جائے اور وہ یونیورسٹی تمام ملک کی یونیورسٹی کہلائے ۔ اور آج جب کہ یہ ایوان اس صوبہ کے لیے یہ یونیورسٹی بنا رہا ہے تو ہم اس کا نام تک پنجاب لکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ ویسٹ پاکستان کی بجائے اس کا نام پنجاب یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ہونا چاہیے تھا ۔ اس کے نام کے ساتھ پنجاب نہیں لکھا گیا ۔ اخر یہ انٹرنیشنل یونیورسٹیاں ہوتی ہیں ۔ ان کی ڈگریاں انٹرنیشنل ہوتی ہیں ۔ تمام ممالک میں یہ ڈگریاں مانی جاتی ہیں ۔ اس کی سندات مانی جاتی ہیں ۔ مجھے بتائیے کہ آپ کا تشخص لاہور سے پیدا ہوتا ہے یا پنجاب سے پیدا ہوتا ہے ۔ آپ کے صوبے کی یونیورسٹی پنجاب کی یونیورسٹی کے نام سے موسوم ہو کر کہلائی جا سکتی ہے یا پنجاب کے نام سے eliminate کرکے اسے صرف لاہور کا نام دے کر پھر کہیں کہ ہم نے یونیورسٹی بنا دی ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ یونیورسٹی

کے ساتھ ایک مذاق ہے ۔ میں استدعا کروں گا کہ اگر ان سے دانستہ غلطی نہیں اور سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پنجاب کا نام اس کے ساتھ نہیں لگایا گیا تو وہ اپنی غلطی کو محسوس کریں وہ اس کا اعلان کریں کہ یہ یونیورسٹی پنجاب یونیورسٹی آف انجنیرنگ اینڈ ٹیکنالوجیکل کہلائے گی جس طرح سے پہلے ویسٹ پاکستان کی تھی ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ ایک طرف تو اس یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ اہم بنانے کے دعوے کئے گئے اور یہ بتایا گیا کہ یہ خود مختار بھی ہو گی لیکن دوسری طرف اس کے ساتھ وابستہ پہلے ایک اختیار جو کہ یونیورسٹی کو حاصل تھا کہ وہ چاہے کسی بھی تعلیمی ادارے ۔ چاہے کسی بھی انجنیرنگ کالج کو اپنے خرچ پر اپنی نگرانی میں چلا سکتی ہے ۔ انہوں نے اس موجودہ آرڈیننس سے وہ اہم ترین جز کو ختم کر دیا ہے اور اس کے ساتھ یہ شرط لکھ دی گئی ہے کہ اب اگر یونیورسٹی کوئی کالج اپنے ساتھ affiliate کرے گی تو صرف وہ کالج affiliate کرے گی جو وہ maintain نہیں کر رہی ہو گی اور جب اس کو affiliate کرنے کا صرف اسی کو اختیار ہے تو کالج چلانے کا اختیار خود بخود ختم ہوگا ۔ اگر یونیورسٹی کسی کالج کو خود چلاتی ہے تو وہ اس یونیورسٹی کا حصہ نہیں بن سکتا ۔ کیونکہ جو کالج یونیورسٹی maintain کرے وہ کالج یونیورسٹی کے ساتھ affiliate نہیں ہو سکتا حالانکہ ایسی پروویژن پہلے نہیں تھی ۔ جناب اس واضح فرق کے متعلق میں ان کی خدمت میں عرض کروں کہ جو پہلے کالج کی definition دی گئی تھی اس میں یہ تھا ۔

"College" means a college maintained or recognised by or affiliated to the University.

جناب والا ۔ اس کے ساتھ کسی قسم کی پابندی اس سابقہ آرڈیننس میں نہیں تھی جو وہ اس ادارے کو affiliate نہیں کر سکتی جس کو وہ خود maintain کر رہی ہو ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ یونیورسٹی کوئی ادارہ کوئی کالج maintain نہیں کر سکتی جو اس کا لازمی جزو ہے ۔ صرف ایک کالج کی حدود تک یونیورسٹی کو محدود رکھ

دینا اور اسے یہ اختیار نہ دینا کہ وہ کوئی ادارہ چلا سکتی ہے - یہی میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی کے ساتھ زیادتی ہے - اس زیادتی کو ختم کرنا چاہیے اور اسے کالج affiliate کرنے کا بھی اور maintain کرنے کا بھی اسی طرح اختیار دینا چاہیے جس طرح پہلے تھا - اس سے زیادہ ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ اتنا ضرور ہونا چاہیے جتنا سابقہ آرڈیننس میں موجود تھا -

جناب والا - اس میں پرو چانسلر کا ایک عہدہ بھی ہے جو میں سمجھتا ہوں اسی حکومت کی ایجاد ہے - مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس تتمہ کو اس یونیورسٹی کے ساتھ لگانے کی آپ کو ضرورت کیوں محسوس ہوئی - اگر یہ تتمہ لگانے کی ضرورت تھی تو پرو چانسلر کے عہدہ کو create کرنے کی کیا ضرورت تھی - کم از کم وہاں دیکھ لینا چاہیے کہ پرو چانسلر کا زیادہ سے زیادہ یونیورسٹی کے اندر عمل دخل ہوگا جو یونیورسٹی کی خود مختاری کو سلب کرے گا اور کرتا رہے گا - جب آپ نے گورنر کو چانسلر بنا دیا ہے گورنر اس یونیورسٹی کا چانسلر بن گیا ہے تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ گورنر حکومت سے باہر ہے ؟ کیا گورنر کی موجودگی حکومت کی موجودگی ظاہر نہیں کرتی - گورنر کا کنٹرول پنجاب کا کنٹرول نہیں ہے ؟ کیا آپ کو گورنر پر بے اعتمادی ہے ؟ کیوں آپ یونیورسٹی میں زیادہ سے زیادہ عمل دخل رکھنا چاہتے ہیں اور اس سے اپنی اغراض کے تابع کام کرانا چاہتے ہیں - استعمال کرانا چاہتے ہیں ؟ آخر آپ کو اس کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی کہ آپ اکثریت کے بل بوتے پر اس عہدہ کو قائم کرنا چاہتے ہیں - اس کو منظور کرانا چاہتے ہیں - پھر آپ کا پرو چانسلر وزیر تعلیم ہوگا - آگے جا کر اس قانون میں آپ لکھتے ہیں کہ کسی بھی یونیورسٹی کی میٹنگ میں اگر گورنر حاضر نہ ہو شرکت نہ کرے اور صدارت نہ کرے تو جس آدمی کو وہ نامزد کرے وہ اس کی صدارت کرے گا - اس میں صراحت نہیں - defined authority میں ہے کہ سینیٹ اور سنڈیکٹ کے ممبران میں سے - پرو چانسلر کو - وائس چانسلر کو کسی عہدیدار کو جس کو وہ چاہیے نامزد کر سکتا ہے -

Any body may be nominated by him to preside ovre the meeting.

یہ کتنا بڑا خلا ہے ۔ کتنی بڑی غلطی ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے دور نہیں کیا ۔ جب آپ پرو چانسلر کے عہدے کو اتنا اہم سمجھتے ہیں تو پھر اس کمی کو دور کرائیے ۔ بجائے اس کے کہ وہ ہر میٹنگ کے لیے اپنا نامزد آدمی بھیجے ۔ ایک نیا آدمی بھیجے جو جا کر صدارت کرے ۔ اس میں define کر دیں کہ پرو چانسلر سے صدارت کرانا چاہتے ہیں یا وائس چانسلر سے کرانا چاہتے ہیں ۔ اگر آپ اس کو مبہم رکھنا چاہتے ہیں تو اس شکل میں مبہم رکھیں کہ ان میں سے کسی کو بھی نامزد کر دیں ۔ آپ اس پر توجہ دیں ۔

جناب والا ۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جہاں یونیورسٹیوں کی خامیوں کو پیش کروں گا وہاں میں ان کی اچھائیوں کا بھی برملا اعتراف کروں گا ۔ تائید کروں گا ۔ اس میں اچھی چیزوں میں سے جو سب سے اچھی چیز دکھائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ سٹوڈنٹس یونین کو بطور تنظیم تسلیم کیا گیا ہے ۔ اور انھیں بطور تنظیم کے یونیورسٹی میں نمائندگی کا حق دیا گیا ہے جو نہایت اچھا اقدام ہے ۔ نہایت مستحسن عمل ہے ۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ عرض کروں گا کہ جہاں سٹوڈنٹس کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے ۔ جہاں آپ نے اس کو مانا ہے کہ سٹوڈنٹس کو یونیورسٹی کی کارکردگی میں نمائندگی دی جائے ۔ وہاں کم از کم ان کی نمائندگی کو دیکھیں کہ آیا ان کی تعداد کے تناسب کے مطابق دی گئی ہے یا محض یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہم نے سٹوڈنٹس کو نمائندگی دے دی ہے ۔ اس طبقے کو یہ انتہائی ذلیل نمائندگی دی گئی ہے جس کی تعداد سب سے زیادہ ہے ۔ میں یہ مطالبہ کروں گا کہ اگر آپ نے سٹوڈنٹس کو نمائندگی ان کی اہمیت اور وقت کے تقاضے کے مطابق دی ہے تو ان کو مناسب نمائندگی دیں اور یہ موجودہ تعداد جو ہے اس کو اتنا بڑھائیں کہ وہ صحیح طریقے سے اپنی نمائندگی کر سکیں ۔

جناب والا ۔ ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آ سکی ۔ اب تک ہوتا یہ رہا ہے اور وہی عمل اس آرڈیننس میں دھرایا گیا ہے کہ ایک طرف تو گورنر کو چانسلر بنایا گیا ہے کہ وہ اس یونیورسٹی کا صدر بھی ہوگا ۔ اس صدارت میں میٹنگ ہوگی ۔ دوسری طرف یہ پروویژن رکھی گئی ہے کہ جب ایک فیصلہ

اس کی صدارت میں یونیورسٹی کر دے ۔ جب کوئی چیز اس کی صدارت میں ہی پاس ہو جائے ۔ وہ اس میں موجود بھی رہا ہو ۔ رائے بھی دے چکا ہے ۔ پھر بھی اسے اختیار ہے کہ وہ چاہے تو چند محدود قیود کے تحت تمام تر کارروائی کو کالعدم قرار دے سکتا ہے ۔ اس صورت میں اس کا جواز پیدا ہو سکتا تھا اگر وہ خود اس میں موجود نہ ہوتا جیسے کہ آئین میں رکھا گیا ہے کہ گورنر چاہے تو اسمبلی کی پاس کردہ کارروائی کو مسترد کر سکتا ہے ۔ لیکن اس کا جواز موجود نہیں ہے ۔ چہ جائیکہ یہ اختیارات گورنر کو دے جائیں کہ جس کارروائی میں وہ خود شرکت کر رہا ہو اس کو وہ کالعدم قرار دے سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے اسی طرح یونیورسٹی کو جمہوری بنانا ہے ۔ یہی جمہوریت لانی ہے کہ ایک ہاتھ سے دے کر دوسرے ہاتھ سے تمام اختیارات سلب کر لیتے ہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ یہ آرڈیننس اور یہ قانون میں سمجھتا ہوں ان کی جمہوریت اور آزادی کے برعکس ہے ۔

جناب والا ۔ اعزازی ڈگریاں دینا یونیورسٹیوں کی صوابدید پر ہے کہ جس کو چاہیں دے سکتی ہیں ۔ اور یونیورسٹی جس کا چیئرمین جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ پریذیڈنٹ یا گورنر ہو ۔ باوجود اس کے اگر یونیورسٹی کسی کو اعزازی ڈگری دینے کا فیصلہ کرتی ہے تو وہ اپنی صوابدید پر فیصلہ کرے ۔ پھر اس کی توثیق گورنر سے دوبارہ نہ کرائیں ۔ اگر گورنر دوبارہ توثیق نہ کرے تو اعزازی ڈگری نہیں دی جا سکتی ۔ مجھے ایسی آزادی دیکھنے میں نہیں آئی ۔ شاید کرنل صاحب نے ایسی آزادی دیکھی ہوگی ۔ جناب والا ۔ ایسے طریقہ کار کے لیے statutes ہیں ۔ ریگولیشنز ہیں ۔ وہ تمام تر کارروائی جو گورنر کی خود موجودگی میں ہو اسے کالعدم نہیں ہونا چاہیے ۔ آپ نے جو اتنے پاورز گورنر کو دیے ہیں ۔ جو آپ نے تمام تر اختیارات گورنر کو دیے ہیں اس کا کیا فائدہ ہے ۔ کیا ضرورت تھی ۔ یا تو پھر چیئرمین اس کا کوئی اور بنتا تاکہ وہ اس کارروائی کی چھان بین کر سکتا وہ دیکھ سکتا کہ یہ صحیح ہے یا غلط ہے ۔ آپ نے چانسلر کو ڈائریکٹ چیئرمین بنا دیا ہے وہ تمام تر قوت اپنے پاس رکھتا ہے ۔ آپ نے یونیورسٹی کو ایک بیکار ادارہ بنا دیا ہے ۔ یہ بالکل غلط اور غیر ضروری فعل ہے ۔

جناب والا ۔ آپ اس آرڈیننس کو بغور دیکھیں جو موجودہ بل کی شکل

میں ایوان میں موجود ہے اور جسے قانون بنانا مقصود ہے ۔ تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس تمام تر یونیورسٹی کے ڈھانچہ میں وائس چانسلر کا عہدہ اہم ترین عہدہ ہے ۔ اور اسے ایگزیکٹو اتھارٹی قرار دیا گیا ہے ۔ اور اس کی مدت tenure کے لیے لکھ دیا گیا ہے "Pleasure of the Chancellor" چاہے وہ کام صحیح کرے یا غلط کرے کیونکہ یہ بھی ایک تکیہ کلام بن چکا ہے کہ خوشنودی مزاج نہایت ضروری ہے اور اگر یہ حاصل نہ ہو تو کام نہیں بن سکتا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسئی صدارت پر متمکن ہوئے)

وائس چانسلر کی اہمیت کے پیش نظر اس کے عہدہ کی مدت مقرر کرنا ۔ اسے یہ ذہنی اذیت دینا کہ وہ چار سال سے زائد رہ نہیں سکتا ۔ مجھے بتائیں کہ وہ عہدہ جس کی اہمیت کو آپ تسلیم کرتے ہیں اور جس کے ارد گرد تمام یونیورسٹی کا نظام گھومتا ہے اس کو آپ صرف چار سال کے لیے رکھیں ۔ کیا وہ اپنی بہتری سوچے گا یا یونیورسٹی کی بہتری سوچے گا ۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرح دوسرے تمام شعبوں میں آپ نے کل وقتی تنخواہ دار ملازمین کو رکھنا ہے تو یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو بھی اسی معیار اور اسی طریقے پر آپ کیوں نہیں رکھتے ۔ جب تک وہ بہتر کام کرے ۔ جب تک وہ اپنی شرائط ملازمت پوری کرتا رہے ۔ جب تک وہ قواعد و ضوابط کی پابندی کرتا رہے اس وقت تک وہ وائس چانسلر رہے ورنہ یہ یونیورسٹی کھلونا بن کر رہ جائے گی ۔ اور جس طرح ہوتا رہتا ہے کہ کوئی بھی وائس چانسلر آئے گا وہ اپنی طرز اور اپنی مرضی کے مطابق یونیورسٹی کو چلانے کی کوشش کرے گا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہ اہم ادارے ناکام رہے ہیں کہ وہاں پر کسی پر مکمل ذمہ داری عائد نہیں کی جاتی اور مکمل اعتماد نہیں کیا جاتا ۔ تو یہ وائس چانسلر کا عہدہ ایسا نہیں ہے کہ جسے مذاق کے طور پر یہاں رکھا جائے ۔ یا تو اس عہدے کو ختم کر دیا جائے ۔ اور اگر آپ اس کے اختیارات وہی رکھنا چاہتے ہیں تو پھر میں یہ استدعا کروں گا کہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو سروسز کی طرح مستقل ہونا چاہیے اور اسے وہ تمام تحفظات حاصل ہونے چاہئیں کہ جو ملازمین کو حاصل ہوتے ہیں ۔ یہ مستقل عہدہ ہو ۔ عارضی عہدہ نہ ہو ۔ اسے مذاق نہیں بنانا چاہیے ۔

جناب والا ۔ یونیورسٹی میں پہلے آرڈیننس کے تحت رجسٹرار کا عہدہ نہیں ہے ۔ میں اس قانون کا اس حد تک خیر مقدم کرتا ہوں کہ موجودہ قانون میں اس کمی کو ضرور پورا کیا گیا ہے اور رجسٹرار کا عہدہ رکھا گیا ہے ۔ اس میں خزانچی کا عہدہ بھی رکھا گیا ہے اور آڈیٹر بھی مقرر کیا گیا ہے ۔ یہ تینوں چیزیں اچھی ہیں مگر میں اس چیز کے حق میں نہیں ہوں کہ ان کو آپ سینیٹ یا سنڈیکٹ کے ممبر بنا دیں اور وہ بحیثیت ممبر وہاں جا کر بیٹھیں اور اپنے محاسب خود بن جائیں اور سینیٹ اور سنڈیکیٹ میں برابر کے حقوق لے کر بیٹھیں ۔ میں اس بات کا قائل نہیں ہوں ۔ جس طرح یونیورسٹی کے باقی تمام ملازمین جواب دہ ہیں اسی طرح سے رجسٹرار ، خزانچی ، آڈیٹر یا دیگر ایسے افراد کو ان کا ممبر نہ بنایا جائے بلکہ انھیں بھی ملازم تصور کرتے ہوئے سینیٹ یا سنڈیکیٹ اور یونیورسٹی کے سامنے جواب دہ بنایا جائے اور یہ سلسلہ ختم کیا جائے ۔

جناب والا ۔ کنٹرولر امتحانات کا عہدہ بھی اس قانون میں مستقل طور پر قائم کیا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے اور اس کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی استدعا کروں گا کہ جہاں آپ نے یہ عہدہ قائم کیا ہے وہاں اس کے تقاضے بھی پورے کرائیں اور امتحانات کے نظام کو بھی درست کیا جائے ۔ اس ملک میں امتحانات ایک مذاق بن کر رہ گئے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر سے عرض کروں گا کہ رول 81 میں واضح طور پر درج ہے :

Rule 81 (1) Rules of the Procedure says :

On the day on which any of the motions referred to in rule 79 is made, or on any subsequent day to which discussion thereof is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed, but the details of the Bill shall not be discussed further than is necessary to explain its principles.

جناب والا ۔ وہ امتحانات پر چلے گئے ہیں کہ امتحانات کس طرح ہوتے ہیں ۔ اس لیے میں ان کی خدمت میں مودبانہ عرض کروں گا کہ جس طرح ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بات کی تھی اسی طرح کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وہ تو جان چھڑانے کی بات کر رہے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ان کی بات سے اتفاق نہیں کرتا لیکن امتحانات کا نظام اور اس کی تفصیلات اس بل کا حصہ نہیں ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ آپ ایک عہدہ قائم کر رہے ہیں تو کیا ہم اس کی کارکردگی کے متعلق بات نہیں کر سکتے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ Principles of the Bill دیکھ لیں کہ یہ اس میں آتے ہیں یا نہیں آتے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اندازہ فرمائیں پھر کہیں گے کہ جناب یہ یونیورسٹی صوبہ کی یونیورسٹی ہے اور جب نمائندگی دینے کا سوال آتا ہے تو آپ اس بل میں دیکھیں گے کہ چیئرمین بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کو نمائندگی دی گئی ہے ۔ حالانکہ صوبہ میں اور بھی بورڈ ہیں ۔ ملتان اور سرگودھا میں بھی بورڈ ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جہاں آپ نے ہر شعبہ کے افراد کو نمائندگی دی ہے ۔ جہاں آپ نے چیئرمین سیکنڈری بورڈ لاہور کو نمائندگی دی ہے تو پھر جتنے بھی بورڈ اس یونیورسٹی کے تحت ہیں ۔ جتنے بھی بورڈوں سے اس کا تعلق ہے ان تمام کے چیئرمینوں کو اس کا ممبر بنانا چاہیے تاکہ یہ تاثر نہ رہے کہ چونکہ یونیورسٹی لاہور میں ہے تو صرف لاہور کے بورڈ کا چیئرمین ہی اس کا ممبر بن سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میں اس امر کی بھی تعریف کیے بغیر نہیں رہوں گا کہ پہلے بھی اس یونیورسٹی میں اس ایوان کی نمائندگی کا واضح طور پر ذکر ہے اور مجھے یہ بھی اعتراف ہے کہ ممبران اسمبلی کی نمائندگی قطعی طور پر جمہوری طریقے پر دی گئی ہے اور اس میں لکھ دیا گیا ہے کہ اس ایوان کے بھی پانچ معزز ارکان اس یونیورسٹی کے ممبر ہوں گے کہ جن کا

انتخاب ڈویژن وار ہوگا ۔ البتہ میں اتنی گزارش ضرور کروں گا کہ جہاں آپ نے ایک ڈویژن کے لیے ایک ممبر رکھا ہے وہاں اگر ان کی تعداد بڑھا کر ایک ڈویژن سے دو ارکان اسمبلی کر دی جائے تو اس سے زیادہ بہتر نمائندگی ہو سکتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہوگا اور ان کی نمائندگی کے طریق کار کو بدستور رکھتے ہوئے ان کی تعداد میں اضافہ کر دیا جائے تو عین مناسب ہوگا ۔

جناب والا ۔ ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر قانون میں یہ پروویژن رکھی جاتی ہے اور جب کوئی نیا قانون بنتا ہے تو جب تک نئی باڈیز منتخب نہ ہوں ۔ جب تک نئے ممبران کا انتخاب نہ ہو پرانی باڈیز بدستور کام کرتی رہتی ہیں ۔ مگر اس قانون میں یہ پروویژن رکھی گئی ہے کہ جس تاریخ سے یہ قانون نافذ ہوا ہے اس تاریخ سے پہلے کے تمام سنڈیکیٹ اور تمام باڈیز ختم ہو چکی ہیں اور اب یونیورسٹی کا انتظام و انصرام چانسلر کمیٹی کا فرض ہے ۔ مجھے بتائیں کہ آپ نے کیوں کوئی مدت بھی نہیں رکھی ۔ کوئی ذمہ داری بھی اپنے اوپر نہیں لی کہ ہم اتنے عرصہ میں تمام شعبے قائم کر دیں گے ۔ آپ چاہتے ہیں کہ جس طریقے پر بلدیات میں ایک بار ایڈمنسٹریٹر قائم ہوئے تھے جو ابھی تک لامحدود مدت اور لامحدود اختیارات کے ساتھ کام کر رہے ہیں اسی طرح چانسلر کمیٹی بھی کام کرتی رہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایک طرف تو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ہم نیا قانون بنا رہے ہیں ۔ اسی طرح سے سینیٹ ہوگا ۔ اسی طرح سے سنڈیکیٹ ہوگا ۔ اسی طرح سے اس کی ساری چیز ہوگی ۔ پھر اس کے بعد آپ نے ایک پروویژن ایسی رکھ دی ہے کہ جب تک صرف ایک چانسلر کمیٹی ہوگی ۔ اس کے نامزد کردہ افراد کی ہوگی جو اس کی نمائندگی کریں گے اور جو تمام یونیورسٹی کو چلائیں گے ۔ میں کہوں گا کہ جس طرح پچھلے قوانین میں سیونگ کلاز ہوتی ہے یا پچھلے قوانین save کیے جاتے ہیں کہ پچھلی باڈی اس وقت تک کام کرتی رہے گی جب تک نئی باڈیز نہ بنیں اور ان باڈیز کے بنانے کے لیے ایک مدت کا تعین ہونا چاہیے کہ اس قانون کے منظور ہو جانے کے ایک ، دو یا تین ماہ کے اندر جو بھی مناسب سمجھیں ، اس مدت کا تعین کریں تاکہ یہ تاثر بھی ختم ہو اور یہ ادارہ ، جس طرح آپ دعوے کر رہے ہیں ، جمہوری بن سکے ۔

جناب والا ۔ یہ تو تھیں اس آرڈیننس کی خوبیاں اور نقائص جو مختصراً میں نے آپ کی خدمت میں پیش کیے ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ یہ نئی یونیورسٹی نہیں ہے ۔ یہ ادارہ اس صوبے کے لیے نیا ادارہ نہیں ہے ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ اس یونیورسٹی کے سند یافتگان کے ساتھ کیا حشر ہو رہا ہے ۔ اس یونیورسٹی سے جو لوگ سند لے کر باہر نکلتے ہیں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے ۔

Mr. Speaker. How is that relevant to the present Bill ? This is a Bill which has been introduced and relates to higher education-technical education. Let us restrict ourselves to the scope of the present Bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ بالکل میں اس کے اندر رہوں گا ۔ جناب والا ۔ ہو سکتا ہے کہ الفاظ کا ہیر پھیر ہو ۔ بہر حال میرا کہنے کا مقصد ضرور اس کے دائرہ کار میں آتا ہے ۔ یہ یونیورسٹی اس لیے قائم کی جا رہی ہے کہ ہم اس صوبے میں انجینیئروں کی ضروریات کو پورا کریں ۔ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت کو اجاگر کریں ۔ ہم وہاں سے اچھے سے اچھے شخص نکالیں جو اس ملک اور صوبے کے لیے کارآمد ثابت ہوں اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے ۔ جب اس یونیورسٹی میں ہر غریب اور امیر کو بلا امتیاز داخلہ مل سکے ۔ ایک خاص criteria متعین کرنے کی بجائے جب آپ نے ڈویژن رکھے ہوئے ہیں ، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب سیکنڈری ایجوکیشن یا دوسرے امتحانات میں فرسٹ ڈویژن ، سیکنڈ ڈویژن اور تھرڈ ڈویژن رکھے ہوئے ہیں تو جو لڑکا فرسٹ ڈویژن لے کر آتا ہے ، پھر بھی اسے داخلہ نہ ملے تو مجھے بتائیں کہ پھر فرسٹ ڈویژن رکھنے کا فائدہ کیا ہے ۔ آپ ایک مہربانی تو یہ کیجیے کہ اس یونیورسٹی میں اس قانون کے نافذ ہو جانے کے فوراً بعد یہ عمل دھرائیے کہ جو بھی لڑکا کم از کم فرسٹ ڈویژن لے کر سیکنڈری امتحان پاس کرے ، اسے بلا جھجک اس میں داخلہ ملنا چاہیے ، اسے قطاروں میں نہیں کھڑا ہونا چاہیے ، اسے آپ کی خوشنودیٔ طبع پر نہیں آزمانا چاہیے ، اسے مینٹل ٹارچر (ذہنی اذیت) نہیں ملنا چاہیے ۔ بلکہ جس کے پاس بھی فرسٹ ڈویژن ہو وہ اس یونیورسٹی میں جا کر داخلہ لے سکے ۔ جناب

والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ انتظام بھی اس حکومت کو کرنا ہوگا ۔ اس یونیورسٹی کو قائم کرنے کے بعد ، کہ جو طالب علم اس یونیورسٹی سے سند لے کر نکلتا ہے ، اس ملک اور صوبے کا انجینئر بن کر نکلتا ہے ، اسے گلیوں اور سڑکوں پر مارا مارا نہیں پھرنا چاہیے ۔ اس کے لیے ملازمت کا بندوبست بھی آپ کو کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ آگے چلیں ۔ ان دونوں باتوں کا اشارہ میں کر چکا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جب تک اس امر کا انتظام نہیں ہو گا ۔ جب تک اس یونیورسٹی کو آپ ایک پروڈیوسنگ ادارہ نہیں بنائیں گے ۔ جب تک اس کے لیے منڈی آپ قائم نہیں کریں گے تو پھر اس یونیورسٹی کا قیام بے کار ہے ۔ اس یونیورسٹی کو قائم کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اس پر اتنا کثیر خرچ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ۔ ہمیں یاد ہے کہ ایک دفعہ چانسلر سندات تقسیم کرنے کے لیے اس یونیورسٹی میں گئے تھے اور طلبہ نے سندات لینے سے انکار کر دیا تھا کہ وہ ان سندات کا کیا کریں ! آپ نے اس بل میں اس کا کیا انتظام کیا ہے ۔ آپ نے کون سی گارنٹی دی ہے اس میں ؟

Mr. Speaker : We are going beyond the scope of the Bill. Let us restrict overselves to the scope of the Bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ استدعا حکومت وقت سے کروں گا کہ وہ ایسی کلاز بھی اس کے اندر رکھیں جس طرح آزاد اور جمہوری دنیا میں ہوتا ہے کہ جو بھی لڑکا اس یونیورسٹی سے گریجویٹ بن کر نکلے گا ۔ جو بھی لڑکا انجنیرنگ کی سند لے کر نکلے گا ۔ اس کی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہوگی کہ وہ اس کے لیے خاص وظیفہ معین کرے اور اس میں پروویژن رکھیں ۔ تب آپ کی یونیورسٹی جامع بن سکے گی ۔ ورنہ یقین جانیں کہ آپ کے پنجاب کے انجنیروں ۔ پنجاب کے طلبہ کو آپ کی اس یونیورسٹی پر سے اعتماد اٹھ چکا ہے ۔ ان کو اندازہ ہو گیا ہے کہ یہاں پڑھنے کا کوئی فائدہ نہیں ۔ اس سے تو بہتر ہے کہ کسی کارخانے میں جا کر ہم مستری لگ جائیں ۔ کہیں جا کر روٹی کمانے کے قابل ہو جائیں ۔ چہ

جائیکہ ہم پانچ سال ۔ چار سال یا تین سال کی مدت لگائیں اور پیسہ خرچ کریں اور اس کے بعد نکلیں تو ہمیں ملازمت نہ ملے ۔ آپ اس بل یا اس ایکٹ میں یہ انتظام بھی کریں کہ ان کی تمام ذمہ داری آپ اپنے اوپر لیں ۔ آپ کا سائنس دان ۔ آپ کا انجنیر برسرروزگار ہو سکے ۔ اگر یہ انتظام نہیں ہو سکتا ۔ اگر یونیورسٹی کو آپ فعال نہیں بنا سکتے ۔ داخلے کے لیے زیادہ سے زیادہ لڑکوں کو سہولتیں نہیں بہم پہنچا سکتے تو پھر میں کہوں گا کہ اس یونیورسٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ ایک بار میں پھر آپ سے گزارش کروں گا کہ ۔

بدلنا ہے تو مے بدلو ، نظام مے کشی بدلو
وگرنہ ساغر و مینا بدل جانے سے کیا ہوگا

Mr. Speaker. Mr. Abdul Hafiz Kardar please.

Mr. Abdul Hafiz Kardar (Minister for Industries): Mr. Speaker. Sir, I think before one can discuss the Bill relating to an institution of higher learning, it would be desirable to clearly understand as to what one expects from an institution of higher learning.

The institutions of higher learning are created with the objective of creating facilities under which students, who have the ability of a certain level of education, can go on to do research work and to undertake professions which will lead to the development of natural resources. This is precisely why in 1961 the University was created out of a College. It was hoped that when the University will be created, we will have a very large number of students coming out with research qualifications to help us increase our capabilities for economic development and that remains the objective even today.

When it is said that the University is to be restricted because of its name, one recalls to mind as one particular poet said :

A rose is a rose by whatever name it is known.

Oxford remains an international institution where students from all over the world come. Cambridge remains an

international institution and Howard remains the same. We hope by the time we have set the house of Engineers in order, the University of Engineering and Technology will also become internationally known and we will draw scholars from all over the world as is the case in other Universities.

Sir, this institution has a particular place in the life of a nation because no nation can make progress without the help of its engineers and technologists. These are the men who explore natural resources, who help nations to develop national resources, and unless Pakistan, as a developing country, can strike well its natural resources, we cannot attain progress. Therefore, we lay very great emphasis on this particular University. If you look at the number of people who come here purely on the basis of merit, they are from outside Lahore. That perhaps leads to some kind of satisfication because students from the rural areas have benefited a great deal from the scheme of scholarships. A large number of persons come from there purely on merit because they obtain higher number of marks. Purely from that point of view, one welcomes their participation because there are the areas where we want to promote research and that is the question that really worries us.

We believe that the University should have their autonomy and nobody really wants to take away their autonomy, not in the slightest measure. When I was dealing with this subject, all I told the Vice Chancellor was that please ensure that you don't exceed your budget, and secondly, please ensure that you don't create law and order problem without interference in any other way ; we will let you function, and this continues to be the policy of the Government. We want them to function independently and if you look at the clause you will find that the autonomy is well protected. Much has been made of that the Chancellor's function is. Surely, the people's representatives want them to be accountable. If the Vice Chancellor is going to be independent, if his Senate and the Syndicate are going to be independent, if its Academic Council is going to be independent, then how they are going to be accountable to us. Surely there has to be the Chief Executive who is the Chancellor. If you read the words he is

going to give them show cause notice. He is not going to dismiss them. Clause 10 (3) says :

> If the Chancellor is satisfied that the proceedings of any authority are not in accordance with the provisions of this Act, the Statutes, the Regulations, or the Rules, he may, after calling upon such Authority to show cause why.....

He is going to give show cause notice which is the basis of accountability He will give notice to ask them that they are accountable to some body and this is the very basis of our existence here. When we take certain actions, when we allocate public funds for institutions, we also make sure that those who use them are equally held responsible for how they run the institutions and administer public funds. Sir, this is all the more necessary because having dealt with this particular subject and having talked to a very large number of educationists, I have come to the conclusion, and this is my personal knowledge, that, by and large, research in our Universities is repetitive and it is meaningless. We have recognised that there should be fundamental research but the second part of research which is equally important, is neglected, and that is "the problem oriented research". Our scholars have not been really able to see how they are going to overcome their research problems. Those problems have to be catalogued, have to be listed and even research has to be under-taken which is repetitive and wastage research. How it is going to come about unless there is necessary authority with the Government. And that authority lies with the Chancellor when he will visit the laboratories and will see that they are properly equipped ; he will see whether the libraries have the books : he will see whether his staff is well qualified. This is part and parcel of the functions, which the Chancellor of the University will perform.

The next point regarding the transitory powers that was raised by my hon'ble friend, Haji Muhammad Saifullah Khan, is most important. This relates to Article 49 (1), and this is very clear that in the transitory period when there is no

authority and the ordinance comes into force, as the clause really states, the Chancellors Committee is created in consultation with the Vice Chancellor, who is the chief executive authority of the University. Therefore, whatever action the Chancellor takes, as I said in talking about the accountability that was in relation to a show cause notice when in the transitory period it says that the Chancellor will appoint a Chaneellor's Committee, that is again in consultation with the chief executive of the institution.

Now another important point concerning the future of the young engineers has been raised and I think that should be dealt with because that is of very great interest to us and to those who are outside this august Assembly. I think what is important is that steps should be taken, and these are being taken, to prepare a plan so as see what are the total requirements in a particular discipline, and when that has been done, to allocate seats for admission in these professional institutions on the basis of our requirements, and also, if possible, the requirements of our neighbouring countries. No country can afford to make provision for the total number of graduates that turn out. That is a legacy that we under-took and we have already taken steps to amend the situation by creating institutions like the NDVP and other institutions which we look after in the interim period, but the answer seems to lie in the long term plan that has already been under-taken. I want to assure the House that as for as the Government is concerned, it will see that all trained profes ionals on whom considerable amount of public funds are spent will be absorbed not only here but also oversees for which the Government is taking special pains to make contacts abroad and also to give them necessary facilities abroad.

With these general remarks, I want to assure the members of this House that this Bill will meet the demands of those who belong to this University and those who belong to the teaching profession as well as the students. Thank you very much.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Mr. Speaker, kindly observe that I had a slight trouble in my throat. After Haji Muhammad Saifullah Khan's eloquent speech analysing this bill before the House and the hon'ble Minister's reply, I feel that we will have plenty of occasion to make speeches on the amendments on various clauses to ensure the purpose that the Minister has kindly endorsed in regard to the autonomy of the University under the amended law. The quotation was very interesting. But I think we were doing injustice to both the writer and to the circumstances under which the question of 'rose' was put. The phrase has been misquoted and an injustice has been done to the poet. The incident relates to Capulists and Montegese. It is like this-"Rose by any other name smells as sweet". That was a different thing but the Minister, being a Cricketer and a googly bowler, always uses his cricket tactics in legislation also.

Some of the points raised by Haji Muhammad Saifullah Khan have been very very cleverly evaded. One was in regard to the name of the University. I wish he had realised the importance of the fact that this University is being named after Lahore. If it were named as the Punjab University of Engineering and Technology, it would have been in keeping with the requirements of the provincial reputation. Secondly, as for as various terms that the Minister has used in regard to man-power analysis and the re-orientation of education to cater to the national requirements of modern times, I entirely agree with him but this then is a separate cell. The University has to cater to the national requirements and that cannot be merely mentioned to evade some of the aspects of autonomy of the University. What we in the Opposition are keen to achieve, and are persisting for the Government to realise, is that these institutions are national institutions and they should not be used for purposes of the Party. There should be local administration and there should be as little interference as possible. In connection with the policy, we do concede you the right to lay out a policy and to give full implementation to your manifesto but in regard to the selection of staff, in regard to their discretion to use powers

impartially, we feell that the Minister's presence, although some time very very useful but at another time can be menacing. After all, Minister is a Minister and the idea that a University has to be looked into in its minutest details by the actual presence of a Minister cannot be conceived in the day to day adminsitration. The way the things have been happening creates a demoralising effect on the staff of the University. They cannot work very well. Therefore, if the politicians can keep themselves out of the actual administrative set up of the Univvrsity, it would be very desirable.

I feel that the Minister is a very sincere person and he will appreciate the feelings of the Opposition and will help create a situation wherein both wings of the House can have confidence in each othe and work jointly in the national interest.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔

مسٹر ۔ ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔ جناب سپیکر ۔ دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک کے لیے تعلیم ایک نہایت اہم حصہ اور تہذیب و تمدن کا دارومدار ہی تعلیم پر مبنی ہے ۔ لیکن ایک ترقی پذیر ملک کے لیے نہ صرف عام تعلیم بلکہ انجنیرنگ اور سائنس کی تعلیم زیادہ اہم ہے ۔ آج صوبائی وزیر تعلیم مبارک باد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اس ملک اور صوبہ کی بڑھتی ہوئی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے انجنیئرنگ یونیورسٹی کے قیام میں تبدیل ہوتے ہوئے حالات کو محسوس کیا ہے اور ایک نیا بل اس ایوان کے سامنے رکھا ہے ۔ تعلیم کے اندر مسلسل فکر ۔ تجربات اور نظریات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے اور آج سینٹ اور سنڈیکیٹ کا قیام انجنیرنگ یونیورسٹی میں بدلتے ہوئے حالات کے تحت کیا گیا ہے ۔ ہم محسوس کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ حکومت پنجاب ان تمام باتوں کو محسوس کر رہی ہے اور وہ اس صوبہ کے اندر بڑھتی ہوئی ضروریات کو پیش نظر رکھے ہوئے ہے ۔

جناب والا ۔ اس بل میں سینیٹ کا قیام جمہوری انداز میں کیا گیا ہے ۔ جن خدشات کا حاجی سیف اللہ صاحب نے اظہار کیا ہے کہ سینیٹ کے اندر

اس اسمبلی کے اراکین کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی کہی ہے کہ طلباء کے نمائندوں کی تعداد سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے اندر بڑھائی جائے۔ جناب والا۔ اس حکومت نے اس ایوان کے سامنے جو بل رکھا ہے اس میں تسلیم کیا ہے کہ ہم نے طلباء کو اور اس ایوان کے ممبران کو سنڈیکیٹ اور سینیٹ کے اندر نمائندگی دینی ہے۔ لیکن ان کی تعداد اس قدر بڑھائی نہیں جا سکی کہ یہ جو دوسرے اراکین سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے ہیں ان پر وہ اپنی تعداد کے اضافہ کی وجہ سے اثر انداز ہوں۔ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے اندر جو ان کو نمائندگی دی گئی ہے اس سے یہ محسوس کیا جاتا چاہیے اور یہ مطلب لیا جانا چاہیے کہ اراکین اپنا نقطہ نظر یونیورسٹی کے اندر پیش کر سکیں۔ اگر اس طرح طلباء کی تعداد سنڈیکیٹ اور سینٹ میں بڑھا دیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ سنڈیکیٹ اور سینیٹ کے ادارے جو یونیورسٹی کو کنٹرول کرتے ہیں اور انتظام چلاتے ہیں وہ کنٹرول طلباء اور ممبران اسمبلی کو دے دیا جائے۔ لہذا جو تعداد اس بل میں سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے ممبران کی رکھی گئی ہے اس میں تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں۔

جناب والا۔ دوسری بات جو حاجی صاحب اور جناب سید حسن محمود نے بار بار زور دے کر کہی ہے کہ اس یونیورسٹی کا نام "پنجاب انجنیریگ یونیورسٹی" ہونا چاہیے۔ یہ بات جذباتی طور پر نہایت خوش آئندہ ہو سکتی ہے لیکن میں ان سے پوچھتا چاہتا ہوں کہ کیا اس صوبہ کو صرف ایک ہی یونیورسٹی درکار ہے۔ کیا کل ملتان کے اندر اگر ہم انجنیرنگ یونیورسٹی کا قیام لائیں یا بہاولپور کے اندر انجنیئرنگ یونیورسٹی بنانا چاہیں یا راولپنڈی کے اندر یونیورسٹی تعمیر کرنا چاہیں تو پھر ان کے نام کیا شہروں پر نہ رکھے جائیں گے۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کے تحت ایک گنجائش رکھی گئی ہے کہ آج اس انجنیرنگ یونیورسٹی کا نام صرف لاہور انجنیئرنگ یونیورسٹی رکھا گیا ہے تاکہ کل اگر صوبہ کی ضرورت بڑھتی ہیں اور کسی علاقہ کی ضروریات بڑھ جاتی ہیں تو اگر ملتان کے اندر انجنیرنگ یونیورسٹی قائم کی جاتی ہے تو اس کا نام ملتان یونیورسٹی رکھا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بل اس ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ اگر ہم صرف اس کا نام پنجاب

یونیورسٹی رکھ دیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ ہم مزید گنجائش کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیں گے ۔ آپ کو اچھی طرح علم ہوگا کہ پہلے بورڈ آف انٹر میڈٹ ایجوکیشن لاہور کا قیام ہوا ۔ اس کے بعد سرگودھا میں بورڈ آف انٹر میڈٹ ایجوکیشن بنایا گیا بعد ازاں ملتان کے اندر بورڈ بنایا گیا ۔ اب ایجوکیشن پالیسی کے تحت ہر 25 ہزار پر ایک بورڈ آف انٹر میڈٹ ایجوکیشن بنانا لازمی قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اگر اس کا نام پہلے لاہور بورڈ کی بجائے پنجاب بورڈ آف ایجوکیشن رکھ دیا جاتا تو پھر اس کے ساتھ نئے نام کی گنجائش کیا باقی رہتی ۔

جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ عمل ترقی کے لیے ہے۔ اس کے لیے نہایت لازمی ہے کہ اس یونیورسٹی کا نام انجنیئرنگ یونیورسٹی لاہور رکھا جائے تاکہ اس کے ساتھ ساتھ اگر گنجائش بڑھتی جائے تو ملتان کے اندر اگر کل کو ہم ضرورت محسوس کرتے ہیں یا دوسری جگہوں میں ضرورت محسوس کرتے ہیں تو ان شہروں کی نسبت کے ساتھ ان کے نام رکھے جا سکتے ہیں ۔ پھر دوسری بات یہ ہے ۔ کہ عام طور پر شہروں کی نسبت سے یونیورسٹی کے نام رکھے جاتے ہیں ۔ آپ کو معلوم ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی یا کیمرج کا نام بھی اسکے یونیورسٹی شہر کے نام پر رکھا گیا ہے۔ مزید براں اداروں کے نام عامطور شہروں کے نام سے ہوتے ہیں جیسے لاہور ہائی کورٹ کا نام بھی شہر کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ اس کا نام پنجاب کے نام پر نہیں رکھا گیا ۔ پشاور ہائی کورٹ کا نام بھی اس کے شہر کے نام پر رکھا گیا ہے ۔ اس طرح کل کو دوسری یونیورسٹیوں کو بھی ابھرنے کا موقع ملتا ہے ۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ فاضل ممبران نے اس بارے میں پوری طرح سے غورو خوض کیا ہے بلکہ یہ ویسے بھی اعتراض کیا تھا ۔ جناب والا ۔ کالجوں کے متعلق وہ کہتے ہیں کہ ان کالجوں کے انتظام کو جو independent قرار دیا جائے ۔ اس کا نتظام بھی یونیورسٹی کو چلانا چاہیے ۔ حالانکہ اس بل میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ یونیورسٹی اگر پرانے آرڈیننس کے تحت حقوق استعمال کرنا چاہے تو کر سکتی ہے ۔ اس کو وہ فروغ دے سکتی ہے ۔ اگر اس بل کے اندر کہیں کہیں حکومت مناسب سمجھتی ہے وہاں جو کالج بھی بنائے

جائیں ان انجنیئرنگ کالجوں کا الحاق یونیورسٹی سے کیا جا سکتا ہے ۔ یونیورسٹی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ الحاق شدہ کالجوں پر کنٹرول کرے ۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اس صوبہ کے اندر اگر کہیں حکومت چاہتی ہے جس کی اس صوبہ کے اندر ضرورت ہو وہ بھی اس میں گنجائش رکھی گئی ہے کہ نئے کالج کھولے جائیں اور ان کا الحاق یونیورسٹی سے کیا جا سکتا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں زیادہ سے زیادہ ہم اس قسم کے ادارے قائم کریں اور یونیورسٹی کو ان پر کنٹرول دے دیا جائے تاکہ الحاق شدہ کالج کا انتظام صحیح طور پر چلا سکے ۔ حاجی سیف اللہ صاحب نے اس کو confuse کرنے کی کوشش کی ہے ۔

جناب والا ۔ دوسری اہم بات جو انہوں نے کہی ہے وہ یہ ہے کہ وائس چانسلر کو مستقل قرار دیا جائے ۔ میں تو یہ بات پہلی بار سن رہا ہوں کہ ایک ادارہ جو تعلیمی ہے اس میں بدلتے ہوئے تقاضے ہوتے ہیں ۔ بدلتے ہوئے حالات ہوتے ہیں اس میں وائس چانسلر کو ایک Bureaucrat کی طرح مستقل قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اس سے ایک ہی نقطہ نظر کا آدمی چشمہ مسلط رہے گا ۔ اور بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ نہیں چل سکے گا ۔ اس لیے ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ وائس چانسلر کی جو پوسٹ ہے اس کو کسی ایسے شخص کے سپرد نہیں کیا جاتا جو مستقل رہے ۔ اور اس پوسٹ پر ہمیشہ ایسے شخص کی تقرری کی جاتی ہے جو اپنے فن اور دائرہ علم میں ماہر ہو ۔ اور وہ اپنے تجربات سے یونیورسٹی کے اندر نئے نئے اقدامات کرے ۔ نئی باتیں پیش کرے ۔ یہ سمجھ میں نہیں آیا کہ اس اچھی بات کو بھی انہوں نے غلط رنگ دے کر پیش کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اگر اس عہدہ کو مستقل قرار دیا گیا تو پھر بدلتے ہوئے حالات کے لیے نقصان دہ ہوگا ۔

ایک بات جو مزید کہی گئی ہے میں سمجھتا ہوں کہ نہایت اہم ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وہاں بورڈ آف انٹر میڈٹ لاہور کو سینیٹ میں نمائیندگی دی گئی ہے ۔ اس وقت اور بھی بہت سے بورڈ کام کر رہے ہیں ۔ جوں جوں ایجوکیشن پالیسی پر عمل ہوتا جائے گا ہر 25 ہزار کے لیے ایک بورڈ بنے گا ۔ اس پالیسی میں گوجرانوالہ اور سیالکوٹ کے لیے بھی ایک بورڈ کی تشکیل کی گنجائش

رکھی گئی ہے ۔ میرے خیال میں اگر وزیر موصوف سمجھیں تو اس بل میں یہ تبدیلی کر دیں کہ تمام بورڈوں کا ایک نمائندہ ہوگا ۔ اس سینیٹ اور سنڈیکیٹ کا ممبر ہمیشہ ہمیشہ صرف لاہور کا ہی نمائندہ نہیں ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت قابل قدر بل پش کیا گیا ہے ۔ اس میں طلباء کو بھی انتظامیہ میں نمائیندگی دی گئی ہے ۔ اس سے ملک کے اندر سائنس اور انجنیئرنگ کو فروغ ملے گا اور ہم بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اپنے صوبہ کی زیادہ خدمت کر سکیں گے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ آج جو یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی بل 1974ء زیر بحث ہے ۔ مجھ سے پہلے میرے قابل احترام عبدالحفیظ کاردار صاحب اور جناب ایس ۔ ایم ۔ مسعود صاحب نے اس پر وضاحت سے نقطہ نظر پیش کر دیا ہے ۔ تاہم میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ چند ایک باتیں جو تشنہ رہ گئی تھیں ان پر تفصیل سے ذکر کروں ۔ جناب والا ۔ حاجی صاحب نے ایک ہی سانس میں اس بل کے متعلق خوشی کا اظہار بھی کیا اور دوسرے ہی لمحے وہ یہ کہہ گئے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ یہ بل زیادہ فعال نہیں ہے ۔ میں ان کی خدمت میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ یہ دنیا جامدو ساکن نہیں ہو سکتی اس میں حالات بدلتے رہتے ہیں اور حالات کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ ساتھ قانون بھی بدلتے رہتے ہیں ۔ کوئی بھی قانون اس دنیا میں ایسا نہیں آیا جسے حرف آخر کہا جا سکے یا یہ کہہ دیا جائے کہ اس سے بہتر قانون کوئی پارلیمنٹ یا کوئی دنیا کی اسمبلی پیش نہیں کر سکی ۔ ہم اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہیں کہ قانون میں خامیاں ہوتی ہیں لیکن جہاں تک اس موجودہ حکومت کی نیت ہے ارادے ہیں وہ طلباء برادری میں ہر ممکن کوشش کر رہی ہے کہ پنجاب میں ایسا پرسکون ماحول پیدا کیا جائے ۔ اور تعلیم کو ایسے انداز میں پیش کیا جائے جو قوم و ملت کے لیے فائدہ مند ثابت ہو سکیں ۔

جناب والا ۔ حاجی صاحب نے یہاں پر یہ بھی کہا ہے کہ 1961ء میں انجنیئرلگ یونیورسٹی قائم ہوئی تھی اور اس کے لیے کوئی علیحدہ ضابطہ یا قانون

نہیں بنایا گیا تھا اور پنجاب یونیورسٹی ہی اس کو cover کرتی تھی - یہی اس کا انتظام چلاتی تھی - اس statute کے تحت یونیورسٹی کا انتظام چل رہا تھا - جناب میں یہ کہوں گا کہ یہ سہرا اس حکومت کے سر ہے - اس نے اس ضرورت کو محسوس کیا کہ یہ علم و ادب کا ادارہ ہے بلکہ فن و ہنر کا یہ ایسا ادارہ ہے جس کے لیے علیحدہ قانون کی ضرورت کو محسوس کیا گیا - اس ہاؤس میں جمہوری انداز کی طرح پیش کر دیا گیا - جناب یہاں یہ کہا گیا ہے کہ وائس چانسلر خوشنودی پر ہوگا اور وہ صرف خوشنودی پر ہی رہ سکے گا - ہمیں یہ انداز فکر بدلنا ہوگا کیونکہ ہم اپنے دور میں اور اپنے ملک میں ایسے انسان پیدا کرنا چاہتے ہیں - اور انسانوں کو معراج انسانیت پر لانا چاہتے ہیں - جو خوشنودی کی ہرگز پرواہ نہ کریں بلکہ اصولوں سے کام لیں - اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ جو بھی وائس چانسلر کے عہدے پر آئے گا وہ بھی اصولوں کا خیال رکھے گا - خوشنودی کو ملحوظ خاطر نہیں لائے گا - اور اس کے مقابلے میں جو بھی چانسلر ہوگا وہ ذاتیات پر نہیں ہوگا بلکہ جس طرح کاردار صاحب نے کہا ہے اس طرح سے ہوگا -

یہاں پر طلباء کی نمائیندگی کا ذکر آیا ہے کہ نمائیندگی کم کی گئی ہے - جس طرح میرے دوست ایس - ایم - مسعود نے کہا ہے کہ ہم نے اس کو صرف سٹوڈنٹس یونین نہیں بنانا ہے بلکہ ایک سینیٹ ہوگا ایک سنڈیکیٹ ہوگا - ہم اس پر نظر رکھے ہوئے ہیں - صرف طلباء کا نقطہ نظر معلوم کرنے کے لیے دو طلباء کو سینیٹ میں اور ایک سینڈیکیٹ میں نامزد کیا گیا ہے - اس طرح یہ عوامی ادارہ بن جائے گا - جو لوگ آپ یہاں سے منتخب کریں گے وہ عوام کی نمائیندگی کریں گے - عوام کے مسائل معلوم کریں گے - اور عوام کے نقط نظر کو اچھی طرح سے پیش کریں گے - لہذا ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور کوئی بل انجنیرنگ اور ٹیکنالوجی کے متعلق نہیں پیش کیا جا سکتا -

میاں خان محمد - جناب سپیکر - آج کل کا دور سائینس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے اور میں اس سلسلے میں پنجاب کو خوش قسمت سمجھتا ہوں کہ یہاں حکومت سائینس اور ٹیکنالوجی پر خصوصی توجہ دے رہی ہے اور جو

پہلی یونیورسٹی تھی اس کی تشکیل نو کے لیے یہ بل پیش کیا گیا ہے ۔ میں اس بل کے پیش کرنے پر وزیر تعلیم کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ اس بل کو پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہنچا جا سکتا ہے کہ اس کی تشکیل نو اور تنظیم نو کرتے وقت اس کی خود مختاری کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے ۔ لیکن حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے اس امر سے انکار کیا ہے ۔ جو حقیقت اس بل میں سب سے زیادہ واضح طور پر بیان کی جاتی ہے اس کو چھپانے کی کوشش کی ہے ۔ لیکن انہوں نے کوئی بات اس قسم کی اپنی تقریر میں بیان نہیں کی ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ خودمختاری کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔

دوسری چیز جو جناب حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے فرمائی ہے کہ اس یونیورسٹی کو سیاسی اغراض اور مقاصد کا اکھاڑہ بنایا جا رہا ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ حکومت پر سراسر الزام بازی ہے ۔ یہ تہمت ہے ۔ حکومت نے خاص طور پر پاکستان پیپلز پارٹی نے اور قائد عوام نے خاص طور پر یہ کہا ہے کہ وہ طلباء کے اندر کسی قسم کی سیاسی کشمکش کو جاری نہیں رکھنا چاہتے ہیں ۔ اور طلباء برادری کو بالکل سیاست میں اس طرح سے پارٹی بازی اور گروہ بندی میں نہیں کھینچنا چاہیئے ۔ طلباء سب کے سب قوم کی امانت ہیں ۔ قوم کی امیدیں ان سے وابستہ ہیں ۔ اس لیے کسی صورت میں یہ نہیں ہو سکتا کہ عوامی حکومت یونیورسٹیوں کے اندر سیاسی اکھاڑے بنا کر اپنے سیاسی اغراض اور مقاصد حاصل کر لیں ۔

جناب والا ۔ حاجی صاحب نے یہاں فرمایا ہے کہ پروچانسلر کا عہدہ اس یونیورسٹی میں کیوں رکھا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ پروچانسلر کے عہدہ سے ہمیں کیا کیا فائدے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہاں پر احباب کی طرف سے یہاں دیگر باتیں کی جاتی ہیں ۔ بیشمار مرتبہ اس قسم کی تحریکات پیش کی جاتی ہیں کہ وہاں پر یونیورسٹی میں یہ ہوا ۔ طلباء نے یہ کہا ۔ اساتذہ نے یہ کہا ۔ وائس چانسلر نے یہ کہا ۔ اور ان تمام باتوں کا جواب دینے کے لیے اس ایوان میں اگر آپ وزیر تعلیم کو پروچانسلر نہیں بنائیں

گے تو وہاں کے معاملات کی وضاحت کے متعلق یہاں پر کوئی شخص ایسا نہیں ہوگا جو آپ کو اطلاع دے سکے ۔ اس طرح سے پروچانسلر کا عہدہ ہمیں یہ موقعہ فراہم کرے گا کہ ہم یونیورسٹی کے تمام معاملات سے آگاہی حاصل کرنے کے لیے وہاں پر اپنی طرف سے وزیر تعلیم کو بھیجیں ۔ وہ تمام معاملات سے ذاتی طور پر واقف ہوں ۔ اور صحیح معاملات اور صحیح حالات ایوان کے سامنے رکھے جاویں ۔ جناب والا ۔ پروچانسلر کا عہدہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہاں ہی ایجاد کیا گیا ہے ۔ لیکن غالباً انہوں نے یونیورسٹیوں کی تاریخ نہیں پڑھی ہے ۔ آپ علیگڑھ یونیورسٹی کو دیکھیں وہاں پر پروچانسلر کا عہدہ رکھا گیا تھا ۔ پھر اس کے بعد قیام پاکستان کے بعد کراچی یونیورسٹی میں بھی پروچانسلر کا عہدہ موجود تھا ۔ اگر اس عوامی حکومت نے پروچانسلر کا عہدہ از سر نو قائم کیا ہے ۔ تو اس سے ہمیں کسی صورت میں بھی یہ تاثر نہیں دینا چاہیئے کہ حکومت زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں میں مداخلت کرنا چاہتی ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہاں کے حالات اور واقعات پر نظر رکھنے کے لیے اور وہاں کے حالات اس ایوان میں پیش کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پروچانسلر کا عہدہ قائم رکھا جاوے ۔

جناب والا ۔ اس لیے پہلے مارشل لاء کے دور میں ہر جگہ پر سیاسی گھٹن تھی ۔ اور وہ جو سیاسی گھٹن پیدا کی گئی تھی ۔ اس سیاسی گھٹن کی بنا پر ہماری قوم اور ہمارے معاشرے کا جو حشر ہوا تھا ۔ اس سے آپ بخوبی واقف ہیں ۔ یہ حکومت نہیں چاہتی ہے کہ کسی جگہ پر کسی سیاسی شعبے میں بھی سیاسی گھٹن یا اس قسم کی چیز پیدا ہو ۔ اس لیے پہلی مرتبہ یہاں پر یونین سازی کو حکومت نے تسلیم کیا ہے ۔ اور یونیورسٹی کے اس بل میں اس کو شامل کیا گیا ہے ۔ اس لیے کہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یونین اچھے کام کرے گی ۔ اور سٹوڈنٹ یونین کی بنا پر یونیورسٹی کے اندر سٹوڈنٹ کے حقوق ہیں ۔ اور ان کے جو اغراض و مقاصد ہیں ۔ اور ان کی جو بالا دستی ہے ۔ وہ سب کی سب سٹوڈنٹ یونین کی طرف سے اور ان کے ذریعہ سے قائم ہوگی ۔ اس کے ساتھ ساتھ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ عوامی نمائندگان کو بھی اور اس اسمبلی کے نمائندگان کو بھی یونیورسٹی کے معاملات کو سمجھنے کے لیے

وہاں پر اپنی رائے کے اظہار کے لیے اور اس معاملات پر نظر رکھنے کے لیے خاص طور پر نمائندگی دی گئی ہے۔ اس لیے میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ یونیورسٹی کی جب یہ تنظیم نو اور تشکیل نو ہو گی۔ تو اس سے پہلے جو حالات تھے ان کے اندر یکسر تبدیلی اتنی خوش آئندہ ہوگی کہ یہ یونیورسٹی اپنے مقاصد کی تکمیل میں دن دونی اور رات چوگنی ترقی کرے گی۔

اس کے بعد جناب حاجی صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہاں سے جو لوگ ڈگریاں لے کر جاتے ہیں ان کی ملازمت کا بھی بندوبست کیا جاوے۔ جناب والا۔ حکومت نے این۔ ڈی۔ وی۔ پی اور دوسرے ذریعہ سے ان انجنیروں کو ملازمت دینے۔ ان کو روزگار مہیا کرنے کی از حد کوشش کی ہے۔ اور کافی حد تک انجنیرز کی بے روزگاری کے مسئلہ پر قابو پا لیا ہے۔ لیکن یہ کام ایک دن میں۔ یا دو دن میں نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کے لیے گو پوری پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ پھر بھی میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ واقعی وہ اس طرف پوری توجہ کرے۔ تاکہ اس قسم کی بد دلی اور بے حسی سٹوڈنٹس میں پیدا نہ ہو۔ میں ان خیالات کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ شکریہ۔

مسٹر سپیکر۔ محترمہ حسینہ بیگم۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر۔ جناب سپیکر۔ میں صرف ایک پوائنٹ کا جواب دینا چاہتی ہوں جو الزام آپوزیشن نے لگایا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہ گورنمنٹ اپنی غلطی محسوس کر رہی ہے کہ یونیورسٹی سے جو طالب علم نکلتے ہیں وہ با روزگار نہیں ہو سکتے ہیں۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ موجودہ حکومت نے اس غلطی کو محسوس کیا ہے۔ اس لیے کہ پہلے انجنیئرنگ یونیورسٹی سے انجنیرز۔ انڈر گریجویٹ مکینیکل اور الیکٹریکل میں نکلتے تھے۔ موجودہ حکومت نے یہ انتظام کیا ہے کہ اس یونیورسٹی میں ریسرچ ورک کا اجرا کیا ہے۔ اپنے ان تمام مسائل کا سراغ لگایا ہے۔ اور ان کو حل کرنے کے لیے ان ذرائع کو استعمال کیا ہے اس طرح سے جس طرح دوسرے ممالک صنعتی طور پر ترقی یافتہ ہو گئے ہیں۔ وہ بھی تمام

وسائل کو بروئے کار لائے ہیں ۔ ان کا سراغ لگایا ۔ اور ان کو بروئے کار لایا ۔ اور وہ اس اعتبار سے ترقی یافتہ ہو گئے ۔ تو اس طرح سے اس یونیورسٹی میں بھی ریسرچ ورک کے لیے یہ کہا گیا ۔ تو میرا خیال ہے ۔ کہ یہ آئندہ کے لیے اس ملک کے لیے فائدہ مند ہوگا ۔ اسی طرح سے میں سمجھتی ہوں کہ طلباء جو وہاں سے نکلیں گے ۔ وہ انجنیئرنگ میں کافی ماہر ہوں گے ۔ اور اس طرح سے ہمارا ملک صنعتی اعتبار سے ترقی پذیر ہوگا ۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ بل اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے ۔ وہ نہایت اچھا ہے ۔ اور قابل قبول ہے ۔

Mr. Speaker : There shall be a break of thirty minutes. We shall re-assemble at 11-30 a.m.

(اس مرحلہ پر چائے کے لیے ایوان کی کارروائی تیس منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انجنیئرنگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی سے متعلق یہ اہم مسودہ قانون اس وقت ہمارے زیر غور ہے۔ جس کا مقصد یونیورسٹی کی تشکیل نو کرنا ہے تاکہ انجنیئرنگ اور دوسرے سائنسی علوم کے شعبوں کے ذریعے تعلیم و تدریس کا بہتر انتظام کیا جا سکے ۔ سائنس کی اس صدی میں سائنس علوم کی اہمیت و عظمت سے انکار علمی کفر کے مترادف ہے ۔ یہ ایک الم ناک حقیقت ہے کہ آج ہم من حیث القوم سائنس کی دنیا میں اپنا امتیاز اور انفرادیت نہیں رکھتے ۔ لیکن ایک دور تھا جب ہم سائنس کی دنیا میں اپنا ایک منفرد اعزاز رکھتے تھے ۔ اس امتیاز نے تاریخ عالم میں ہمیں جلی عنوان کی حیثیت دی تھی ۔ ایک دور تھا جب سائنس کے مختلف شعبوں میں مسلم سائنس دانوں نے معجزانہ کارنامے انجام دیے ۔ ایسے ایجادات و انکشافات کیے کہ آج بھی مورخ کا قلم اور اس صدی کے سائنس دانوں کی جبینیں سرنگوں نظر آتی ہیں ۔ آج بھی ان کے احترام و عقیدت میں یورپ کی

سائنس یونیورسٹیاں تحقیق و تدقیق کے کام میں ان کو مشعل راہ بنائے ہوئے ہیں۔ جناب والا۔ تاریخ علوم کے جگمگاتے اوراق میں مسلمان سائنس دانوں کا ایک طویل سلسلہ قوس و قزح کی طرح روشن نظر آتا ہے۔ کون نہیں جانتا کہ ابن الہیثم نے روشنی کے انعکاس و انعطاف سے متعلق جو نظریات پیش کئے وہ آج فوٹوگرافی اور ٹیلی ویژن کے حرف آغاز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ ذکریا رازی نے چیچک اور خسرے کے درمیان پہلی دفعہ امتیاز قائم کیا۔ کسے معلوم نہیں کہ ابوالقاسم ابن عباس نے یورپ میں سرجری کی بنیادی اہمیت پر جو کتاب لکھی وہ آج بھی سرجری کے لیے حرف اول کی حیثیت رکھتی ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ الخوارزمی وہ پہلا مسلم دانش ور اور سائنس دان ہے جس نے الجبرے کو ریاضی کی باقاعدہ شاخ بنا دیا۔

Minister for Industries : Sir, is his speech relevant ?

Mr. Speaker : He is introducing the speech.

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ یہ بل سائنسی علوم سے متعلق ہے۔ اس لیے جب تک ہم اپنے تاریخ کے رشتوں سے آج اور آج کی ضرورتوں اور تقاضوں کے مطابق اپنے مستقبل کا نقشہ مرتب نہیں کریں۔ ہم اپنے ملک اور قوم کی ترقی و خوش حالی کی کوئی حقیقی تصویر مرتب نہیں کر سکتے۔ جناب والا۔ میں کہہ رہا تھا کہ عمر خیام رباعی کے شاعر کی حیثیت سے مشہور ہے۔ لیکن حقیقت میں وہ ایک بہت بڑا ریاضی دان تھا جس نے "تقویم جلالی" کے نام سے جو کیلنڈر مرتب کیا وہ آج کے گریگیرین کیلنڈر کے مقابلے میں زیادہ مستند اور زیادہ صحیح ہے۔ جناب والا۔ آخری نام میں البیرونی کا لینا چاہوں گا جس نے اس خطے میں جہلم کی ایک پہاڑی پر بیٹھ کر کرہ ارض کا قطر اور محیط معلوم کیا۔ دنیا میں تمام ترقی یافتہ اقوام اپنے اسلاف کے کارناموں کو یادگار بناتی ہیں۔ آج بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ جب ہم سائنسی علوم کی ترقی و توسیع کا ایک نیا تجربہ کرنا چاہتے ہیں اور اس سے متعلق یونیورسٹی کا ایک بل منظور کر رہے ہیں تو ہم اپنے اس تاریخ کے ورثوں سے استفادہ کریں اور جہلم کی اس پہاڑی میں ایک ایسی

یادگار قائم کریں جس کو دیکھ کر ہمارا آج کا نوجوان سائنس دان اور انجنیئر اپنے لیے ترغیب و جاذبیت کی نئی راہیں کشادہ کر سکے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ جب تک ہم سائنس ترویج و ترقی کے سلسلے میں --

Minister for Industries : Point of information Sir. For seeing this, will we have to go to Jhelum.

یا یہ یہاں یادگار بنائیں گے ؟

Mr. Speaker : Raja Munawar Ahmad and Ghaffar Khan can tell about this.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں جب ایک مسودہ قانون منظور کرنے کے لیے غور کر رہے ہیں تو سائنسی ترقی و ترویج کے لیے ایک نصب‌العین اور منزل کا تعین بھی کیا جائے ۔ موجودہ مسودہ قانون اپنے مقاصد اور نصب العین سے تہی دامن ہے ۔ میں آپ کی توجہ موجودہ حکومت کی ہی پیش کردہ تعلیمی پالیسی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں اس ملک میں اور اس ملک کے مختلف صوبوں میں آئندہ تعلیمی اور سائنسی میدانوں میں تعلیم و تدریس کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں ان کو جب تک ہم سامنے نہ رکھیں گے ۔ ہم کوئی مثبت نتیجہ اور کوئی مثبت اقدام قوم کے لیے مفید ثابت نہیں کر سکتے ۔ جناب والا ۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی کسی تعلیمی نصب‌العین کا ذکر آتا ہے تو ہمیں اصولی طور پر اس ایجوکیشن پالیسی کو پیش نظر رکھنا پڑتا ہے ۔ جس میں ہمارے ملک میں تعلیمی مقاصد متعین کئے گئے ہیں ۔ بنیادی اصول وضع کئے گئے ہیں ۔ اگر اس مسودہ قانون میں ان اصولوں کو بنیاد بنا لیا جائے تو ہم اپنی قوم اور نئی نسل کے سامنے ایک واضح نصب‌العین پیش کر سکتے ہیں ۔ تعلیمی پالیسی کی اغراض میں تقریباً دس گیارہ مقاصد شامل ہیں ۔ لیکن میں صرف آپ کے سامنے چار مقاصد کا ذکر کروں گا جو بنیادی طور پر ہمارے قومی تقاضوں سے ہم آہنگ ہی نہیں بلکہ آج کی ایک ناگریز ضرورت ہیں ۔ ان مقاصد میں پہلا یہ ہے :-

(1) Ensuring the preservation, promotion and

practice of basic ideology of Pakistan and making it a code of individual and national life.

جناب دوسرا اہم ترین مقصد یہ ہے ۔

(2) Building up national cohesion by promoting social and cultural harmony compatible with our basic ideology through the conscious use of educational process.

جناب والا ۔ تیسرا اہم مقصد یہ ہے ۔

(3) Providing a comprehensive programme of studies through the integration of general and technical education and keeping options open for transfer from one course of studies to another.

جناب والا ۔ چوتھا بنیادی مقصد یہ ہے ۔

Providing academic freedom and due autonomy to educational institutions within the framework of national objectives and requirements.

یہ وہ مقاصد ہیں ۔ یہ وہ بنیادی اصول ہیں جنہیں ہر یونیورسٹی کے قیام کے وقت ، اس کی تشکیل نو کے وقت ہمیں باقاعدہ مسودہ قانون کا حصہ بنانا ہوگا ۔ تاکہ ہم بے نصب العینی اور بے مقصدیت کی جس فضا میں اس وقت سانس لے رہے ہیں اس کو دور کیا جا سکے ۔

Mr. Speaker : We have to keep one thing in mind and that is the scope of the present Bill.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اسی بل کی نسبت سے یہ عرض کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : All these suggestions are actually beyond the scope of the bill and may not be relevant.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ بنیادی اعتراض کیا ہے کہ اس بل میں یہ مقاصد موجود نہیں ہیں ۔ اس یونیورسٹی کو بنیادی طور پر کس نصب العین کو حاصل کرنے کے لیے قائم کیا جا رہا ہے ۔ یہ بل اس

تھی دامن ہے ۔ میں یہ ریفرینس کر رہا ہوں کہ اسی حکومت نے جو تعلیمی پالیسی میں مقاصد متعین کئے ہیں ان کو اس بل کی تمہید کے طور پر شامل کرنا چاہیے تاکہ یونیورسٹی کے اساتذہ ہی کو نہیں بلکہ طلبہ کو بھی یہ معلوم ہو کہ ہم آگے چل کر بنیادی طور پر کس مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں اور کس منزل پر پہنچنا چاہتے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ سید تابش الوری صاحب کی اردو بڑی باریک ہوتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خوبی ان کو دی ہوئی ہے اس پر آدمی رشک کر سکتا ہے حسد نہیں کرنا چاہیے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ رانا صاحب اگر موٹی اردو میں تقریر کرنا چاہتے ہیں تو انہیں موقع دیجئے ۔ میرے خیال میں اب وقت آ گیا ہے کہ وہ پھر دوبارہ ادھر لوٹ آئیں اور اپنی موٹی موٹی اردو سے ہمیں نوازیں ۔

میاں خورشید انور ۔ رانا صاحب آ جاؤ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایک چیز واضح کردوں کہ aims and objects اصل میں بل کا حصہ عام طور پر نہیں ہوتے بلکہ اگر یہ بل آرڈیننس کی صورت میں نہ ہو اور بل کی صورت میں براہ راست آئے تو اس میں اغراض و مقاصد جو ہیں یہ introduction کے طور پر ہوتے ہیں ۔

But they don't form part of the bill.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اسی لیے عرض کر رہا تھا کہ اسے تمہید کے طور پر ان objectives کو اختیار کر لیا جائے ۔ آپ نے بجا طور پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے اور میں نے تمہید کا لفظ اس لیے استعمال کیا ہے کہ وہ بل کا حصہ نہیں ہوتے لیکن اس میں واضح طور پر ان مقاصد کا تعین ہوتا ہے۔ جن کے لیے یہ عظیم ادارہ تشکیل نو کے مرحلوں سے گزر رہا ہے ۔ جناب والا ! اس مسودہ قانون کی تمہید میں اور وزیر موصوف کی تقریر میں یونیورسٹی کی خود مختاری کے تحفظ اور اس کے آئین کو جمہوری بنانے

کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے جو انتہائی خوش آئندہ اور قابل تحسین بات ہے۔ بین الاقوامی طور پر یونیورسٹیوں کی خود مختاری ایک مسلمہ اصول کی حیثیت رکھتی ہے۔ کیونکہ یونیورسٹیوں میں قومی تقاضوں کے مطابق اساتذہ اپنی آزادی کے ساتھ اور علمی مہارت کے ساتھ یونیورسٹی کے مستقبل اور حال کو بہتر بنانے کے اقدامات کر سکیں۔

جناب والا! ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایک طرف تو خود مختاری اور جمہوریت کے دعوے کیے جاتے ہیں لیکن اگر بنظر عمیق اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ خود مختاری و جمہوریت محض ایک سراب نظر آتی ہے۔ جو دور سے تو ہمیں بڑے خوشگوار اور خوش کن مناظر پیش کرتی ہے لیکن حقیقت میں اس میں وہ حقیقی روح موجود نہیں ہے۔ وہ حقیقی تصور موجود نہیں ہے جو ایسے اداروں کو بنیادی طور پر عظمت اور انفرادیت بخشتا ہے۔ جناب والا! بلا شبہ سینٹ کو تشکیل دے کر بلکہ ایک طویل مدت کے بعد یونیورسٹی میں سینٹ کے قیام کی پروویژن رکھ کر عوام کے ایک دیرینہ مطالبے کی تکمیل کی گئی ہے۔ بلا شبہ یہ ایک مستحسن بات ہے۔ یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ ہمارے گزشتہ مطالبات کے نتیجے میں، اگرچہ اس وقت ان مطالبات کو پذیرائی حاصل نہیں ہوئی تھی۔ اراکین اسمبلی کو سینٹ میں ڈویژن وار نمائندگی دی گئی ہے۔ یہ بھی یقیناً اچھی بات ہے کہ طلبا اور ماہرین کو بھی اس میں حصہ دیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ حصہ ان کی تعداد کے حساب سے تناسب کے حساب سے متوازن نہیں ہے۔ لیکن اس میں یہ کمی بھی برابر محسوس ہوتی ہے کہ طلبا کی انجمن کو نمائندگی کا استحقاق تو دیا گیا ہے لیکن یونیورسٹی کے اساتذہ کو ان کی منظم اور مسلمہ اکیڈمک ایسوسی ایشن کو نمائندگی کے حق سے نہیں نوازا گیا۔ اسی طرح سے اس مسودہ قانون کے ذریعے یونیورسٹی کی ہیئت حاکمہ میں سینٹ میں یا سنڈیکیٹ میں والدین اور کمیونٹی کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی حالانکہ خود ایجوکیشن پالیسی میں اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بنیادی تعلیمی پالیسی کی تقریر میں یہ کہا گیا تھا کہ کمیونٹی اور والدین کو ایسے اعلیٰ ترین اداروں میں نمایاں جگہ دی جائے گی۔ خود تعلیمی پالیسی میں کہا گیا تھا:

Ensuring active participation of teachers, students and representatives of parents and the community at large in educational affairs.

جناب والا ! اگر ہم خود اپنے کیے ہوئے وعدوں اور یقین دہانیوں کو بھی اپنی قانون سازی میں مناسب جگہ نہیں دے سکتے تو کیا یہ پالیسی کسی آئندہ آنے والی regime کے لیے مرتب کی جا رہی ہے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے کہ اس سلسلے میں جو مناسب اعتراضات ہیں ان کی روشنی میں اس مسودہ قانون پر نظرثانی کی جائے ۔

جناب والا ! خود مختاری کے تصورات کے ساتھ اور سینٹ کے قیام کے دعوے کے ساتھ یہ بات محل نظر نظر آتی ہے کہ اس سینٹ میں نمائندگی کو تو وسعت دی گئی ہے ۔ اس میں مختلف شعبوں کو تو حصہ دیا گیا ہے لیکن اس کے اختیارات محدود کر دیے گئے ہیں ۔ یہ سینٹ ہر دور میں اعلیٰ اختیارات کا ایک اعلیٰ ترین ادارہ ہے ۔ لیکن آپ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوگی کہ اس یونیورسٹی کے لیے جو سینٹ قائم کی جا رہی ہے وہ اعلیٰ ترین ادارہ برائے نام ہے ۔ ورنہ اس کے فرائض صرف پانچ رکھے گئے ہیں ۔ نمائندگی بے پناہ موجود ہے لیکن اختیارات انتہائی محدود ہی نہیں بلکہ صرف پانچ ہیں ۔ اور اس کے مقابلے میں سنڈیکیٹ ایک ثانوی ادارہ ہے لیکن اس کے اختیارات اور فرائض کی فہرست میں اکتیس امور شامل ہیں اور اس طرح سے بیشتر اختیارات سینٹ کی بجائے سنڈیکیٹ کو دے کر جمہوریت کا وہ اعلیٰ تصور مجروح کر دیا گیا ہے جس کے تحت سینٹ کو ہمیشہ اعلیٰ ترین قوت حاکمہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے ۔ پھر جناب والا ۔ ایک طرفہ ستم ظریفی یہ ہے کہ ایک ہاتھ سے اختیارات دیے گئے ہیں ۔ وہ اختیارات جو برائے نام ہیں ۔ وہ اختیارات جو محدود ہیں ۔ وہ اختیارات جو ایسے کم تر دائرے پر محیط ہیں ۔ لیکن دوسرے ہاتھ سے وہی اختیارات چھین لیے گئے ہیں اور ان اختیارات کو ایک ذات واحد میں مرکوز کر دیا گیا ہے ۔ ایک شخص میں مرتکز کر دیا گیا ہے جس کا نام چانسلر ہے ۔ چانسلر یونیورسٹی میں لائلپور کے گھنٹہ گھر کی حیثیت سے ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے جس کے تمام راستے اسی کی طرف جاتے ہیں ۔ تمام اختیارات اسی کو حاصل ہیں ۔ ایک طرف دعویٰ خود مختاری ہے اور دوسری

طرف یونیورسٹی کی یہ بے اختیاری ہمارے لیے ایک عجیب و غریب صورت حال پیش کرتی ہے ۔ جناب والا ! چانسلر کو جو مطلق العنان اختیارات دیے گئے ہیں ان میں یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ہیئت حاکمہ کے فیصلوں کو ۔ چاہے وہ سینٹ ہو ۔ چاہے وہ سنڈیکیٹ ہو ۔ بیک جنبش قلم کالعدم کر سکتا ہے ۔ چانسلر کو یہ اختیار بھی دے دیا گیا ہے کہ وہ وائس چانسلر کو اپنی خوشنودی مزاج کے مطابق چار سال میں جب چاہے رکھ سکتا ہے اور جب چاہے برطرف کر سکتا ہے ۔ چانسلر کو یہ بھی اختیار دے دیا گیا ہے کہ وہ یونیورسٹی کی کسی بھی قرار داد کو چاہے وہ متفقہ کیوں نہ ہو ۔ کسی بھی ریزولیوشن کو چاہے وہ ٹیکنیکل اعتبار سے ماہرانہ رائے کے بعد ہی کیوں نہ منظور کیا گیا ہو اسے منسوخ کر سکتا ہے ۔ جناب والا ! اسی طرح سے خود مختاری کا یہ تصور بے حد محل نظر ہی نہیں بلکہ قابل اعتراض نظر آتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس مسودہ قانون میں پرو چانسلر بھی موجود ہے جس کے ذریعہ سیاسی مخالفت اور سرکاریت کے فروغ کے خوفناک دروازے کھل جائیں گے اور وہ پہلے ہی دو یونیورسٹیوں میں کھلے ہوئے ہیں ۔ جب بھی ایسا موقع آتا ہے کہ یونیورسٹیوں کے معاملات میں مداخلت کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے تو پرو چانسلر صاحب کو استعمال کیا جاتا ہے ۔ ان چانسلروں کی طرف سے وہ اختیارات تفویض کر دیے جاتے ہیں جس کے ذریعے وہ یونیورسٹیوں کے معاملات میں دخل اندازی کر سکیں ۔ اثر انداز ہو سکیں اور وہ اپنے سیاسی مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کر سکیں۔

جناب والا ۔ یونیورسٹی کو سرکاری محکمہ بنانے سے یونیورسٹی کی خود مختاری بحال نہیں ہوگی بلکہ نوکر شاہی کا وہ عمل دخل بحال ہوگا ۔ وہ مزاج بحال ہوگا ۔ وہ مداخلت ہوگی جو آج تک ہمارے ایسے عظیم تر اداروں کی تباہی اور زوال سے آشنا کرتی رہی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر پرو چانسلر کی یہ بدعت اسی طرح سے عام ہوگی تو پھر پروچیف منسٹر بھی بنانے پڑیں گے ۔ پھر پرو ۔ منسٹرز بھی بنانے پڑیں گے اور اسی طرح سے جناب والا ۔ ہم ایک ایسی غیر جمہوری اور غیر حقیقی روایت کو جنم دیں گے جس کے نتیجے میں کسی طور پر بھی یونیورسٹی کے ماحول کو بہتر اور خوشگوار نہیں بنایا جا سکے گا ۔

جناب والا ۔ سینٹ کی طرف سے ہمیشہ ماضی میں یہ اختیار حاصل رہا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے وائس چانسلروں کا انتخاب کیا کرتے تھے ۔ لیکن اس موجودہ بل میں سینٹ کو ایسا کوئی اختیار نہیں دیا گیا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ وائس چانسلر کا عہدہ ایک خالصتاً فنی عہدہ ہوتا ہے ۔ ایک ایسے ماہر تعلیم کے لیے وقف ہوتا ہے جس نے اپنی عمر عزیز کا ایک حصہ اس پر صرف کیا ہو ۔ لیکن یہاں پر وائس چانسلر کے لیے کوئی qualification موجود نہیں ہے ۔ کوئی ایسی پرووِیژن موجود نہیں ہے جس کے تحت وائس چانسلر کے انتخاب کو معیار دیا جا سکے ۔ محض چانسلر صاحب اپنی خوشنودیٔ مزاج سے کسی شخص کو چاہے وہ کسی تعلیمی استطاعت کا مالک ہو وائس چانسلر جیسے عظیم منصب پر فائز کر سکتا ہے اور اس کی خوشنودیٔ مزاج ہی پر وائس چانسلر کی میعاد ملازمت موقوف ہے ۔ ایسی صورت میں جب وائس چانسلر کے سر پر خوشنودی مزاج کی تلوار لٹکتی ہے ایسی صورت میں جبکہ وہ کسی کوالیفیکیشن کے بغیر محض چانسلر کی مرضی اور اس کی منشاء کو اپنے انتخاب کا معیار سمجھتے ہیں تو وہ یونیورسٹی کی بجائے محض چانسلر کے احکامات اور اقدامات کی تائید ہی میں اپنی زندگی کو وقف کرتا رہے گا اور اس سے یونیورسٹی کے جو حقیقی مقاصد ہیں اور جو حقیقی فرائض ہیں ان میں کوئی بنیادی کام کسی طور پر بھی ممکن نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے اور یہ زیادہ بہتر ہے اگر وائس چانسلر کے انتخاب کے لیے سینٹ کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ ایک پینل مقرر کر دے ۔ ماہرین کا ایک پینل تجویز کر دے جس میں سے چانسلر کسی بہتر ماہر تعلیم کو کسی بہتر تجربہ کار شخص کو اس عہدہ پر مامور کر سکے ۔

جناب والا ۔ خود مختاری کا جب دعویٰ کیا جاتا ہے تو مجھے محسوس ہوتا ہے کہ آیا یہی خود مختاری ہے جس میں یونیورسٹی کے اساتذہ کو محض اظہار وجوہ کا نوٹس دے کر برطرف کرنے کی آزادی بخش دی گئی ہے ۔ ایک چھوٹے سے چھوٹے ملازم کو بھی ۔ فیکٹری کے مزدور کو بھی ۔ مزارع کو بھی اپنے استحقاق کے لیے اپیلوں کا حق دیا ہے ۔ مقدمات کا ایک پروسیجر طے کیا ہے ۔ لیکن یہاں ایک ایسی خوفناک پرووِیژن رکھ دی گئی ہے جس کے

تحت کسی بھی استاد کو اظہار وجوہ کا محض نوٹس دے کر فارغ کیا جا سکتا ہے - چانسلر کو ایک مطلق العنانیت یہ بخش دی گئی ہے کہ وہ کسی بھی ہیئت حاکمہ کے عہدیدار کو اور رکن کو محض ناکارہ پن کے الزام میں اپنے عہدہ سے الگ کر سکتا ہے - ناکارہ پن کی کوئی definition موجود نہیں ہے - نا اہلیت کا کوئی معیار متعین نہیں ہے یعنی اگر چانسلر صاحب کسی بھی رکن کی آزادیٔ رائے سے ناراض ہو جائے تو بھی اس کو نا اہل قرار دے کر کسی بھی عہدہ سے سبکدوش کر سکتا ہے - جناب والا - ایسی صورت میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ یونیورسٹی اور اس کی ہیئت حاکمہ آزادی کے ساتھ اور بے باکی اور جرأت کے ساتھ اپنا فیصلہ کر سکتی ہے - ان فیصلوں پر عمل درآمد کرا سکتی ہے اور آئندہ کے لیے ایسا نظام نقشہ اور طریقۂ کار مرتب کر سکتی ہے جو یونیورسٹیوں کو حقیقی طور پر جناب کاردار کے الفاظ میں ایک بین الاقوامی یونیورسٹی کا درجہ دے سکے - کیا بین الاقوامی یونیورسٹیوں کے یہی حالات ہوتے ہیں - یہی دستور ہوتا ہے - یہی مسودہ قانون ہوتے ہیں ؟ اگر بین الاقوامی درجہ دلانا ہے تو ہمیں بین الاقوامی حقوق - بین الاقوامی فرائض روایات اور ان کی آزادی و خود مختاری کے تصورات بھی اس ملک میں اور اس صوبہ میں رائج کرنے ہوں گے - آپ محض خوابوں کی دنیا میں اور محض تصورات کی دنیا میں اپنے ہاں انقلاب لانا چاہتے ہیں لیکن عمل کی دنیا میں آپ اپنے ان دعووں کو کوئی پیکر نہیں بخشنا چاہتے -

جناب والا - یونیورسٹی کا یہ بل اس بات کا مستحق ہے کہ عوام کے - اساتذہ کے اور طلبا کے جذبات و احساسات اور مطالبات و ضروریات کی روشنی میں اس پر نظرثانی کی جائے اور ایسی ترامیم قبول کی جائیں جن کے ذریعے اسے حقیقتاً ان مقاصد سے ہم آہنگ کیا جا سکے - ان دعووں کا ثبوت بنایا جا سکے جن کا ہم اپنے روزمرہ کے تقاضوں میں اظہار کرتے رہے ہیں یا جس کا خود اس مسودہ قانون کے preamble میں اشارتاً ذکر کیا گیا ہے - جناب والا - جب تک ہم سائنس کی ترویج و ترقی کے خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے اپنے دعویٰ اور عمل کے تضادات دور نہیں کریں گے - جب تک ہم ان اعلیٰ ترین تعلیمی اداروں کو حقیقی ماحول اور استحقاق نہیں بخشیں گے اس

وقت تک یہ خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہوں گے ۔ جو انجینیئرنگ یونیورسٹی حقیقت میں ایک امتیازی مقام رکھتی ہے اس نے اس ملک کی تاریخ میں بعض بڑے نمایاں کارنامے سرانجام دیے ہیں ۔ اور اس بات کی ضرورت ہے کہ اب اس یونیورسٹی کی وسعت میں مزید اضافہ کیا جائے اور اسے دوبارہ ایسی امتیازی انفرادیت بخشی جائے جو نہ صرف یہ کہ اس صوبہ کو بلکہ اس ملک کو سائنسی دینا میں نیک نام پیدا کر سکے ۔

جناب والا ۔ ہم اس وقت بین الاقوامی سطح پر اپنی عظمت رفتہ کو بحال کرا سکتے ہیں جب ہم ایک جامع منصوبہ بندی کے ذریعے سائنسی علوم کی ترویج اور تحقیق کے لیے نہ صرف نئی نئی فیکلٹیز قائم کریں بلکہ talented لوگوں کو talented نوجوانوں کو بہتر مواقع بھی فراہم کریں ۔

Mr. Speaker. It is not Education Policy as such or the scope of education as such which is under consideration. We have a document before us. Let us restrict ourselves to that document.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے بجا طو پر ارشاد فرمایا ہے ۔ میں صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ یونیورسٹی اپنی نوعیت کی ایک منفرد یونیورسٹی ہے ۔ سائنسی علوم کے سلسلہ میں اس پر بنیادی ذمہ داری عائد ہوتی ہے ۔ اس لیے اس یونیورسٹی کو تشکیل کرنے کے لیے ہماری حکومت کا یہ فرض ہے اور بجا طور پر جناب کاردار صاحب نے اس کی اہمیت کی طرف اشارہ کیا ہے ہم جب تک مختلف شعبوں کی ضرورتوں اور فارغ التحصیل طلبا کے درمیان توازن کی کوئی پالیسی اختیار نہیں کریں گے اور ایسی منصوبہ بندی نہیں کریں گے ۔ ہم ان یونیورسٹیوں کے ذریعے صرف اتنی تعداد میں طلبا کو فارغ التحصیل کر سکیں جتنی کہ مختلف شعبوں میں مختلف ضرورتوں کے تحت ہمیں درکار ہیں ۔ اس وقت تک ہمارے ہاں بے روزگاری کا موجودہ المیہ دور نہیں ہو سکے گا ۔ بلکہ ہم طلبا کو نوجوانوں کو سائنسی علوم کی طرف اور ان یونیورسٹیوں کی طرف مائل نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت یونیورسٹی سے نکلنے والے طلبا ہاتھوں میں ڈگریاں لیے ہوئے مارے مارے پھر رہے ہیں اور ان کا talent export ہو رہا ہے ۔ وہ ملک

سے باہر جا رہے ہیں ۔ اس لیے اگر ابھی سے منصوبہ بندی نہ کی اور کوئی پالیسی جناب والا ۔ اختیار نہ کی تو یہ یونیورسٹیاں ہمارے لیے بیکار ادارہ بن جائیں گی ۔ بلکہ ایسا ادارہ بن جائیں گی کہ لوگ تعلیم حاصل کریں گے اور ملک سے باہر جا کر نوکریاں کریں گے ۔

Mr. Speaker. Let us come back to the Bill.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم سے نہایت درد مندانہ گزارش کروں گا کہ اب بھی وقت ہے کہ وہ اس مسودہ قانون کو محض اکثریت کی بنیاد پر منظور کروانے کی بجائے استدلال کی بنیاد پر اور حقائق کی بنیاد پر منظور کرانے کی کوشش کریں ۔ اور ہماری ان ترامیم کو ان تجاویز کو جو جنرل پرنسلز کی بحث کے دوران آج پیش کی گئی ہیں انہیں فراخ دلی کے ساتھ قبول کریں ۔ کیونکہ اچھی بات کو ہر مرحلہ پر تسلیم کرنا اچھی بات ہوتی ہے ۔ اور اس سلسلہ میں کوئی ضد پارلیمانی روایات میں اچھی نہیں سمجھی جاتی ۔ مجھے یقین ہے کہ جس طرح سے وہ ہماری تجاویز اور ترامیم کو ماضی میں شرف قبولیت بخشتے رہے ہیں اب بھی اگر اس میں انھوں نے ہماری ان تجاویز کو شرف قبولیت بخشا تو یہ بل ایک اہم اور مفید بل ثابت ہو سکے گا ۔ اور یہ یونیورسٹی ہمارے صوبے ہی کے لیے نہیں بلکہ پورے ملک کے لیے امتیاز و اعزاز کا باعث ہوگی ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker. Education Minister please.

Minister for Education (Dr. Abdul Khaliq). Sir, I stated this morning the main objectives of this Bill which is being considered by us today. Sir, the aims and objects of this bill are to integrate academic studies, to undertake research and investigation and to organize the University in such a way that its administration is improved. Now these are the general principles of this Ordinance and we have also undertaken to ensure that the University has autonomy in administrative matters, in matters of appointments of the teachers, in matters of examinations and also in financial matters. In the matter of finances, the Centeral Government has also undertaken a Bill which has passed through both the House of

Parliament and this is an ample proof of the intentions of *this Government that it* really means to give autonomy to the Universities in this country. There is no contradiction between what we say and what we do, and I also stated Sir, this morning the Senate which is equal to legislative organ of a University has been revived, and not only revived but students and teachers of all categories have been given adequate representation while in the past teachers of junior categories were never given representation. Similarly students have also been given representation. We have also assiociated that hon'ble members of this august House and through them we have associated the people of this Province. And Sir, we have also got four eminent persons in Art, Science, Literature and other fields who will be included in the Senate. This is to bring all the talent that is available inside the University and outside the University into different organizations established under this Ordinance.

Now, next one is the Executive Organ of the University which is Syndicate. This has again been constituted on such principles that the students, the teachers and the peoples' respresentative are re; resented there and it takes decisions effectively. Now, Sir, as compared to the Senate-Senate is an organization which deliberates over matters, therefore, its composition is rather large-the Syndicate has been intentionally or the membership has been kept intentiona ly to a workable number. Therefore, the criticism which the hon'ble member levelled that the students are not represented in proportion to their number in the University, is naturally ruled out because otherwise all the organizations of the University would constitute a large number of students which would make it very difficult for an Executive Body. It is not a body for deliberations. It is an Executive Body. It cannot have a very large membership, otherwise it will defeat its purposes.

Sir, I also stated in the morning that the Academic Council is constituted only of the academicians. There is no non-academic person on its membership-no politician, no

Minister, nothing of the sort. So that would ensure that we want the University to go ahead in academic matters as the academicians employed in that University and the talented people outside the University wish it to be. We have no doubt, Sir, that all our people are patriotic people and they love their institutions where they work and we should expect that if we have given so much freedom to work we should expect very good results.

Now, Sir, the University Fund has been created specially along with the University Grant Commission created by the Federal Government. Both should assure and re-assure any hon'ble member sitting in this House that the Government really means business and we don't say just words and don't act on them. These were the things which I stated in the morning and I have just summarised them with your permission.

Sir, a few objections regarding some other clauses have been raised that this University should not be named after this city. This is not correct Sir. Actually the way we write addresses in Urdu and English is not as good as in Arabic. In Arabic if we were to write, we will write :

1 ۔ جامعتہ الازہریہ بالقاہرہ ۔

2 ۔ جامعتہ البنجاب با لاہور ۔

If you get a letter from an Arabian friend, he will say or write بہ that means at or in Lahore. Arabic is more فصیح more وسیع more کامل and more complete. So, after a comma when we write Lahore we in fact mean "at Lahore". I mean in English people don't write at Lahore but in Arabic they do. So this is what it means that the University is situated at Lahore.

Sir, I would refer to one of the clauses in this Bill which stipulates that this University will exercise jurisdiction over the same area as its predecessor, although known as the West Pakistan University of Engineering and Technology. So it is

not limited to a city or to a province. It is a university of Pakistan situated in a city and naturally it will be called a university situated in Lahore. It will not be called a university situated in Punjab or any-where else. It has to be specified.

Sir, as my learned friend, Mr. Kardar, said, and I have also had the honour of being in those universities and studying in those countries, there are universities named not only after cities, after Mohallas but after quarters. What is Sorbamme Sorbamme is a quarter in France. Similarly, there are so many other universities which are named after the locality where they are situated. So this is really no argument. It doesn't have much weight and it doesn't also show that we are in some way ignoring the interests of Punjab. Far be from it. There is no question of that.

Secondly, Sir, my learned friend objected that in this bill we have got only arrangement for the affiliated colleges to be recognised by the university or affiliated by inference. The learned member deduced that the university cannot keep or maintain or start its own colleges. This is just an inference. Now this is the argument and logic which I don't understand Sir. There are two kinds of colleges. There are the constituent colleges and this perhaps the learned member knows. The Punjab Uuniversity has the Oriental College and the Law College as its constituent colleges. Commerce College is also its constituent College. No these need not to be affiliated as they are already a part of the University. But for other colleges, for example, the College of Textile Technology situated in Lyallpur, there has to be a clause to affiliate such colleges.

After this, there has been a great criticism from the learned friends in the Opposition about the Pro-Chancellor. Now I have stated this many a time previously, and it has been again my honour to reiterate and re-emphasise this is not a new office at all. It has been taken from the University of Aligarh of which we are proud of. The Muslims of

India are also proud of it, and it is so well known by the Muslims all over the world. I would say that in the Islamic world :

جامعتہ الازہریہ بالقاہرہ اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ۔

were the two Universities from which we take not only academic licence but licence which is co-academic and extra-academic, and the licence which has built our nation. This nation owes a lot to the Aligarh University. Therefore, Sir, if we borrow an institution from the renowned University, from which the creators of this country came and the people who fought for the independence of this country, we should be proud of borrowing an institution from that University. Sir, may I inform this House through you Mr. Speaker, that when I talked to the ex-Vice Chancellor (now aging) of Aligarh University, he was very happy. He said that you have fulfilled my life time ambition ; I wanted to transplant this office into the Pakistan Universities. I talked to him on telephone. He was happy over this.

Now, the objection is really of a political nature, but we cannot depoliticise ourselves. I have no hesitation in declaring that we are political people; have been elected on a potitical programme. We are bound by the people to a certain programme. So I cannot depoliticise myself if I become Minister for Education or Pro-Chancellor. I do assure all the learned members through you Sir, that in the capacity of a Pro-Chancellor in any University, I or whoever may be this is an ex-officio post will not act on political considerations whatsoever. I can declare this on the floor of the House and I want to reiterate this again and again that in Universities we have very big officers there. We pay them very big salaries, very fat salaries. Why should we not have these officers to take the stand, take the decision ? Why should we interfere ? So this is not at all for interference that the Minister for Education is there. It is only to establish the authority of this House, to establish the provincial representative chracter of this House that in these institutions of higher learning, the Education Minister will be sitting there

along with all the other officers. You will know, Sir, from the clauses and you cannot tell me, nobody can show me a clause which gives any particular power to the Pro-Chancellor where he can rule out the orders of the Vice Chancellor. This is just an association of a representative kind; this is an association of this whole House, or the representation of this whole House, Sir. This is not of a person or of a political party.

Then, Sir, there has been criticism that the students have not been represented in adequate numbers. I have said already that these committees, these organizations, if they have to function, they must be in a limited number. Granted that a deliberative body can be larger in number and an executive body perhaps a smaller in number, but Sir, as regards the question of youths being associated in the activities of the country, Sir, I can say with great pride on behalf of my Government and on behalf of the Pakistan Peoples Party that ours is the party which has given the right of vote to the youth. So if we give them the right to decide the future of the whole nation, it shows our intention that we do want to associate the youth in all the activities, in the decision making at all levels in their educational institutions and at the government level also. So in fact Sir, this is a very clear proof. If we don't take the youth with us, then we are disassociating from the future. It is not just a word, nor just a sermon or an empty thing. We have translated it into an Act and it has already been passed by one House of the Parliment. So there is no question that we don't want to associate the youth. We wish to associate the youth not only in the University but in organizations above the Universities inside this country.

Sir, another objection has been regarding the Vice Chancellor, that any body may be appointed as Vice Chancellor, and there is insecurity. He will be at the pleasure of the Governor or some thing like that. Sir, the word 'pleasure, is there and there are many other ceermonial words in our Constitution, in our rules. Now this is all that it means. This democratic Government runs on the rule of law and

there are many things which are understood. A Vice Chancellor of the University cannot be any body. I mean, does this Government want to appoint an incompetent person? Certainly not. Far be from it. If we want our Universities to be renowned and to be known all over the world, as my learned friend, Mr. A.H. Kardar has said, we must have really talented, really learned research scholars manning the Universities. If one looks at the three Universities, I would say that the people, who are manning these posts, deserve those posts, and in future I can assure all the learned members, and the members who criticise the appointment of the Vice Chancellor, that we will not only see that he is a great scholar but we will see that he is a great administrator and know how to take the first line of defence. We want him to be the ruler of that University and we don't want to interfere in the affairs of Universities on trifling matters.

Similarly, Sir, there has been objection that all the organizations created under the last Act have been abolished and a new Chancellor Committee has been appointed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : What about the terms of office of the Vice Chancellor?

Minister for Education : Sir, it is very clearly written that it is four years, but it is not written that he will not be reappointed. So the inference which my learned friend derives is not really fair and not based on facts. This is just by saying on inference. It is not written that he cannot be re-employed. If he is a learned man and has run the University very well, any Government would be too pleased to appoint him.

Haji Muhammad Saifullah Khan : May I know the meaning of "not exceeding four years" ?

Miniater for Education : That is one term.

Now, about the Chancellor's Committee. This objection, first of all is not right because not all the organisations have been dissolved. The Syndicate has been dissolved. Senate

was not there. The Syndicate was dissolved because it had become out of date. The Vice-Chancellor would call a meeting and there would be no quorum. In fact, again and again there would be no quorum because it had really become out of date in the literal sense. Therefere, the teachers, the students and the Vice-Chancellor requested us that they could not run the University and take decisions unless this body was dissolved and a new one created. This is only a temporary arrangement. The process in the Universities, where this House has passed the Bills, is already under-way. You might have seen that the registered Graduates are going to hold elections, the teachers are going hold elections and the students are going to hold elections. Statutes are being passed. Therefore, I can assure the members, who have criticised this, that the Chancellor's Committee is not for all times to come. It is an ad hoc Committee. Its function is to be an ad hoc basis. It will be replaced by the Senate and I will love to see that day when our three Universities get rid of the stigma of that undemocratic rule which they have had during the last many years. I would be happy to see the elected Senate, the elected Syndicate, takes its functions. I will wait for that day very eagerly and I assure the learned members that this Committee will not perpetuate itself like so many other Committees which perpetuated in our national life.

I thank you very much.

(applause)

Mr. Speaker : The question is :

> That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th May, 1974.

(The motion was lost)

Mr, Speaker : The question is :

That the University of Engineering and

Technology, Lahore, Bill, 1974 be circulated for the pnrpose of eliciting opinion thereon by the 15th April, 1974.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is -

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 15th May, 1974 :—

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Sardar Amjad Hameed Khan Dasti.
3. Mian Khurshid Anwar.
4. Syed Dewan Ghulam Abbas Bokhari.
5. Khan Amir Abdullah Khau Rokhari.
6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.
7. Makhdum Hameed-ul-Din-
8. Mr. Abdul Qayyum Butt.
9. Mr. Rauf Tahir.
10. Mr. Manzoor Ahmad Mohal.
11. Syed Tabish Alwari.
12. Haji Muhammad Saifullah Khan (the mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 9th April, 1974 :—

1. Malik Allah Ditta:
2. Mr. Nur Muhammad Khan.
3. Sh. Aziz Ahmad.

4. Mr. Ahmad Bakhsh Theem.
5. Begum Abad Ahmad Khan.
6. Khan Taj Muhammad Khan.
7. Chaudhri Ghulam Ahmad Bajwa.
8. Mrs. Hussina Begum Khokhar.
9. Chaudhri Muhammad Nawaz.
10. Chaudhri Muhammad Yaqub Awan.
11. Mr. Nawazish Ali Khan.
12. Mian Khurshid Anwar (the mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That the University of Engineering and Technology, Lahore, Bill, 1974, be referred to a Select Cammittee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 7th April, 1974 :—

1. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.
2. Mr. Javed Hakim Qureshi.
3. Raja Muhammad Afzal Khan.
4. Begum Syeda Abida Hussain.
5. Haji Muhammad Saifullah Khan.
6. Chaudhri Muhammad Yaqub Awan.
7. Sufi Nazar Muhammad.
8. Chaudhri Amanullah Lak.
9. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud (the mover).

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ

ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء جیسا کہ اس کے
بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی
ہے ۔ فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ـ 3)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 3 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 1 ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی ۔ ترمیم نمبر 2 حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی اور علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب کی طرف ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "reconstituted at Lahore" occurring in lines 1-2, the word "constituted" be subsituted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "reconstituted at Lahore" occurring in lines 1-2, the word "constituted" be substituted.

Minister for Education. Opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 1, the word "constituted" be substituted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 1, the word "constituted" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 3 کی تختی ضمن (1) کی سطر میں الفاظ "لاہور میں" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "at Lahore" occurring in lines 1-2, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Amendment No. 5. Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Mian Khurshid Anwar, Mirza Fazal Haq, Mian Mustafa Zafar Qureshi and Allama Rehmatullah Arshad. The latter three are not present.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 3 کی تحت ضمن (2) کی سطر 1 میں وقف ناقص اور الفاظ "پرو چانسلر" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Education, a comma and the words "the Pro-Chancellor" occurring in line 2, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Amendment No. 6. Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Mian Khurshid Anwar, Mirza Fazal Haq, Mian Mustafa Zafar Qureshi and Allama Rehmatullah Arshad. The latter three are not present.

Haji Muhammad Saifullah Khan. I beg to move :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and comma "University of Enginneering and Technology, Lahore" occurring in lines 2-3, the words "Punjab University of Engineering and Technology" be substituted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and comma "University of Engineering and Technology, Lahore" occurring in lines 2-3, the words "Punjab University of Engineering and Technology" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Amendment No. 7. Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwar, Mian Khurshid Anwar, Mirza Fazal Haq, Mian Mustafa Zafar Qureshi and Allama Rehmatullah Arshad. The latter three are not present.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 3 کی تحتی ضمن (3) کی سطر 2 میں لفظ "لاہور" کی بجائے لفظ "پنجاب" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Lahore" occurring in line 3, the word "Punjab" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 8 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تین ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن 3 کی تحتی ضمن (5) کی سطر 7 میں الفاظ "از سر نو" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (5) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 8, the word "constituted" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ موجودہ ترمیمات جو اس کلاز میں پیش کی گئی ہیں ان میں سے بیشتر کا تعلق اس امر سے ہے کہ اس یونیورسٹی کو اس صوبہ پنجاب کے نام سے موسوم کیا جائے ۔ اور اس کا وہ صوبائی تشخص جو اس کے ساتھ پنجاب کا نام لکھنے سے پیدا ہوتا ہے اس کو ختم نہ کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں جناب وزیر تعلیم نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ ہم نے تو جناب مہربانی کی ہے اور اس کے ساتھ لاہور کا نام لگایا ۔

اس کے ساتھ بہت بڑے شہر کو attach کیا ہے حالانکہ دنیا میں ایسی یونیورسٹیاں بھی ہیں جو محلوں کے نام سے موسوم ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کی دلیل یہ نہیں تھی ۔ انھوں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ تو ہم نے اس کا پتہ لکھا ہے ورنہ روایت یہ ہے کہ محلوں کے نام سے بھی یونیورسٹیوں کو پکارا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔ محلوں کے نام سے بھی یونیورسٹیاں موسوم ہوتی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے کہا ہے کہ شہر کے نام سے یونیورسٹی موسوم نہیں ہے ۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ محلوں کے نام سے یونیورسٹیاں ہوتی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں نے بھی شہر کا نہیں کہا یعنی محلوں کے نام سے موسوم کیا جا سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ پتہ ہے ۔ یہ ان کی دلیل نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہاں ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹیوں کو محلوں کے نام سے بھی موسوم کیا جا سکتا ہے ۔ یہ ہوگا صحیح ہوگا ۔ ہوتا ہوگا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جن ملکوں کا وہ حوالہ دے رہے ہیں ۔ جن یونیورسٹیوں کا وہ حوالہ دے رہے ہیں ۔کیا وہ یونیورسٹیاں بھی اس قسم کی خود مختاری کے ساتھ بنا کرتی ہیں ؟ کیا ان میں بھی یہی قیود و پابندیاں ہوا کرتی ہیں ؟ جناب والا ۔ جس صوبے میں عالم یہ ہو کہ ایک پرائیویٹ سکول تک نہیں کھولا جا سکتا وہاں وہ حوالہ دیتے ہیں کہ یونیورسٹیاں محلوں کے نام سے موسوم ہوتی ہیں ۔ جن ملکوں کا وہ حوالہ دے رہے ہیں جن کے متعلق وہ بتا رہے ہیں وہاں تو تعلیم کی ہر ممکن آزادی ہے ۔ وہاں تو پرائیویٹ یونیورسٹیاں تک کھولی جا سکتی ہیں ۔ پرائیویٹ کالج تک کھولے جا سکتے ہیں ۔ پرائیویٹ سکول تک کھولے جا سکتے ہیں ۔ ان کا موازنہ حکومت کے قائم کردہ سکولوں ، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ساتھ ہوتا ہے ۔ آپ یہ مثالیں دے رہے ہیں ۔

یونیورسٹیوں کی تو اور بات ہے ۔ وہ چھوٹے چھوٹے سکول جو کہ علاقے کے لوگ اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے اپنی ضروریات کے تابع آپ کے گورنمنٹ ہائی سکولوں کے مقابلے میں اپنا معیار پیدا کرنے کے لیے قائم کیا کرتے تھے تو ان کا کھولنا بھی بند کر دیا ہے اور جو کھلے ہوئے تھے ان کو آپ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔چاہے ساری انتظامیہ اور ساری کارکردگی تباہ ہو گئی ہے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ وہی فضا پیدا کر دیں وہی تعلیمی ماحول پیدا کر دیں وہی تعلیمی آزادیاں وہاں پیدا کر دیں تو میں کہتا ہوں آپ بھی بے شک پنجاب کے کسی چھوٹے سے چھوٹے گاؤں کے نام سے یونیورسٹی کو موسوم کریں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا ۔ جب آپ نے اس قسم کی پابندیاں لگائی ہوئی ہیں ۔ آپ نے تمام چیزوں کی اجارہ داری بھی اپنے پاس رکھی ہوئی ہے اور محض سیاسی اغراض کے تابع آپ نے رکھا ہوا ہے ۔ پھر آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا جواز پیدا ہوتا ہے کہ ایک ایسی یونیورسٹی جو کہ اہم ترین یونیورسٹی ہے اور صوبہ پنجاب کی صرف واحد یونیورسٹی ہے اس کو ایک شہر کے نام سے موسوم کیا جائے ۔ اگر آپ نے بہت سی یونیورسٹیاں کھول رکھی ہوتیں ۔ اگر آپ یہ اعلان کر دیتے کہ ہم مستقبل قریب میں ہر بڑے شہر میں ایک ایک یونیورسٹی کھولیں گے پھر تو اس کا کوئی جواز تھا ۔ تو اس لیے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس کو پنجاب کے نام سے موسوم کیا جائے ۔ بے شک اس کے ساتھ لاہور کا نام آتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے ۔ یونیورسٹی کا دائرہ کار تمام پنجاب ہے کیونکہ سارے پنجاب کے اندر واحد یونیورسٹی ہے اور آپ اس کا نام صرف لاہور کی حد تک موسوم کر رہے ہیں ۔ اسے آپ پنجاب کا نام دینے کو تیار نہیں ہیں جبکہ دوسرے صوبے اپنے اپنے صوبائی ناموں کے ساتھ اپنی یونیورسٹیاں قائم کیے ہوئے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ وہ اس اہم ترین ترمیم کو قبول کریں ۔ اسے ذاتی وقار کا سوال نہ بنائیں ۔ یہ صوبے کے وقار کا سوال ہے ۔ جناب والا ۔ ہو سکتا ہے وہ یہی دلیل دیں کہ ہم نے پہلے بھی ایک زرعی یونیورسٹی لائل پور کے نام سے بنائی ہوئی ہے ۔ وہاں پر تو یہ کارنامہ سر انجام دیا ہے کہ پنجاب کا نام اس یونیورسٹی کے نام سے ختم کر دیا گیا ہے ۔ میں

انھیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ وہ یونیورسٹی جو 1961ء میں قائم ہوئی تھی چونکہ وہ صوبہ مغربی پاکستان کی یونیورسٹی تھی تو اس کا نام بھی ویسٹ پاکستان ایگریکلچر یونیورسٹی رکھا گیا تھا۔ اور یہی ایک انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی یونیورسٹی جب 1961ء میں سارے ویسٹ پاکستان کے لیے قائم کی گئی تھی تو اس کا نام بھی ویسٹ پاکستان یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی رکھا گیا تھا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر آپ کو پنجاب کے نام سے کد کیوں ہے۔ آپ کو اس نام سے چڑ کیوں پیدا ہو گئی ہے۔ آپ اپنے صوبائی درجے کو کیوں ختم کرنا چاہتے ہیں؟ آپ اپنا صوبائی تشخص کس کے لیے قربان کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب یونیورسٹی بھی ایک ہے یعنی واحد یونیورسٹی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مثالیں بھی ہمارے پاس موجود ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے نام سے ایک یونیورسٹی پہلے بھی ہمارے پاس موجود ہے۔ اس کے ساتھ آپ کو جرأت نہ ہوئی ورنہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر اس کا نام پرانا پنجاب نہ ہوتا تو آپ پنجاب یونیورسٹی کے ساتھ بھی پنجاب کا نام اڑا دیتے۔ جب یہ صوبے کے نام سے یونیورسٹی پہلے سے قائم ہے اور ویسٹ پاکستان کے نام سے قائم ہے اور اب اگر ویسٹ پاکستان نہیں رہا تو پھر پنجاب تو موجود ہے۔ جب پنجاب یونیورسٹی بن جانے سے کوئی حرف نہیں آتا اور یہ نام دنیا میں مشہور ہے۔ پنجاب کا تشخص قائم رہتا ہے اور آپ ہی وہ بل پنجاب یونیورسٹی کا پاس کرا چکے ہیں تو اس انجینئرنگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے ساتھ اگر پنجاب کا نام آپ لگا دیں گے تو میں نہیں سمجھتا کہ آپ پر کسی قسم کا حرف آتا ہے۔ جناب والا۔ میں ان سے پر زور الفاظ میں استدعا کروں گا کہ یہ پنجاب پہلے ہی محرومیوں کا شکار ہے۔ پنجاب کے ساتھ پہلے ہی نا روا سلوک ہو چکا ہے۔ پنجاب کا تشخص پہلے ہی ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ اس میں مزید اضافہ نہ کریں اور ہمارے زخموں پر مزید نمک چھڑکنے کی کوشش نہ کریں۔ اس کا نام آپ پنجاب یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی رکھیں تاکہ صوبے کا تشخص قائم رہے۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

مسودہ قانون

سید تابش الوری - جناب سپیکر - مسودہ قانون کی جو ضمن اس وقت ہمارے زیر غور ہے اس میں ہم نے اپنی آٹھ ترامیم کے ذریعے بعض اہم نکات اٹھائے ہیں - ان میں سے ایک اہم نکتہ یہ ہے کہ ہم اس ضمن میں از سر نو تشکیل کے لفظ کی بجائے صرف تشکیل کا لفظ رکھنا چاہتے ہیں - کیونکہ اس مسودہ قانون سے پہلے ہی عملاً تشکیل ہو چکی ہے اور اس اعتبار سے یہ لفظ یہاں فاضل حیثیت رکھتا ہے - قانون میں کسی فاضل لفظ کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی - اس لیے اسے زبان کے اعتبار سے اور قانونی لوازمات کے اعتبار سے بھی بہتر بنانے کے لیے ضروری ہے کہ یہاں از سر نو تشکیل کی بجائے صرف تشکیل کا لفظ رہنے دیا جائے - اس کے ساتھ ہی ہماری اہم ترمیم یہ ہے کہ یہاں لاہور کی جگہ پنجاب کا لفظ آنا چاہیے - وزیر موصوف نے یہاں لاہور کے لفظ کو محض پتہ قرار دیا ہے - محض اس کی location کا اختصاص قرار دیا ہے لیکن حقیقتاً اس نام میں یہ لفظ اس قدر بے معنی نہیں ہے - اگر کوئی لفظ نام کا حصہ ہو جاتا ہے تو اس سے پتہ مراد نہیں ہوتا بلکہ اس لفظ میں جو معنویت جو اختصاص جو انفرادیت ہوتی ہے اس کا اظہار مقصود ہوتا ہے - جناب والا - یہ یونیورسٹی جو پاکستان بھر میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے ایک الگ مقام رکھتی ہے اور اسی نسبت سے پوری دنیا میں اس کی ایک منفرد حیثیت حاصل ہے - ہم سمجھتے ہیں کہ پنجاب کا نام اس کا حصہ ہونا چاہیے - تاکہ پنجاب کو نہ صرف قومی سطح پر بلکہ بین الاقوامی سطح پر acknowledge کیا جا سکے - اور اس نام کو تشخص اور انفرادیت بخشی جا سکے - اعزاز بخشا جا سکے جو ہمارے لیے قابل افتخار ہو - میں سمجھتا ہوں کہ جس وقت ویسٹ پاکستان کی سطح پر یونیورسٹی قائم تھی اور لاہور کا لفظ کسی حد تک اس وقت موزوں ہو سکتا تھا - اس کے لاہور میں واقع ہونے کا اظہار ہونا تھا لیکن اب جبکہ مختلف صوبے بحال ہو چکے ہیں اور ان کا تشخص بحال ہو چکا ہے اس بات کی ضرورت ہے کہ اس پنجاب کو تشخص سے نوازا جائے - اگر ہم نے پنجاب کو نظر انداز کرنے کے سلسلے کو جاری رکھا اور اگر ہم اس احساس کمتری میں مبتلا ہو کر اس قسم کے اقدامات کرتے رہے تو آپ کی نئی نسل پنجاب کے تشخص کو اور پنجاب کے امتیاز کو جا گزیں نہیں کر سکتی - جناب والا - یہ مسئلہ علاقائی عصبیت نہیں صوبائی عصبیت کا نہیں ہے -

مسٹر ایس - ایم مسعود - پوائنٹ آف انفارمیشن - جناب والا - آپوزیشن کی طرف سے بار بار یہ اعتراض اٹھایا جا رہا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی آف انجینیئرنگ سے پنجاب کے کچھ حقوق اثر انداز ہو رہے ہیں - میرے پاس قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو کی ایک تقریر ہے جو انھوں نے 15 مارچ 1972ء کو کی تھی -

سید قابش الوری - جناب والا - ان کو اپنی تقریر میں بات کرنے کا موقع دیجیے -

There is no provision for point of information in the rules.

مسٹر سپیکر - مجھے ان کا اعتراض سن لینے دیں -

مسٹر ایس - ایم مسعود - جناب والا - اس تقریر میں کہا گیا ہے کہ سیدو شریف ، ملتان اور سکھر میں نئی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں گی - زرعی کالج ٹنڈو جام ، این - ای ڈی انجینیئرنگ کالج کراچی اور انجینیئرنگ کالج جام شورو کا درجہ یونیورسٹی تک بڑھا دیا جائے گا اور این - ای - ڈی انجینئرنگ کالج کراچی یونیورسٹی بننے پر اس میں فنی تعمیر کے شعبے کا اضافہ کر دیا جائے گا - شمال مغربی سرحدی صوبے کی حکومت اگر مناسب سمجھے تو پشاور انجینیئرنگ کالج کا درجہ یونیورسٹی تک بڑھا سکے گی - جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں سائنس اور فنون کے شعبے قائم کرکے اسے بھی یونیورسٹی کا درجہ دے دیا جائے گا -

Mr. Speaker. What is the conclusion that you want to draw.

مسٹر ایس - ایم مسعود - جناب والا - حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب نے کہا تھا کہ حکومت یہ واضح کر دے یا وضاحت کرے کہ وہ نئی یونیورسٹیاں کھولنے کے لیے تیار ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے کچھ اور بات کہی ہے - انھوں نے کہا تھا کہ

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔ آپ کچھ کہیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ نہیں جناب ۔ مجھے کچھ نہیں کہنا ہے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "reconsituted at Lahore" occurring in lines 1-2, the word "constituted" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 1, the word "constituted" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "at Lahore" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, a comma and the words "the Pro-Chancellor" occurring in line 2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as

چونکہ یہاں کالج اور یونیورسٹیاں کھولنے کی اجازت نہیں کیونکہ سب قومیائی گئی ہیں ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود ۔ جناب والا ۔ باقی باتوں کے علاوہ انھوں نے یہ بات بھی کہی تھی کہ اگر حکومت یہ وضاحت کر دے کہ نئی یونیورسٹیاں ہم کھولنے کے لیے تیار ہیں تو انھیں اس نام پر کوئی اعتراض نہیں ۔ آپ ریکارڈ سے بھی چیک کر سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. He is not bound by the statement, observation or speech of any other member,

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود ۔ جناب والا ۔ میں بھی یہی کہہ رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ حاجی صاحب کی تقریر کا جواب دے رہے ہیں یا سید تابش الوری صاحب کا ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود ۔ ان کی بات کہ جو نئی یونیورسٹیاں کھولی جائیں گی اب اس کے لیے بھی تو ان شہروں کے نام پر بھی گنجائش رکھی جائے گی ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Ponit of personal explanation.

جناب والا ۔ میں یہ کہہ رہا تھا کہ حکومت اور حکومت پنجاب اس سے مراد ہے ۔ جناب وزیر تعلیم اگر یہ یقین دھانی اس ہاؤس میں کرا دیں کہ وہ یونیورسٹیاں بھی قائم کریں گے تو تب اس کے متعلق سوچا جا سکتا ہے ۔ یہ میرے الفاظ تھے ۔

Mr. Speaker. I hope you will try to keep yourself within the scope of these amendment.

سید تابش الوری ۔ جب تک میں اس ہاؤس کو قائل نہیں کروں گا کہ یہ لفظ عصبیت کی بنیاد پر ہے علاقائی عصبیت کی بنیاد پر ہے ۔ اس وقت تک میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت نہیں کر سکتا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ تبدیلی

بین الاقوامی تبدیلی طور پر جو باہر کے لوگ یہاں داخلہ لینے کے لیے آئیں اور یہاں سے فارغ التحصیل ہو کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلیں وہ پنجاب انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کا نام لیں اور بڑے فخر کے ساتھ بڑے امتیاز کے ساتھ پنجاب کو نیک نام کر سکیں ۔ جناب والا ۔ ہماری مختلف ضرورتوں کے سلسلے میں اس کو کسی احساس کمتری کا شکار نہیں ہونا چاہیے ۔ چونکہ پنجاب کا مختلف شعبوں میں مختلف میدانوں میں مختلف جد و جہد کے مراحل میں امتیاز کا نام ہے اعزاز کا نام ہے ۔ اگر ہم اس عظیم یونیورسٹی کو اس نام سے موسوم کر دیں گے تو یہ میرے خیال میں ہمارے لیے باعث افتخار ہے ۔

جناب والا ۔ ہم نے یہاں ترمیم پیش کی ہے کہ پرو چانسلر کے لفظ کو حذف کر دیا جائے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں اور جناب وزیر موصوف نے اس سلسلے میں بڑے فخر کے ساتھ حوالے دیے ہیں اور اس میں یہ بتانا بھول گئے ہیں کہ جہاں کہیں پرو چانسلر کا عہدہ موجود ہے وہ Ex-officio وزیر تعلیم کے لیے مخصوص نہیں تھے وہاں اس قسم کی سیاسی مداخلت نہیں تھی ۔ کسی یونیورسٹی کے معاملات میں سرکاریت کا اثر و نفوذ نہ تھا ۔ جناب والا ۔ اس اعتبار سے پرو چانسلر کا یہ اضافہ علمی اور تعلیمی مقاصد کے لیے نہیں ہے ۔ انتظامی بہتری کے لیے نہیں ہے بلکہ محض سیاسی مفاد پرستی پر مبنی ہے ۔ یونیورسٹیوں کے مختلف شعبوں میں سیاسیات کا اثر و رسوخ نافذ ہے ۔ ایک خاص نقطہ پر یونیورسٹیوں کو چلانے کے لیے پرو چانسلر سے کام لیا جا سکے گا ۔ جناب والا ۔ اس صورت میں جبکہ اس عہدے کو یونیورسٹی کے مختلف شعبوں نے مسترد کر دیا ہے ۔ طلبا مسترد کر چکے ہیں ۔ اساتذہ مسترد کر چکے ہیں اور تعلیمی ادارے مسترد کر چکے ہیں ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ کس وجہ سے اب بھی اس پر اصرار کیا جا رہا ہے ۔ اگر یہ ایسا ہی بے ضرر ہے ۔ اگر اس میں کوئی مضرت نہیں ہے ۔ کوئی اختیارات نہیں ہیں تو پھر آخر اس عہدے کو برقرار رکھنے پر اتنا اصرار کیوں ہے ۔ جناب وزیر تعلیم جو Ex-officio پرو چانسلر ہوں گے وہ اپنی دیگر بے پناہ مصروفیات اور مشاغل کی وجہ سے پرو چانسلر نے فرائض انجام نہیں دے سکیں گے اور وہ خود اس کا اعتراف کرتے ہیں ۔ ایسی صورت میں میں نہیں سمجھتا کہ پرو چانسلر کے عہدے کا

اضافہ اس یونیورسٹی کے حال اور مستقبل کے لیے کسی طرح بھی کوئی بہتر نتائج مرتب کر سکتا ۔

جناب والا ۔ ہم نے اپنی ایک اور ترمیم کے ذریعے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور کی بجائے الفاظ پنجاب یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ثبت کیے جائیں ۔ اس طرح سے اس میں سے مقامیت بھی ختم ہو جاتی ہے اور وہ اعتراض بھی بنیادی طور پر ختم ہو جاتا ہے کہ جو مختلف علاقوں کے نام آنے سے اس میں پیدا ہو جاتا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ہماری ان سادہ لیکن انتہائی با معنی اور موثر ترامیم کو اس نقطہ نظر سے زیر غور لایا جائے کہ ان کا مقصد اس بل کو بہتر بنانا ہے اور اس صوبے کی عظمت اور اس کے احترام میں اضافہ کرنا ہے ۔ محض کوئی فروعی مسائل پیدا کرنا نہیں ہے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں معلوم کرنا چاہتی ہوں کہ اس میں پرو چانسلر کی کوئی تفصیل تو بتائی نہیں گئی کہ اس کی کیا ذمہ داریاں ہوں گی تو آپ کس چیز کے سلسلے میں بول رہے ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں محترمہ کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ کہا گیا ہے کہ چیئرمین جو اختیارات پسند کرے وہ اسے تفویض کر سکتا ہے ۔ یہ وہ خطرناک پروویژن ہے جس کے تحت بہت سے نا معلوم اور نا دیدہ اختیارات اسے تفویض کیے جا سکتے ہیں ۔ اور ان اختیارات میں مقصدیت اور معنویت نہیں ہے اور اس سے آپ بھی واقف ہیں ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ہماری ترامیم پر ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد انہیں منظور کریں تاکہ اس مسودہ قانون کو بہتر اور فعال طور پر زیر عمل لایا جا سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا آپ تقریر کریں گے ؟

میاں خورشید انور ۔ نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب ۔ آپ کچھ کہیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ نہیں جناب ۔ مجھے کچھ نہیں کہنا ہے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "reconsituted at Lahore" occurring in lines 1-2, the word "constituted" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 1, the word "constituted" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "at Lahore" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, a comma and the words "the Pro-Chancellor" occurring in line 2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, for the words and comma "University of Engineering and Technology, Lahore" occurring in lines 2-3, the words "Punjab University of Engineering and Technology," be substituted.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے اس لیے میں ڈویژن کا مطالبہ کرتا ہوں ۔ یہ ایوان کی حق تلفی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آواز تو نہیں والوں کی بالکل واضح تھی ۔ آپ اس کے متعلق رول پڑھیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب ۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ محض آواز پر ہی نہیں بلکہ اس کی اہمیت کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے اور جب سے یہ اسمبلی قائم ہوئی ہے صرف ایک بار ڈویژن ہوئی ہے ۔ اس لیے ہماری درخواست ہے کہ ڈویژن کرائی جائے تاکہ یہ سامنے آ جائے کہ کون اس کے حق میں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آواز اتنی واضح تھی کہ اس پر ڈویژن کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں گنتی کرا لیتا ہوں ۔

(گنتی کے بعد ترمیم منظور نہیں کی گئی)

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ حکمران پارٹی ہماری جائز قسم کی ترامیم کو منظور نہیں کرتی تو ہم احتجاجاً واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Lahore" occurring in line 3, the word "Punjab" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (5) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "reconstituted" occurring in line 8, the word "constituted" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 3 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(اس مرحلہ پر حزب اختلاف کے اراکین واپس ایوان میں تشریف لے آئے)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 4 زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan Sir, I move the amendment :

That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it may determine" occurring in lines 8-9, the words "may be prescribed" be substituted.

Mr. Speaker. Amendment No. 10 moved by Haji Muhammad Saifullah Khan, Syed Tabish Alwari, Mian Khurshid Anwar and Mirza Fazal Haq. Mian Mustafa Zafar and Allama Rehmatullah Arshad the latter three are not present.

The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it may determine" occurr-

ing in lines 8-9, the words "may be prescribed" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 11 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ موخرالذکر تینوں ممبر حاضر نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں:

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (د) کی سطر 1 میں الفاظ "منظور شدہ اشخاص کو" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (d) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "on approved persons" occurring in line 2, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 12 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں ممبر صاحبان موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ی) کی سطر 4 میں الفاظ "منظور کرنا جن کا وہ تعین کرے" کی بجائے الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع منظور کرنا" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line 5, the words "under prescribed condition" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. I opposeit Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 13 ۔ مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ی) کی سطر 4 میں الفاظ "جن کا وہ تعین کرے" حذف کر دیے جائیں اور ترمیم شدہ پیرا (ی) کی سطر 4 میں الفاظ "برابر" اور "منظور" کے درمیان الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع" ایزاد کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas and words "as it may determine," occurring in line 5, be deleted ; and in para (j) so amended, between the words "acceptance" and the semi-colon occurring in line 6, the words "under prescribed condition" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 14 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ی) کی سطر 4 میں الفاظ "جن کا وہ تعین کرے" کی بجائے الفاظ "جیسا کہ تصریح کی جائے" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it may determine" occurring in line 5, the words "may be prescribed" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 15 ۔ مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد تینوں موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ی) کی سطر 4 و 5 میں الفاظ "اور ایسی منظوری کو واپس لینا" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, a comma and the words "and to withdraw such acceptance" occurring in lines 5-6, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 16 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود موجود نہیں

ہیں ۔ ترمیم نمبر 17 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ک) کی سطر 2 میں الفاظ "تعاون کرنا جن کا وہ تعین کرے" کی بجائے الفاظ "موجودہ شرائط کے تابع تعاون کرنا" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (k) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line 3, the words "under prescribed condition" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 18 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود نہیں ہیں ۔ ترمیم نمبر 19 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ل) کی سطر 1 کے شروع میں لفظ "پروفیسر" سے قبل الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع" ایزاد کیے جائیں ۔

Mr Speaker. The amendment moved is :

That in para (l) of Clause 4 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, between the words "thereto" and the semi-colon appearing at the end, the words "under prescribed condition" be inserted-

Sheikh Azis`Ahmad. I opposed it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 20 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (م) کی سطر 1 کے شروع میں لفظ "تحقیق" سے قبل الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع" ایزاد کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (m) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "thereto" and the "under prescribed condition" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : I appose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 21 ۔ مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، یہ تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 4 کے پیرا (ن) کی سطر 2 میں لفظ "منتخب" حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker: The amendment moved is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educdtion the word selected occuring in line 1, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : I appose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترامیم نمبر 22 اور 23 مخدوم زادہ سید حسن محمود موجود نہیں ۔ ترمیم نمبر 24 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ آخری تینوں فاضل اراکین موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ن) کی سطر 2 و 3 میں الفاظ "دوسرے ایسے" اور "اشخاص" کے مابین لفظ "دانشور" ایزاد کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education between the word "other" and "person" occurring in line 5, the word "learned" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 25 ۔ مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی اور علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس

قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے
پیرا (ن) کی سطر 2 میں الفاظ "جنہیں وہ مناسب
سمجھے" کی بجائے الفاظ "جیسا کہ تصریح کی جائے"
ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education for the word "as it may fit" occuring in line 5, the words "as may be prescribed" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ امنڈمنٹ 26 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، مرزا فضل حق موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس
قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن میں 4
کے پیرا (ن) کی سطر 2 میں الفاظ "جنہیں وہ
مناسب سمجھے" کی بجائے الفاظ "مجوزہ شرائط کے
تابع" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amehdment moved is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the standing Committee on Education, for the words "as it may deem fit" occurring in line 5, the words "under prescribed conditions" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ امنڈمنٹ نمبر 27 ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، میاں

مصطفیٰ ظفر قریشی ، مرزا فضل حق موجود نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ع) کے آخر میں الفاظ "جن کا تعین کرے" کی بجائے الفاظ "جیسا کہ تصریح کی جائے" ثبت جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (p) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education. for the words "as it may determine" occurring at the end, the words "as may be prescribed" be substituted."

Sheikh Aziz Ahmed : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 28 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ع) کے آخر میں الفاظ "ایسے انتظامات کرنا جن کا وہ تعین کرے" کی بجائے الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع انتظامات کرنا" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is:

That in para (p) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Edu-

cation, for the words "as it may determine" occurring at the end, the words "under prescibed conditions" be subsituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 29 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ف) کی سطر 2 میں الفاظ "اور" اور "ہوسٹلوں" کے مابین الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع" ایزاد کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved Is :

That in para (q) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education between the word "lodging" as the semicolon appearing at the end the words "under prescribed conditions" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 30 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے

پیرا (ق) کی سطر 1 میں شروع میں لفظ "ایسی" سے
قبل الفاظ "مجوزہ شرائط کے تابع" ایزاد کئے جائیں
اور سطر 1 و 2 میں الفاظ "جن کا وہ تعین کرے"
حذف کر دئیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (s) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occuring in line 2, the words "under prescribed conditions" be subsituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 31 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس
قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے
پیرا (ق) کی سطر 1 و 2 میں الفاظ "جن کا تعین
کرے" کی بجائے الفاظ "جیسا کہ تصریح کی جائے"
ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (s) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occuring in line 2, the words "as may be prescribed" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 32 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 4 کے پیرا (ط) کے اخر میں الفاظ "جسے وہ مناسب سمجھے" کی بجائے الفاظ "جیسا کہ تصریح کی جائے" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (v) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may deem fit" occurring at the end, the words "as may be prescribed" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 33 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ موخرالذکر تینوں ممبران موجود نہیں ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> That in para (v) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may deem fit" occuring at the end, the words "under prescribed conditions" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (v) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Fducation, for the words "as it may deem fit" occuring at the end, the words "under prescribed conditions", be substituted.

Mian Manzoor Mhmad Mohal : Oppesed.

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8.00 a. m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 3 اپریل 1974ء بروز بدھ آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

بدھ ۔ 3 اپریل 1974ء

(چہار شنبہ ۔ 9 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ

الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ

مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ

اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ

الرّٰحِمِيْنَ ۝

قرآن حکیم ۔ پ ۱۸ ۔ س ۔ ۲۳ ۔ رکوع ۶ ۔ آیات ۱۱۵ تا ۱۱۸

کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔ تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے اس کی شان اعلیٰ و ارفع ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی عرش بزرگ و برتر کا مالک ہے۔

اور جو شخص اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارتا ہے جس کی اس کے پاس کچھ بھی سند نہیں تو اس کا حساب اللہ ہی کے ہاں ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کافر رستگاری نہیں پائیں گے۔

اور تم تو اللہ ہی سے دعا کرو کہ پروردگار مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور میں اخبارات کو سرکاری اشتہارات کی فراہمی

*5592 ۔ **میاں خورشید انور** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور میں روزانہ شائع ہونے والے اخبارات کو سال 1972ء میں کتنی مالیت کے سرکاری اشتہارات دئے گئے ۔ تمام روزناموں کو ملنے والے سرکاری اشتہارات کی مالیت اور شرح کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : لاہور سے شائع ہونے روزنامہ اخبارات کو 1972ء میں دیئے جانے والے صوبائی سرکاری اشتہارات کی شرح اور مالیت حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	نام اخبار	شرح پیسے روپے	مالیت پیسے روپے
1	پاکستان ٹائمز	65 ۔ 18 فی کالم انچ 05 : 2 فی سطر	4,02112 ۔ 29
2	مشرق	45 ۔ 27 فی کالم انچ	3,94120 ۔ 96
3	امروز	40 ۔ 20 فی کالم انچ	1,81880 ۔ 94
4	مساوات	25 ۔ 17 فی کالم انچ	1,79262 ۔ 50
5	نوائے وقت	25 ۔ 17 فی کالم انچ	1,25044 ۔ 02
6	مغربی پاکستان	50 ۔ 4 فی کالم انچ	29239 ۔ 50
7	وفاق	50 ۔ 4 فی کالم انچ	23264 ۔ 70
8	جمہور	00 ۔ 2 فی کالم انچ	598 ۔ 00
9	وقت	00 ۔ 2 فی کالم انچ	1,019 ۔ 00
10	جاودان	00 ۔ 2 فی کالم انچ	265 ۔ 00

نوٹ (1) :- "جمہور" کو اشتہارات 17 نومبر 1972ء سے ملنے شروع ہوئے ۔

(2) "جاوداں" کو 21 جنوری 1972ء کے بعد کوئی اشتہار نہیں دیا گیا ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ان اخبارات کو اشتہارات دیتے وقت انکی اشاعت کو مدنظر رکھا جاتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ : انکی اشاعت معلوم کرنے کا جو طریقہ ہے اسے سرکولیشن سرٹیفیکیٹ کہا جاتا ہے اس کی سالانہ یا ششماہی سرکولیشن سے اندازہ ہوتا ہے اور تمام اخبارات اپنی سرکولیشن کو آڈٹ کراتے ہیں ۔ اس کے مطابق سرکولیشن سرٹیفیکیٹ جس کو اے ۔ بی اور سی کہتے ہیں دیا جاتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ نوائے وقت جو اشاعت میں سب اخباروں سے زیادہ ہے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ اس طرح سوال پوچھ سکتے ہیں کہ نوائے وقت کی اشاعت کتنی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نوائے وقت کی اشاعت کم از کم مساوات اخبارات سے بہت زیادہ ہے ۔ اس کو اشتہارات کم کیوں دیئے گئے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کی ہے اگر کوئی ایسی بات ہو تو وہ اے ۔ بی ۔ سی سرٹیفیکیٹ دینے والا جو محکمہ ہے اس میں وہ اپنی بات پیش کر سکتے ہیں اور ان کی اشاعت کی گنتی کا طریقہ یہ ہے کہ یہ وقتاً فوقتاً سال گذشتہ یا گذشتہ عرصہ کی اشاعت کی بنیاد پر گنی جاتی ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ آج جو صورتحال ہو اگلے سال وہ نہ رہے ۔ سال 1971-72 کی جو اشاعت گنی گئی ہے ۔ اس کے متعلق آپ کو علم ہونا چاہئے کہ اس زمانے میں پیپلز پارٹی کا اخبار "مساوات" بھی اپنی اشاعت کے عروج پر تھا ۔ ایک طرف تو کہا جاتا ہے کہ "نوائے وقت کو اشتہارات دیئے ہی نہیں جاتے لیکن آپ دیکھیں کہ اسے ایک لاکھ 25 ہزار روپیہ سے زیادہ کے اشتہارات دئے گئے ہیں ۔ تو اشاعت کی گنتی کے متعلق ایک محکمہ ہے جہاں اخبارات اپنے حق کے لئے ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ ہماری اشاعت اتنی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ اشتہارات تو سال 1972ء میں دئے گئے ۔ اب "نوائے وقت" کے اشتہارات بند ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی متعلقہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ تو انہوں نے خود فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سوال ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب وزیر متعلقہ تو سوال کا جواب دے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں بنتا ۔

میاں خورشید انور ۔ یہ اس طرح ضمنی سوال بنتا ہے کہ ابھی وزیر اعلیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ "نوائے وقت" کو اشتہارات نہیں دئے جاتے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو سال 1972ء کے متعلق کہا جاتا ہے جس کا انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ انہوں نے تو فرمایا تھا کہ کہا جاتا ہے ۔ انہوں نے سال 1972ء کا ذکر نہیں کیا تھا ۔ شاید اسی لئے آپ نے میرے سوال کو جان بوجھ کر غیر نشان زدہ سوال ظاہر کرکے یہ کوشش کی ہے کہ اس پر کوئی ضمنی سوالات نہ ہو سکیں ۔ اس کے آپ ذمہ دار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے تو تمام فاضل ارکان اپنے اپنے سوال کے ذمہ دار ہیں مگر آپ کی ذمہ داری اس لئے زیادہ ہے کہ آپ حزب اختلاف کے ڈپٹی لیڈر ہیں اور مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے بھی لیڈر ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ کی ذمہ داری زیادہ ہے ۔ آپ اس ایوان کے کسٹوڈین ہیں ۔ آپ کا فرض ہے کہ جو سوال مفاد عامہ کے متعلق ہو اس پر اچھی طرح بحث کی اجازت دیں تاکہ وہ مسئلہ حل ہو سکے ورنہ یہاں ضمنی سوالات کرنے کا فائدہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ سوالات پر بحث نہیں ہو سکتی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ

آپ اپنا ریکارڈ دیکھیں، کہ یہ سوال اصل میں نشان زدہ تھا غیر نشان زدہ نہیں تھا۔ آپ اپنے سیکریٹریٹ سے پوچھیں کہ یہ غیر نشان زدہ سوال کیسے ہوا۔ میں ریکارڈ دیکھ چکا ہوں اور میاں خورشید انور بھی ریکارڈ دیکھ چکے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ ریکارڈ دیکھ لینگے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ میرا سوال نمبر 81 بھی نشان زدہ تھا مگر اسے بھی غیر نشان زدہ کر دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سپیکر کے اختیارات میں ہے کہ وہ کسی سوال کو غیر نشان زدہ بھی کر سکتا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ سپیکر کا ارشاد سر آنکھوں پر ہے مگر میرا سوال اس طرح حل ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ اس بات کا فیصلہ کرائیں ۔ میں نے ڈپٹی کمشنر صاحبان کے متعلق یہ پوچھا تھا کہ ان کی سروسز میں جو adverse remarks تھے کیا وہ expunge ہوئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ سوالات کا فیصلہ بالاخر سپیکر ہی کرتا ہے ۔ آپ خود دیکھ لیں کہ میں نے اس کا فیصلہ کیسے کیا ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب ۔ میرے پاس اس کی کوئی انفارمیشن نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں وہاں بات کر لیں گے ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں مجسٹریٹ کی آسامی

*3749 ۔ **میر بلخ شیر مزاری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ روجھان ضلع ڈیرہ غازی خان میں مجسٹریٹ کی ایک آسامی خالی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب سے اور کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ یہ آسامی مئی 1972ء سے خالی تھی اب مسٹر ایس ۔ ایم شجاع اور مسٹر شفقت علی حجازی کی تعیناتی بمقام راجن پور کر دی گئی ہے دونوں مجسٹریٹ صاحبان ہفتہ میں تین تین دن بمقام روجھان کام کیا کریں

Mir Balakh Sher Mazari : Will the Chief Minister please assure the House that, in future, Rohjan, will not be left without a Magistrate for such a long period ?

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ روجھان میں کسی مجسٹریٹ کی رہائش گاہ کے لئے جگہ نہیں تھی ۔ اس لئے مختلف اوقات میں ہم نے وہاں 14.13 مجسٹریٹ متعین کئے جو بالاخر اس وجہ سے وہاں نہ رہے کہ وہاں ان کے لئے کوئی اقامت گاہ نہیں تھی ۔ اب راجن پور میں دو مجسٹریٹوں کے لئے انتظام کیا گیا ہے جو تین تین دنوں کے لئے روجھان میں جا کر کام کریں گے۔ اس طرح سے اس مسئلہ کو حل کرنے میں بڑی مدد ملے گی ۔ البتہ میں کوشش کروں گا کہ روھہان میں عنقریب اپنے کسی ترقیاتی منصوبے میں مجسٹریٹوں کے لئے کوئی مستقل جگہ بنا دی جائے تاکہ جب ان کی وہاں مستقل تقرری ہو سکے ۔ تو عبوری عرصہ میں یہ انتظام رہے گا کہ تین دن ایک مجسٹریٹ وہاں جا کر کام کرے گا اور تین دن دوسرا مجسٹریٹ وہاں جا کر کام کرے گا ۔

مسٹر رب نواز خان کھتران ۔ جناب ۔ کیا وزیر اعلیٰ یہ فرمائیں گے کہ ڈیرہ غازی خان میں مجسٹریٹوں کی کتنی جگہیں خالی ہیں جو ابھی تک پر نہیں ہوئیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا سوال جنرل قسم کا ہے ۔ انہوں نے ایک خاص علاقے کے متعلق پوچھا تھا جس کا جواب دے دیا گیا ہے ۔ آپ الگ سوال بھیج دیں ۔

مسٹر رب نواز خان کھتران ۔ جناب والا ۔ روجھان میں ایک اقامتی مجسٹریٹ ہوا کرتا تھا ۔ وہاں یہ تین دن کا سلسلہ کیوں جاری کیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ 1971ء سے 1973ء تک 11 مجسٹریٹ وہاں تعینات کئے گئے اور اگر آپ چاہیں تو میں ان کی تفصیل بتا سکتا ہوں ۔ کیونکہ ان کے رہنے کے لئے وہاں کوئی مکان نہیں تھا ۔ اس لئے وہ وہاں رہنے کے لئے تیار نہیں ہوتے تھے ۔ اور رو پیٹ کر تبادلہ کرا لیتے تھے ۔ آپ کو مجسٹریٹ کے گھر کی تو ضرورت نہیں ۔ آپ کو ان کی سروسز کی ضرورت ہے ۔ تو تین دن کے لئے ایک اور تین دن کے لئے دوسرا مجسٹریٹ لازماً وہاں حاضر خدمت ہو گا اور اپنی خدمات انجام دے گا ۔ اس دوران میں میں کوشش کروں گا کہ وہاں ان کے

لئے اقامت گاہ بن سکے ۔ جب یہ بن جائے گی تو پھر مستقل انتظام کر دیا جائے گا ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ کیا روجھان میں اتنا کام ہے کہ وہاں ہمہ وقتی مجسٹریٹ کی ضرورت ہو ؟

وزیر اعلیٰ ۔ اگر کام نہ ہوتا تو میں تین دن کے لئے ایک اور تین دن کے لئے دوسرے مجسٹریٹ کو کیوں وہاں بھیجتا ۔ کام تو ہے البتہ وہاں رہائش کا مسئلہ ہے ۔

پنجاب سول سیکرٹریٹ پول میں کاروں کی تعداد

*3752 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ میں کاروں کی کتنی تعداد ہے ۔

(ب) مذکورہ کاریں کن کن افسران کو الاٹ ہیں ۔ ان کے نام کیا ہیں ۔

(ج) مذکورہ کاروں پر یکم جولائی 1972ء تا 31 مئی 1973ء پٹرول کا خرچ کیا ہے اور مرمت اور نگہداشت پر کتنی رقم صرف ہوئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) پنجاب سول سیکرٹریٹ پول میں کاروں کی تعداد اٹھائیس ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا کاروں میں سے تیرہ کاریں وزراء صاحبان کو الاٹ ہیں ۔ ایک کار چیف سیکرٹری اور ایک کار ایڈیشنل چیف سیکرٹری کو الاٹ ہے ۔ باقی تیرہ کاریں پول میں جنرل ڈیوٹی کے لئے استعمال ہوتی ہیں ۔

(ج) مذکورہ بالا کاروں پر یکم جولائی 1972ء تا 31 مئی 1973ء

خرچہ کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

پٹرول 2,25,468.32 روپے

مرمت اور نگہداشت وغیرہ 1,41,365.60 روپے

Mir Balakh Sher Mazari : Will the Chief Minister make available the position of present cars ?

وزیر اعلیٰ ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔ اس کا جواب دیا جائے گا ۔

Mir Balakh Sher Mazari : Will the Chief Minister be pleased to state what was the expenditure incurred by the Minister on petrol ?

وزیر اعلیٰ ۔ میں نے بتایا ہے کہ ان 28 کاروں کا کل خرچ دو لاکھ 25 ہزار روپے بنتا ہے اور اوسطاً ایک سال میں ایک کار پر 8 ہزار روپے خرچ ہوئے ۔ اسے آپ 12 پر تقسیم کر لیں تو ایک ہزار روپیہ ماہوار بھی نہیں بنتا ۔ وزراء نے دورے بھی کرنے ہوتے ہیں ۔ اگر آپ ان کی تفصیل چاہیں تو اس کے لیے الگ سوال دے دیں تو تفصیل بھی دی جا سکتی ہے ۔

Mir Balakh Sher Mazari : I would appreciate if it is available now, otherwise he can put it on the table.

وزیر اعلیٰ ۔ میرے پاس اس وقت صرف 28 کاروں کی تفصیل ہے ان کے متعلق میں جواب دے سکتا ہوں ۔ بقایا اطلاعات حاصل کرنے کے لیے الگ سوال دیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ علیحدہ علیحدہ بتا دیں کہ فلاں نے اتنا خرچ کیا اور فلاں نے اتنا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اس کے لیے تو علیحدہ سوال آنا چاہیے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ یہ کاریں کب خریدی گئی تھیں جن کی مرمت ، نگہداشت اور پیٹرول پر ایک سال میں اس قدر خرچ ہوا ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا نگہداشت وغیرہ میں ڈرائیور پر خرچ بھی شامل ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جی ہاں ، یہ دونوں چیزیں شامل ہیں ۔ فی کار پانچ ہزار سالانہ خرچ آتا ہے ۔ پانچ ہزار کو اگر بارہ پر تقسیم کریں تو چار ساڑھے چار سو کے قریب ماہوار خرچ بیٹھتا ہے ۔ کار والے دوستوں کو علم ہے کہ ڈرائیور ، نگہداشت ، مرمت اور پیٹرول پر یہ خرچ کوئی زیادہ نہیں ہے ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جو عرصہ آپ نے دیا ہے ، اس کے مطابق 12 مہینے نہیں ، بلکہ گیارہ مہینے بنتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ حساب تو لگایا جا سکتا ہے ۔

قصور میں زیر سماعت مقدمات

*3846 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) قصور اور چولیاں سب ڈویژن میں اس وقت کتنے مجسٹریٹ دفعہ 30 اور کتنے سول جج کام کر رہے ہیں اور متعلقہ مجسٹریٹوں اور سول ججوں نے بالترتیب کتنے کتنے مقدمات کا فیصلہ یکم جنوری 1972ء تا یکم جولائی 1973ء کیا اور کتنے کتنے مقدمات بالترتیب ڈویژن وار سیشن جج قصور کی عدالت میں بھیجے ۔

(ب) سیشن جج قصور نے مندرجہ بالا مدت میں وصول ہونے والے مقدمات میں کتنے مقدمات کا فیصلہ کیا اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ۔

(ج) ان مقدمات کی تعداد کیا ہے جو سیشن جج قصور کی عدالت میں یکم جنوری 1972ء سے قبل کے زیر سماعت ہیں اور اب تک ان کا فیصلہ نہ ہونے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ مطلوبہ اطلاع درج ذیل ہے ۔

(الف) (1) تعداد افسران

	مجسٹریٹ دفعہ 30	سول جج
قصور سب ڈویژن	1	1
چونیاں سب ڈیژن	2	1

(2) تعداد مقدمات

	فیصلہ شدہ	سیشن سپرد
71 - 72 تا 1-7-73	129	37
مجسٹریٹ دفعہ 30 قصور سب ڈویژن	129	37
" " چونیاں "	57	-

12-12-73 تک قصور میں دو مجسٹریٹ دفعہ 30 تعینات تھے اب ایک ہے ۔

3-11-73 سے چونیاں میں دو مجسٹریٹ دفعہ 30 کا کام کر رہے ہیں ۔

سول جج قصور	1809
سول جج چونیاں	1286

(ب) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج قصور کی مستقل عدالت کا قیام 14-3-1972 کو عمل میں آیا ۔ 14 مارچ 1972ء سے یکم جولائی 1973ء تک مقدمات کی کیفیت درج ذیل ہے ۔

	تعداد مقدمات دائر کردہ	تعداد مقدمات فیصلہ شدہ	تعداد مقدمات زیر سماعت یکم جولائی 1973ء
سیشن مقدمات	89	67	22
فوجداری اپیلیں	110	64	46
جیل اپیلیں	4	4	-
فوجداری نظر ثانی	55	47	8
دیوانی اپیلیں	381	261	120
دیوانی نظر ثانی	36	26	10

(ج) یکم جنوری 1972ء کے پہلے کی 4 فوجداری اپیلیں اور 75 دیوانی اپیلیں

ابھی زیر سماعت ہیں ۔ فوجداری اپیلیں لاہور کی دوسری عدالتوں سے منتقل ہوئی ہیں اور دیوانی مقدمات کی تاخیر سمنوں کی تعمیل یا ریکارڈ کی وصولی میں تاخیر یا متعلقہ افراد کے وکیلوں کی درخواست برائے التوا کی وجہ سے ہوئی ہے ۔

چونیاں میں سیشن جج قصور کی عدالت

*3847۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے قصور سب ڈویژن میں سیشن جج صاحب کا مستقل کیمپ قائم ہوا ہے مگر تحصیل چونیاں میں کوئی سیشن جج دورہ پر تشریف نہیں لاتے جس کی وجہ سے چونیاں سب ڈویژن کے عوام اور وکلاء کو مقدمات کی پیروی کے لیے قصور جانا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا عوام کی تکالیف کے پیش نظر حکومت لاہور ہائی کورٹ کو یہ تجویز پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ سیشن جج قصور مہینے میں چند روز چونیاں میں بھی عدالت لگائیں اور مقامی مقدمات وہاں ہی سماعت کریں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) 1972ء میں قصور میں کام کی زیادتی کی وجہ سے لاہور میں متعین ایک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ سیشن جج کو ہمہ وقتی طور پر قصور منتقل کیا گیا تھا چونیاں ایک ملحقہ تحصیل ہے اور اس کا کام بھی یہی جج صاحب سر انجام دیتے ہیں ۔

(ب) جناب چیف جسٹس اور جج صاحبان لاہور ہائی کورٹ نے چونیاں کے ممبران بار اور کئی دوسرے سب ڈویژن کی بار ایسوسی ایشنز کی طرف سے اس قسم کے مطالبات پر غور کرنے کے بعد

فیصلہ کیا ہے کہ کسی بھی ضلع کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحب کا تحصیل یا سب ڈویژن کے صدر مقام پر جا کر مقدمات کی سماعت کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے اکثر مقامات پر مقدموں کی تعداد کافی نہیں ہوتی مزید برآں وہاں پر عدالت کے لیے جگہ اور لائبریری کی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں اور نہ ایڈیشنل سیشن ججوں کی تعداد بھی اس انتظام کی متحمل ہو سکتی ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا۔ میری تحصیل عیسیٰ خیل میانوالی سے 58 میل دور ہے۔ وہاں پر سوائے اے۔ سی کے کوئی سول جج نہیں ہے اور اے۔سی بھی وہاں مستقل نہیں رہتا۔ اس کو بھی میانوالی میں رہنا پڑتا ہے۔ وہاں دو یا ایک دن رہتا ہے۔ پبلک کو سخت تکلیف ہے۔ میں یہ گوش گذار کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا ازالہ کیا جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تکلیف کا ازالہ تو ضرور کریں گے، لیکن یہ قصور اور چوٹیاں کے متعلق سوال ہے۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ میرا خیال ہے یہ پوچھنا کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کب کہا ہے کہ پوچھنا گناہ ہے۔

سکول کے بچوں کے لیے بناویلنٹ فنڈ کا اجراء

*3859۔ **چوہدری اسلم اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے بناویلنٹ فنڈ سے سرکاری ملازمین کے بچوں کو مڈل تک دیا جانے والا وظیفہ مڈل تک فیس کی معافی کی وجہ سے بند کر دیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین کے جو بچے کارپوریشن کے جونیئر ماڈل سکولوں مشنری سکولوں یا دیگر کسی اور

اچھے سکولوں میں زیر تعلیم ہیں ان سے آٹھویں جماعت تک فیس بدستور وصول کی جا رہی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ فنڈ سے دیا جانے والا وظیفہ نہ صرف فیسوں کے لیے ہی تھا بلکہ طلباء کی دوسری ضروریات کے لیے بھی تھا ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ وظیفہ کو دوبارہ جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) جی ہاں ۔ مڈل تک کی جماعتوں کے لیے وظیفہ اور تعلیم مفت ہونے کی وجہ سے یکم اکتوبر 1972ء کے بعد کر بند دیا گیا تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) وظیفہ دوبارہ جاری کر دیا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ یہ وظیفہ کب سے جاری کیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یکم دسمبر 1973ء سے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سوال ۔ چودھر علی بہادر خان ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ میں اپنا نشان زدہ سوال نمبر 3995 واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلا سوال ۔

چودھری علی بہادر خان ۔ سوال نمبر 4008 ۔

صوبہ پنجاب کی عدالت عالیہ میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد

*4008 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان

فرمائیں گے کہ اس وقت عدالت عالیہ پنجاب میں کل کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں اور ان میں سے کتنے عرصہ 10 سال سے زائد معرض التوا میں پڑے ہوئے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : موسم گرما کی تعطیلات کے اختتام پر 17-9-1973 کو عدالت عالیہ میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد 31,184 تھی جن میں سے 987 مقدمات دس سال سے زائد عرصہ پرانے ہیں ۔ ان مقدمات کی نوعیت حسب ذیل ہے :

دیوانی مقدمات	848
رٹ پٹیشن	106
فوجداری مقدمات	1
تجارتی/کمپنی مقدمات	32
میزان	987

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ یہ مقدمات دس دس سال پینڈنگ ہیں ان کے فیصلے کے لیے کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟ دس سال سے جو مقدمات التواء میں پڑے ہوئے ہیں اس سے لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس بات کا احساس مجھے بھی ہے اور جناب چیف جسٹس کو بھی ہے اور عنقریب یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہائی کورٹ میں جتنے جج صاحبان کی کمی ہے وہ پوری کر دی جائے اور اس طرح سے کوشش کی جائے گی کہ ان مقدمات کا جلد فیصلہ ہو جائے ۔

صوبائی وزراء صاحبان کے ساتھ سرکاری عملہ

*4126 ۔ **چوہدری امان لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی وزراء صاحبان کے سرکاری عملہ میں قواعد کی رو سے ایک کلرک شامل ہوتا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ صوبائی وزراء کے عملہ میں اس وقت ایک کی بجائے دو دو کلرک کام کرتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متعلقہ قواعد میں ترمیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ دو کلرکوں کی تعیناتی قواعد کے مطابق ہو جائے اور ہر دوسرا کلرک بھی خصوصی تنخواہ کا حقدار ہو جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) پنجاب کے وزراء کی تنخواہ بھتہ اور مراعات حکم مجریہ 1972ء میں حالیہ ترمیم کے بموجب ہر وزیر موصوف کو مندرجہ ذیل سٹاف دیا گیا ہے ۔

پرائیویٹ سکریٹری	1
پرسنل اسسٹنٹ	1
جمعدار	1
چپڑاسی	1

مندرجہ بالا سٹاف کے علاوہ ہر وزیر کی رہائش گاہ پر ایک کلرک اور ایک چپڑاسی کی تعیناتی بھی منظور کی گئی ہے ۔

(ب) کام زیادہ ہونے کی ضرورت میں متعلقہ محکمہ سے عارضی طور پر کلرک یا اسٹینو بلا لیے جاتے ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔

صوبہ پنجاب میں مجسٹریٹوں کی مقرر شدہ آسامیوں کی تعداد

*4157 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کی ہر تحصیل و ضلع میں علیحدہ علیحدہ مجسٹریٹوں کی مقرر شدہ آسامیوں کی تعداد کیا ہے اور ہر آسامی کس تاریخ سے کہاں کہاں خالی ہے ۔ خالی رہنے کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ خالی آسامیاں پر مجسٹریٹوں کی تعیناتی پبلک سروس کمیشن پنجاب کی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے التواء میں پڑی ہوئی ہے -

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو پبلک سروس کمیشن پنجاب کی طرف سے کب تک مذکورہ آسامیوں پر مجسٹریٹوں کی تقرری کی منظوری ملنے کی توقع ہے ؟

وزیر اعلیٰ - (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے - کچھ آسامیاں اس لئے خالی ہیں کہ کیس برائے بھرتی زیر غور ہے -

(ب) جی نہیں -

(ج) کمیشن نے تیرہ آسامیوں کی براہ راست بھرتی کے لیے مقابلہ کا امتحان دسمبر میں منعقد کیا تھا اور ان کی سفارشات کا انتظار ہے -

Name of District	Name of Sub-Division.	Sanctioned Strength	Officers on ground.	Difi-ciency.	Date of vacancies
Sagodha	Sargodha	9	8	1	23.7.73
	Sardar				
	Jauharabad	4	4	—	—
	Bhalwal	3	2	1	1.1.70
	Shahpur	2	2	—	—
Lyallpur	Lyallpur	10	8	2	24.9.73
	Sardar				2.7.73
	Toba Tek Singh	4	2	2	23.8.73
					16.10.73
	Jaranwala	4	1	3	1.1.70
					14.6.72
					19.10.73
	Samundri	4	2	2	1.1.70
					Aug : 70

Jhang	Jhang Sadar	5	4	1	27.4.75
	Chiniot	2	2	—	—
	Shorkot	2	1	1	7.11.73
Mianwali	Mianwali Sadar	5	4	1	9.11.73
	Bhakkar	3	2	1	6.9.72
	Isa Khel	1	1	—	—
Multan	Multan Sadar	11	11	1	Dec : 72
	Khanewal	4	2	2	Aug : 72 Dec : 72
	Mailsi	2	1	1	May : 71
	Vehari	3	2	1	Sept : 72
	Lodhran	3	2	1	
	Shujabad	2	1	1	Oct : 71
	Kabirwala	2	2	—	—
Sahiwal	Sahiwal Sadar	8	8	—	—
	Pakpattan	4	3	1	1.7.72
	Depalpur	2	2	—	—
	Okara	3	2	1	1.7.72
Muzaffar-garh	Muzaffargarh Sadar	5	3	2	1.10.73 ADC (C) under suspension.
	Leiah	3	2	1	31.5.73
	Kot Adu	2	1	1	31.5.73
	Alipur	2	2	—	—
D.G Khan	D.G Khan Sadar	5	4	1	1.10.73
	Jampar	1	1	—	—
	Rajanpur	3	1	2	18.12.71 19.5.72
	Taunsa	2	1	1	15.5.73

Rawalpindi	Rawalpindi Sadar	17	10	6	1.1.70
	Gujar Khan	2	1	1	4.10.73
	Murree	1	1	—	—
	Kahuta	1	1	—	—
Campbell-pur	Campbellpur Sadar	6	4	2	29.9.73 5.10.73
	Pindigheb	1	1	—	—
	Talagang	1	1	—	—
Jhelum	Jhelum Sadar	6	4	2	4.9.73
	Pind Dadan	2	1	1	18.3.73
	Chakwal	2	2	—	—
Gujrat	Gujrat Sadar	7	4	3	7.12.72 15.4.72 21.12.72
	Mandi Bahauddin	3	2	1	10.4.73
	Kharian	3	2	1	28.7.73
Lahore	Lahore Sadar	36	35	1	—
	Kasur	4	3	1	26.4.73
	Chunian	4	4		—
Sialkot	Sialkot Sadar	5	5	—	—
	Narowal	2	1	1	17.7.73
	Shakargarh	2	2	—	—
	Pasrur	2	2	—	—
	Daska	2	2	—	—
Gujran-wala	Gujranwala Sadar	8	7	1	Sinoe two years.
	Hafizabad	2	1	1	21.5.73
	Wazirabab	2	2	—	—

Sheikhupura	Sheikhupura Sadar	5	5	—	—
	Nankana	2	1	1	10.7.73
	Ferozewala	2	2	—	—
Bahawalpur	Bahawalpur Sadar	5	4	1	12.11.73
	Ahmedpur East	2	1	1	6.8.73
	Hasilpur	2	1	1	1.1.70
Bahawanagar	Bahawalnagar Sadar	5	4	1	2.5.72
	Minchinabad	1	1	—	—
	Fort Abbas	1	1	—	—
	Chishtian	2	1	1	25.9.71
	Haroonabad	1	1	—	—
Rahimyar khan	Rahimyar khan Sadar	5	4	1	1.2.72
	Sadiqabad	2	1	1	
	Khanpur	2	1	1	6.7.71
	Liaqatpur	2	1	1	27.9.72

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جب ایک سوال کو آپ نشان زدہ قرار دے دیں تو کیا اس کے کسی حصے کا یا اس کے کسی جزو کا جواب ایوان کی میز پر رکھا جا سکتا ہے ۔ یا ایوان کے تمام ممبران کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ تمام تفاصیل اسی جواب کے ساتھ حاصل کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ وزراء کو کہیں گے تو وہ تفصیل پڑھ دیں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں آپ سے رولنگ چاہتا ہوں کہ کسی بھی سوال کی ہر تفصیل اسی میں آنی چاہیے اور وہ ممبران کو اسی کے ساتھ ہی تقسیم ہونی چاہیے ۔ کیونکہ اس کی تفصیل ہمیں نہیں ملی تو یہ سوال جناب دھرانے کے احکام جاری کریں یا اس کو ابھی سوکولیٹ کرالیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کو مل گئی ہوگی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب جواب میں لکھا ہوا ہے کہ مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کی میز پر بھی ہے اور آپ کی میز پر بھی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ وہ ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے مجسٹریٹوں کی خالی آسامیاں صوبے بھر میں کب تک بھری

کر سکیں گے تاکہ لوگوں کو انصاف مہیا کیا جا سکے ؟ بے پناہ مقدمات زیر سماعت ہیں اور اس پر غور فرمانے کے بعد فرمائیں کہ کب تک ہم اس پر عمل درآمد کی توقع کریں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں اس پر کوئی واضح تاریخ تو نہیں یہاں بیان کر سکتا ۔ لیکن میری اپنی کوشش ہے کہ یہ آسامیاں جلد از جلد پر ہوں ۔

مرزا فضل حق ۔ کیا وزیر اعلیٰ کے پاس ان مجسٹریٹوں کے ناموں کی فہرست موجود ہے جن کے لیے پبلک سروس کمیشن نے سفارش کی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات ان سے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے یہ تو ایک نوٹیفیکیشن ہوتا ہے ۔ آپ کو باقاعدگی سے گزٹ بھی جاتا ہے ۔

Something that is published by way a gazette notification is not supposed to be enquired.

مرزا فضل حق ۔ میرا خیال ہے کہ ابھی تک ان کا نوٹیفیکیشن نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر نہیں ہوا ہے تو ٹھیک ہے ۔ سوالات کے متعلق بڑا واضح لکھا گیا ہے کہ جو چیز آپ کے پاس آفیشل گزٹ میں مل سکتی ہے وہ سوالات اس ایوان میں نہیں پوچھے جا سکتے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پبلک سروس کمیشن نے ایک سو مجسٹریٹوں کا انتخاب کرکے جو فہرست بھجوائی تھی وہ ابھی تک برقرار ہے یا منسوخ کر دی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ یہ تیرہ آسامیوں کے لیے پبلک سروس کمیشن نے الگ امتحان لیا ہے دسمبر 1973ء میں یہ اس کی سفارشات کا ذکر ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ مجسٹریٹوں کے انتخاب ہی کے لیے ایک ٹریبیونل قائم کیا گیا تھا ۔ کیا وہ ابھی تک برقرار ہے یا اس میں کسی تبدیلی کا امکان ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس سوال سے تو اس سوال کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ مجسٹریٹوں ہی کی خالی آسامیوں کے لیے ایک الگ ٹریبیونل قائم کیا گیا ہے جس کے تحت ایک مقابلے کا امتحان بھی ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو اصل سوال ہے وہ یہ ہے کہ :

(الف) پنجاب کی ہر تحصیل و ضلع میں علیحدہ علیحدہ مجسٹریٹوں کی مقرر شدہ آسامیوں کی تعداد کیا ہے

اور ہر آسامی کس تاریخ سے کہاں کہاں خالی ہے۔
خالی رہنے کی وجوہ کیا ہیں؟

اس کا جواب جو انھوں نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ :

مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
کچھ آسامیاں اس لیے خالی ہیں کہ کس برائے بھرتی
زیر غور ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جزو (ب) اور (ج) کا جواب جو یہ ہے کہ "کمیشن نے 13 آسامیوں کی براہ راست بھرتی کے لیے مقابلہ کا امتحان دسمبر میں منعقد کیا تھا"۔ حالانکہ آسامیاں تو ایک سو سے زیادہ خالی ہیں ان کے لیے ہم پوچھنا چاہ رہے ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ سوال کا جزو (ب) اور (ج) دیکھیں جس میں پوچھا گیا ہے کہ :

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ خالی آسامیوں پر
مجسٹریٹوں کی تعیناتی پبلک سروس کمیشن پنجاب
کی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک التواء
میں پڑی ہوئی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو پبلک
سروس کمیشن کی طرف سے کب تک مذکورہ
آسامیوں پر مجسٹریٹوں کی تقرری کی منظوری ملنے
کی توقع ہے؟

اور اس کا جواب انھوں نے دیا ہے کہ :

(ب) جی نہیں ۔

(ج) کمیشن نے تیرہ آسامیوں کی براہ راست بھرتی کے
لیے مقابلہ کا امتحان دسمبر میں منعقد کیا تھا اور
ان کی سفارشات کا انتظار ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ! جواب بڑا واضح اور جامع ہے اس میں صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ صرف انھوں نے تیرہ آسامیوں کے متعلق جواب دینا پسند کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ جو آپ کے پاس سوال ہے اس میں تیرہ آسامیوں سے زیادہ کا ذکر ہے ۔

سید تابش الوری ۔ سوال میں تیرہ آسامیوں کا ذکر نہیں ہے ۔ جناب انھوں نے ٹوٹل آسامیوں کے متعلق پوچھا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے تیرہ ہی بتائی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ! انھوں نے ٹوٹل آسامیوں کے متعلق پوچھا ہے لیکن جواب میں انھوں نے صرف تیرہ آسامیوں کے لیے کمیشن کی کارروائی کا ذکر کیا ہے ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ مجسٹریٹوں کی تقرری کے سلسلے میں ایک ٹریبیونل قائم کیا گیا تھا یعنی پبلک سروس کمیشن کی بجائے اس ٹریبیونل کو مجسٹریٹوں کا انتخاب کرنا تھا اور اس مقصد کے لیے پچھلے دنوں ایک تحریری مقابلہ بھی ہوا تھا ۔ جو آئندہ مجسٹریٹوں کا انتخاب ہے یہ ٹریبیونل کرے گا یا پبلک سروس کمیشن کرے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ سوال اس سے کیسے پیدا ہوتا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ! سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن پنجاب کی منظوری نہ ہونے کی وجہ سے التواء میں یہ کام پڑا ہوا ہے تو میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا یہ پبلک سروس کمیشن ان آسامیوں کا انتخاب کرے گا یا وہ ٹریبیونل کرے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے کہا ہے کہ تیرہ آسامیوں کی بھرتی کے لیے کمیشن نے امتحان منعقد کیا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ صرف تیرہ آسامیاں نہیں ہیں آسامیاں تو ایک سو سے زیادہ ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ نے لسٹ نہیں دیکھی ؟

سید تابش الوری ۔ صوبہ پنجاب میں ۔ جناب والا ۔ خود اس ہاؤس میں جناب وزیر موصوف نے یہ کہا تھا کہ ایک سو کے قریب آسامیاں ہیں جن پر عنقریب تقرری عمل میں لائی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں ذکر نہیں ہے کہ نئے مجسٹریٹ بھرتی کیے جا رہے ہیں ۔ Let us not confuse the matter. وہ ایک سو نئے مجسٹریٹ کے متعلق بات ہوئی تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ! آگے ایک اور سوال آ رہا ہے ۔ میں ان تمام امور پر جن کی جانب میرے فاضل دوست اشارے کر رہے ہیں جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔ اس سوال میں میرا خیال ہے زیادہ صحیح موقع آئے گا میں وہاں بیان کر دوں گا ۔ اس سے چونکہ یہ سوال پیدا نہیں ہوتے اس لیے یہ یہاں ضد نہ کریں آگے جہاں اس کا ایک اور متعلقہ سوال آ رہا ہے تو وہاں میں اس کی وضاحت کر دوں گا ۔ یا اگر آپ پسند کرتے ہیں تو جیسے آپ کا ارشاد ہو میں صحیح صورت حال بیان کرنے کے لیے حاضر ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اہمیت تو اس کی اپنی جگہ پر قائم ہے ۔ اس سوال کا نمبر کیا ہے جس میں یہ بات آ رہی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ وہ سوال ابھی آ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ 4864 اس سوال کا غالباً نمبر ہے اور جلد اس کی باری آ جائے گی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ اسی مرحلے پر جواب دینا چاہتے ہیں تو آپ انہیں جواب دینے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب اس کا موقع آئے گا تو وہ جواب دے دیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ابھی جناب نے فرمایا تھا اور میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں کہ آسامیاں جناب وہ ہوتی ہیں کہ جہاں سے کوئی ٹرانسفر ہو جائے یا وہ ہوتی ہیں جو create کی گئی ہوں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس لسٹ پڑی ہوئی ہے اس میں deficiencies دی ہوئی ہیں کہ کیا ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ نہیں ۔ جناب نے جو آسامیوں کا ترجمہ فرمایا ہے میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نئی پوسٹ create کرنا اور خالی ہونے میں بڑا فرق ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ تو ہم یہی پوچھ رہے ہیں کہ وہ آسامیاں خالی ہیں یا ان پر آدمی ٹرانسفر ہو چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ در اصل پوچھنا یہ مقصود ہے کہ ان آسامیوں پر سے آدمی ٹرانسفر ہو چکے ہیں یا یہ نئی create کی گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ خالی اور create میں بڑا بنیادی فرق ہے ۔

بہاولپور کی دیہی آبادی کو قومی تعمیری سرگرمیوں پر مشتمل فلمیں دکھانا

*4176 ۔ میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دفتر اطلاعات بہاولپور کو قریباً ایک لاکھ روپے مالیت کی "فلم وین" اور اس کا باقاعدہ عملہ اس لئے دیا ہے کہ وہ ہر ڈویژن کے عوام بالخصوص دیہی آبادی کو قومی تعمیری سرگرمیوں پر مشتمل فلمیں دکھائیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یکم جولائی 1971ء تا 31 مئی 1973ء کے دوران ہر ماہ گاڑی کے پٹرول خرچ مرمت اور عملہ کی تنخواہوں پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ۔

(ج) مذکورہ گاڑی کتنے میل چلی اور اس کے ذریعے نمائش کے لیے کتنی فلمیں موصول ہوئیں ہر ماہ کون کون سی جگہ کل کتنے فلم شو منعقد کیے گئے اور کل کتنی فلمیں دکھائی گئیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) اس عرصہ کے دوران پٹرول کی خرید پر 7097/99 روپے مرمت

مرمت پر 1527/70 روپے

تنخواہ پر 11291 روپے خرچ ہوئے

(ج) اس عرصہ میں گاڑی کل 16396 میل چلی ۔ نمائش کے لیے 125 فلمیں موصول ہوئیں اور مندرجہ ذیل مقامات پر کل نو شو کیے گئے جس میں تقریباً چالیس فلمیں دکھائی گئیں ۔

1 ۔	1 ۔ 7 ۔ 71	اوچ شریف
2 ۔	28 ۔ 8 ۔ 71	ڈی ۔ آئی ۔ جی ہاؤس ۔ بہاولپور
3 ۔	12 ۔ 7 ۔ 72	دریا ستلج بہاولپور
4 ۔	22 ۔ 7 ۔ 72	دریا ستلج بہاولپور
5 ۔	5 ۔ 3 ۔ 73	چک 12/B.C.
6 ۔	6 ۔ 3 ۔ 73	چک 44/B.D.
7 ۔	7 ۔ 3 ۔ 73	چک 88/D.B
8 ۔	20 ۔ 4 ۔ 73	مبارک پور
9 ۔	7 ۔ 5 ۔ 73	ڈسٹرکٹ کونسل ہال ۔ بہاولپور

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ جواب میں بتایا گیا ہے کہ 16396 میل جیپ چلی ہے ۔ 9 جگہوں پر فلمیں دکھائی گئی ہیں ان میں ایک ہے ڈی ۔ آئی ۔ جی ہاؤس بہاولپور ۔ ایک ہے ڈسٹرکٹ کونسل ہال ۔ بہاولپور اور جو دریائے ستلج ہے وہ بہاولپور سے دو میل ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ جیپ mis-use ہوتی رہی ہے اور ان فلموں کے لیے اتنا سفر نہیں کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ فاضل دوست کی رائے درست ہے ۔ میں نے سوال کے جواب پر خود محکمہ سے کہا ہے کہ

جب 125 فلمیں موصول ہوئیں تو پھر 40 فلمیں کیوں دکھائی گئیں ۔ باقی کیوں نہیں دکھائی گئیں جبکہ اتنا سفر کیا ہے اس میں مناسب تحقیقات کروں گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا جناب وزیر اعلیٰ اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ وہ اس سلسلہ میں مکمل تحقیقات کرکے اس کی رپورٹ ایوان میں پیش کریں گے ۔ یہ بہت سنگین مسئلہ ہے ۔ جناب والا ۔ جتنے بھی مقامات دکھائے گئے ہیں ان کے آمدورفت کا فاصلہ میں وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ سو میل سے کم بنتا ہے ۔ میں وہاں کا رہنے والا ہوں اور یہاں تو سولہ ہزار میل گاڑی چل چکی کے جو جگہیں ڈی ۔ آئی ۔ جی ہاؤس میں بتائی گئی ہیں تو مجھے بتائیں کہ فلمیں عوام کے لیے ہیں یا ڈی ۔ آئی ۔ جی ہاؤس میں دکھانے کے لیے ہیں ۔

Mr. Speaker - You have been able to make out your point.

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ جہاں جیپ کی mileage کا سوال آیا ہے وہاں کیا وزیر موصوف محکمہ سے یہ بھی پوچھنا چاہیں گے کہ ایک مہینے میں دو دفعہ مچھلیوں کو دریائے ستلج کے کنارے پر کیوں فلمیں دکھائی گئیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہاں اس کے قریب تو دیہات ہو سکتے ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ ایک مہینے میں دو دفعہ دریائے ستلج کے کنارے پر mention ہے ۔ یا تو اس دیہات کا نام آ جائے یا اس علاقہ کا نام آ جائے جیساکہ باقی سوالات میں جگہوں کا نام دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔

گورنمنٹ ملازمت میں بطور کلرک بھرتی کے لیے تعلیمی معیار

*4330 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ملازمت میں بطور کلرک بھرتی ہونے کے لیے کم از کم تعلیمی معیار کیا رکھا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کوئی پرائمری پاس شخص بھی بطور کلرک تجربہ کی بناء پر بھرتی کیا جا سکتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) گورنمنٹ ملازمت میں بطور کلرک بھرتی ہونے کے لیے کم از کم تعلیمی معیار "میٹریکولیشن" یا اس کے برابر کی تعلیمی سند اور پس لفظ فی منٹ ٹائپ کرنے کی اہلیت" رکھا گیا ہے ۔ نوٹیفیکیشن نمبر SORIII-2-34/71 بتاریخ 6 فروری 1973ء ۔

(ج) جی نہیں ۔

سرکاری ملازمین کے لیے جونیئر کوارٹروں کی الاٹمنٹ

*4360 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میں اس وقت سرکاری ملازمین ایسے ہیں جنہوں نے دو کمروں کے جونیئر کوارٹروں کی الاٹمنٹ کے لیے درخواستیں دی ہوئی ہیں ۔

(ب) ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد اب تک کتنے ملازمین ایسے ہیں جنہیں مندرجہ بالا قسم کے کوارٹر الاٹ کیے گئے ہیں ۔ سیکرٹریٹ اور غیر سیکرٹریٹ کے الاٹیوں کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

(ج) ویٹنگ لسٹ میں پڑی ہوئی درخواستوں میں سے سیکرٹریٹ کے ملازمین کی سب سے پرانی درخواست کس ملازم کی ہے اور وہ کس تاریخ کو وصول ہوئی ۔

(د) جزو (ج) میں مذکورہ درخواست سے پہلے آنے والی غیر سیکرٹریٹ سٹاف کی کتنی درخواستیں ہیں اور ان کو ابھی تک کوارٹر الاٹ نہ ہونے کی کیا وجوہ ہیں ۔ ان میں سے سب سے پرانی درخواست کب موصول ہوئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) کل تعداد 3233 ۔

(ب) ون یونٹ ٹوٹنے کے بعد اب تک 223 ملامین کو دو کمروں کے جونیئر کوارٹر الاٹ کیے جا چکے ہیں ۔
تفصیل مندرجہ ذیل ہے ۔

سیکرٹریٹ	72
غیر سیکرٹریٹ	151

(ج) ویٹنگ لسٹ کی درخواستوں میں سے سیکرٹریٹ کے ملازم مسٹر رشید احمد بھٹی کی سب سے پرانی درخواست ہے جو انہوں نے مورخہ 30 جولائی 1966 کو دی تھی ۔

(د) غیر سیکرٹریٹ سٹاف کی مذکورہ درخواست سے پہلے آنے والی 512 درخواستیں ویٹنگ لسٹ میں ہیں ۔ ان میں سے سب سے پرانی درخواست مورخہ 20 جولائی 1962ء کو موصول ہوئی ۔ ان امیدواروں کو کوارٹر جلد خالی نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک الاٹ نہ کیے جا سکے ۔ موجودہ پالیسی کے متعلق غیر سیکرٹریٹ اور سیکرٹریٹ کو 1 ۔ 2 کی نسبت سے کوارٹر الاٹ کیے جاتے ہیں ۔

صوبہ بلوچستان سے آئے ہوئے ملازمین کی سینیارٹی

*4563 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ بلوچستان سے آئے ہوئے پنجابی سرکاری ملازمین کو پنجاب کے مختلف محکموں میں کھپایا جا چکا ہے ۔

(ب) کیا حکومت پنجاب مذکورہ بالا ملازمین کو ان کی سابقہ سروس کے لحاظ سے مختلف محکموں میں جن میں وہ کھپائے گئے ان کا

جائز مقام و سینارٹی دینے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) جی نہیں - ابھی کچھ لوگوں کو کھپانا باقی ہے -

(ب) یہ معاملہ ابھی حکومت کے زیر غور ہے -

سرکاری ملازمین کی ملازمت کے سلسلے میں حکومت کے خلاف اپیلیں

*4616 - مرزا فضل حق - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ چیف سیکرٹری پنجاب کے سرکار نمبر SO(OR-I)-S&GAD 1 - 93/72 مورخہ 5.12.1973 کے تحت سرکاری ملازمین کو یہ اختیار دیا گیا تھا کہ جن ملازمین نے اپنی ملازمت کے سلسلے میں حکومت کے خلاف دیوانی مقدمات یا رٹ درخواستیں دائر کی ہوئی ہیں وہ چیف سیکرٹری کو اپیل کر سکتے ہیں -

(ب) اب تک مذکورہ سرکار کے تحت کتنے سرکاری ملازمین نے درخواستیں چیف سیکرٹری صاحب کو پیش کیں اور ان میں سے کتنے بحال ہوئے اور کتنی درخواستیں مسترد ہوئیں -

(ج) ایسے ملازمین کی تعداد کتنی ہے جنہیں ابھی تک اپیل منظور ہونے یا نہ ہونے کی اطلاع دی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) سرکار مذکورہ کے تحت سرکاری ملازمین کو ایسا کوئی اختیار نہیں دیا گیا -

(ب و ج) سوال پیدا نہیں ہوتا -

فلم ''انسان اور گدھا'' کی نمائش پر پابندی

*4650 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فلم ''انسان اور گدھا'' کی نمائش 1973ء میں ممنوع قرار دی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ فلم مذکورہ کی اب باقاعدہ طور پر نمائش کی جا رہی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو فلم کو ایک دفعہ بند کس بناء پر کیا گیا تھا اور پھر دوبارہ چلنے کی اجازت کس وجہ سے دی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) جی ہاں ۔
(ب) جی ہاں ۔

(ج) فلم ''انسان اور گدھا'' میں چند ایسے کلمات استعمال کیے گئے تھے جن میں انسانیت کے تصور کو توہین آمیز اور متحقر انداز میں پیش کیا گیا تھا جس کے نتیجے میں عوام کے لطیف جذبات مجروح ہونے کا اندیشہ تھا ۔ اس احتمال کے پیش نظر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے سنسرشپ ایکٹ 1963ء کی دفعہ 5 (2) کے تحت فلم کا سنسر سرٹیفکیٹ معطل کر دیا مرکزی حکومت نے سنسر بورڈ کی سفارشات کی روشنی میں ایسے کلمات کی قطع و برید کرنے کے بعد فلم کو قابل نمائش قرار دیا اور صوبائی حکومت نے فلم کی دوبارہ نمائش کی منظوری دے دی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ پہلے اسی طرح کا سوال میں نے بھی دیا تھا اور وہ اس سے پہلے میں نے دیا تھا ۔ مجھے وہ سوال یہ کہہ کر واپس کر دیا گیا تھا کہ یہ سوال مبہم ہے اور غیر واجب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ سوال بھی منگوا کر دیکھ لیں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ وہ جناب جو پیشی دیتے ہیں اس میں ہر چیز ہی ٹھنڈی پڑ جاتی ہے ۔ آج تک کوئی نتیجہ نہیں نکلا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو ایک عرصہ کے بعد کل تشریف لائے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ فلم ''انسان اور گدھا'' پہلے سے سنسر شدہ تھی اور اس شکل میں اسے دکھایا جا رہا تھا جس شکل میں سنسر بورڈ نے اسے پاس کیا تھا ۔ جس وقت اس کی بندش کی گئی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یقیناً کوئی فلم بھی جب تک اسے سنسر پاس نہیں کرتا اس وقت تک نہیں دکھائی جا سکتی ۔ لیکن جب سنسر کے پاس ہونے کے بعد دکھائی گئی تو اس پر بہت سے لوگوں نے اعتراض کیا اور اس پر دوبارہ اس کو مرکزی حکومت نے سنسر کیا اور اس میں سے چند جملے جو اظہار توہین کے تھے جس میں انسان کی توہین ہوتی تھی حذف کر دیئے گئے اور دوبارہ اس کو اجازت دے دی گئی ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ کیا لاہور کے علاوہ بھی کسی اور شہر میں ایسا ہوا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ تمام صوبہ میں ایسا ہوا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ اس فلم پر بندش صرف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کی جانب سے لگائی گئی ہے اور مرکزی حکومت کی جانب سے نہیں ہے ۔ دوسرے کیا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو بندش لگانے کا اختیار ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ میرے پاس حکم موجود ہے اس کے تحت تمام صوبہ میں اس پر بندش لگائی گئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں آپ سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ اگر ایک فلم کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نمائش کے لیے ممنوع قرار دے دیں تو تمام صوبہ پر اس کا حکم لاگو ہوگا ؟

مسٹر سپیکر ۔ اس کے حکم کا اطلاق صرف اپنے ضلع میں ہوگا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ تمام صوبہ میں اس کی ممانعت ہونی چاہیے حالانکہ واقع یہ ہے کہ لاہور میں اس کی نمائش بند کر دی گئی تھی دوسرے مقامات پر اس طرح اس کی نمائش جاری تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ صحیح نہیں ہے ۔ تمام جگہوں پر تمام ڈپٹی کمشنروں نے ایسا ہی کیا ہے ۔ میرے پاس ملتان کے ڈپٹی کمشنر مسٹر سرفراز حسین کا آرڈر ہے اور یہ حکم دیکھا جا سکتا ہے ۔ یہ صرف لاہور کا واقعہ نہیں ہے تمام صوبہ میں ہر ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے اپنے طور پر اس کا حکم دیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب نے دوبارہ یا سنسر سے قبل یہ فلم دیکھی تھی ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ دوسرے یہ وزیر اعلیٰ کے فرائض میں نہیں ہے کہ وہ فلم جا کر دیکھے ۔

ضلع ملتان میں تین سال سے زائد عرصہ سے متعین مجسٹریٹ

*4728 ۔ **مسز حسینہ بیگم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع ملتان میں کچھ مجسٹریٹ تین سال سے زائد عرصے سے متعین ہیں ؟ اگر ایسا ہے تو ان کے نام کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) جی نہیں ۔

صوبہ میں روزناموں کے ڈیکلریشنوں کی درخواستوں میں تاخیر

*4785 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں ایسے روزنامہ ۔ ہفت روزہ ۔ پندرہ روزہ اور ماہانہ اخبارات کے نام کیا ہیں جن کے ڈیکلریشنوں کی درخواستیں معرض التواء میں ہیں نیز ان کے فیصلوں میں تاخیر کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ صوبہ پنجاب کے اضلاع میں روزنامہ ۔ پندرہ روزہ اور ماہانہ اخبارات کے ڈیکلریشن کے حصول کے سلسلے میں جو درخواستیں معرض التواء میں ہیں ان کی* فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ نشان زدہ سوالوں کے جوابات کو پڑھنا پڑتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اصرار کریں گے تو جواب ضرور پڑھا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اصرار کر رہا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ فہرست کافی لمبی ہے ۔ رہنے دیجیے ۔ (قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ممبر کا استحقاق ہے ۔ اور میں اصرار کر رہا ہوں کہ اس کو پڑھا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کہیں گے تو جواب ضرور پڑھا جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ فہرست سائیکلو سٹائل موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ہمارے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اعتراض صحیح ہے میرے دفتر کی بھی یہی اطلاع ہے ۔

بیرون ملک جانے والے افسران کی تعداد

*4792 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) سول سیکرٹریٹ پنجاب کے درجہ اول اور دوم کے ایسے افسران کی تعداد کیا ہے جنہیں سال 68 ۔ 1967ء ، 70 ۔ 1969ء اور

---

*فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

72 ۔ 1971ء کے دوران بیرون ملک جانے کے لیے رخصت عطا کی گئی۔

(ب) ان افسران کو مذکورہ عرصہ کی تنخواہ غیر ملکی زر مبادلہ کی صورت میں کتنی ادا کی گئی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) چوہتر (74) ۔

(ب) مبلغ ایک لاکھ انسٹھ ہزار آٹھ سو چھ روپے چھتالیس پیسے ۔

Rs. 1,59,806/46.

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

ضلع لاہور میں مجسٹریٹوں اور سول ججوں کی تعداد

*4793 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) سال 1960ء ،1970ء اور 1973ء کے دوران ضلع لاہور میں درجہ اول درجہ دوم اور درجہ سوم کے مجسٹریٹوں اور سول ججوں کی تعداد کیا تھی ؟

(ب) ان عدالتوں میں مندرجہ ذیل اقسام کے زیر سماعت مقدمات کی تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے مقدمات 73 ۔ 1972ء کے دوران دائر کیے گئے :

(اول) دیوانی مقدمات ۔

(دوم) فوجداری مقدمات ۔

(سوم) مقدمات سرپرستی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) سال 1960ء ۔ 1970ء اور

1973ء کے دوران ضلع لاہور میں درجہ اول درجہ دوم اور درجہ سوم کے مجسٹریٹوں اور سول ججوں کی تعداد مندرجہ ذیل تھی ۔

سول جج

سال	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم	درجہ چہارم
1960	4	3	—	2
1961	4	3	—	2
1962	7	1	—	2

سول جج

سال	درجہ اول	درجہ دوم	درجہ سوم	درجہ چہارم
1963	6	2	2	1
1964	4	1	8	—
1965	3	5	5	—
1966	6	7	—	—
1967	5	8	—	—
1968	8	2	2	—
1969	8	1	2	—
1970	7	2	7	—
1971	7	4	5	—
1972	5	3	9	—
1973	6	3	12	—

مجسٹریٹ

1960ء 1970ء تک لاہور ضلع میں تین درجہ اول تین درجہ دوم اور چار درجہ سوم کے مجسٹریٹ تھے ۔ درجہ اول مجسٹریٹوں کی تعداد میں کسی سال ایک سے تین کمی یا بیشی ہوتی رہی ۔ 1973ء کے دوران درجہ اول کے مجسٹریٹوں کی تعداد 21 سے 34 ، درجہ دوم کے مجسٹریٹوں کی تعداد پانچ سے چھ اور درجہ سوم مجسٹریٹوں کی تعداد چار رہی ۔

دیوانی مقدمات

(ب) سال	قسم مقدمہ	زیر سماعت	داخل کیے گئے
1972ء	دیوانی	12689	5831
1973ء	دیوانی	14379	6328

فوجداری مقدمات

(ب) سال	قسم مقدمہ	زیر سماعت	دائر کیے گئے
1972ء	فوجداری	8817	20068
	سمری	17961	60469
1973ء	فوجداری	9457	19783
	سمری	11509	70075

مقدمات سرپرستی

سال	زیر سماعت	دائر کیے گئے
1972	493	275
1973	613	209

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لسٹ سے جیسا کہ ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے دس سالوں سے مجسٹریٹ اور سول جج اس تناسب سے نہیں بڑھائے گئے جس تناسب سے مقدمات میں اضافہ ہوا ہے ۔ تو کیا وزیر موصوف اس کی وجہ بتائیں گے کہ حکومت ان مشکلات کو دور کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ایک وجہ تو یہ ہے کہ لوگ اپنے حقوق کے لیے زیادہ محتاط ہو گئے ہیں ۔ وہ اپنا حق مانگتے ہیں ۔ دوسرا ان کو توقع بھی ہے کہ ان کو اب یہ حق مل بھی جائے گا ۔ تیسری بات یہ ہے کہ آبادی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اور مقدمات میں اضافہ کے ساتھ ساتھ عدالتوں میں ججوں کی تعداد میں اضافہ نہیں ہوا ۔ چونکہ اب کوشش کر رہے ہیں کہ آبادی اور مقدمات میں اضافہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عدالتوں کی تعداد میں ایک صحیح توازن قائم کیا جائے اور جلد از جلد توازن اسی صورت میں قائم ہو جائے گا کہ جہاں جہاں مجسٹریٹوں اور عدالتوں کی کمی ہے وہ کمی پوری کی جائے ۔

خانیوال میں دفعہ 30 کے مجسٹریٹ کی تعیناتی

*4837 ۔ ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) خانیوال سب ڈویژن میں دفعہ 30 کے مجسٹریٹ کی آسامی کب سے خالی ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ خالی آسامی کی وجہ سے خانیوال کے عوام کو کبیر والہ سب ڈویژن کے دفعہ 30 مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہونا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ جہانیاں کو میلسی کے دفعہ 30 مجسٹریٹ کے روبرو پیش ہونا پڑتا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی تکالیف کے پیش نظر خانیوال میں دفعہ 30 کا مجسٹریٹ تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) عرصہ تقریباً ایک سال سے ۔
(ب و ج) جی ہاں ۔

(د) خانیوال میں دفعہ 30 کے اختیارات کے حامل مجسٹریٹ کی تقرری کے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں ۔

صوبہ میں مجسٹریٹوں کی خالی آسامیاں

*4864 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں آج کل دفعہ 30 کے درجہ اول و دوم کے کتنے مجسٹریٹ عارضی اور مستقل آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ۔ اور مزید کتنی ایسی آسامیاں ہیں جنہیں ابھی پر کرنا باقی ہے ۔ ان کو پر کرنے کے لیے کیا انتظامات کیے جا رہے ہیں اور مذکورہ آسامیاں کب تک پر کر دی جائیں گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ اس وقت پنجاب میں دفعہ 30 کے 110 ، درجہ اول کے 139 اور درجہ سوم کے 40 مجسٹریٹ کام کر رہے ہیں 56 آسامیاں اضلاع میں خالی پڑی ہیں جنہیں پر کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جا رہے ہیں ۔ امید ہے یہ آسامیاں جلد ہی پر کر لی جائیں گی ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ کیا یہ درست ہے کہ پبلک سروس کمیشن نے 100 امیدواروں کا امتحان لیا تھا اور انہیں اہل قرار دیا تھا ۔ مگر اس پر عمل اب تک نہیں ہوا ۔ کیا اب اس پر کوئی کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ وہی مسئلہ ہے جس پر پہلے ہی بات ہو رہی تھی ۔ صورت یہ ہے کہ مجسٹریٹوں کی بھرتی کا مسئلہ ایک عرصہ سے التواء میں پڑا ہوا ہے ۔ ایک مرتبہ تو پبلک سروس کمیشن کی طرف سے اور ایک مرتبہ ایک کمیٹی کی طرف سے جو بنائی گئی تھی یا ٹریبونل بنایا گیا تھا ۔ جو وزیر قانون کی سرکردگی میں مجسٹریٹوں کو بھرتی کرنا تھی ۔ دونوں موقعوں پر جو کام ہوا وہ پوری طرح اپنی منزل مقصود تک پہنچا ۔ ابتداً میں پبلک سروس کمیشن نے ایک انٹرویو لیا جس میں کوالفیکیشن کے نمبر اور انٹرویو کے نمبر جمع کرکے رزلٹ شائع کر دیا گیا ۔ اس کے بعد جو ایک ٹریبیونل بنا تھا ۔ اس نے بھی ایک امتحان لیا ۔ لیکن ابھی تک اس کا انٹرویو باقی ہے ۔ صورت یہ ہے ۔ کہ پہلے جو ایک سو مجسٹریٹوں کے متعلق پبلک سروس کمیشن نے کارروائی کی تھی جس کا کہ تمام ممبران کو علم ہے ۔ تمام سروسز خواہ وہ سی ۔ ایس ۔ پی ۔ کی سروسز ہوں ۔ خواہ پی ۔ سی ۔ سی کی سروسز ہوں ۔ جب امتحان ہو جاتا ہے ۔ لسٹ آ جاتی ہے ۔ اس کے بعد میڈیکل رپورٹ اور پولیس رپورٹ یہ دو مرحلے ہوتے ہیں ۔ اسی طرح سے یہ جو ٹریبیونل نے امتحان لیا تھا ۔ چونکہ اس کا صرف امتحان ہوا ہے ۔ پرچے مارک ہو گئے ہیں ۔ لیکن ابھی تک ان کا انٹرویو نہیں ہوا ۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا پہلے پبلک سروس کمشن والی لسٹ کو ختم کر دیا ہے ۔ اور کیا صرف ان لوگوں کو لیا جاوے گا ۔ جنہوں نے دوسرا امتحان دیا ہے تو میں اس سلسلے میں وضاحت کرنی چاہتا ہوں ۔ میری حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ جن لوگوں نے پہلا امتحان دیا تھا ۔ ان میں سے جو لوگ پولیس اور میڈیکل رپورٹ میں سے کامیاب گزرے ہیں ان کو بھی لے لیا جاوے

گا ۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ لوگ جنہوں نے دوسرا امتحان دیا ہے اور ان کا انٹرویو باقی ہے ان میں سے جو کامیاب ہوں گے ۔ ان کو بھی لے لیا جاوے گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

جناب والا ۔ میں مزید وضاحت کرنی چاہتا ہوں کہ ان دو سوالوں میں سے جو دونوں مختلف احکامات سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ایک میں یہ کہا گیا ہے کہ 64 آسامیاں خالی ہیں ۔ ایک سوال کے جواب میں میرے پاس جو رپورٹ موجود ہے ۔ اس میں 56 آسامیوں کا ذکر ہے ۔ ٹھیک ہے جیسا کہ میں وضاحت کر چکا ہوں کہ نئی ایزاد شدہ آسامیوں اور موجودہ خالی آسامیوں میں فرق ہو جاتا ہے ۔ تو اگر ہم خالصاً یہ دیکھیں کہ مجسٹریٹوں کی آسامیاں موجود ہیں ۔ وہ تو ہو سکتا ہے کہ 56 آسامیاں ہوں ۔ لیکن یہ صرف مجسٹریٹوں کے لیے بلکہ لیبر کورٹس کے لیے ۔ ریونیو کورٹس کے لیے ۔ اشتمال کے لیے ان لوگوں کی ضرورت ہے تاکہ یہ لوگ عدالتی کام کر سکیں ۔ اسی طرح میرے اندازے کے مطابق اتنی آسامیاں موجود ہیں کہ جن کے لیے ہم پہلے امتحان سے اور دوسرے امتحان سے جو بھی لوگ کامیاب ہوں گے ۔ دونوں میں سے لیں گے ۔ کہ میں یہ سوچ لوں کہ چلو جی 56 آسامیاں ہیں ۔ ان میں سے 30 بھرنی چاہئیں ۔ 20 بھرنی چاہئیں یا 13 بھرنی چاہئیں ۔ ہرگز نہیں ۔ میری یہ کوشش ہوگی کہ اگر ایک سو سے بھی زائد آسامیوں موجود ہوں ۔ 140 یا 138 کے قریب آسامیاں موجود ہوں ۔ تو وہ بجائے اس کے کہ ایک جگہ سے چند لوگ لے لوں میں ان تمام لوگوں کو جو بھی امتحان میں کامیاب ہوں گے ۔ ان میں سے سب کو لے کر تمام آسامیوں کو ایک دم پر کر لوں گا تاکہ لیبر کے معاملات ریوینو کے معاملات ۔ اشتمال کے معاملات کو حل کیا جا سکے ۔ او مجسٹریٹوں کی کل آسامیاں ایک دم پوری ہو جائیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین ۔)

اس وضاحت کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں ۔ اور مجھے امید ہے ۔ کہ تمام دوستوں کی تسلی ہو گئی ہوگی ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ محکمانہ ترقی کے سلسلے میں 35 تحصیلداروں کو ترقی دی گئی تھی ۔ اس کے علاوہ 13 نائب تحصیلداروں کے کیسز پر بھی پبلک سروس کمشن کچھ کارروائی کر رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے ۔ تو اس کے متعلق کیا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ایک علیحدہ سوال ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ یہ مجسٹریٹوں کی آسامیوں پر تقرری سے متعلق سوال ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگر ہاؤس اس بات کا تقاضا کرتا ہے ۔

And if the Chief Minister is prepared to give a reply I have no objection.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میری عرض یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ میں ہر بات کا جواب دے سکوں ۔ اس لیے اگر حکومت کی نیت صاف ہے ۔ اس کا ارادہ نیک ہے اس کی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے ۔ ویسے تو ہر بات میں دوست سوال ضرور کر سکتے ہیں ۔ لیکن میری گزارش یہ ہوگی کہ آپ قاعدے سے چلیں ۔ اگر کسی دوست کو کوئی سوال کرنے کی ضرورت ہوگی تو وہ علیحدہ سوال کر سکتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہی چیز میں کہہ رہا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسیٔ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی تفصیل اور فراخ دلی سے جواب دیا ہے لیکن میں اس سلسلہ میں آپ کی وساطت سے مزید وضاحت چاہوں گا کہ پہلے جو انٹرویو پبلک سروس کمشن کی معرفت ہوا تھا ۔ اس میں ہائی کورٹ کے دو جج صاحبان بھی تھے ۔ اب یہ جو نیا انٹرویو ہوگا ۔ کیا اس میں بھی ہائی کورٹ کے دو جج ہوں گے ۔ کیونکہ کہا یہ جا رہا ہے کہ وہ جو interview result تھا ۔ کیونکہ اس میں اس کا دخل نہیں تھا ۔ اس لیے وہ نتیجہ نا منظور فرمایا جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب وزیر اعلیٰ کا تفصیلی جواب بڑی حد تک اطمینان بخش ہے ۔ اور وہ شکوک و شبہات جو مجسٹریٹوں کی تعیناتی کے سلسلہ میں پائے جاتے تھے وہ کافی حد تک دور ہو گئے ہیں ۔ لیکن میں ان کی توجہ ان امور کی طرف مبذول کرانا چاہوں گا کہ جن سو مجسٹریٹوں کو پبلک سروس کمشن نے منتخب کیا تھا ان کی آخری منظوری بھی ہو چکی تھی اور ان کو میڈیکل سرٹیفیکیٹ کے لیے کہا گیا تھا کہ وہ لوگ میڈیکل سرٹیفیکیٹ پیش کریں تاکہ ان کے تقرر کے احکامات جاری کیے جا سکیں ۔ ان کے احکامات کو notify کیا جا سکے ۔ تو جناب والا ۔ اس مرحلہ پر یہ کارروائی ختم ہو گئی تھی ۔ کیا پولیس رپورٹ اور میڈیکل سرٹیفیکیٹ کا ہونا ضروری ہے ۔ بہت سی جگہوں پر یہ دیکھا گیا ہے کہ پولیس اپنی like اور dislike کے مطابق اور گروہ بندی کے مطابق رپورٹ کرتی ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ اس کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب جواب دے چکے ہیں ۔ اب اس پر وضاحت کی کوئی گنجائش نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف اپوزیشن کا بھی اپنا استحقاق ہوتا ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ استحقاق تو درست ہے ۔ مگر یہ سوال تو پہلے ہو چکا ہے ۔ اس کی وضاحت بھی ہو چکی ہے ۔ ہاؤس نے اس کو adjourn کر دیا ہے ۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ آپ اس کی اجازت دے دیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ان کی مرضی تو یہ پورا استحقاق ہے ۔ یہ میرا حق ہے ۔ جناب والا ۔ تو میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ بعض اوقات پولیس اس طریقہ سے زیادتی کر جاتی ہے کہ اپنی like اور dislike کے مطابق غلط رپورٹ کرتی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر اس زیادتی کا بھی انسداد فرمائیں اور ہر رپورٹ کو متعلقہ افراد کے ساتھ خود مطالعہ کریں تاکہ ان لوگوں میں سے ہر ایک کے ساتھ انصاف ہو سکے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ جو مسئلہ ہے یہ تمام دوسرے مسائل کے وابستہ ہے ۔ محض اس خیال سے کہ پولیس اپنی رائے کا اظہار کرے

رکھتی ہے - تو وہ تمام دنیا جہاں کے جتنے بھی معاملات ہیں - وہ ان میں اپنی رائے رکھتی ہے - اس لیے پولیس کو معطل کرنے سے تو میں رہا - جو طریقہ کار ہے اس کے مطابق میں چلوں گا - البتہ اپنے طور پر یہ کوشش کروں گا کہ ہم لوگ ان کو زیادہ بہتر بنائیں - اور اس تمام کارروائی کے علاوہ باقی تمام شعبہ جات کو جس میں پولیس کا تعلق ہے اس کو بہتر بنائیں - لیکن یہ کہنا کہ اس میں پولیس کی کارروائی کو یا میڈیکل سرٹیفیکیٹ کو میں eliminate کروں - یہ نہیں ہو سکتا -

علامہ رحمت اللہ ارشد - میڈیکل سرٹیفیکیٹ کے متعلق نہیں - پولیس رپورٹ کے متعلق میں عرض کر رہا تھا -

وزیر اعلیٰ - پولیس کو بھی میں eliminate نہیں کر سکتا - وہ تمام سروسز میں ایک لازمہ ہے - خواہ وہ پی - سی - ایس کی سروس ہو - خواہ وہ سی - ایس - پی کی سروس ہو - یہی طریقہ کار ہوتا ہے - اور ان کو اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا - البتہ کسی کے ساتھ ناانصافی کرنے کا جو ارادہ ہے وہ میں یقین دلاتا ہوں کہ نہیں ہوگی -

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, it is for the first time that we have been given a straight answer in this House by the Leader of the House on the recruitment of civil servants in the Punjab. Mr. Speaker, Sir, I do compliment him for this straight answer this has been a burning question which has been before the House for the last 2½ years. An assurance has been given by the Chief Minister that justice will be done irrespective of caste, colour, creed and party, and I am sure that having been given this assurance on the floor of this House, we will see concrete results, and the next time, we will be in a position to know that the pledge given to this House today has been fulfilled or not.

On the matter of report from the Police, I agree with the Leader of the House that it is essential to find out the past history of the individnal who may be applying for servicefrom the Punjab, but one thing is essential and that is that the Leader of the House should give an assurance to the people of the Punjab that these reports will not be tinted by political

considerations and that the applicants will be given service on merit and merit alone.

Chief Minister. I have already assured the House.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ کی اس منصفانہ حقیقت پسندی اور یقین دھانی کی روشنی میں میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جو ٹریبیونل گورنمنٹ کی طرف سے پچھلے دنوں قائم کیا گیا تھا ۔ اس کے بعد ارکان چونکہ وزراء ہی میں سے تعلق رکھتے تھے وہ موجود نہیں ہیں تو کیا ایسی صورت میں وہ ٹریبیونل نئے سرے سے قائم کیا جائے گا اور اس کے لیے اراکین کا معیار دوسرا مقرر کیا جائے گا ۔

مسٹرسپیکر ۔ ٹریبیونل کے ممبران by designation ہیں یا by name ہیں ۔ designation world be there.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اس ٹریبیونل کی کیا شکل ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے کہا ہے کہ وزیر قانون اس کے چیئرمین تھے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے designation کے لحاظ سے بیان فرمایا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وہ نوٹیفیکیشن by name تھا ۔ میں اس کے متعلق پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ وضاحت ہو جائے ۔ کیا وہ نیا ٹریبیونل بنائیں گے یا اس کے ارکان کی تبدیلی ہوگی یا کوئی نیا طریقہ کار اس سلسلہ میں اختیار کیا جائے گا ؟

چودھری غلام قادر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ سیشن نہیں ہے کہ جنرل تقاریر کا آپ نے وقت دے دیا ہے ۔ یہ وقفہ سوالات ہے ۔ یہ تو آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ ارکان کی بات کو سن لیں لیکن جناب والا ۔ یہاں تو بجٹ کی تقاریر ہو رہی ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ یہاں کوئی policy matter ڈسکس ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری صاحب آپ تشریف رکھیں کوئی بات نہیں ہے ۔

ضلع سیالکوٹ کی کورٹس میں وکلاء کی ہڑتال

*4868 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ کورٹ ۔ سول کوٹ میں کام کرنے والے وکلاء نے دسمبر 1973ء کی چھ سات اور آٹھ تاریخ کو ہڑتال کر دی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا تھیں اور حکومت نے وکلاء کی شکایات دور کرنے کے لیے کیا اقدام کیے ۔ اگر ابھی تک کوئی اقدام نہیں کیا گیا تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : یہ صحیح نہیں ہے کہ ضلع سیالکوٹ کے ڈسٹرکٹ کورٹ ۔ سول کورٹ اور شیشن کورٹ میں کام کرنے والے وکلاء نے دسمبر 1973ء کی چھ سات اور آٹھ تاریخ کو ہڑتال کر دی تھی ۔ صدر اور سیکرٹری ڈسٹرکٹ ۔ بار ایسوسی ایشن سیالکوٹ نے بھی اس سلسلہ میں کہا ہے کہ ان دنوں وکلاء نے کوئی ہڑتال نہیں کی تھی ۔ جہاں تک وکلاء کی شکایات کا تعلق ہے انہیں رفع کرنے کی کوشش کی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ایک سوال باقی رہ گیا ہے اس کے جواب کو میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوال کا جواب جو ایوان کی میز پر رکھا گیا

صوبہ میں سول ججوں کی خالی آسامیاں

*4871 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب سول ججوں کی کتنی آسامیاں خالی ہیں اور ان کو کب پر کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : اس وقت سول ججوں کی 37 آسامیاں خالی ہیں ۔ پبلک سروس کمیشن سے 10 آسامیوں کے لیے سفارش موصول ہو چکی ہے ان کی تعیناتی عنقریب پایہ تکمیل کو پہنچنے والی ہے ۔ مزید 22 خالی آسامیوں کے لیے پبلک سروس کمیشن کو لکھ دیا گیا ہے جن کے لیے کمیشن مارچ 1974ء میں مقابلہ کا امتحان کر رہا ہے مزید کارروائی کمیشن کی سفارش موصول ہونے پر کی جائے گی ۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

صوبہ پنجاب میں ڈپٹی کمشنروں کی مدت تعیناتی

81 ۔ میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع کے موجودہ ڈپٹی کمشنر کے نام کیا ہیں اور ان میں کتنے سابق سی ۔ ایس ۔ پی اور پی ۔ سی ایس سروس سے تعلق رکھتے ہیں نیز ان میں سے ہر ایک کی کتنی سروس باقی ہے اور ان کو کن صفات کی بناء پر ڈپٹی کمشنر بنایا گیا ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) : پنجاب کے موجودہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کے نام اور ان کی بقایا مدت ملازمت بشرطیکہ وہ اٹھاون سال کی عمر تک ملازمت کریں حسب ذیل ہیں :

نام	ضلع	بقایا مدت ملازمت (تقریباً)
(1) مسٹر محمد پرویز مسعود	لاہور	23½ سال
(2) مسٹر نوید آصف	سیالکوٹ	28½ سال
(3) مسٹر حفیظ اللہ	ملتان	23 سال
(4) مسٹر محمد افضل کھوٹ	مظفر گڑھ	24½ سال
(5) مسٹر حسن رضا پاشا	راولپنڈی	25 سال
(6) مسٹر جاوید اکرم	جہلم	25 سال
(7) مسٹر ابو شمیم محمد عاف	کیمبلپور	26 سال
(8) شیخ علی ذوالقرنین	گجرات	11 سال
(9) مسٹر اے زیڈ کے شیر دل	سرگودھا	25 سال
(10) مسٹر امتیاز جاوید	ڈیرہ غازی خان	25 سال
(11) مسٹر فرید الدین احمد	لائلپور	24½ سال
(12) چوہدری محمد اسحاق	جھنگ	19 سال

(13) مسٹر جاوید احمد قریشی	ساہیوال	20 سال
(14) مسٹر سید سرفراز حسین	گوجرانوالہ	13½ سال
(15) مسٹر محمد سعید مہدی	میانوالی	26 سال
(16) مسٹر امین اللہ چوہدری	شیخوپورہ	28 سال
(17) مسٹر محمد اسلم کھوکھر	بہاولپور	14 سال
(18) مسٹر ملک محمد سعید	بہاولنگر	18 سال
(19) مسٹر محمد محبوب عباس	رحیم یار خان	9 سال

ان میں سے 13 افسران سابقہ سی - ایس - پی سے اور 6 سابقہ پی - سی - ایس سے تعلق رکھتے ہیں ان افسران کی ٹریننگ اور تجربہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو ڈپٹی کمشنر تعینات کیا گیا ہے -

---

اراکین اسمبلی کی رخصت

بیگم ریحانہ سرور

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I hereby inform you that due to unavoidable circumstances, I could not attend the meeting of the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs held on 9-3-1974 and meeting of the Committee on Home Affairs on 16-3-1974 and 26-3-1974. Kindly grant leave and oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(قطع کلامیاں)

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں گزارش کرنی چاہتا ہوں اور میں آپ کے منتخبہ قائد ایوان کی حیثیت سے اپنا انتہائی خوشگوار فریضہ سمجھتا ہوں

کہ یہ بات آپ کی وساطت سے تمام ارکان کی خدمت میں رکھوں کہ کل جناب وزیر اعظم نے سینٹ میں تقریر کرتے ہوئے ایک نکتہ اٹھایا اور وہ نکتہ یہ تھا کہ اسمبلی میں پارلیمنٹ میں اور سینٹ میں جو درخواستیں چھٹی کے لیے آتی ہیں ان کے بارے میں ایوان کو یہ سوچنا ہوگا کہ کیا یہ چھٹی واقعی ضروری ہے۔ کیونکہ یہ بھی ایک رویہ بن گیا ہے کہ ہم کبھی چھٹی کو نامنظور نہیں کرتے۔ اور بعض اوقات وجہ بھی بیان نہیں کیجاتی یا یہ کبھی بیان کر دیا جاتا ہے کہ میں نہیں آسکتا لہذا رخصت دے دی جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کا کوئی طریقہ ہونا چاہیے۔ بیشک آپ ایک مختصر سی کمیٹی بنا دیں جس میں یہ درخواستیں process ہو کر آئیں۔ سب سے زیادہ ضروری بات تو یہ ہے کہ از خود تمام ارکان اس بات کا احساس کریں کہ ہمارا بھی یہ بنیادی فریضہ ہے کہ جس اسمبلی کی کارروائی کو با معنی بنانا ہے اور زیادہ موثر بنانا ہے۔ اور اس کے لیے حاضری اس میں بے حد ضروری ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ جب سے یہ فریضہ مجھے ملا ہے اس میں ایک دن گزرا ہے میں بڑی خوشی سے کہتا ہوں کہ کل کے دن ہمارے ساتھیوں نے اسمبلی کی کارروائی کو زیادہ با معنی بنانے میں حصہ لیا ہے۔ یہاں ارکان کی بڑی وسیع تعداد رہی ہے اور یہ رویہ جو اب شروع ہوا ہے اس سے انشاءاللہ ہم اس اسمبلی کو زیادہ اچھے طریقے سے چلائیں گے۔ لیکن یہ چیز بے حد ضروری ہے کہ ہم اسمبلی میں حاضری کو ایک خاص تقدس دیں اور اس بات کو سمجھیں کہ ہم اسمبلی میں بیٹھتے ہیں تو ہمارے لیے ایک فخر کی بات ہے اور ہمارا فرض بھی ہے کہ ہم اسمبلی میں آئیں تو اس سلسلے میں voluntary سطح پر اور پھر اگر آپ پسند کریں تو کسی طریقہ یا سسٹم کے تحت اس بات کی چھان بین بھی ہو سکتی ہے کہ غیر ضروری طور پر درخواستیں نہ آئیں۔

Mr. Speaker : I would like to inform the House that there are 105 members present at the moment.

(applause)

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ جہاں تک وزیر اعظم صاحب کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ تمام ممبر صاحبان اپنی موجودگی کو ضرور

سمجھیں اور رضاکارانہ طور پر وہ یہ خود محسوس کریں کہ انہیں واقعی رخصت کی ضرورت ہے یا نہیں ہے تو اس سے میں اتفاق کرتا ہوں ۔ لیکن دوسری بات جو انہوں نے کہی ہے کہ کوئی ٹریبونل یا کمیٹی بنا دیں تو اس کے لیے رولز میں کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی ہے ۔ یہ ممبران جو موجود ہوں گے ۔ ان کے یہ اختیار میں بات ہے کہ وہ رخصت کو منظور کریں ۔ تو اس سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کوئی اور طریقہ کار اختیار نہیں کیا جا سکتا سوائے اس کے کہ تمام ممبر اصحاب اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے یہاں تشریف لائیں اور اسمبلی میں موجود رہیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The main reason for lack of quorum has been the absence of Ministers from their seats in the Assembly. They used to sit in their rooms and do other business. If the Ministers continue to sit in the Chamber, I am sure, there will be no shortage of quorum.

ملک غلام نبی ۔ جناب اسپیکر ۔ ماضی میں بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سے فاضل ممبران تشریف نہیں لاتے ۔ لیکن ان کی حاضری لگ جاتی ہے ۔ تو ہمارا فرض ہے کہ ہم اس طرف بھی توجہ کریں ۔

(قطع کلامیاں)

I am in posession of the House.

Mr. Speaker : The House is called ro order.

ملک غلام نبی ۔ جناب والا ۔ یہ بات میں آپ کے نوٹس میں لایا تھا اور آپ کو یاد ہوگا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ یہاں منسٹروں کی اور ممبران کی کوئی حیثیت نہیں ۔ تو بیچارے ایک کلرک کی کیا حیثیت ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ یہ ہاؤس کی توہین ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میری بات سنیں کوئی توہین نہیں ہوئی ۔

چودھری محمد اشرف ۔ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہیے ۔

ملک غلام نبی ۔ جناب والا ۔ سیکرٹری صاحب نے مجھے کہا تھا کہ میں ایک منٹ میں نکل جاؤں گا اگر میں یہ بات ان کے نوٹس میں لایا ۔ آپ افسروں پر یہاں رعب ڈالتے ہیں کلرکوں کی یہاں پر کیا حیثیت ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب یہ آپ کا اپنا تجربہ ہوگا ۔ آپ کو کوئی اختیار نہیں ہے کہ آپ خواہ مخواہ بیچ میں بولیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست جناب غلام نبی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس ملک میں ہوتا ہے ہم اس میں ایک حد تک شریک ہیں ۔ ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے ۔ ہم نے اپنے اپنے شعبوں میں اور اپنی اپنی زندگی میں بہت کچھ ہوتے دیکھا ہے اور بہت کچھ اب بھی ہو رہا ہے ۔ اگر میں اس چیز کی تفصیل میں جاؤں یا ہم جائیں تو اس سے دل آزاری ہوگی ۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے ہی گریبان میں منہ ڈالیں ۔ اس میں جھانکیں اور ہم اس بات کو دیکھیں کہ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو اسمبلی کے رکن ہوتے ہوئے بھی اس اسمبلی میں آٹھ دن آ کر بیٹھے ہوں ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے ۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ بار بار ہمارے دوست یہاں سے اٹھتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ وزراء کا بھی محاسبہ ہونا چاہیے ۔ جناب والا ۔ اس دن جب مجھے قائد ایوان کی صورت میں نوازا گیا تھا آپ نے یہ سنا ہوگا جب میں نے کہا تھا کہ میری گردن میرا گریبان محاسبے کے لیے حاضر ہے ۔ اس لیے جب بھی محاسبے کی بات ہو اور خود تنقیدی کا لمحہ ہو تو اس کو ہمیں فراخدلی سے برداشت کرنا چاہیے ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہمارے بہت سے لوگ اس اسمبلی کی کارروائی کو ضروری نہیں سمجھتے رہے ۔ ایسے ایسے لوگ ہیں جو مہینوں سے اسمبلی میں تشریف نہیں لائے ۔ اس لیے آئیے ہم سب اس بات کو سوچیں کہ ہمارا اپنا رویہ کیا رہا ہے ۔ ہم کسی ایک شخص کے لیے بات نہیں کرتے ۔ اگر اس اسمبلی میں کوئی بات غلط ہوئی ہے کسی کی بات اگر خلاف آداب ہوئی ہے یا یہاں نظم و ضبط نہیں ہوتا تو سب سے پہلے مجرم میں ہوں اور سب سے پہلے میرا محاسبہ ہونا چاہیے ۔ لیکن یہی سپرٹ دوسروں کی بھی ہونی چاہیے ۔ کسی کی بے عزتی نہیں ہوئی ۔ ہم اس اسمبلی کے وقار کو بلند کرنے کے لیے ایک بات کہہ رہے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ کورم

ضرور رہا کرے گا ۔ میں نے خود کہا تھا کہ سب سے پہلے میں اس بات کا خیر مقدم کرتا ہوں اور میں اس کے لیے رضا کارانہ طور پر تیار ہوں ۔ صحیح ضابطہ یہی ہے کہ ہم رضا کارانہ طور پر اس بات کے لیے تیار ہوں کہ ہم اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لیں اور اس کے مباحثات کی سطح کو اونچا لے جائیں ۔ اور مجھے خوشی ہے کہ اس کی ابتدا ہو چکی ہے ۔ اس کو ہم آگے لے جا سکتے ہیں ۔ یہ کوئی ضروری نہیں اور میں اصرار نہیں کرتا کہ آپ ضرور کوئی ایسا forum بنائیں ۔ مجھے یقین ہے مجھے آپ کی اپنی صلاحتیں پر آپ کے اپنے ارادوں پر یقین ہے ۔ ہم سب یہ کوشش کریں گے کہ اس اسمبلی کو meaningfull بنائیں ۔ اس لیے میری درخواست اس spirit میں ہے جس spirit میں جناب ذوالفقار علی بھٹو نے سینٹ کے اجلاس میں یہ بات رکھی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے دوستوں کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ وہ بلا وجہ اس میں غیر حاضری کے مرتکب نہ ہوں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ وہ اپنی غیر حاضری کی وجوہات بیان کریں اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا ۔

Begum Rehana Sarwar : Well, I have very bad throat and everybody knows it.

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ بیگم ریحانہ سرور کی رخصت منظور کر دی جائے ۔

(رخصت منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اگلی درخواست پیش ہو ۔

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی سے موصول ہوئی ہے :-

I humbly state, that I may not be able to attend Assembly Session to-day (2-4-1974) due to urgent

work. Therefore, I request you to kindly grant me leave for said date. Thanking you.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش کہ بندہ بوجہ بیماری 7-2-1974 کو صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز خان نون

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ کام مجلس قائمہ برائے صحت کے دو اجلاس 8-3-1974 و 22-3-1974 میں شریک نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مانلہ کلاں لاہور میں دھوپ سڑی کے قبرستان میں قبروں کی پانی سے مسماری

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز 13 فروری کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت کی ایک نواحی آبادی مانلہ کلاں میں کارپوریشن کی غفلت کی وجہ سے دھوپ سڑی کے قبرستان کی تمام قبریں پانی کے جل تھل نے مسمار کر دی ہیں ۔ مذکورہ آبادیوں کے مکینوں نے بار بار مطالبہ کیا ہے کہ قبرستان کی حفاظت کی جائے اور قبروں کو پانی سے بچایا جائے لیکن لاہور کارپوریشن اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی جس سے شہریوں میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر صنعت (مسٹر عبد الحفیظ کاردار) ۔ جناب والا ۔ اگرچہ یہ میرا مضمون نہیں ہے مگر جس علاقے کے متعلق بات کی گئی ہے یہ میرے حلقہ انتخاب سے متعلقہ ہے ۔ اس لیے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک مہینہ ہوا اس کا میں نے خود جائزہ لیا تھا اور مناسب اقدامات کے لیے کہا تھا ۔ چونکہ تمام شہر لاہور میں یہ ایک مسئلہ پانی کے ڈرینج کے متعلق ہے اور ڈرینج کافی عرصہ اور مدت چاہتا ہے اور اس کے لیے ڈرینج کا مناسب انتظام کیا جائے ۔ وقت ملنے پر اس کا بندوبست ہو جائے گا ۔ یہ معاملہ زیر غور ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ اس کا مناسب انتظام ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker. Is it a recent occurrance ?

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ یہ پانی کا مسئلہ شہر میں ہے اور خاص عرصے کا ہے ۔

It is not a recent occurrance. The matter has already been under consideration for quite some time.

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister, I don't think if it is pressed.

Mian Khurshed Anwar. Not pressed.

ایبٹ روڈ ۔ لاہور پر پاکستان پولی کلینک اور ملت پولی کلینک کی چھ لاکھ روپے کے عوض فروختگی

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور 4 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں ایبٹ روڈ پر گلستان سینما کے سامنے پاکستان پولی کلینک اور ملت پولی کلینک کی چالیس لاکھ روپے کی مالیت کی عمارت چھ لاکھ میں فروخت کر دی ۔ یہ عمارت قیام پاکستان سے قبل روشن لال کھیڑا ہسپتال کے نام سے تعمیر کی گئی تھی ۔ تقسیم کے بعد ڈاکٹروں اور صوبائی حکومت میں معاہدہ ہوا تھا کہ مذکورہ عمارت صرف ہسپتال کے لیے ہوگی اور اب بھی تقریباً گیارہ سال سے بطور ہسپتال کے ہی بلڈنگ استعمال ہو رہی تھی ۔ گزشتہ دنوں چند با اثر ڈاکٹروں نے ناجائز دباؤ ڈال کر حکومت کے معاہدے کے برعکس اس رفاہی ادارے کو بیچ ڈالا ہے اور ایک اطلاع کے مطابق ان ڈاکٹروں نے کچھ رقم بطور پیشگی وصول بھی کر لی ہے ۔ ان نا عاقبت اندیش اور مفاد پرستوں نے عوام کے بھلائی کے لیے بنائے گئے ہسپتال کو داؤ پر لگا دیا ہے ۔ اس صورت حال نے شہریوں میں غم و غصہ کی لہر دوڑا دی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں حقائق عرض کرتا ہوں کہ یہ ملت پولی کلینک واقع 7 ایبٹ روڈ لاہور متروکہ جائداد تھی جس کو سیٹلمنٹ اینڈ ری ہیبلیٹیشن کمشنر نے 1959ء میں پاک پولی کلینک لمیٹڈ کو منتقل کر دیا تھا اور 13 نومبر 1961ء کو سیٹلمنٹ کے محکمہ نے مستقل طور پر پولی کلینک لمیٹڈ کے نام منتقل کیا اور 1962 ۔ 9 ۔ 15 کو پی ۔ ٹی ۔ ڈی جاری کیا ۔ محکمہ صحت کا اس کلینک سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی محکمہ صحت اس کی کسی

قسم کی امداد کرتا ہے ۔ پولی کلینک لمیٹڈ قانون کی رو سے اس جائداد کو فروخت کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوا میں ایک particular fact لکھا گیا ہے کہ ڈاکٹروں اور صوبائی حکومت کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا کہ اس کو ایک خاص مقصد کے لیے استعمال کیا جائے گا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس قسم کا کوئی معاہدہ محکمہ صحت اور مالکان کے درمیان نہیں تھا ۔ جناب والا ۔ اگر آپ مہلت دیں تو میں بعد میں جواب دے سکوں گا ۔ اس کو آپ ملتوی فرما دیں ۔

Mr. Speaker. You can have reasonable time. I hope, Monday will suit you.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں بھی اس مسئلے سے تھوڑا سا واقف ہوں ۔ میرے نوٹس میں یہ بات آئی ہے اور میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ جائداد یا یہ جگہ اس خیال کے پیش نظر انہیں دی گئی تھی کہ وہ اسے ہسپتال بنائیں گے تو پھر اس بات کے پیش نظر جب تک وہ اس کو اس مصرف میں نہ لائیں اس کو یقیناً انہیں بیچنے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے ۔ لیکن میں یہ تمام کوائف جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے معلوم کر لوں گا اور اس کے مطابق عمل ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو سوموار آ رہا ہے اس پر رکھ لیں ۔ اس وقت تک مناسب نوٹس ہوگا ۔ اس کو اگلے سوموار تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ قیام پاکستان سے قبل یہ ہسپتال تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ متعلقہ نہیں ہے ۔ متعلقہ بات یہ ہے کہ اگر واقعی ان کو کسی معاہدہ کے تحت منتقل کیا گیا ہے ۔ جس طرح اب اس میں allege کیا گیا ہے تو پھر یہ ایک علیحدہ صورت ہوگی ۔ ورنہ تو evacue property منتقل ہوتی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے رفاہی ادارے منتقل نہیں

ہو سکتے ۔ جن مقاصد کے لیے لوگوں نے بنائے ہوئے ہیں انہیں مقاصد کے لیے یہ استعمال ہونے چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ دیکھ لیں گے ۔

نمک کی مناسب سپلائی نہ ہونے کے باعث مہنگے داموں فروخت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ جمہور 19 فروری 1974ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں نمک کی ضرورت کے مطابق مناسب سپلائی نہ ہونے کے باعث شہر میں نمک کی قیمتیں روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں اور اس وقت نمک تیس روپے من تک فروخت ہو رہا ہے ۔ صنعتی ترقیاتی کارپوریشن صوبہ میں نمک کی کمی اور مہنگائی کی ذمہ دار ہے کیونکہ وہ ضرورت کے مطابق نمک سپلائی نہیں کرتی ۔ اس صورت حال سے شہریوں میں غم و غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ ہماری اطلاع کے مطابق نمک کی فراہمی معمول کے مطابق رہی ہے اس میں کمی واقع نہیں ہوئی ۔

میاں خورشید انور ۔ فروری میں مہنگے داموں نمک فروخت ہوتا رہا ہے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Minister it is not pressed.

واربرٹن کے نواحی دیہات میں چیچک کی وباء کا پھوٹنا

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت 9 مارچ کی اطلاع کے مطابق واربرٹن کے نواحی دیہات میں خطرناک بیماری چیچک کی وبا پھوٹ پڑی ہے ۔ اس وباء سے کئی قیمتی جانیں لقمۂ اجل

بن چکی ہیں ۔ محکمہ صحت کی لا پرواہی کی وجہ سے یہ وباء دوسرے دیہات میں بھی پھیلتی جا رہی ہے ۔ صرف موضع کھاریانوالہ میں تین اموات ہو چکی ہیں ۔ وباء کے پھیلنے سے عوام میں سخت خوف و ہراس بڑھتا جا رہا ہے اور بے چینی کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ٹاؤن کمیٹی کے نواحی گاؤں جیلانی کلاں یونین کونسل میں صرف چیچک کے چار کیس ہوئے تھے جن میں سے دو افراد صحت یاب ہو چکے ہیں ۔ باقی چیچک میں مبتلا ہیں ۔ کوئی موت واقع نہیں ہوئی ہے ۔ اس دیہات کے گرد و نواح میں ویکسینیشن کا کام زور شور سے جاری ہے ۔ واربرٹن سے چودہ میل کے فاصلہ پر ایک اور دیہات کھاریانوالہ واقع ہے اس میں جنوری کے پہلے ہفتہ میں سات کیس ہوئے تھے جن میں سے ایک موت واقع ہوئی اور ویسے اس مرض پر قابو پا لیا گیا ہے ۔ اس علاقہ میں بلکہ پنجاب بھر میں ویکسینیشن کا کام تیز تر کر دیا گیا ہے ۔ میں جناب فاضل محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر قابو پانے کے لیے جو ذرائع پاکستان میں موجود ہیں ان کو استعمال میں لایا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ اس پر اصرار تو نہیں کر رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحاریک التوا نمبر 64 اور 68 کے متعلق میرے views یہ ہیں کہ میں ان کو entertain نہیں کر سکتا کیونکہ یہ بڑی vague ہیں ۔ لیکن میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر اس پر فیصلہ ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ کل کے لیے نوٹ کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل ان پر فیصلہ ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میری ایک تحریک التوا نمبر 58 ہے اس کو بھی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ میرے پاس نہیں ہے ۔

میو ہسپتال کے عملے کی طرف سے زخمی خانہ بدوش لڑکیوں کو بستر مہیا نہ کرنا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور 13 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق میو ہسپتال کے عملے نے 2 گھنٹے تک چار زخمی خانہ بدوش لڑکیوں کو بستر مہیا نہ کیے جبکہ وہ دو لڑکیوں کی حالت نازک بیان کی جاتی تھی ۔ لیکن وہ دو گھنٹے تک فرش پر پڑی سسکتی رہیں اور ہسپتال کا عملہ لا پرواہی کا مظاہرہ کرتا رہا ۔ اس واقعہ سے شہریوں میں سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ۔

مرزا صاحب اس تحریک التوا میں یہ واضح نہیں ہے کہ وہ کاٹیج میں گئی ہیں یا وہ باقاعدہ آؤٹ ڈور میں گئی ہیں یا کسی سرجن کے پاس گئی ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ یہ بڑی واضح ہے کہ وہ ہسپتال میں گئیں اور کاٹیج میں گئیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ حقائق یہ ہیں کہ چھ لڑکیاں کسی حادثہ میں زخمی ہوئی تھیں ان میں سے دو کو نہایت خفیف چوٹیں آئی تھیں اور ان کو فوری طبی امداد دے کر گھر بھیج دیا گیا ۔ چار کو داخل کر دیا گیا تھا ۔ چند روز زیر علاج رکھ کر انھیں بھی فارغ کر دیا گیا ۔

Mr. Speaker. Not pressed.

Mirza Fazal Haq. Yes, Sir.

لاہور میں پینے کے پانی کی کمی

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کریں گے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور 15 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق صوبائی دارالحکومت میں موسم گرما

شروع ہونے سے پیشتر ہی پینے کے پانی میں کمی ہو گئی ہے اور پانی نے پہلی منزل پر بھی چڑھنا بند کر دیا ہے ۔ پچاس سے زائد دستخطوں پر مشتمل ایک درخواست محکمہ امپرومنٹ ٹرسٹ کو دی گئی ہے جس میں شہریوں نے محکمہ واٹر سپلائی (امپرومنٹ ٹرسٹ) سے کہا گیا ہے کہ وہ موسم گرما میں پانی کی پوری سپلائی بحال رکھے ۔ پانی کے کم ہو جانے یا بند ہو جانے سے خاص طور پر نمازیوں کو بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اس بات کا مظاہرہ گرمی شروع ہونے سے قبل ہی شروع ہو گیا ہے ۔ شہریوں نے محکمہ کے چیئرمین سے بھی کہا ہے کہ وہ شہریوں کی پانی کی اس تکلیف کو دور کریں لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہونے کی وجہ سے شہری حلقوں میں سخت اضطراب پھیل گیا ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق محکمہ سے دریافت کرکے کل جواب دے دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو پرسوں پر رکھ لیں ۔

وزیر قانون ۔ ویسے جناب والا ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم پوری کوشش کریں گے کہ پانی کی کمی دور ہو جائے ۔ اور ہم ہر ممکن اقدامات ضرور کریں گے اور تحقیقات بھی کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مرزا صاحب اب کیا پوزیشن ہے ؟

مرزا فضل حق ۔ یہ جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ 5 اپریل کو رکھ لیں ۔

میو ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت کے باعث مسمی عبدالرشید کی موت واقع ہونا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''سیاست'' مورخہ 19 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق ایک شخص مسمی عبدالرشید

میو ہسپتال کی انتظامیہ کی غفلت کا شکار ہو کر اس دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ واقعات کے مطابق مسمی عبدالرشید جو دل کا مریض تھا آج صبح آؤٹ ڈور میں پرچی بنوا کر ڈاکٹر کے کمرے کے باہر بیٹھا تھا جب اس کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو وہ ڈاکٹر کے کمرے کے اندر چلا گیا اور کہا کہ میری حالت ٹھیک نہیں ہے پہلے مجھے دیکھیں لیکن سنگدل ڈاکٹر نے جھڑکیں دے کر کمرے سے باہر نکال دیا جہاں وہ اپنی باری کا تین گھنٹے انتظار کرنے کے بعد چل بسا۔ اس واقعہ سے شہریوں میں بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ متوفی عبدالرشید کے کمرے سے جو کاغذات ملے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ congested cardinal failure یعنی دل کی ایک بیماری میں مبتلا تھا اور اکثر وہ آؤٹ ڈور میں ڈاکٹر کو دکھانے آیا کرتا تھا۔ 18 مارچ کو وہ آخری بار وہاں گیا اور اسے ڈاکٹر بشیر احمد ملک نے attend کیا۔ پرچی نمبر 7046 اس کی جیب سے برآمد ہوئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ 18 مارچ کو ڈاکٹر صاحب نے اسے دیکھا تھا اور نسخہ بھی دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی بیوی کے لیے بھی جو بواسیر کے شعبہ میں زیر علاج تھی سات گولیاں حاصل کی تھیں۔ اس لیے یہ کہنا کہ ڈاکٹر نے اسے attend نہیں کیا غلط ہے۔ وہ ایک شعبے میں نہیں بلکہ دو شعبوں میں گیا اور ایک میں اپنے اور دوسرے میں اپنی بیوی کے لیے علاج طلب کیا جو اسے مہیا کیا گیا۔

مرزا فضل حق۔ جناب والا۔ وزیر صاحب نے تسلیم کیا ہے کہ وہ ہسپتال میں مرا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ موت تو ہر جگہ آ سکتی ہے۔ کیا آپ کا الزام یہ ہے کہ وہ ہسپتال کے اندر مر گیا یا آپ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس کا علاج نہیں ہوا؟

مرزا فضل حق۔ جناب۔ میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے اسے صحیح طرح سے دیکھا ہی نہیں۔ اگر بروقت طبی امداد مل جاتی تو وہ بچ سکتا تھا۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا کہنا ہے کہ نہ صرف اسے بلکہ اس کی بیوی کو بھی دوائیاں دی گئیں ۔

مرزا فضل حق ۔ کیا وہ مزید تحقیقات کر کے اس کا جواب دیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ موت ایسی چیز ہے جس پر ہر شخص کو افسوس ہوتا ہے مگر مشیت ایزدی میں کسی انسان کو دخل نہیں ہوتا ۔

In view of the statement of the Minister, the adjournment motion is not entertained.

قائد آباد میں بجلی کی ناقص فراہمی سے فصلوں کی تباہی اور صنعتی پیداوار میں کمی

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "سیاست" مورخہ 20 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق قائد آباد میں بجلی کی ناقص سپلائی سے فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور صنعتی پیداوار میں 75 فیصد کمی ہو گئی ہے ۔ گزشتہ ایک ہفتہ سے بجلی کئی کئی گھنٹے بند رہتی ہے جس سے ٹیوب ویل بیکار پڑے ہیں اور تمام صنعتی ادارے بند پڑے ہیں ۔ مزدور تمام دن بیکار بیٹھے رہتے ہیں ۔ قائد آباد کے عوام اس صورت حال سے سخت پریشان ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب یہ تحریک التوائے کار admissible نہیں ہے کیونکہ واپڈا مرکزی حکومت کے تحت ہے اور اس سلسلے میں صوبائی حکومت کا کوئی تعلق نہیں ہے ۔ نہ تو یہ اس کے کنٹرول میں ہے اور نہ ہی اس کے دائرہ اختیار میں ہے ۔ اس کے باوجود میں کوشش کروں گا کہ چیف انجینئر واپڈا سے درخواست کروں کہ وہ اس سپلائی کو بہتر اور بحال کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹیکنیکلی تو شائد یہ بات ٹھیک ہو لیکن سوالات کے متعلق یہاں ایک arrangement ہے کہ واپڈا کے اندرونی معاملات کے متعلق تو

یہاں سوالات نہیں کیے جا سکتے لیکن جہاں تک service to the public کا تعلق ہے اس کے متعلق یہاں سوالات پوچھے جا سکتے ہیں ۔ میں چیف منسٹر صاحب سے دریافت کروں گا کہ آیا تحریک التوائے کار کی بھی پوزیشن یہ ہے یا یہ ہے کہ چونکہ یہ محکمہ مرکزی حکومت کے متعلقہ ہے اس لیے یہ براہ راست مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ پاور جنریشن ، ٹرانسمیشن اور ڈسٹریبیوشن یہ تینوں واپڈا کے اندرونی معاملات ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تو مجھے معلوم ہے ۔ میں تو اس arrangement کی بات کر رہا ہوں جس کی رو سے حکومت پنجاب نے سوالات کے سلسلے میں ذمہ داری لی ہوئی ہے کہ جہاں تک پنجاب کو بجلی کی سپلائی کا تعلق ہے ۔ اس کے متعلق یہاں سوالات پوچھے جا سکتے ہیں اور واپڈا باقاعدہ ان کے جوابات دیتا ہے ۔ یہ بات میرے علم میں ہے اور وزیر اعلیٰ کو بھی ضرور اس کا علم ہوگا مگر سوال یہ ہے کہ کیا تحاریک التوائے کار پر اس کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ۔ میں صرف یہ دریافت کر رہا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ مرکز سے متعلق ہے اور اس سلسلے میں تمام تحاریک التوائے کار وہاں جانی چاہئیں ۔ یہاں ہم اس بارے میں کوئی رائے نہیں دے سکتے ۔

Mr. Speaker. And that is by courtesy.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کیا آج سے یہ courtesy ختم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج تک اس کے متعلق کوئی تحریک التوا آئی ہی نہیں ۔

وزیر قانون ۔ جہاں تک سوالات کا تعلق ہے اطلاع تو ہم لے سکتے ہیں لیکن اگر ہم یہاں تحریک التواء کو entertain کریں تو ہم اس کے متعلق کوئی ایکشن نہیں لے سکتے ۔ اس لیے اس قسم کی تمام تحاریک التوائے کار مرکزی حکومت کے متعلق ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں وزیر قانون کی اس رائے سے اتفاق کرتا ہوں ۔

واں بھچراں میں مزدور کسان پارٹی کے چار دیواری کے اندر اجتماع پر مقامی پولیس کا لاٹھی چارج

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "سیاست" مورخہ 20 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق مزدور کسان پارٹی کا ایک اجتماع بمقام واں بھچراں میں چار دیواری کے اندر ہو رہا تھا کہ مقامی پولیس نے دفعہ 144 کی خلاف ورزی کا بہانہ بنا کر اجتماع پر لاٹھی چارج کر دیا اور 40 سے زائد کسانوں کو گرفتار کر لیا جس سے شہریوں میں بلا جواز گرفتاریوں سے اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ واقعہ جو ہوا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ زیر دفعہ 144 وہاں جلوس نکالنا خلاف قانون تھا اور اس سلسلے میں پابندی لگی ہوئی تھی ۔ جب یہ جلوس نکلا تو ان کو منع کیا گیا ۔ اس کے باوجود جب وہ باز نہ آئے تو ان میں سے 29 لوگوں کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کے سلسلہ میں گرفتار کیا گیا ۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ وہ چار دیواری کے اندر اجتماع کر رہے تھے ۔ انھوں نے باقاعدہ جلوس نکالا اور دفعہ 144 کی خلاف ورزی کی جس کے بعد ان کے خلاف یہ کارروائی کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ مسئلہ عدالت میں بھی گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ اس کے بارے میں مجھے معلومات نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اپنے بیان میں اس کی واضح طور پر تردید کی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہے کہ جب اس دفعہ کی خلاف ورزی کی جائے تو میرا خیال ہے کہ وہ معاملہ خود بخود عدالت میں چلا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گورنمنٹ اسے واپس بھی تو لے سکتی ہے ۔ تو اس صورت میں یہ suo-judice نہیں ہوگا ۔ آپ نے تو واضح طور پر اس کی تردید کر دی ہے کہ یہ اجتماع چار دیواری کے اندر نہیں تھا بلکہ ایک کھلا جلوس تھا ۔

The statement contained in this adjournment motion is contradicted by the Minister. Therefore, it is not entertained. No we go on to the next item.

قرارداد تعزیت

فرانس کے صدر مسٹر پومپیڈو کا انتقال پر ملال

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سے پیشتر کہ کوئی اور مسئلہ ہاتھ میں لیا جائے ۔ میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دینی چاہتا ہوں کہ فرانس کے صدر مسٹر پومپیڈو کا انتقال ہو گیا ہے ۔ جناب پومپیڈو دنیا کے ایک اہم مدبر اور سیاستدان تھے اور پاکستان میں ان کی وفات پر خاص طور پر ہمیں اس لیے افسوس ہے کہ وہ پاکستان کے چند بہترین دوستوں میں سے تھے ۔ اس سلسلے میں میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ عربوں اور اسرائیل کے درمیان جو بھی واقعات ہوئے ۔ جو بھی جنگ ہوئی ۔ جو بھی جھگڑا ہوا صدر پومپیڈو ہمیشہ عربوں کی جانب رہے انھوں نے اخلاقی طور پر اور دفاعی طور پر ہمیشہ عربوں کے جائز موقف کی حمایت کی ۔

جناب والا ! ابھی ابھی میری وزیر اعظم صاحب سے بات ہوئی اور انھوں نے بھی ان کی وفات پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے ۔ حکومت پاکستان کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ ان کی تعزیت میں ہم اپنا جھنڈا سر نگوں رکھیں اور میں اراکین اسمبلی اور قائد حزب اختلاف سے یہ درخواست کروں گا کہ متفقہ طور پر ان کی تعزیت کے لیے یہاں قرار داد پیش کی جائے اور ایک منٹ افسوس کے اظہار کے طور پر تمام اراکین کھڑے ہو جائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ! جن جذبات ، احساسات اور تاثرات

کا وزیر اعلیٰ صاحب نے اظہار فرمایا ہے ، میں ان کی تائید کرتا ہوں ۔ انتہائی افسوس ہے کہ پاکستان کا ایک ہمدرد ترین اس دنیا سے اٹھ گیا ہے ۔

(اس مرحلہ پر اراکین اسمبلی ایک منٹ کے لیے اپنی اپنی نشستوں پر خاموش کھڑے رہے)

قرارداد

(آئین کے آرٹیکل (2) 212 کے تحت)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبونلز مجریہ 1974ء کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرنا

مسٹر سپیکر ۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف سے مشورے کے بعد یہ طے پایا ہے کہ کل جمعرات 4 اپریل کو غیر سرکاری کارروائی کی بجائے سرکاری کارروائی ہوگی ۔ 4 اپریل کے لیے مقررہ کارروائی منگل 9 اپریل کو ہوگی اور 4 اپریل کا ایجنڈا 9 اپریل کا ایجنڈا تصور کیا جائے گا ۔ وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ یہ قرار داد کہ وفاقی مقننہ سے التماس کی جائے کہ وہ آئین کے آرٹیکل 212 کی ضمن (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبونلز مجریہ 1974ء کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرے ، کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور قواعد انضباط کار کے قاعدہ 104 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کسی بھی قاعدے کی معطلی کی تحریک اس وقت تک پیش نہیں کی جا سکتی جب تک کہ

وہ مسئلہ ایوان کے زیر غور نہ ہو یا اس کے سامنے نہ ہو ۔ چونکہ یہ قرارداد ابھی تک اس ایوان کے سامنے پیش نہیں ہوئی اور جس مسئلے کے لیے وہ کسی قاعدے کی معطلی چاہتے ہیں ۔ وہ اس وقت تک معطلی کی تحریک نہیں کر سکتے جب تک وہ مسئلہ بذات خود اس ایوان کے زیر بحث نہ ہو ۔ لہذا ان کی یہ تحریک خلاف قاعدہ ہے ۔

وزیر قانون ۔ مسئلہ ایجنڈے پر موجود ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہاں ایجنڈے کا سوال نہیں ۔

وزیر قانون ۔ میں نے اپنی تحریک میں دو درخواستیں کی ہیں ۔ ایک تو یہ کہ اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور دوسری یہ کہ ضابطہ 104 کی دفعات کو معطل فرمایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ معطلی کے بارے میں قاعدہ نمبر 202 موجود ہے ۔ اس میں یہ درج ہے ۔

202. Any member may, with the consent of the Speaker, move that any rule may be suspended and if the motion is carried the rule in question shall stand suspended.

اسپیکر ۔ ممبر درخواست کر سکتے ہیں ۔ چونکہ میں یہ تحریک پیش کرنی چاہتا ہوں اس لیے اس قاعدے کو معطل کیا جائے ۔ اگر میں اجازت دیتا ہوں اور ایوان اس کی تائید کرتا ہے تو وہ قاعدہ معطل ہو جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ آپ سوال ایوان میں پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے :
کہ یہ قرارداد کہ وفاقی مقننہ سے التماس کی جائے کہ وہ آئین کے آرٹیکل 212 کی شق (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبونلز مجریہ 1974ء کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبونلز پر وسعت دینے کے لیے قانون وضع کرے ، کو [illegible]

لیے قواعد انضباط کار کے قاعدہ 104 کی مقتضیات کو معطل کر دیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. For this particular purpose the Rule is suspended.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ یہ قرارداد کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 کی ضمن (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبونلز مجریہ 1974ء (ہنگامی قانون پنجاب نمبر 5 بابت 1974ء) کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرے پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری جناب سے یہ استدعا ہے کہ جناب وضاحت فرمائیں کہ یہ قرارداد میرے میرے نقطہ نظر سے آج پیش نہیں ہو سکتی اور نہ ہی اس کی اجازت طلب کی جا سکتی ہے ۔ وہ اس لیے کہ یہ قانون آرڈیننس کی شکل میں نافذ ہوا ہے ۔ اور اسمبلی میں بطور بل کے یہ پیش ہو چکا ہے اور وہ بل بھی اسمبلی کی سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کیا جا چکا ہے ۔ تا وقتیکہ یہ بل ایکٹ کی شکل نہ اختیار کر جائے ، اسمبلی اس بارے میں کوئی قرارداد پاس کرنے کی مجاز نہیں ہے ۔ اس سلسلے میں آئین کا آرٹیکل 128 بالکل واضح ہے ، جس کا یہ سہارا لیں گے ۔

Article 128 of the Constitution reads :

(1) The Governor may, except when the Provincial Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require.

(2) An Ordinance promulgated under this Article shall have to same force and effect as an

Act of the Provincial Assembly and shall be subject to like restrictions as the power of the Provincial Assembly to make laws, but every such Ordinance :

(a) shall be laid before the Provincial Assembly and shall stand repealed at the expiration of three months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly, upon the passing of that resolution ; and

(b) may be withdrawn at any time by the Governor.

(3) Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the Provincial Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the Provincial Assembly.

آئین میں آرٹیکل 128 (2) ایک ایسی پرویژن ہے جو پہلے نہیں تھی - پہلے آرڈیننس ، آرڈیننس ہی رہتا تھا تاوقتیکہ اسمبلی اس کو ایکٹ کی شکل میں نہ بدلے اور اس کی میعاد ختم نہ ہو - اب یہ صورت حال پیدا ہو گئی ہے کہ آرڈیننس اسمبلی میں lay ہو جائے - وہ آئین کے آرٹیکل 128 (3) کے تحت اس اسمبلی کا بن جاتا ہے اور اس کی حیثیت ایکٹ کی نہیں رہتی - جہاں تک effect کا تعلق ہے یا جہاں تک جناب والا - force کا تعلق ہے وہ اس کی قانونی حیثیت ضرور رہے گی اور اس میں انہوں نے یہ نہیں لکھا کہ "It shall be deemed as an Act of the Assembly" اگر اس کی وہی حیثیت ہو جاتی یا اگر اس کو وہی حیثیت حاصل ہو جاتی وہ آرڈیننس تین ماہ کے اندر ایکٹ بن جاتا تو یہ الفاظ استعمال نہ ہوتے کہ

"It shall have force and effcet".

Mr. Speaker : What is the conclusion that you want me to draw ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہ بے حد اہم مسئلہ ہے - آپ conclusion

کا سہارا لے کر argument ختم کرا دیتے ہیں جناب والا ۔ آپ میری بات تو سنیں ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی بات سن چکا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جب میں irrelevant ہو جاؤں تب آپ ٹوکیں ۔ جب میں کہیں شیریں فرہاد کا قصہ بیان کروں تب آپ ٹوکیں ۔ مجھے آئین کے آرٹیکل 128 کی وضاحت کرنے کا حق ہے ۔ میں نے آپ سے رولنگ مانگی ہے ۔ جناب والا ۔ میری پہلی submission اس سلسلے میں یہ ہے کہ آرٹیکل (3) 128 کے تحت یہ بل جس کو lay کرنے کی میعاد مقرر نہیں ہے ان کے لیے کہ کب یہ اسمبلی میں lay کریں گے چونکہ یہ کل lay کر چکے ہیں۔ اور اب یہ اس اسمبلی کا بل بن چکا ہے اور یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر ہوچکا ہے اور اب اس کی وہ حیثیت نہیں رہی جو ایکٹ کی ہوتی ہے ۔ قانون ضرور موجود ہے ۔ force اس کے اندر موجود ہے ۔ effect اس کے اندر موجود ہے ۔ ایکٹ نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسری submission میں یہ عرض کروں گا کہ اسی آئین کے آرٹیکل 260 کے تحت ایکٹ کی definition کی گئی ہے کہ :

> "Act of the Provincial Assembly" means an Act passed by the Provincial Assembly of a Province and assented to, or deemed to have assented to, by the Governor.

Mr. Speaker : I have followed it. Let us proceed further.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ بالکل ٹھیک ۔ اب جناب والا ۔ یہ سب سے بڑھکر سہارا لیں گے ۔ اسی آرٹیکل 260 کی کلاز (2) کا جس میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

> (2) "In the Constitution" Act of a Parliament "or" Federal Law "or" Act of Provincial Assemby "or" Provincial Law shall include an Ordinance promulgated by the President or, as the case may be, by a Governor.

یہ اس کا جناب والا ۔ زیادہ سہارا لیں گے ۔ چونکہ یہ آرڈیننس ایکٹ کی تعریف میں شامل کر لیا گیا ہے لہذا یہ ایکٹ ہے اور یہ ریزولیشن پاس ہو سکتا ہے ۔ تو پھر میں انہیں جناب والا ۔ آرٹیکل 128 کی طرف لے جاؤں گا کہ include کیا گیا ہے "to have an effect and force of the Law" اس کو ایکٹ نہیں بنایا گیا کیونکہ اگر ایکٹ بن جاتا تو آرٹیکل 128 میں واضح طور پر لکھ دیا جاتا

"It shall be deemed as an Act of the Assembly" کہ

اس کو deem نہیں کیا گیا اس کو صرف ایکٹ کی force جناب والا ۔ دی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے جب تک اسمبلی اس بل کو جو ابھی سلیکٹ کمیٹی کے زیر غور ہے کو پاس نہ کرے اور وہ اس اسمبلی کا پاس شدہ ایکٹ نہ بن جائے یہ ریزولیشن پاس نہیں ہو سکتا ۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ۔ میں آرٹیکل 212 جس کے تحت یہ ریزولیشن لا رہے ہیں ۔ اس میں اس کا بھی حوالہ دوں گا کہ آرٹیکل 212 (2) کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے ۔

> Notwithstanding anything hereinbefore contained, the appropriate Legislature may by an Act establish one or more Administrative Courts or Tribunals to exercise exclusive jurisdiction.

وہ جو ٹریبونل جو یہ لیجسلیچر بنانے کا قانون سازی کے ذریعے اس کے بنانے کے بعد :

> Notwithstanding anything hereinbefore contained, where any Administrative Court or Tribunal is established under Clause (1), no other court shall grant an injunction, make any order or entertain any proceedings in respect of any matter to which the jurisdiction of such Administrative Court or Tribunal extends.

ابھی اسمبلی نے ایکٹ نہیں بنایا ۔ اس کے ساتھ اگر ایک منٹ کے لیے فرض بھی کر لیا جائے کہ آرڈیننس جناب والا ایکٹ ہے ۔ تو وہ بھی واضح ہے کہ وہ آرڈیننس یکم اپریل کو نافذ ہوا ہے ۔ اور یکم اپریل کے نافذ شدہ آرڈیننس کے تحت ابھی تک کوئی ٹریبونل establish نہیں ہوا ۔ establishment means کہ وہ ٹریبونل قائم کر دیا جائے اس کے ممبرز کے نام دے دیے جائیں ان کی تنخواہیں کر دی جائیں

There is no existence of any Tribunal in the whole of the Province and it is not feasible that an Ordinance promulgated on Ist of April can enable the Government to constitute the Tribunals on Third of April.

تو اس میں بھی جناب والا ۔ میری یہی submission ہے کہ یہ قرارداد اس وقت تک نہیں پاس ہو سکتی جب تک یہ ٹریبیونل establish نہ ہو جائے ۔ چونکہ ٹریبیونل ابھی establish نہیں ہوا ۔ ایکٹ بھی یہ نہیں ہے ۔ اور پھر اس میں جناب والا ۔ صاف وضاحت کر دی گئی ہے کہ 212 کے تحت جب اسمبلی ایکٹ بنا لے ایکٹ بنانے کے بعد یہ ریزولیشن پاس ہوگا یہ تیسری submission ہے میری جناب والا ۔ کہ اگر یہ صورت حال نہ ہو جب کہ آرٹیکل 128 کے تحت آرڈیننس کی میعاد بھی تین ماہ صرف رکھی گئی ہے اس بعد یہ lapse بھی ہو سکتا ہے ۔ گورنر کو بھی اختیار ہے کہ وہ آج ہی اس آرڈیننس کو واپس لے لے اور اس کی حیثیت ختم ہو جاتی ہے اور تیسری چیز جناب والا ۔ یہ ہے کہ ایک resolution of disapproval بھی اس پر پیش ہو سکتا ہے اور اس سے پہلے بھی یہ ختم ہو سکتا ہے ۔ تو یہ تو آئین کے ساتھ ایک مذاق ہوگا کہ اگر اس آرڈیننس کو ہم ایکٹ کا درجہ دیکر ایکٹ تسلیم کرتے ہوئے ریزولیشن پاس کر دیں ۔ اس کی صاد کرتے ہوئے تو پھر مجھے بتائیں کہ آپ کے پاس کون سا ذریعہ رہ جاتا ہے کہ جب آپ ریزولیشن کے ذریعے اس آرڈیننس پر مہر ثبت کر دیں صاد کر دیں پھر اس کو آپ ایکٹ کی شکل میں بدلیں یا پھر آپ کو یہ اختیار پیدا ہو کہ آپ اسے کسی وقت reject کر دیں یا منظور کر دیں ۔ تو یہ ایک آئین کی خاص پرویژن ہے جسے generally اور normally interpret نہیں کیا جا سکتا ۔ اس پر خاص توجہ کی ضرورت ہے ۔

اس کے بعد میری آخری submission جناب والا ۔ یہ ہے کہ اس آرڈیننس کو جس کو یہ ایکٹ کا درجہ دے رہے ہیں اور جس کو ایکٹ سمجھتے ہوئے یہ ریزولیشن پاس کر رہے ہیں ۔ اس آرڈیننس کے بارے میں ہمارے آئین کی دفعات کے تحت resolution of disaproval اس اسمبلی میں میری طرف سے آیا ہے اس کا فیصلہ جب تک نہ ہو جب تک یہ طے نہ ہو جائے کہ یہ آرڈیننس رہتا بھی ہے ۔ اسمبلی اس کو منظور بھی کرتی ہے یا نہیں

کرتی اس وقت تک اس کے بارے میں آرٹیکل 212 کے تحت ریزولیشن منظور نہیں کیا جا سکتا ۔ لہذا میں یہ استدعا کروں گا اور میری یہ submission ہے کہ یہ ریزولیشن بالکل خلاف ضابطہ ۔ خلاف آئین اورقبل از وقت ہے ۔ اس کو قطعی طور پر ہاؤس کی پروسیڈنگ میں entertain نہ کیا جائے اور نہ ہی ہاؤس اس بارے میں اس کا فیصلہ کرنے کا مجاز ہے ۔

Mr. Speaker : "In the Constitution" Act of a Parliament "or" Federal Law "or" Act of Provincial Assembly "or" Provincial Law" shall include an Ordinance promulgated by the President or, as the case may be, by the Governor.

اس میں آئین کی پرویژن بڑی واضح ہے اور آپ نے خود اس کی طرف ریفر کیا ہے ۔ یہ آرٹیکل 260 (1) میں definitions دی ہوئی ہیں ۔ اگر آپ " ایکٹ آف دی پراونشل اسمبلی " substitute کر دیں ..... ۔

By the word "Ordinance", you can do it by legal fiction because of clause 2 of Article 260, and your first objection that a resolution cannot be passed with respect to an Ordinance will not stand.

دوسرا جو آپ کا اعتراض ہے کہ ٹریبیونل ابھی تک مستقل نہیں کئے گئے ۔ آپ اس سٹیج پر آ گئے ہیں جہاں persons کا معاملہ آتا ہے ۔

The Courts and the Tribunals exist but only persons have not been nominated to those offices. I don't find it to be a valid objection and it is, therefore, over-ruled.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میرا جو تیسرا اعتراض ہے اس کے متعلق کیا فیصلہ ہے ۔

Mr. Speaker : I thought it was not necessary to dispose of that point. There will be no Ordinance and there will be no law. The whole thing will become ineffective.

کیونکہ dis-approval بھی ہے اگر dis-approve ہو جائے گا تو اس ریزولیوشن کے پاس ہو جانے کے باوجود یہ بات ineffective ہو جائے گی ۔

یہ تو بڑی معمولی بات ہے کہ آج یہ اسمبلی ایک قانون بناتی ہے چند مہینوں کے بعد یہ اسمبلی محسوس کرتی ہے کہ اس قانون کو repeal کر دینا چاہیے ۔ وہ کر سکتی ہے ۔ آج یہ اسمبلی ایک قانون بنائے اس کے بعد یہ ریزولیوشن پاس کر دے اور تین مہینے کے بعد یہ محسوس کرے کہ یہ ٹریبیونل نہیں بنانا چاہیے تھا تو یہ ان ٹریبیونلز کو ختم کر سکتی ہے ۔

مسٹر ایس ۔ ایم ۔ مسعود ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے اس سلسلے میں کچھ کہنے کی اجازت دیجیئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پھر میں بھی کہوں گا ۔

Mr. Speaker : I have disposed of this point.

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ یہ قرار داد کہ "یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 کی شق (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبیونلز مجریہ 1974ء (ہنگامی قانون پنجاب نمبر 5 بابت 1974ء) کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبیونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرے" پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

Hāji Muhammad Saifullah Khān : I oppose it.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تو اجازت ہونے کے بعد پیش ہو سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس move کو oppose کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : They are opposing it now. This is the proper stage.

وزیر قانون ۔ یہ قرار داد کی اجازت کی بھی مخالفت کرتے ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I am opposing this very motion.

مسٹر سپیکر ۔ پہلے میں نے رول waive کیا ہے آپ نے پھر یہ move کیا ہے ۔ کہ اس کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ وہ ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker : I have repeated it to the House and only this is the stage where they have to oppose it.

وزیر قانون ۔ نہیں جناب والا ۔ اس طرح یہ قرار داد پیش ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Permission is not being opposed.

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اس میں اجازت طلب نہیں کی ہے ؟

وزیر قانون ۔ اجازت تو ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کس سٹیج پر ہوئی ہے ۔ آپ نے تو پہلے رول waive کرنے کی اجازت طلب کی تھی ۔

وزیر قانون ۔ نہیں جناب والا ۔ میں نے پیش کرنے کی اجازت طلب کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے پہلے سٹیج پر رول کو معطل کروایا تھا ۔ The rule was suspended. ۔ اور آپ نے رول اس مقصد کے لیے معطل کروایا تھا کہ آپ کو یہ قرار داد پیش کرنے کا موقع دیا جائے ۔ آپ نے اب وہ پیش کرکے اس کی اجازت طلب کی ہے ۔

Now I would to hear Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, it is very unfortunate that, inspite of changes within the majority Party, certain attitudes do not appear to have changed. We have all along held and it is our firm conviction that the services in Pakistan are fundamentally a basic structure on which any Party, any political system, can flourish and depend. If ever the servants of a country are made a tool or instrument in the hands of any majority Party ....

Mr. Speaker : We are not discussing merits of the motion. The point under discussion is whether the House should give permission to discuss this matter as sucn.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. This is my argument. My argument is that permission to debar government servants from seeking remedy is proposedto be sought under this resolution. My contention is that politicians come and politicians go ; political workers come and they go ; people sitting on the left can change seats ; people can come into power and they can also go out of power but the indepdence of services and their security is a pre-requisite for the proper functioning of democracy in any country which professes a democratic set-up. We will voice our feelings on the main Bill when it comes before the House at length but to request the Central Government to extend its jurisdiction and the jurisdiction of its Tribunals over matters of Provincial Government servants would mean that they should not be able to seek remedy from other courts. Therefore, I have every reason to oppose it as a matter of principle and I think Haji Muhammad Saifullah Khan, the learned member from our Benches, would throw more light on the matter.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, I oppose this resolution on the principle that the House is being asked to change the Constitutional set up of the Province vis-a-vis the Centre. This was a matter for the Provincial Government to have taken up at the administrative level after setting...

Mr. Speaker. This is a Constitutional provision and you have to do it if you have to establish those Tribunals and to empower them. The House has to request the parliament of Pakistan to make a law for acceptance of that extension.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. The Constitution and the Rules are universal for all Provinces.

Mr. Speaker. For the information of the Hon'ble member I would say that all the other three Provinces have already done it. They have authorised the National Assembly of Pakistan to extend it to their Tribunals.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Then I don't want to speak. But, Sir, we can speak on the matter later on ?

Mr. Speaker. Yes, Haji Sahib, Would you not like to speak at the merit stage ?

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو ویسے بھی آپ سے اجازت لے کر گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اب اگر ایک سیکنڈ بعد میں میں آتا تو آپ سوال بھی پیش کر چکے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے تو دو مرتبہ اسی لیے پوچھا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تو آپ سے اجازت لے کر گیا تھا اور ایک خاص کام کے لیے گیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو موقع پھر بھی مل جانا تھا ۔ آپ اپنی تقریر شروع کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پھر آپ کہتے کہ آپ irrelevant ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے بڑھ کر اس ایوان کے لیے زیادہ بد قسمت دن اور نہیں ہوگا ۔ اگر آج ہم اپنے ایک حقیقی اور بنیادی اور مخصوص فریضہ سے روگردانی کرتے ہوئے اس پر صاد کر دیں کہ گورنر جب بھی چاہیں ۔ جس وقت چاہیں ۔ جو کچھ چاہیں اس کے متعلق اسمبلی کو نظر انداز کرتے ہوئے آرڈیننس نافذ کر دیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بے اعتدالی پر ۔ اس غلط کاری پر اور آئین کے اس غلط استعمال پر اس سے بڑھ کر اور کوئی مہر تصدیق ثبت نہیں کی جا سکتی ۔ اور اگر آج ہم اجازت دے دیتے ہیں کہ اس آرڈیننس کو validate کرنے کے لیے اس آرڈیننس پر صاد کرنے کے لیے اس آرڈیننس کو قبول کرتے ہوئے یہ ایوان جناب والا ۔ قرارداد منظور کر دے اس کی روشنی میں جو کہ پاس ہونے کے بعد پیش ہو سکتی ہے ۔ اور اس کو پیش کرنے کی اجازت دے دے کہ اسی آرڈیننس کو جو جناب گورنر صاحب نے آئین کی دفعہ 128 کے تحت ان اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے نافذ کیا ۔ جو صورت میں بروئے کار لایا جا سکتا ہے کہ اسمبلی in session نہ ہو اور ایسے حالات

پیدا ہو جائیں جن میں اور کوئی مداوا نہ ہو سکے اور کوئی حل نہ نکل سکے اور بحران کی کیفیت پیدا ہو جائے اور اس صورت حال کے پیش نظر اگر جناب گورنر آرڈیننس جاری کر دیں تو آئین کی دفعہ 128 انھیں اختیار دیتی ہے۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں جناب والا ۔ اپنی جمہوری حکومت سے ۔ اپنے عوامی قائد ایوان سے کہ انھوں نے جناب گورنر کو کیوں اجازت دی تھی ۔ جب 2 تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس شروع ہونے تھا ۔ تو پھر یکم اپریل کو کیوں جاری کیا گیا ۔ اس بارے میں بھی ابھی تضاد ہے ۔ کیونکہ 2 اپریل کو جب session ہوا تھا اس وقت اس کی نقل بھی نہیں تھی اس کی gazette کاپی تک پیش نہیں کی گئی اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ کل دو بجے دن تک پریس میں چھپا تک نہیں تھا ۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہی جمہوریت ہے ۔ یہی آئین کا احترام ہے ۔ یہی وہ اقدار ہیں جن کے تحت آپ جمہوریت اور آئین اور وقار کو بحال کریں گے ۔

Mr. Speaker. You have been able to make out your point proceed for there.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں یہی جناب والا ۔ پوچھنا چاہتا ہوں وہ آرڈیننس جس ریزولیوشن کو آپ لا رہے ہیں ۔ اس کو صاد کرنے کے لیے ریزولیوشن پیش کرنے کے لیے یہ ایک چور دروازہ کھولنے کے لیے ہے ۔ اور آئین کو ہمیشہ کے لیے پامال کرنے کے لیے ہے ۔ گورنر کے اس اختیار پر مہر ثبت کرنے کا اختیار ایوان دے دے اپنی بالا دستی کو ختم کرنے کے لیے ۔ آج تو میں چاہتا تھا کہ اس ایوان کو اگر اپنے وقار کا کچھ خیال تھا اس ایوان کو اگر اپنے آئین کا کچھ خیال تھا ۔ اور اگر جمہوریت کا کچھ پاس ہے تو وہ بے جا اس ریزولیوشن کے پیش کرنے کی اجازت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتی اور وہ گورنر سے متفقہ مطالبہ کرتی ۔ بجائے اس کے کہ ہم اس پر احتجاج کرتے اور ہمارے وزیر اعلیٰ خود اس پر احتجاج کرتے کہ گورنر کو کیا حق تھا جب کہ دو تاریخ کو اسمبلی بیٹھ رہی تھی اور یکم کو وہ آرڈیننس نافذ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ نے آئین سارا پڑھا ہے یا یہ محض آج والی پرویژن پڑھی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے سارا آئین پڑھا ہے ۔ تو جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ اس لیے کر رہے ہیں تاکہ آسانی سے چھٹکارا حاصل کر لیا جائے ۔ میں چاہتا ہوں کہ وہی کہیں کہ ہم نے اسمبلی کو نظر انداز کرکے گورنر کو مجبور کیا ہے کہ یہ آرڈیننس نافذ کر دو اور کب کرو ۔ یکم اپریل کو ۔ جب دو تاریخ کو اسمبلی کا اجلاس ہونے والا ہے ۔ اور جناب والا ۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس میں وہ کون سی بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی تھی ۔ جناب والا ۔ وہ کون سے ایسے واقعات رونما ہو گئے تھے جنھوں نے حکومت پنجاب کو یا گورنر پنجاب کو مجبور کیا کہ وہ آرڈیننس نافذ کریں ۔ جب کہ ٹریبونل کی اسٹیبلشمنٹ آپ کی رولنگ کے مطابق صرف ہوئی ہے ۔ ممبران کا قیام نہیں ہوا ۔ ٹریبونل بنے ہی نہیں ۔ فوری طور پر بن ہی نہیں سکتے ۔ ان کا فوری طور پر احتمال ہی نہیں ہے اور پھر جناب والا ۔ اسمبلی کی بالا دستی کو نظرانداز کرتے ہوئے ۔ اور وہ واحد حق جس کے لیے یہ اسمبلیاں قیام پذیر ہوئی ہیں اور جن کا صرف اور صرف مقصد یہی ہے کہ وہ لیجسلیشن کرے ۔ ان سے محروم کرکے باہر آرڈیننس نکلوا دیے جائیں اور پھر اسی طرح مہر ثبت کروائی جائے ۔ اس سے بڑھ کر میں سمجھتا ہوں بد قسمت ایوان اور بل اس تاریخ میں اس صوبے کے لیے اور کوئی نہیں ہوگا ۔ اگر آج ہم اجازت دیتے ہیں کہ ریزولیشن کو پیش کرنے کی اجازت دے دی جائے اور اسی طرح کھلا دروازہ دے دیا جائے کہ اس ایوان کا کام صرف یہی ہو کہ وہ ہاتھ کھڑا کرے یا وہ ''ہاں'' ''نہیں'' میں جواب دے اور لیجسلیشن آج سے گورنر کا فریضہ بن جائے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی رولنگ پر اعتراض نہیں کر سکتا ۔ مجھے قبول ہے جو کچھ بھی آپ نے دی ہے ۔ چاہے وہ صحیح ہے چاہے وہ غلط ہے ۔ اب وہ ایوان کا قانون ہے اور جناب والا ۔ مجھے وہ قبول ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں جب ایک رولنگ آ چکی اس کے بعد ریزولیشن بھی منظور کر دیں اس پر مہر ثبت کر دیں ۔ اور پھر جناب والا ۔ کسی وقت اعتراض کر سکیں کہ وقت بدلتے رہتے ہیں ۔ حالات بدلتے رہتے ہیں ۔ مجھے افسوس ہے کہ جو بھی کرسی پر بیٹھتا ہے وہ اقدار کی پامالی کرتا ہے ۔ اپنی

پہلی تقریروں میں جمہوریت ۔ ایوان کے وقار کی باتیں اور ڈھنڈورا ۔ مگر جب اقتدار آ جاتا ہے ۔ جس طرح ہوتا رہے اس کے آگے سر تسلیم خم کیا جاتا ہے ۔ مجھے وزیر اعلیٰ کی پہلی تقریر کے پیش نظر یہ توقع نہیں تھی ۔ وقت یہ بھی آ سکتا ہے کہ وزیر اعلیٰ کوئی اور ہو ۔ حکومت کوئی اور آ جائے ۔ وقت بدلتا رہتا ہے ۔ کیا اس وقت یہ پھر دعویٰ کر سکیں گے ۔ اس لیے میں آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ قانون اور ایوان کی بالا دستی قائم کریں ۔ ورنہ نہ یہ ایوان چل سکے گا اور نہ یہ حکومت چل سکے گی ۔ نہ ہی صوبہ رہ سکتا ہے نہ ہی یہ ملک رہ سکتا ہے ۔ ملک ان چیزوں کے ساتھ وابستہ ہے ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ سے استدعا کروں گا ایوان نے ابھی اجازت نہیں دی ۔ اور جمہوریت کی بحالی کے لیے جہاں تک ریزولیشن کی اہمیت کا تعلق ہے وہ تو میں ریزولیشن کے میرٹ پر عرض کروں گا کہ کیوں دیا جا رہا ہے ۔ کیوں دوبارہ پریس کیا جا رہا ہے ۔ میں استدعا کروں گا اب بھی وقت ہے کہ وہ اس تحریک کو واپس لے لیں ۔ اس کو اسمبلی سے منظور کروائیں ۔ پورا پروسیجر adopt کریں اور اس کے بعد اگر مناسب سمجھیں اور یہ ایوان اجازت دے دے تو پھر آپ پیش کریں ۔ اس طرح ایک غلط دروازہ پھر کھل جائے گا ۔ غلط روایت قائم ہو جائے گی ۔ مجھے یقین ہے قانون اور آئین کے وقار کے پیش نظر وہ خوشدلی سے میری ان گزارشات کو قبول کریں گے ۔ اور میری قرار داد میں جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کریں گے ۔ اور یہ بھی میں جانتا ہوں کہ وہ دل سے نہیں کر رہے ہیں ۔ بلکہ وہ حکم کی تعمیل کر رہے ہیں ۔ یہ بھی مجھے پتا ہے کہ حکم بیوروکریسی کا ہے جن کے بارے میں بار بار وہ لب کشائی کیا کرتے ہیں ۔ یہ بھی میرے علم میں ہے جناب والا ۔ کہ فوری قرارداد پاس کروا کر بھیجو ورنہ ایک طوفان پیدا ہو جائے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ چائے کا وقفہ ہونے والا ہے میں ایک منٹ لینا چاہتا ہوں ۔ میرے فاضل دوست نے نہایت شدت سے حسب دستور اپنی تقریر میں جمہوریت کا ذکر کیا ہے ۔ میرے وعدے مجھے یاد دلائے ہیں ۔ جناب والا ۔ جمہوریت کا سرچشمہ عوام کی رائے ہے وہاں دستور کا احترام بھی ہے ۔ جمہوریت ایک ایسی راہ ہے جو ہمیں راستہ بتاتی ہے اور رخ متعین کرتی ہے ۔

یہ آئین کا پروویژن ہے کہ حکومت اس طرح کا ٹریبیونل بنائے۔ اس آئین کی جو ہماری جمہوریت کی گائڈ لائن ہے۔ مینارہ نور ہے۔ اس کی ایک شق کی تکمیل کے لیے یہ ریزولیشن آ رہا ہے اور یہ ریزولیشن جناب والا۔ ان حالات میں آ رہا ہے کہ دیگر تینوں صوبوں کی اسمبلیاں بالکل یہی ریزولیشن پاس کر چکی ہیں۔ اب مرکزی حکومت اس مہینہ کی پانچ تاریخ کو اس کو ایک قانون بنانے کے لیے کارروائی کر رہی ہے۔ اور صرف اس چیز کا انتظار ہے کہ پنجاب کی اسمبلی بھی اس نوعیت کی ایک قرارداد پاس کرے۔ یہ ہے وہ ایمرجینسی۔ یہ ہے وہ ضرورت۔ آئین کی ایک شق کی تکمیل اور مرکز کو اس بات کی مہلت دینا کہ چونکہ دیگر تینوں صوبے یہ کارروائی کر چکے ہیں۔ ہم بھی یہ کارروائی وقت پر مکمل کر کے مرکز کو بھیج سکیں۔ تاکہ آئین کی ایک شق پوری ہو سکے۔

جناب والا۔ آخری گزارش یہ ہے کہ دیگر تینوں صوبوں نے جو یہ فیصلہ کیا ہے۔ اس میں پنجاب اگر پیچھے رہ جاتا ہے۔ تو پنجاب کے نام یہ کوئی قابل فخر کارنامہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نے آئین کے ایک پروویژن کو پورا کرنے کے لیے اس میں دیر لگائی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جب ایوان کا اعلان کر دیا گیا تھا کہ اجلاس منعقد ہو رہا ہے۔ تو پھر اس کو آرڈیننس کی شکل میں کیوں لایا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ اگر یہ پانچ تاریخ کی ایمرجینسی نہ ہوتی۔ تو جس طرح دیگر سات آرڈیننسز اس ایوان میں لانے کے لیے مجھے ملے۔ اور میں نے وہ نہیں پیش کیے۔ اس لیے کہ ایوان کا اجلاس ہونے والا تھا۔ اور اس کے احترام میں میں آرڈیننسز نہیں لانا چاہتا تھا۔ اسی طرح سے اس آرڈیننس کو بھی میں معرض التوا میں ڈال دیتا۔ لیکن اگر اس کو معرض التوا میں ڈالتے۔ تو دیگر تینوں صوبے ہم پر یہ الزام لگاتے کہ یہ پنجاب کی وجہ سے تاخیر ہوئی ہے۔ اور آئین کی ایک شق کی تکمیل میں تاخیر ہوئی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان گزارشات کے ساتھ اور ان گزارشات کے بعد ہمیں ایک اور انداز سے سوچنا ہوگا۔ اور بے شک ہمارے دوست اپنی رائے دیں۔ اور اس کو صبر و تحمل سے ہم سنیں گے۔ لیکن آپ کی وساطت سے میں اس معزز ایوان کے معزز اراکین سے درخواست کروں گا کہ وہ اس قرارداد کو جلد از جلد پاس کریں۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Mr. Speaker, in view of the statement of the Chief Minister I wish to clarify one point that it is not constitutional requirement that each and every province must pass this resolution. It is a voluntary provision. Each province has its own discretions. On the ground that the other three provinces have done it, it is not necessary shat the Punjab must do it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس ہاؤس کو نئے قائد جناب حنیف رامے نے پہلا اور بنیادی اعلان یہ کیا تھا ۔ پہلا مژدہ یہ سنایا تھا ۔ اور پہلی خوشخبری یہ دی تھی کہ اب صوبے میں قانون کی بالا دستی ہوگی ۔ قانون کی حکمرانی ہوگی اور شرافت اور شائستگی کا دور لوٹ آئے گا ۔ توقع تھی کہ اس قول کو عمل کا پیکر بھی پہنایا جاوے گا اور ایسے اقدامات کیے جاویں گے کہ جس کے نتیجہ میں عدلیہ کو زیادہ سے زیادہ با اختیار اور آزاد بنانے کی کوشش کی جاوے گی ۔ انتظامیہ کو تحفظ اور وقار بخش کر غیر جانبدار بنایا جاوے گا ۔ اور غنڈہ گردی اور لا قانونیت ۔ رہزنی اور قتل عام کی روز افزوں وارداتوں کو ختم کرنے کے لیے عملی اور موثر انتظامات کیے جاویں گے ۔ لیکن یہ دیکھ کر حیرت اور افسوس کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس نئی حکومت نے ۔ اس نئی قیادت نے جو پہلا آرڈیننس جاری کیا ۔ وہ سول سرونٹس پر خوف اور اذیت کی نئی تلوار لٹکانے کے مترادف ہے ۔ اس نئی حکومت نے پہلے اجلاس میں ایک پہلی قرارداد کے ذریعہ اس ہاؤس سے یہ اجازت طلب کرنے کی کوشش کی ہے کہ جو عدلیہ کے اختیارات کو سلب کرنے کے مترادف ہے ۔ اور جناب والا ۔ یہ کوئی اوپر سے حکم نافذ نہیں ہوا ہے ۔ یہ کوئی دستوری پابندی نہیں ہے ۔ بلکہ رضا کارانہ التماس ہے ۔ رضا کارانہ گزارش ہے ۔ اور رضا کارانہ طور پر اس بات کی التجا کی جا رہی ہے کہ ہمیں ایوان کی بالا دستی سے محروم کیا جاوے ۔ ہمیں عدلیہ کے اختیارات کو محدود کرنے کی اجازت دی جاوے ۔ اور ہمیں قانون کی بالا دستی کو قبر میں اتارنے کی اجازت دی جاوے ۔

جناب والا ۔ قانون کی بالا دستی کا مفہوم دنیا کی تمام لغات میں قانون کی

بالا تری ہوتا ہے ۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں اقدامات سے اس قانون کی بالا دستی کی جو تعبیر ہمارے سامنے آتی ہے ۔ اس سے ہمیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اس سے یہ تو مراد نہیں ہے کہ قانون کو ۔ قانون کی بالا دستی کو عالم بالا میں پہنچا دیا جاوے ۔ کہیں اس سے یہ تو مراد نہیں کہ اس بالا دستی کو اس قانون کو اتنا بلند کیا جاوے کہ یہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو جاوے ۔ کہیں اس سے مراد یہ تو نہیں ہے کہ اس کو کسی بلند تر مقام پر اس طرح طاق نسیاں میں سجا دیا جاوے کہ لوگوں کی رسائی اس تک نہ ہو سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ قانون کی بالا دستی کی یہ تعبیر انوکھی ہی نہیں بلکہ انتہائی المناک اور شرمناک ہوگی ۔ اور کوئی مہذب معاشرہ ، کوئی متمدن حکومت اس قسم کی تعبیرات کو قبول نہیں کر سکتی ۔ جناب والا ۔ یہ قرارداد جس کی اجازت طلب کی جا رہی ہے یہ انتہائی غلط طور پر طلب کی جا رہی ہے ۔ یہ انتہائی غیر قانونی طریقہ سے طلب کی جا رہی ہے ۔ اور ایک غیر قانونی اختیار کے لیے طلب کی جا رہی ہے ۔ آرڈیننس ابھی ایکٹ نہیں بنا ہے ۔ ابھی یہ آرڈیننس ایکٹ بنانے کیلئے بل کی صورت میں اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا ۔ لیکن اس کے لیے قبل از منظوری تحفظ کی تحریک پیش کی جاری رہی ہے ۔ دستور کے متعلق ابھی وزیر اعلیٰ حوالہ دے رہے تھے ۔ لیکن دستور کی اس پرویژن میں کہیں یہ موجود نہیں ہے کہ اسمبلیوں کے لیے یہ لازمی ہوگا کہ وہ ایسی قرارداد منظور کرے جس کے ذریعہ سے عدلیہ اختیارات کو سلب کرنے کی درخواست کرے ۔ اس میں یہ پرویژن ضرور موجود ہے کہ اگر وہ اسے ناگزیر سمجھیں تو ۔ ۔ ۔ ۔

شیخ عزیز احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ آپ نے جو رولنگ دیا ہے وہ اپنی تقریر کے ذریعہ سے صرف اس پر تنقید کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تنقید نہیں کر رہے ہیں ۔ یہ ان کے دلائل ہیں کہ یہ پابندی نہیں ہے کہ ہم اسے ضرور منظور کریں یا پاس کریں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ ضرور پاس کریں کیسے جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم پر یہ پابندی نہیں ہے کہ ہم

یہ قرارداد ضرور پاس کریں ۔ یا یہ گورنمنٹ کا کوئی قانونی حکم نہیں ہے کہ وہ اس قرارداد کو اس ایوان میں لائے ۔

This is his argument.

اور یہ جواب دے رہے ہیں فاضل وزیر اعلیٰ کی تقریر کا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اگر دستور کا یہ منشا ہوتا کہ اس قسم کی قرارداد منظور کی جائے تو اس کا ذکر بالکل مختلف طریقہ سے ہوتا اور اگر وہ لازمی طور پر سمجھتے ہیں کہ یہ پروویژن پورے ملک کے لیے ایک ناگزیر حقیقت ہے تو اس کے لیے وہ ایک الگ رکھ کر خود یہ اختیار حاصل کر سکتے تھے لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی آزاد اور قانون کی بالا دستی میں یقین رکھنے والے ہاؤس سے ایسی پروویژن منظور نہیں کرائی جا سکتی ۔ جناب والا ۔ یہ پروویژن محض غیر معمولی حالات کے لیے ۔ محض ایمرجینسی کے لیے ہے لیکن اس وقت ہمارے ملک میں کوئی ایسی ایمرجینسی موجود نہیں ہے ۔ ایسا انتظامی بحران موجود نہیں ہے کہ جس کے نتیجہ میں ہمیں اس قسم کی غیر معمولی قرارداد اور غیر معمولی قوانین بنانے کے لیے سفارشیں مرتب کرنی پڑیں ۔ جناب والا ۔ اس آرڈیننس کی منظوری سے پہلے اس ارڈیننس کو اس ہاؤس میں پیش کرنے سے پہلے اس قسم کی تحریک کو محض بچے کی پیدائش سے قبل تقریب ختنے سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔ ابھی بچے کی ولادت نہیں ہوئی لیکن اس کے لیے تقریب کا اہتمام کیا جا رہا ہے اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے گھوڑے کے آگے گاڑی جوتی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کے معزز ارکان کسی اعتبار سے بھی ہاؤس کے لیے ایسی کوئی رسوائی مول لے سکتے ہیں جو ہمیں آئندہ نسلوں کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے شرمسار رکھے اور ہماری گردنوں کو شرم سے جھکنے پر مجبور کر دے ۔

جناب والا ۔ اس آرڈیننس کے لیے یکم اپریل 1974ء کی تاریخ بھی بڑی معنی خیز ہے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پوری قوم کو بیوقوف بنانے کے لیے یہ آرڈیننس اسی تاریخ کو نافذ کیا گیا ہے تاکہ اس کی وہ تمام چیزیں پوری ہو سکیں جو یکم اپریل سے متعلق ہیں ۔ جناب والا ۔ قانون کی بالا دستی ہمارے

لیے ایک سنہری خواب کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ایک سنہری حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے اور اس آرڈیننس کو جس طرح پیش کرکے جس طرح قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی جا رہی ہے وہ پوری قوم کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے ۔ عمل اور قول کے تضادات ہمیں بھیانک اندھیروں کی طرف دھکیل رہے ہیں ۔

ملک مختار احمد اعوان ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے دو ایک جملے اس ایوان میں کہے ہیں ۔ انھوں نے کہا ہے کہ یہ قوم کو بیوقوف بنانے اور پوری قوم کو دھوکہ دینے کے مترادف ہے تو یہ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے اس عظیم قوم کی میں توہین سمجھتا ہوں ۔ جس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ یہ قوم دھوکہ کھا سکتی ہے ۔ اور یہ قوم بیوقوف بن سکتی ہے ۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ ان جملوں کو اجلاس کی کارروائی سے حذف کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسے خیالات کے اظہار کرنے کا ان کو حق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس قرارداد کو پیش کرنے کے لیے جو قرارداد جو تحریک پیش کی گئی ہے نئے سرے قانون کے طور پر وہ انتہائی افسوسناک ہے اور ہمیں آمریت مطلق العنانیت اور ڈکٹیٹر شپ کے اندھیروں کی طرف دھکیل رہی ہے ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے معزز رکن جنھوں نے آئین کا تحفظ اور قانون کی حفاظت اور عدلیہ کی بالا دستی کا حلف اٹھایا ہے وہ آج اس تحریک کو پیش کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اسے منظور کریں ۔ یہ انتہائی افسوس ناک امر ہے ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی وہ اس ایوان کے لیے ایسا خطرہ مول لیں گے جو آئندہ کے لیے ہمیشہ ہمیشہ اس پارلیمانی نظام کے سر پر لٹکتا رہے گا ۔ جناب والا ۔ اس تحریک سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ حکمران پارٹی بنیادی طور پر مزاج کے اعتبار سے فسطائی اور آمرانہ ذہن رکھتی ہے اور افراد کی تبدیلی سے اس کے مزاج اور پالیسیوں میں اس کی حکمت عملی میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوئی اور ہم عملی طور پر اس بات کا مظاہرہ دیکھ رہے ہیں ۔ ہم عملی طور پر آئندہ کا منظر دیکھ رہے ہیں جس کی وجہ سے اس ملک میں ماضی میں بھی پارلیمانی نظام تباہ ہوا ۔

ماضی میں بھی جمہوریت کو قتل گاہ تک پہنچایا گیا اور آج پھر اسی قسم کے اقدامات کی منظوری محض اکثریت کے بل بوتے پر محض ایک پارٹی کا نظام قائم کرنے کے لیے محض التظامیہ کو مفلوج بنانے کے لیے اس قسم کی تحاریک پیش کی جا رہی ہیں میں ہر صورت میں اپنی اور اپنے حزب اختلاف کے اراکین کی طرف سے یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بھی فسطائی اور آمرانہ تحریک کی حمایت نہیں کریں گے اور جب تک ہم یہاں موجود ہیں ہم ہر آمرانہ اور فسطائی تحریک کی مخالفت کرتے رہیں گے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ مخدوم زادہ صاحب نے اعتراض کیا تھا کہ requirement لازم نہیں ہے ۔ یہی اعتراض سید تابش الوری صاحب نے کیا ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ permissible ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن کریم میں اس کی اجازت دی ہے ۔ مثال کے طور پر آدمی کو شادی کی اجازت دی گئی ہے کہ وہ شادی کرے ۔ فرض نہیں کہ وہ آدمی شادی کرے ۔ لیکن بہتری اسی میں ہے کہ وہ کرکے اپنی زندگی گزارے ۔ بہتری تو اس بات میں ہے ۔ اسی طرح آئین بنانے والوں نے اس بات کو زیر نظر رکھا ۔ جیسے ٹریبونل سروسز کے معاملات کے لیے چاہیے تاکہ ان کو انصاف حاصل کرنے میں دیر نہ لگے اور ان کو اپنے معاملات میں انصاف مل سکے ۔ انھوں نے سروسز کی بہتری کے لیے ایسے ٹریبونلوں کے قیام کا ذکر کیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ فرض نہیں سنت ہے ۔

وزیر قانون ۔ اس کو فرض یا سنت سمجھ لیں لیکن سنت پر عمل کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا ۔ میرا کہنے کا مقصد یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ان کو کہا ہے کہ ایسے خیالات کے اظہار سے احتراز کیا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان کو یہ کہنا چاہیے تھا کہ 4 شادیوں کی اجازت ہے لیکن ضروری نہیں کہ 4 شادیاں کی جائیں ۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ ضروری طور پر 4 شادیوں کے کرنے کے حق میں ہیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Let us not make mockery of religion. Let the Law Minister confine himself to the law.

مسٹر سپیکر ۔ میں نے پہلے ہی انھیں کہہ دیا ہے کہ ایسی باتیں نہ کی جائیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ آئین میں ٹریبیونل کے قیام کے لیے جو گنجائش رکھی گئی ہے وہ اس مقصد کے تحت رکھی گئی ہے کہ ٹریبیونل کے قیام سے سروسز کے معاملات میں بہتری پیدا ہوگی ۔ انتظامیہ ایک صاف ستھری ہوگی ۔ میں اپیل کرتا ہوں کہ ایوان میں اس قرارداد کو پیش کرنے کی اجازت دیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. I propose that the wording of the Law Minister regarding marriages and scriptures of the Holy Quran be expunged from the proceedings of the House.

وزیر قانون ۔ اس میں جناب والا ۔ کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے ۔ میں نے یہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہے اور بہتر ہے کہ شادی کرنی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انھوں نے ایک جنرل رائے کا اظہار کیا ہے کسی پر binding نہیں ہے ۔

قرارداد تعزیت

فرانس کے صدر مسٹر پومپیڈو کا انتقال پر ملال

(جاری)

مسٹر سپیکر ۔ قبل اس کے کہ ہم ٹی بریک کے لیے اٹھیں جیسے اس ایوان نے ایک قرارداد کے ذریعے فرانس کے صدر پامپیڈو کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے میں اسے ایوان میں پیش کرنی چاہتا ہوں ۔

قرارداد یہ ہے :

کہ یہ ایوان فرانس کے صدر جناب پومپیڈو کی وفات پر گہرے

رنج و غم کا اظہار کرتا ہے ۔ مرحوم کے دور حکومت میں ان کے پاکستان کے ساتھ گہرے لگاؤ کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ایوان جناب پومپیڈو کی ان خدمات کو بھی سراہتا ہے جو انھوں نے ہمیشہ عربوں کے جائز موقف کی حمایت کرتے ہوئے ادا کیں ۔ جناب پومپیڈو نے بالخصوص پچھلے 2 برسوں میں پاکستان کے ابتدائی دور اور اس کے بعد حکومت پاکستان کی جو دوستانہ اعانت فرمائی اس کے پیش نظر یہ ایوان حکومت پاکستان سے استدعا کرتا ہے کہ وہ اس ایوان کے جذبات و تاسف حکومت فرانس تک پہنچائے ۔ اور آنجہانی کے احترام میں یہ ایوان پہلے ہی ایک منٹ کی خاموشی اختیار کر چکا ہے ۔

(باتفاق رائے قرارداد منظور کی گئی)

Mr. Speaker. There shall be a Tea Break for thirty minutes and we shall re-assemble at 11.50 A.M.

(اس مرحلہ پر وقفہ چائے کے لیے ایوان کی کارروائی 30 منٹ تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

قرارداد

(آئین کے آرٹیکل (2) 212 کے تحت)

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبونلز مجریہ 1974ء کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرنا

(جاری)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس طریقہ کار کی اس لیے مخالفت کر رہا ہوں تاکہ یہ رسم مستقل نہ ہو جائے ۔ اس سے پہلے بھی کئی بار رولز کو معطل کیا گیا نہ اس وقت اس کی ضرورت تھی اور نہ اس وقت اس کی ضرورت تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب رولز معطل کرنے والی سٹیج تو گزر گئی ہے ۔ اب اس سے آگے چلیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں صوبائی خود مختاری کا دعویٰ کرنے والی برسر اقتدار پارٹی سے اپیل کروں گا کہ وہ اپنے اختیارات اپنے حقوق اس طرح سے مرکزی قیادت کے سپرد نہ کریں ۔ کیونکہ یہ ایک تو بری رسم پڑ جائے گی ۔ اس سے نہ صرف اس معزز ایوان کے حقوق کی پامالی ہوگی بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے صوبہ کے عوام کی کما حقہ نمائندگی نہیں کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ عدالتوں کو محدود اختیارات کے ذریعے اور وقتی طور پر کوئی slogan دے کر کوئی بہانہ بنا سکتے ہیں لیکن یہ رسم جو ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ حکومت کا یہ اقدام اگرچہ آئین کے کسی تقاضا کو پورا کرنے کے لیے اٹھایا جا رہا ہے لیکن اس سے صوبائی خود مختاری پر زد آئے گی ۔ مرکزی اسمبلی کو ہم یہ ثبوت دے رہے ہیں کہ ہم اپنا قانون نہیں بنا سکتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ قانون تو بنا ہوا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ ابھی تک لاگو نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ لاگو ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ پارلیمنٹ اس کے متعلق قانون نہ بنائے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آئین میں کوئی پابندی نہیں ہے کہ ہم اپنے صوبہ کے لیے کوئی قانون سازی نہیں کر سکتے یہ آئین میں کہاں لکھا ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ صوبہ قانون بنائے گا لیکن اس قانون کا اس وقت تک اطلاق نہیں ہو سکتا جب تک کہ پارلیمنٹ کو یہ درخواست نہ کی جائے کہ ہم نے یہ جو قانون بنایا ہے اس کو ایک عملی صورت دیں ۔ اس وقت تک یہ لاگو نہیں ہو سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ایسی صورت میں بھی اس حکومت کے لیے یہ طریقہ تھا کہ یہ مرکزی اسمبلی سے یہ اپیل کرتی کہ انہیں قانون سازی کا مکمل اختیار ہونا چاہیے ۔ ہم اپنے صوبہ کے مخصوص حالات کے پیش نظر بہتر قانون سازی کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ قانون تو بنا ہوا ہے ! آپ توجہ نہیں کر رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس کا نفاذ نہیں ہے کیونکہ ابھی مرکزی اسمبلی کو ریزولیوشن کے ذریعے التماس کرنی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ایک constitutional requirement ۔

میاں خورشید انور ۔ تو اس requirement کو پیش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اس وقت یہ مسئلہ زیر غور نہیں ہے کہ ہمیں قومی اسمبلی کو یہ درخواست کرنی چاہیے کہ وہ آئین میں ترمیم کرے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس وقت آپ ریزولیوشن کے ذریعے وفاقی حکومت کی جس requirement کا آپ ذکر کر رہے ہیں ۔ ریزولیوشن اس کی اجازت دے رہا ہے کہ وہ ہمارے لیے قانون سازی کرے تو میں اس سلسلہ میں عرض کر رہا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ قانون سازی نہیں کرنی ہے بلکہ انہوں نے تو صرف یہ کرنا ہے کہ اطلاق کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آئین میں وہ کر سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ہم اپنے لیے اپنے صوبہ کے لیے کیوں قانون سازی نہیں کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آئین میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ہم اس کے لیے خود قانون سازی نہیں کر سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ آئین میں اگرچہ یہ ہے کہ تمام صوبے جو ہیں وہ ریزولیوشن پاس کرکے بھیجیں ۔ اگر ہم ان کا ریزولیوشن پاس کرکے نہ بھیجیں تو مرکز کیا کرے گا ۔ اس پر آپ وضاحت فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات آپ کہہ سکتے ہیں کہ مناسب نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں یہی تو عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن یہ بات کہ قانون بنائیں ۔ قانون تو آپ ہی بناتے ہیں ۔

میاں خورشید انور جناب والا ۔ ہمارے لیے یہ مناسب نہیں ہے ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ ہمیں یہ ریزولیوشن نہیں کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں جو قابل عمل قانونی نفاذ جس کو آپ چاہتے ہیں ہمیں خود اس کی قانون سازی کرنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

یہ قرارداد کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 کی ضمن (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبیونلز مجریہ 1974ء (ہنگامی قانون پنجاب نمبر 5 بابت 1974ء) کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبیونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرے پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

(گنتی کے بعد تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں :

کہ یہ ایوان وفاقی مقننہ سے التماس کرے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 212 کی ضمن (2) کے احکامات کو ہنگامی قانون انتظامی ٹریبیونلز مجریہ 1974ء (ہنگامی قانون پنجاب

نمبر 5 بابت 1974ء) کے تحت تشکیل کردہ انتظامی ٹریبیونلز پر وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون وضع کرے۔

Mr. Speaker : The resolution moved is :

That this Assembly hereby resolves to request the Parliament to make law extending the provisions of clause (2) of Article 212 of the Constitution of the Islamic Rrpublic of Pakistan to the Administrative Tribunals established under the Punjab Administrative Tribunals Ordinance, 1974 (Punjab Ordinance No. V. of 1974).

Haji Muhammad Saifullah Khan. I oppose it.

Syed Tabish Alwari. I oppose it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. I oppose it.

مسٹر سپیکر۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ پیشتر اس کے کہ میں اس قرار داد کو اس معزز ایوان میں پیش کروں۔ میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کو میں سب سے پہلے اس امر کی طرف آگاہ کر دوں کہ یہ قرار داد کیوں لائی جا رہی ہے۔ اس کے نتائج پیش کرنے کی ضرورت کیوں لاحق ہوئی۔ وہ کون سے ایسے آئین کے تقاضے ہیں جن کے تحت اس قرار داد کا پیش کرنا یا پاس کرنا ضروری ہے۔ جناب والا۔ میں اس ایوان کی اطلاع کے لیے آئین کی آرٹیکل 212 پیش کروں گا جس کی کلاز نمبر 2 کے تحت یہ قرار داد پیش کی جا رہی ہے۔ جناب والا۔ آئین ہمیں یہ حق دیتا ہے کہ ہم اپنی انتظامیہ کو بہتر اور موثر بنانے کے لیے۔ انتظامیہ کو فعال بنانے کے لیے اور ان کے حقوق و مراعات کا تحفظ کرنے کے لیے اپنے صوبہ کے اندر انتظامی ٹریبیونل کریں اور میں ٹریبیونل کے قائم کرنے۔ اس قسم کی عدلیہ کے قیام کے حق میں ہوں۔ یہ سہل ہے۔ جہاں تک ٹریبیونل کے قیام کا تعلق ہے ہر آزاد اور جمہوری مہذب معاشرہ میں اس کی انتہائی ضرورت ہے۔ جناب والا۔ ہمیں اس آرڈیننس کے نفاذ سے اختلاف ضرور تھا۔ میں اس آرڈیننس کو دیکھ

چکا ہوں ٹریبیونل کی تشکیل کو دیکھ چکا ہوں ۔ میرے نزدیک وہ آرڈیننس انتہائی جامع ہے ۔ اس کے ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل کا قیام اس کی تشکیل جمہوری ہے ۔ انتظامیہ کے حقوق کے تحفظ کے لیے جو قانون نافذ کیا گیا ہے اس کو ایکٹ بنا دینے کی صورت میں اس سے ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل کی تشکیل ہو سکتی تھی جس کو موجودہ شکل میں کیا گیا ہے ۔ مگر مجھے افسوس ہے کہ وہ ٹریبیونل کی تشکیل اور اس آرڈیننس کے اچھے اقدام کو آج کے ریزولیشن کے لیے قطعی طور پر وقف کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے او شاید میرے فاضل میرے محترم وزیر اعلیٰ حکم کی بجا آوری کر رہے ہیں ۔ اس ٹریبیونل کے قیام سے ۔ اس کی تشکیل سے ان کے سر جو ایک اچھا سہرا آنا تھا اور جو دیرینہ مطالبہ تھا کہ جمہوری ٹریبیونل قائم ہوں ۔ جس میں ہائی کورٹ کے جج کے برابر چیئرمین ہوں ۔ جن میں بہتر سے بہتر افراد اس کے ممبر ہوں اور جس کی پرویژن آپ نے اس آئین میں رکھ دی ہے وہ تمام کارگزاری آپ نہ معلوم کس نشے میں ۔ کس لاعلمی میں اور کس مجبوری کے تحت ضائع کر رہے ہیں ۔ اور ایک اچھی چیز پر غلط لبادہ چڑھا رہے ہیں جس سے میں سمجھتا ہوں اس ایوان کا سر ہمیشہ کے لیے ندامت سے جھکا رہے گا ۔ جناب والا ۔ کوئی بھی آزاد معاشرہ ۔ مہذب معاشرہ کوئی جمہوری صوبہ یا ملک ازاد ۔ بہتر اور موثر انتظامیہ ۔ عدلیہ کے بغیر کام نہیں کر سکتا ۔

میاں خورشید انور ۔ بے شک بے شک ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اور میں سمجھتا ہوں انتظامیہ اور عدلیہ اس ملک میں کسی جمہوری ملک میں روح کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جب تک روح نہ ہو اس وقت تک جسم بے کار ہے ۔ جب انتظامیہ اور عدلیہ نہ ہو ۔ تو لیجسلیشن اور کارروائی بے اثر ہوگی ۔ آپ اچھے سے اچھا قانون بنائیں اس کی imp'emention کرنے والی اگر اچھی انتظامیہ نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں یہ سب کچھ بے کار ہے ۔ جناب والا ۔ یہ امر کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے ۔ میں مانتا ہوں ہماری انتظامیہ کے اندر خرابیاں رہی ہیں ۔ ہماری انتظامیہ بدنام رہی ہے ۔ کبھی اپ نے ٹھنڈے دل سے سوچا ہے کہ مظلوم انتظامیہ کرے تو کیا کرے ۔ جب آپ بر سر اقتدار ہوتے ہیں تو ان سے غلط کام لیتے

ہیں ۔ قانو شکنی کرواتے ہیں ۔ اور جب احتساب کا وقت آتا ہے تو تمام تر ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے ۔ اور جب مراعات دیتے ہیں تو بے پناہ دیتے ہیں ۔ جب احتساب کرتے ہیں تو غلط احتساب کرتے ہیں اور قانون بھول جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ بڑے سے بڑے مجرم کو قصور وار نہیں ٹھہرا سکتے خواہ آپ کے سامنے ہی جرم کیوں نہ ہوا ہو ۔ خواہ یہ چیف جسٹس کے سامنے ہی کیوں نہ ہوا ہو ۔ کیونکہ آئین اور قانون کے تقاضے پورے کرنے پڑتے ہیں ۔ تمام لوازمات پورے کرنے پڑتے ہیں جناب والا ۔ یہ عمل ایک دفعہ نہیں دھرایا گیا ۔ اس ملک میں انتظامیہ کی تطہیر کا عمل کئی بار دھرایا گیا ۔ جو بھی حکومت آئی وہ ایک نیا طریق کار لے کر آئی ۔ اس نے عوام کو ایک نئے طریقہ سے بیوقوف بنایا کہ صاحب پچھلی خرابیاں ساری تھیں ۔ اور یہ سیاست دانوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کہ پچھلی خرابی سیاست دانوں کی وجہ سے نہیں انتظامیہ کی وجہ سے ہے ۔ اور یہ کسی نے نہیں پوچھا کہ اس انتظامیہ کو سیاست دانوں نے استعمال کیا یا کہ انتظامیہ نے سیاستدانوں کو استعمال کیا ۔ جناب والا ۔ ہمیں چاہئیے تو یہ تھا ۔ کہ آخر وہی انتظامیہ بھی ہمارا ایک حصہ ہے ۔ وہی عدلیہ بھی ہمارا یک حصہ ہے ۔ وہ ہی اس معاشرہ میں اسی طرح حقوق و مراعات رکھتے ہیں جس طرح سیاستدان آپ اور میں اور اس ملک کا اور اس صوبہ کا ہر شہری رکھتا ہے ۔ ہر حکومت انہیں اپنے سے الگ کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ ہر حکومت انہیں بدنام کرنے کی کوشش کرتی ہے ۔ کوئی بھی حکومت ان کی اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرتی ۔ کوئی بھی حکومت ان کو یہ موقعہ فراہم کرنے کی کوشش نہیں کرتی ۔ کہ ماضی کی غلطیاں اب نہیں دھرائی جاویں گی ۔ آپ انصاف سے کام کریں ۔ آپ قانون کے تقاضوں کو پورا کریں ۔ ہم آپ کا تحفظ کریں گے ۔ یہ تو کسی حکومت نے نہیں کیا ۔ کہتے رہتے ہیں مگر عمل کسی نے نہیں کیا ۔ آج آپ یہ جو ریزولیشن اس ایوان میں لائے ہیں ۔ وہ بھی اسی کی ایک کڑی ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ ریزولیشن جب زیر بحث ہو تو تقاریر کے لیے وقت کی کوئی قید ہے ۔ میرے خیال میں کوئی ممبر دس منٹ سے زیادہ تقریر نہیں کر سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کاش کہ میاں منظور موہل صاحب ماضی کا کوئی وقت بھی یاد رکھتے ۔ اور وہ اب بھی دہرائے جا سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تقریر کو شروع ہوئے دس منٹ نہیں ہوئے ۔ ابھی چھ منٹ ہوئے ہیں ۔ میں نے ٹائم لکھا ہوا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔ اس میں ماضی کی بات نہیں ہے جناب والا ۔ میں نے ایک قانونی بات کی ہے ۔

Mr. Speaker : He is very much aware of this. There are still four minutes for him.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تو میں عرض کر رہا تھا ۔ جناب والا ۔ ایک طرف تو حکومت نے بہتر ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل قائم کئے ہیں ۔ اور ہم بڑے خوش ہوئے ۔ اس کے contents جب دیکھے تو مجھے تعریف کئے بغیر کچھ یاد نہ آیا ۔ مگر اس کے بعد ان کے ارادے سامنے آئے ۔ اس ٹریبیونل کے ساتھ ساتھ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ اس ریزولیشن کے ساتھ ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل آرڈیننس صرف ملحق نہیں ہے ۔ بلکہ اس کے ساتھ انہوں نے پہلے ایک آرڈیننس نافذ کیا ۔ اور اسے اور سول سرونٹس آرڈیننس ۔ ان دونوں کو جب آپ یکجا کریں گے تو حیرانی ہو جاتی ہے کہ سول سرونٹس آرڈیننس میں تو ان کے کوئی حقوق نہیں رکھے گئے ۔ ان کے ساتھ انصاف کے کسی تقاضے کو پورا کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔ اور پھر اتنے بہترین ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل ان کے حقوق و مراعات کی حفاظت کے لیے بنا کر انہیں کس لیے استعمال کریں گے ۔ کیا اسی لیے وہ استعمال کریں گے کہ جب سول سرونٹس آرڈیننس میں آپ نے لکھدیا ہے کہ جس وقت چاہے appointing authority کسی بھی ملازم کو علیحدہ کر سکتی ہے ۔ اور پھر جناب والا ۔ probation پر جو ملازم ہوں ۔ ان کے لیے بھی جناب والا ۔ دفعہ 11 میں ہے کہ اس میں باقی چیزوں کے علاوہ صرف ایک criteria رکھا گیا ہے ۔ اور وہ ہے کہ اگر افسر مجاز اس سے خوش نہیں ہے ۔ کوئی اس کا معیار نہیں ہے ۔ اس کی خوشنودی اور نا خوشنودی ۔ اور عدم خوشنودی کا کوئی معیار نہیں ہے ۔ اگر اس کے پاس اپنی appointing authority کی خوشنودی حاصل

نہیں ہے۔ کونسی خوشنودی۔ کس قسم کی خوشنودی۔ اسے کمیشن دینے کی خوشنودی اسے رشوتیں بہم پہنچانے کی خوشنودی۔ اسے حصہ بہم پہنچانے کی خوشنودی آخر کیسی خوشنودی یہ چاہتے ہیں۔ وہ بھی اگر اسے نہ ہو۔ تو جناب وہ اسے فارغ کر سکتے ہیں۔ یہ قانون ہے جس قانون کے تحفظات اس نے ٹریبیونل سے جا کر لینے ہیں۔

جناب والا۔ آپ اندازہ فرمائیے۔ اس سے بڑھ کر مذاق اور کیا ہو سکتا ہے کہ پینشن کے لیے ہمیشہ سے یہ سنتے آئے تھے کہ ملازمان کے قواعد و ضوابط ہوتے ہیں۔ انتظامیہ کی ایک حد ہوتی ہے۔ اس مقرر کردہ حد کے اندر رہ کر اگر وہ صحیح کام کرتے ہیں۔ تو انہیں کوئی نہیں ہلا سکتا۔ اور غلط کام کی صورت میں قواعد و ضوابط کے مطابق ان کی سر زنش اور سزا کے طور پر ہر قسم کی پنشن یا ریٹائرمنٹ ان کے لیے تجویز ہو سکتی ہے۔ یہاں پر جناب والا۔ سول سرونٹس آرڈیننس جس کے تحت اس نے آپ کے ٹریبیونل سے remedies لینی ہیں۔ اس کے متعلق آپ دفعہ 13 کو پڑھ لیں۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

> The civil servant shall retire from service in the case of a person holding the post of Secretary to Government of the Punjab or equivalent or higher post on such date as the competent authority may in the public interest direct.

یہ ہے۔ حد ملازمت یہ ہیں جناب والا۔ حقوق و مراعات جو کہ آپ کے صوبے کے سربراہان کو حاصل ہیں۔ کہ جب ارباب اختیار چاہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اور آپ کے مارشل لا ریگولیشن میں کوئی فرق نہیں ہے۔ مجھے تو زیر زبر کا فرق کہیں نظر نہیں آتا۔ سوائے اس کے کہ اس کے تحت فرد واحد یہ اختیارات استعمال کرتا تھا۔ اور اب اس بد ترین قانون پر مہر آپ اس معزز ایوان سے ثبت کرنا چاہتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ کیا فرق ہے۔ کہ سیکرٹری کے لیول تک کے آدمی جب چاہیں آپ نکال دیں۔

مسٹر سپیکر۔ چودھری بشیر احمد۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے تو ابھی open کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ open کا سوال اس میں نہیں ہے ۔ open انہوں نے کیا ہے جن کا یہ ریزولیوشن ہے ۔ آپ نے تو اس کی مخالفت کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انہوں نے open نہیں کیا ہے ۔ اگر یہ صرف پروسیجر ہی پورا کرنا تھا ۔ تو پہلے اس کے محرک کو بولنا چاہئیے تھا ۔ جناب والا ۔ یہ ایک آئینی ریزولیوشن ہے ۔ اور اس کے پروسیجر کے بارے میں مجھے آئین کا کوئی آرٹیکل دکھا دیویں ۔ اگر کوئی پروویژن ہو تو دکھا دیں ۔ یہ تو ایک بہترین ریزولیوشن ہے ۔ پھر اگر آپ اس پر قانون کو حاوی کرنا چاہتے ہیں ۔ تو پہلے اس قانون کو open کرنے والے پر حاوی کرنا چاہیے تھا ۔ وہ یہ right لیتے ۔ پھر اس کے بعد دوسرے لیتے ۔ میں تو right of opposition لے رہا ہوں ۔ اور اس پر تقریر کر رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : He is the mover.

اور right تو صرف mover کا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ نہایت اہم constitutional resolution ہے ۔ جہاں آپ وہ قواعد معطل کر سکتے ہیں جس کے تحت نوٹس اور دوسری چیزیں ہیں ۔ کیا وہاں اتنی چیزیں ignor نہیں کر سکتے کہ ایک سیر حاصل تبصرہ ہو جاوے ۔ اور ان کی یقین دہانی تھی ۔ کہ ہم اس پر مکمل بحث کا موقع دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مکمل بحث ہو رہی ہے ۔

I am assigning more or less a full day on this debate.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ exceptional حالات میں یہ سب کچھ ہو رہا ہے ۔ آج یہ دن بھی نہیں ہے اس ریزولیوشن کے لیے ۔ جب ہر چیز exceptional حالات میں ہو رہی ہے ۔ تو ہمیں دل کھول کر اس پر تبصرہ کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ exceptional تو تب ہوگا اگر میں دس منٹ کی بجائے پانچ منٹ کی تقریر کا وقت کر دیتا ۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بہت اہم ریزولیوشن ہے ۔ اور اس میں تین آرڈیننس اکٹھے discuss ہو رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آگے سے جس مقرر کا وقت ختم ہو جائے گا ۔ اس سے دو منٹ پہلے میں گھنٹی بجاؤں گا ۔ You have additional 2 minutes.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ additioual two minutes میں میرا کام نہیں ہوتا ۔ بات سچی ہے کیونکہ آپ exceptionally یہ ریزولیوشن لے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ انصاف انہوں نے ٹریبیونل سے لینا ہے ۔ سیکرٹری صاحب کی پوسٹ ہے اس سے نچلی پوسٹ اس کی ظاہر ہے کہ equalization نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ آپ سب سیکشن 2 میں دیکھئے ۔ اس میں لکھا ہے کہ ۔

> In the case of a person holding a post lower than the post of Secretary to Government of the Punjab on such date, as the Government may, in the public interest, in consultation with the Advisory Committee as may be constituted in the prescribed manner for the purpose conduct;
>
> Provided that Government may, in any case, dispense with the requirements of consultation with an Advisory Committee.

Minister for Education : May I respectfully remind the member, through you Sir, that he is referring to the Civil Servants Ordinance.

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے شاید appricate کیا ہوگا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ جو آرڈیننس آیا ہے وہ بہت اچھا ہے ۔

But when it is implemented and read with in conjunction with an earlier law, its purpose is defeated. This is his argument.

Haji Muhammad Saifullah Khan : "In any other case, on such date, after he has completed 25 years of service....."

تو جناب والا ۔ اس کے بعد یعنی پہلی دو categories کی کوئی میعاد نہیں ہے ۔ جو اس انتظامیہ کے ہیڈ ہیں وہ تمام کے تمام غیر یقینی حالات سے دوچار ہیں ۔ ان کی کوئی شرط نہیں کوئی میعاد نہیں کسی قسم کا کوئی تحفظ نہیں ہے ۔ بلکہ جناب والا ۔ اس دفعہ 14 میں پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ جس وقت بھی وہ چاہیں وہ ایک افسر کو ریٹائر کر دیں ۔ چاہے وہ کسی شکل میں ریٹائر کر دیا گیا ہو ۔ ایک نوجوان بھرتی ہوا آپ اسے ریٹائر کر دیتے ہیں ۔ اس 13 کے تحت یا 14 کے تحت تو کیا وہ اس کے بعد کسی جگہ پر ملازمت کر سکتا ہے ۔ یہ جناب والا ۔ قیود ہیں ۔

اس کے بعد جناب والا ۔ دفعہ 22 میں اپیلوں پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور پھر اس پر اکتفا نہیں کیا گیا ۔ اور اس حد تک پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ جس افسر کے خلاف گورنر کوئی حکم صادر کرے گا تو پھر اس کے خلاف اپیل نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ آپ دفعہ 22 کھول کر دیکھ لیں ۔ یہ آرڈیننس جو آپ نے صوبہ کو دیا ہے یہ مناسب نہیں ۔ اور اس کے بعد جناب والا ۔ fitness کے بارے میں بھی کسی قسم کی تشریح نہیں ہے ۔ دفعہ 23 میں معمولی اور کم سے کم تحفظات یا مراعات دی گئی ہیں اور ساری کی ساری آپ نے اپنے سابقہ عمل کو دھراتے ہوئے وہ واپس لے لی ہیں ۔ جناب والا ۔ اس قسم کے آرڈیننس کے ہوتے ہوئے وہ اس قسم کے ٹریبیونل کے پاس کیا جائیں گے ۔ ایک چیز کو انسان lesser evil کے طور پر قبول کر رہا تھا لیکن ہمارے ہاں عدلیہ بھی ہے ۔ اس ملک میں عدلیہ کا وجود بھی ہے اور ہر عدلیہ کا وجود اس ملک کے باشندوں کے لیے ہے ۔ اس کے دروازے ملک کے ہر شہری کے لیے کھلے ہوئے ہیں ۔ سکون اور اطمینان جو ہر شہری کو پیدا ہو سکتا ہے وہ اس عدلیہ کی وجہ سے ہی ممکن ہے ۔ لیکن معمولی سا نقص یا خرابی جو عدلیہ میں تھی تو اس کی دوری کی توقع کی جا سکتی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا جناب والا ۔ کہ اس ریزولیوشن کے بعد حالات کیا ہو جائیں گے ۔ وہ غریب ملازمین وہ بیچارے انتہائی غریب ملازمین جو انتظامیہ کی غلط

کاریوں کی وجہ سے اور آپ کے غلط احکامات کی تعمیلات کی وجہ سے بدنام ہوتے ہیں ذلیل ہوتے ہیں رسوا ہوتے ہیں تو جب آپ انہیں دھوکہ دے کر بیک قلم اپنی تلوار کے زور سے باہر نکال دیں تو ان کے پاس پھر ایک دروازہ کھلا رہ جاتا تھا ۔ وہ تھا ہائی کورٹ کا دروازہ جسے وہ جا کر کھٹکھٹاتے تھے یا کسی اور سول کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹاتے تھے ۔ لیکن ہمارے ساتھ یہ ظلم ہوا ہے اور آپ نے اس کا تجربہ بھی کر لیا ہے کہ آپ نے ملازمین پر تلوار چلانے کے لیے مارشل لاء نمبر 118 نکالا ۔ اس کے تحت تطہیر کا غلط نام دے کر آپ کی انتظامیہ میں کیا اصلاح ہو گئی ہے ۔ کیا ان کو نکالنے کے بعد انتظامیہ میں کوئی اصلاح عمل میں آئی ہے ۔ آپ ہی مجھے یہ بتا دیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کے مقاصد پورے ہو گئے ہیں ؟ اگر یہ چیز آپ نے اپنے نقطہ نگاہ سے کی تو علیحدہ بات ہے ۔ اگر پہلے کی نسبت انتظامیہ کچھ بہتر ہوئی ۔ مجھے نظر آتی تو میں اس کے لیے آپ کو مبارکباد دیتا اور میں کہتا کہ تطہیر ایک مخصوص اغراض کے لیے کی گئی تھی ۔ ایک مخصوص غرض کے تابع کی گئی ۔ ان ملازمین نے مارشل لاء نمبر 118 کے خلاف ہائی کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا اور انہوں نے اعلان کیا کہ ہم ان کا فیصلہ me its کے لحاظ سے پیش کریں گے اور جنگل کا قانون نافذ نہیں ہونے دیں گے ۔ ہم قاعدے کے بغیر نکالنے کے یا سزا دینے کے حق میں نہیں ہیں ۔ ان کی اپیلیں سپریم کورٹ میں ہوں گی اور جب قانون نے حکومت وقت کے خلاف فیصلہ دے دیا اور جب عدلیہ نے بھی حکومت کی غلط کاریوں کی بنا پر اپنے دروازے ان کے لیے بند کر دیے تو پھر ان کو خیال آیا کہ اور نہیں تو یہ حضرات تو بیٹھے ہیں ۔ ہمارا تحفظ کرنے کے لیے یہ ہماری پشت پناہی پر بیٹھے ہیں ۔ لیکن حکومت نے سوچا کہ یہاں ایسی طاقت بھی ہمارے پاس موجود ہے کہ جب ہم چاہیں گے ہم ان پر عدالتوں کے دروازے بھی بند کر دیں گے ۔ جب ہم چاہیں گے ہم ان کے اختیارات سلب کر دیں گے ۔ جناب والا ۔ اس قرارداد کے بعد کیا ہونے والا ہے ۔ کیوں اتنی تیزی دکھائی گئی ہے ؟ کیوں راتوں رات اس کو آرڈیننس کی شکل میں لایا گیا ہے اور اس کو ایکٹ بنانے کا بھی جناب والا ۔ انتظار نہیں کیا گیا اور یہاں اس کے پہلے دن ہی یہ ریزولیوشن لایا جا رہا ہے ۔ صرف اس ان ملازمین لوگوں کے لیے جنہیں سماعت کا موقع دیے بغیر نکالا گیا

تھا یا نکل جانے کا حکم دے دیا گیا تھا اور جس کے اوپر سپریم کورٹ نے فیصلے کیے ہیں ۔ عدالت عالیہ نے اپنے فیصلے دیے ہیں ۔ ان کی درگت کرنے کے لیے آپ کا یہ ریزولیوشن لایا جا رہا ہے اور یہ ان کے لیے زہر قاتل ثابت ہوگا ۔ آپ نے ٹریبیونل میں لکھ دیا ہے ۔ اس آرڈیننس کی ایک دفعہ میں لکھ دیا ہے کہ اس ریزولیوشن کے پاس ہو جانے کے بعد جتنے بھی دعوے التظامیہ کے دائر ہیں کسی بھی عدالت میں ہیں وہ معرض التوا میں ہیں اور کسی بھی عدالت میں زیر سماعت نہیں اور وہ کسی بھی عدالت میں پیش نہیں ہو سکیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ہے آپ کا ریزولیوشن لانے کا مقصد ۔ یہ آپ کی سرعت اور تیزی مناسب معلوم نہیں ہوتی ۔ آپ ہمیں آئین دکھاتے ہیں کہ ہم آئینی تقاضے پورے کریں گے ۔ میں اس معزز ایوان کے معزز ارکان سے پوچھتا ہوں کہ جب ان پر حکومت کی زد پڑی تھی تو کس نے ان کو چھڑایا تھا ۔ کس نے ان کی داد رسی کی تھی ۔ آج آپ اپنے ہی ہاتھوں سے عدالتوں کے دروازے بند کر رہے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے لیے آپ کا ضمیر آپ کو کس طرح اجازت دیتا ہے کہ آپ انصاف کے دروازے بند کر دیں ۔ ان ملازمین کو جن کو بلا وجہ ریٹائر کیا جا چکا ہے ان ملازمین کی آہیں ان کے بچوں کی چیخیں آپ اپنے اوپر لے رہے ہیں ۔ اور آئندہ کے لیے بھی اس حکومت کے ہاتھ آپ مضبوط کر رہے ہیں کہ حکومت پھر جس ملازم کو چاہے بیک جنبش قلم نکال دے اور اس کے بعد اس کی شنوائی کسی عدالت میں نہ ہو ۔ ٹریبیونل جو آپ قائم کر رہے ہیں وہ کسی کے لیے کوئی مراعات تعین نہیں کرتا ۔ آج خدا کے لیے آپ اپنی ضمیر کو دیکھیے ۔ انصاف کے دروازوں کو دیکھیے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ قوم اور یہ جمہوری معاشرہ اور یہ صوبہ آپ کو کسی قیمت پر بھی بخشنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ اگر آپ نے آئین کے تحت عدالتوں کے دروازے بند کرنے ہیں اور جس کا اختیار آپ کو آئین بھی دے چکا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ آپ کے لیے ٹیسٹ ہے ۔ آپ پر ملامت ہے ۔ آپ مہربانی کرکے اس ریزولیوشن کو مسترد کریں اور قانون کے دروازے کھولیں اور قانون کی بالا دستی کو ہمیشہ کے لیے ختم نہ کریں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب سپیکر ۔ آئین کے آرٹیکل 212 (2) کے

مطابق یہ ضروری تھا کہ ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل قائم کرنے کے لیے حقوق دے جائے جو کہ ایک جمہوری طریقہ کار ہے ۔ کیونکہ Punjab Administrative Tribunal Ordinance No. 5 اس ہاؤس میں پہلے ہی پیش کیا جا چکا ہے ۔ لہذا ضروری ہے کہ متفقہ طور سے اس پر ایک قرارداد پیش کرکے پاس کی جائے تا کہ اس کو پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا جا سکے ۔ اس آرڈیننس کے فیصلوں کو صحیح طور پر نافذ العمل کرنے کے لیے اور صحیح طور پر اس کے اطلاق کے لیے یہ ضروری ہے کہ پارلیمنٹ مکمل طور پر اپنی رائے کے ساتھ اس کو پاس کرے ۔ آئین کے آرٹیکل 212 (2) کی proviso کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ اس کو پارلیمنٹ کے سامنے ایک قرارداد کی شکل میں ہی پیش کیا جائے ۔ یہ تقاضا تو صرف عملی صورت حال کو پورا کرنے کے لیے کیا گیا ہے ۔ لہذا ایک قانونی کارروائی ہے جو کہ فی الفور پوری کرنی چاہیے ۔ حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے بڑی چہ میگوئیاں کیں ۔ بڑے دلچسپ افسانے سنائے ۔ بڑے دلچسپ قصے دہرائے لیکن یہ تو صرف ایک ٹیکنیکل بات ہے ۔ بات صرف اتنی ہے کہ ایک ریزولیوشن ہم نے یہاں سے پاس کرکے پارلیمنٹ کو بھیجنا ہے ۔ انھوں نے کہا ہے کہ اتنی جلدی کی کیا ضرورت ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گی کہ صرف ہم نے ہی نہیں جتنے بھی صوبے ہیں یعنی چاروں صوبوں نے یہ ریزولیوشن پاس کرکے آئین کے مطابق پارلیمنٹ کو بھیجنا ہے ۔ تین صوبے پہلے ہی ریزولیوشن بھیج چکے اور ہم پچھلے اجلاس میں ایسا نہیں کر سکے ۔ اس لیے ضروری تھا کہ اس اجلاس میں ایک ریزولیوشن پاس کرکے پارلیمنٹ میں بھیجا جاتا کیونکہ یہ بل وہاں پر پاس ہونے والا ہے ۔ اس لحاظ سے میں سمجھتی ہوں کہ ملازمین کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا گیا ہے جو کہ جمہوری تقاضوں کے عین مطابق ہے ۔ اس قسم کے ریزولیوشن کو پاس کرنا ایک آئینی تقاضا تھا ۔ ایک ٹیکنیکل بات تھی جو کرنا ضروری تھی ۔ اس میں لمبی چوڑی باتوں کی تو کوئی گنجائش ہی نہیں ہے ۔ لہذا میں یہ درخواست کروں گی کہ اس ریزولیوشن کو جلد از جلد پاس کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ آج اس معزز ایوان میں ہم نے

صرف ایک قرارداد کو پاس کرنا ہے ۔ لیکن اس کے متعلق جو میرے قابل احترام دوستوں نے جو کہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں جو قصے اور کہانیاں اور بلند بانگ دعوے کیے ہیں وہ میں کہتا ہوں کہ ان کا اس قرارداد کے متعلق دور کا بھی تعلق نہیں ہے ۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ سیکشن 212 کو اس ہاؤس کے سامنے پھر سے دھراؤں ۔ جناب والا ۔ ذرا سی بھی sense ہو تو آدمی اس کو پڑھ کر مجبوراً کہہ اٹھتا ہے جس طرح بیگم ریحانہ سرور نے فرمایا ہے کہ یہ ایک ٹیکنیکل معاملہ ہے ۔ اس میں قطعاً ایسی بات نہیں ہے کہ یہ ایوان آج کوئی ایسا قانون نافذ کر رہا ہے جس سے حقوق غصب ہوں گے یا جس طرح اس سے پہلے کہا گیا ہے کہ آج کا دن سب سے بد قسمت دن ہوگا بلکہ میں یہ کہوں گا کہ آج کا دن بڑا خوش قسمت دن ہے کہ ہم آئین کی روشنی میں ۔ آئین کی implementation کے لیے آئین کی حدود کے اندر رہتے ہوئے ایک قرارداد ہم آئینی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے بنا رہے ہیں ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Point of order Sir. Mr. Speaker, Sir, my point of order is this that the trend of speeches insinuate that the opposition is obstructing the implementation of one of the clauses of Constitution. This is not a correct impression and I would like the hon'ble members to realise that this technical requirement is purely voluntary and it is not binding on the Assembly to pass this resolution. Let me make it clear that this provision provides for an appeal to the Supreme Court and that is what is being required by this Resolution. Merely to suggest that we are trying to obstruct an essential application of a provision of the Constitution without which the Services Tribunals Ordinance will be rendered ineffective is completely a misinterpretation of facts. I would therefore, request the members of majority party to refrain from creating that impression. Sir. I am only refuting the technical impression.

مسٹر سپیکر ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ The have attributed. اس کا وہ جواب دے some motives to the passing of the resolution.

رہے ہیں کہ motives غلط ہیں ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ یہ آئینی تقاضا ہے اس لیے اس کو کر رہے ہیں ۔

But there is no insinuation.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میں آئین کے آرٹیکل 212 کو دہراتا ہوں ۔

Article 212 of the Constitution reads :

> 212. (1) Notwithstanding anything hereinbefore contained, the appropriate Legislature may by Act establish one or more Administrative Courts or Tribunals to exercise exclusive jurisdiction in respect of —
>
> .....

Mr. Speaker. Please go ahead, you have made out the point.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس کے آرٹیکل (2) میں واضح طور پر درج ہے ۔

> (2) Notwithstanding anything hereinbefore contained, where any Administrative Court or Tribunal is established under clause (1), no other court shall grant an injunction, make any order or entertain any proceedings in respect of any matter to which the jurisdiction of such Administrative Court or Tribunal extends ;

تو جناب والا ۔ یہ ایک بات تھی جس کے لیے ہم نے یہ قرارداد آج پیش کی ہے ۔ اس سے پہلے یہ اس ملک کی بدقسمتی رہی ہے کہ کافی عرصہ تک اسے آئین میسر نہ ہو سکا ۔ جب آئین میسر بھی ہوا تو اس وقت کے حکمرانوں نے اس کی صحیح معنوں میں implementation نہ کی ۔ اور آج اس وقت جو آئین موجود ہے جسے ہم جمہوری بھی کہتے ہیں وفاقی بھی ہے اس کے ساتھ اسلامی بھی ہے وہ صرف پیپلز پارٹی کا بنا ہوا آئین نہیں ہے بلکہ ان تمام

اپوزیشن جماعتوں کے منتخب ارکان نے متفقہ طور پر اس کو منظور کیا ہے۔

Mr. Speaker. Nobody has found fault with the constitution.

میاں منظور احمد موہل۔ تو اسی طرح آرٹیکل 212 کی requirement کو پورا کرنے کے لیے اس سے پہلے جس طرح میرے دوست حاجی محمد سیف اللہ خان نے کہا ہے کہ آپ جبری ریٹائرمنٹ کے جو افسران ہیں ان کے کیسوں کے لیے اس کی جلد از جلد implementation کرنا چاہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اس سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ بات واضح ہے کیونکہ ہمارے ملک میں نوکر شاہی کا یہ ایک view ہے۔ اس نے عوام کو لوٹا ہے عوام کا استحصال کیا ہے۔ میں مانتا ہوں کہ اس میں افسران کی اکثریت ایسی ہے جو استحصالی طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں یا جنھوں نے عوام کو لوٹا ہے لیکن اس میں ایسے افسر بھی شامل ہیں جو کہ دیانتدار ہیں۔ مخلص ہیں۔ جنھوں نے عوام کی خدمت کی ہے۔ اس لیے جب تک ہمارے پاس آئین میں ایسی پروویژن نہیں ہوگی۔ جب تک ہم ایسا قانون نہیں بنائیں گے ہم اس میں امتیاز کرنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ اس سے پہلے آئین میں ہمیشہ افسران کو تحفظ دیا جاتا رہا ہے۔ اب آئین میں ہمیں ایک ایسا قانون بنانے کے لیے کہا گیا ہے۔ جو اسمبلیاں ہیں وہ اپنی صوبائی سطح پر اپنا قانون نافذ کر سکتی ہیں جس کے تحت وہاں پر افسر سے انتظامیہ سے انصاف ہوگا۔ تو ہم اس انصاف کی خاطر چاہتے ہیں کہ جلد از جلد ایک ایسا قانون بنائیں لیکن وہ قانون اس وقت تک موثر نہیں ہوگا جب تک ریزولیوشن کی صورت میں پارلیمنٹ سے استدعا نہیں کریں گے کہ وہ اس کو وسعت پذیر کرے کہ ہم بھی اس کو لاگو کر سکیں گے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, is that correct ?

Mr. Speaker. It is his own intrepretation, his own view.

میاں منظور احمد موہل۔ جناب والا۔ ایسے حالات میں میں پر زور سفارش کروں گا کہ چونکہ تین صوبائی اسمبلیاں اس سے پہلے ایک قرارداد پاس کر چکی ہیں جو پارلیمنٹ کو پہنچ چکی ہیں۔ صرف صوبائی اسمبلی پنجاب کی قرارداد باقی رہتی ہے۔ اس لیے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم پہلی فرصت میں اسے پاس

کر کے وہاں بھیجیں تاکہ ہم وہ قانون جو کہ ہم چاہتے ہیں کہ اس صوبہ میں نافذ العمل ہو اس پر عمل درآمد شروع ہو سکے۔

Mr. Speaker. Mr. A. H, Kardar please.

Minister for Industries. Sir, I don't want to say more than a few words. I merely want to refer to paragraph (3) of this particular Article in trying to allay the apprehensions of the Opposition by reading out and pointing out the implication of this Bill. It says :

> (3) An appeal to th Supreme Court from a judgment, decree, order or sentence of an Administrative Court or Tribunal shall lie only if the Supreme Court, being satisfied that the case involves a substantial question of law of public importance, grants leave to appeal.

Sir, this should allay any apprehensions that any member of this House may have because the very provision of a substantial question of law which has now been enlarged and improved to include emphasis on public importance, should make it clear that those who are aggrieved their appeal will not be ruled out. The jurisdiction lies with the Supreme Court. I think this should really allay any fears or apprehensions in the mind of the Opposition and really lead to support of the Opposition and all the sane elements of the House.

Mr. Speaker. I hope the whole House is sane. Malik Muhammad Akram Awan.

ملک محمد اکرم اعوان ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر حزب اختلاف کو اور حزب اقتدار کو بڑے ٹھنڈے دل سے اور توازن کے ساتھ غور کرنا چاہیے تاکہ ہم آئندہ کے لیے انتظامیہ اور جوڈیشری کے ڈھانچے کی بنیاد قائم کرنے کے سلسلے میں نہایت اہم اقدام کریں ۔ لیکن میرے بعض ساتھیوں نے جو میرے دائیں طرف بیٹھے ہیں انھوں نے اس انداز سے باتیں کی ہیں جس سے یہ احساس ہوتا ہے کہ حب الوطنی اور ملک کے درد کا ٹھیکہ محض انھوں نے لے رکھا ہے اور حزب اقتدار خدا نخواستہ ملک اور قوم کی

انتظامیہ کے ساتھ بڑی گھناؤنی سازش کر رہی ۔ حالانکہ جناب والا ۔ واقعات اس کے برعکس ہیں ۔ جو اس قرارداد کے ذریعے کرنا چاہتے وہ 303 سے پہلے کر چکے ہیں اور آئین میں اجازت ہے اور وہ آئین جس کو متفقہ طور پر قبول کیا ہے ۔ اس قرارداد کے ذریعہ وفاقی مقننہ سے سفارش کرنا میں سمجھتا ہوں کہ انتظامیہ اور پبلک سرونٹ کے لیے ایک نہایت مفید اقدام ہوگا ۔ اس سے کوئی بنیادی حق نہیں چھینا جائے گا ۔ اس قسم کے قوانین اور مثالیں کئی مہذب ممالک میں پائی جاتی ہیں ۔ انصاف کے لیے اور سستے اور جلد انصاف کو حاصل کرنے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹریبونل نہایت مفید کام انجام دے گا ۔ ہمیں ٹریبونل کے ممبران پر اور چیئرمین پر شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے ۔ اور نہ ہی حزب اقتدار پر شبہ کرنا چاہیے کہ ہم اس قانون کو سیاسی مصلحت یا جمہوری ارادوں یا دھاندلیوں کے ذریعہ استعمال کریں گے ۔ یہ خیال اور اندیشہ بالکل بے بنیاد ہوگا ۔

میرے فاضل دوست حاجی محمد سیف اللہ صاحب نے اپنی تقریر میں جو فرمایا تھا کہ پہلے ہم ملازمان کو خود استعمال کرتے ہیں پھر ان کو بدنام کرتے ہیں اور تمام ذمہ داری ان پر ڈال دیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ شاید اس زمانے کے بارہ میں یہ بات درست ہو ۔ جب ان کی پارٹی برسراقتدار تھی مگر اب خاصا وقت گزر چکا ہے ۔ لیکن اس کے بعد ایسی کوئی مثال نہیں مل سکتی کہ کسی پارٹی نے انتظامیہ کو سیاسی مصلحتوں کے لیے استعمال کیا ہو ۔ نہ ہی یہ ہماری پارٹی کے منشور میں ہے ۔ ہمارے قائد عوام نے اعلان کیا ہے کہ نہ ہم پبلک سرونٹ کو سیاست میں لائیں گے اور نہ استعمال کریں گے بلکہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ انتظامیہ اور جوڈیشری کی اس طرح اصلاح کی جائے کہ ان پر کسی قسم کا بد دیانت یا رشوت کا شک و شبہ نہ ہو سکے ۔ نہایت پاک اور اعلیٰ ارفع قسم کی انتظامیہ اور جوڈیشری ہمارے پاس ہو ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ قرارداد کو منظور کیا جائے کیونکہ یہ ملک کی انتظامیہ اور جوڈیشری کے مفاد میں ہے ۔

Mr. Speaker : Mr. Taj Muhammad Khanzada .

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I have not much

knowledge with regard to the law and techan'calities legalities or illegalities of this resolution But one thing which is commonsense is that before recoommending a certain ordinance to the central government we should at least go through the various clauses and find out for ourselves what is right and what is wrong. After that, we should be in a position to recommend to central government regarding its enactment. Sir, I am very sorry to say that the House should take a line of action without examining various clauses of this ordinance and to accept and recommend it to the central government. This certainly will not be according the traditions of the House and its past traditions. My only submission to the Leader of the House is that if other province have recommended similar actions, I have no doubt in saying before doing. so they must have given full thought and full consideration to their ordinances But if you take copies of the ordinances from other provinces, putting your thumb impression on that and in the light of that asking this House to forward the recommendation without examining every word and clause, that is certainly not fair to this House and it is certainly not fair to the services who are going to be affected by this ordinance.

Sir, when my Hon'ble friend said that you are putting the cart before the horse I share their feelings certainly. As this ordinance affects the services, the way the services should be conducted, the way of their dismissal and how their terms should be settled, it is the privilege of this House and the right of the services that it should be considered and discussed threadbare in the House before adoption. I am very sorry to say that the Leader of the House on a matter of urgency has pleaded that because this line is going to be taken up by the central legislature on 5th therefore there is urgent necessity for doing this. Now, if this is a legacy of the former Minister who have not taken steps in time to see that this ordinance should be enacted in proper time and it should have been discussed, the penalty should not be paid by this House and the services concerned. The fact that these ordinances have been brought on 1st of April, I do hope that it

will not meet the fate that has been predicted in all actions that had been taken on the first of April. Sir, I would like to refresh the memories of those hon'ble members of this House who were sharing the responsibilities of the legislature in 1963 when the hon'ble late Governor Nawab of Kalabagh brought in the legislation asking for the extension of FCR from the province of Frontier to the Punjab, thereby the Jirga system was established in this county or in this beloved Punjab of ours. I am in a position to say today that the extension of FCR and Jirga system, over which we took out great processions, making a feudal legislation of this province of ours, now what was the result of that. That FCR became instrument of victimization, whether it was by the Government, whether it was by the industrialists. Whoever could get hold of the instruments and use the bureaucracy to fire that gun, the FCR was fired into the chest of the man who would not toe the line of the Government. Sir, today I think bringing in this legislation is a parallel case of 1963 when FCR was being enacted. Today you are bringing this in order to coerce the services into submission in such a way that we don't give them a hope of redress.

The learned member, Haji Muhammad Saifullah Khan, made a reference to the unfortunate victicms of political victimization. Today, they may be gloating over the success that they have managed to get rid of a person and they have managed to get rid of a person and they have installed a person with whom they might have an equation. These instances can always repeat themselves. Don't forget that tomorrow can come after today. Don't think of today. Think of tomorrow and also of the day after. The victimization of 303 and 1300 is not a distant one. We know how 303 officers were got rid of one Martial Law The second Martial Law got rid of 1300 officers and that Martial Law re-instated some of the 303. This process of doing away and bringing back does not pay any nation. The only thing that stays for ever is justice, and justice is done on principles of justice and not through the personal whims of individuals. Sir, why I am talking of this one thing, which has hurt me

really, is because a political victim and no less a person than a retired ICS Commissioner stands up today and supports this legislation, although he was himself a victim of that very thing. What happened during the regime of late Dr. Khan Sahib? I can't see my honourable friend here although he should be very noticeable with his big beard but he is not present here He should now look down his chest and see what he suffered. Today, what is the object that makes you stand up and so vehemently support this legislation of which you yourself were a victim. You profess Islam, you have been preaching Islam and you have been a big Alambardar of Islam, but today you are a party to that very thing against which you fought. I also ask a certain other friend of mine who had also been a victim under similar circumstances; why is he going to support this legislation? I would not go into the transfer of SP Campbellpur who was transferred in five minutes and sent home. Today, he sits as a public representative on these benches. May I ask him how is he going to suppdrt this legislation?

I have no objection if Tribunals are made to judge the integrity or the honesty of those who are in the service of the nation but it is the right of those who serve this nation to appeal to an impartial court if they so desire. You cannot close the doors of justice to them.

Sheik Aziz Ahmad : There is right of appeal.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : There is no provision of appeal under this law. According to this law even those cases which are pending in the courts to be withdrawn.

Sheik Aziz Ahmad : ·There is a provision.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Please listen to me patiently. I am addressing the Chair. When your turn comes you can have your say. In this proposed law you say that all those cases which are now pending in the courts will be brought back before this Tribunal. Therefore, the doors of Judiciary and the High Court will be closed to these poor deaf and dumb Jhonnies who will be serving you with all

their power, integrity and honesty. You will not allow them to go to a court of law. You all profess to be the custodians of the Islamic Law of Pakistan. Does Islam say that you should close the doors of justic to the aggrieved? Let us refer back to the pristine time of our beloved Prophet (may peace be upon him and all his successors). The followers of Islam could get up and do constructive criticism. They could ask explanations from their Amir-ul-Momeneen and they could go to the courts of justice against their own rulers. You are not here allowing the services to seek remedy in a court of law. You can just turn out a man, at your will, who has pledged his life for 35 years. Sir, who will appoint the Tribunal? It will be done by the Government in power. Now, judging from our legacy and actions of the past Government, we can't hope too much. I don't condemn the present Government and don't say that they will do any thing which is wrong but we are here to legislate for all thoes possible apprehensions which may arise in the future. I am not condemning any-body. I am not sitting on judgment over the future conduct of certain invividuals who may be fortunate enough to occupy these Chairs and looking after the destiny of this nation. But, Sir, what we are doing today certainly does not go with the very elementary principles of justice under Islamic Law. I will be seach upon the members of this House not to be in a hurry. Certainly, they should go with the provisions of Article 212 of the Constitution but before doing so, I would request them, they should open their eyes and open their hearts and see what they are siding for. First they should be clear in their mind and then do it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت جو قرار داد اس ایوان میں زیر غور ہے وہ اپنی معنویت ۔ مقصدیت اور اثر کے لحاظ سے انتہائی اہم ۔ انتہائی خطرناک ۔ انتہائی غیر جمہوری اور انتہائی غیر قانونی حیثیت رکھتی ہے جسکے متعلق وفاقی مقننہ سے سفارش کی جا رہی ہے کہ ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل

آرڈیننس کے تحت تشکیل کردہ انتظامیہ ٹریبیونل پر آئین کے آرٹیکل 212 کے احکامات کو وسعت پذیر کرنے کے لیے قانون پاس کیا جائے۔ جناب والا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل آرڈیننس دوسرے صوبوں کے آرڈیننسوں کے مقابلے میں مجموعی اعتبار سے نسبتاً بہتر۔ جامع اور معقول قانونی دستاویز ہے جس میں سرکاری ملازمین کی شرائط ملازمت کا فیصلہ کرنے کے لیے اختیارات تفویض کئے گئے ہیں۔ جناب والا۔ اس میں جہاں کچھ خوبیاں موجود ہیں۔ جہاں کچھ جامع تحفظات موجود ہیں وہاں کچھ تعجیل کی وجہ سے۔ جلد بازی کی وجہ خامیاں بھی موجود ہیں جنہیں کسی اعتبار سے بھی ایک اچھی قانونی دستاویز کا حصہ نہیں ہونا چاہئیے۔ میں جناب کی توجہ چیئرمین اور ممبروں کی سبکدوشی کے متعلق اس آرڈیننس کی ایک اہم دفعہ کی طرف مبذول کرواتا ہوں جس میں کہا گیا ہے۔

> Chairman or a member of a Tribiunal may be removed from office earlier than the expiry of the term of his office by an order of the Government.....

جناب والا۔ یہاں تین ممبروں کا ذکر ہے اور ممبر کی تعریف اس میں واضح طور پر کر دی گئی ہے۔ اس کے مطابق ممبر کا مطلب یہ ہے۔۔۔۔

"Member" means the member of the Tribunal'

اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر چیئرمین یا کسی ممبر کو ہٹنا ہو تو ٹریبیونل کے تین ممبروں پر مشتمل ایک انکوئری کمیٹی بنائی جائے جو اس سلسلے میں تحقیقات کرنے کے بعد گورنمنٹ کو چیئرمین اور ممبروں کو ہٹانے کے متعلق سفارش کرے گی۔ جناب والا۔ یہ اس قدر مبہم۔ اس قدر مضحکہ خیز اور اس قدر بے معنی دفعہ ہے جس کے تحت کسی بھی تین ممبروں کو خود ٹریبیونل کے ممبروں کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے جو دستاویزیں فراہم کی گئی ہیں اس کی تصریحات میں یہ لکھا ہوا ہے۔

" Government " means Governor of the Punjab.

اس کا مفہوم یہ ہے کہ گورنر کا اختیار آئندہ پوری گورنمنٹ پر محیط کر دیا

گیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً یہ غلطی ہوگی - لیکن ہمیں جو خرابی ملتی ہے -

Minister for Education : It is a mis-print and has been eradicated in the printed copies.

سید تابش الوری - جناب والا - میں نے جس نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے وہ طبع شدہ گزٹ نوٹیفیکیشن میں موجود ہے - میری گزارش یہ ہے کہ تین ممبر جو چیئرمین اور ممبروں کو ہٹانے اور ان کی ملازمت کے خاتمے کے سلسلے میں سفارش کریں گے اور وہ تحقیقات کریں گے وہ تینوں بھی ممبر ہوں گے اور اس کی تعریف موجود نہیں ہے کہ وہ کیا ہوں گے - اب لازمی اور قدرتی طور پر ہماری توجہ اسی ممبر کی تعریف پر جاتی ہے جو وہاں موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ ٹریبیونل کے ممبر ہوں گے - تو وہ خود اپنے چیئرمین کے خلاف انکوائری کریں گے - یہ اس لیے ہوا ہے کہ انتہائی جلد بازی سے ایک ایسی قرار داد کو منظور کرنے کے لیے یہ آرڈیننس نافذ کر دیا گیا ہے جس کے اثرات ہماری جمہوریت اور عدلیہ کے نقطہ نظر سے انتہائی مہلک ہو سکتے ہیں - جناب والا - اس آرڈیننس کے ساتھ ہی سول سرونٹس آرڈیننس نافذ کرکے ملازمین کے حقوق اور ٹریبیونل کے اختیارات کی یکسر نفی کر دی گئی ہے اور اس طرح سے ایک ہاتھ سے حقوق دے کر دوسرے ہاتھ سے وہ حقوق چھین لیے گئے ہیں اور ایسی متضاد قانونی کیفیت پیدا کر دی گئی ہے - ایسی معلق صورت حال نے جنم لے لیا ہے جس کے پیش نظر میں نہیں کہہ سکتا کہ ان دونوں آرڈیننسوں میں سے کون سا آرڈیننس سول سرونٹس کے لیے قابل قبول ، قابل عمل یا قابل نفاذ ہے - ایک آرڈیننس ہے جس میں انہیں تحفظات فراہم کیے گئے ہیں - ایک میں ان کے تحفظات کو یکسر ختم کر دیا گیا ہے - جناب والا - یہی نہیں - بلکہ مزید ستم ظریفی یہ کی جا رہی ہے کہ اس آرڈیننس کو جو ایڈمنسٹریٹو ٹریبیونل آرڈیننس کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے - آئندہ وفاقی مقننہ کے ذریعے عدلیہ کے اختیارات سے باہر رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس طرح سے ہمارے لیے جو ایک خوبی کی بات تھی - اس کو ختم کیا جا رہا ہے - وزیر اعلیٰ - ایک اچھے مصور بھی ہیں اور میں سمجھتا

ہوں کہ کوئی اچھا مصور اپنی ہی بنائی ہوئی ایک تصویر پر اس طرح سیاہی پھیر کر خوشی محسوس نہیں کر سکتا ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس اچھی قانونی دستاویز کو اس مہلک اور رسوا کن قرار داد کے ذریعے بے معنی بنا دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اگلی تقریروں میں یہ آئے گا کہ وہ اچھی کرکٹ کھیلتے ہیں ۔ مگر کرکٹ کو خراب کر رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب کاردار صاحب نے بڑی ذہانت کے ساتھ دفعہ 212 کی ایک دفعہ کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ صرف سپریم کورٹ کو اپیل کا اختیار حاصل ہوگا ۔ لیکن یہ اختیار اس صورت میں ہوگا جب سپریم کورٹ اس پر اطمینان کا اظہار کرے کہ اس سلسلے میں کوئی substantial question of law involved ہے ۔

Minister for Industries : Point of order Sir, Kindly ask the hon'ble member to read the Article.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ان میں سے کتنے لوگ ہیں جو ہائی کورٹ کی بجائے سپریم کورٹ میں مقدمات دائر کرنے کے لیے ہزاروں روپے کا سرمایہ رکھتے ہیں ۔ اس طرح سے یہ بات بھی محل نظر ہے کہ سستا اور جلد انصاف ہو جس کی ضمانت خود دستور نے دی ہے ۔ خود ہائی کورٹ کے اختیارات بھی اس سلسلے میں محدود ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح عام شہری کو کسی بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے اور انصاف حاصل کرنے کا حق ہے ۔ اسی طرح سے سول سرونٹس کو ۔ سرکاری ملازمین کو بھی اس حق سے کسی صورت میں محروم نہیں کیا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ آپ یہ بھی بہتر طور پر جانتے ہیں کہ کسی قانون کو نافذ کرتے وقت اس دور کے حالات ۔ ضروریات اور تقاضوں کو بھی پیش نظر رکھنا پڑتا ہے ۔ لیکن اس آرڈیننس کے ذریعے ایک ایسی دفعہ رکھ دی گئی ہے جس کے تحت ایسے تمام مقدمات ۔ ایسی اپیلیں جو کسی وقت بھی ۔ اس آرڈیننس سے پہلے کسی بھی عدالت کے زیر غور ہیں ۔ ان کو یکسر ختم کر دیا جائے گا ۔ وہ خود بخود اپنی [illegible] سے محروم ہو جائیں گے بلکہ انہوں

نے عدالتی میں جو اپیلیں دائر کر رکھی ہیں ۔ اور وہ ملازمین سر فہرست ہیں ۔ جنہوں نے اپنی جبری ریٹائرمنٹ کے خلاف پہلے ہی ہائی کورٹ اور دوسری عدالتوں سے انصاف حاصل کرنے کے لیے رجوع کیا ہوا ہے ۔ انہیں بھی اپنے حقوق سے اس نئے قانون کے ذریعے دستبردار ہونا پڑے گا ۔ جناب والا ۔ یہ ایسی صورت حال ہے جو کسی مارشل لائی دور میں تو گوارا کی جا سکتی ہے ۔ جو کسی مارشل لا کے ضابطے کے تحت تو نافذ کی جا سکتی ہے ۔ لیکن اس جمہوری معاشرے اور جمہوری ایوان میں کسی قانون کے ذریعے اس قسم کے آمرانہ اور فسطائی اختیارات نہیں دیے جا سکتے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اگر عدلیہ کے اختیارات چھین لیے جائیں ۔ اگر انصاف کے دروازے بند کر دیے جائیں تو پھر انتشار جنم لیتا ہے ۔ پھر لاقانونیت جنم لیتی ہے ۔ پھر قانون کے خلاف قوتیں ابھر کر صرف طاقت کے بل بوتے پر اپنے فیصلے کرانے پر مجبور ہو جاتی ہیں ۔ اس لیے ہمیشہ جمہوری معاشرے اس قسم کے قوانین بنانے سے گریز کرتے ہیں ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر واقعی رولنگ پارٹی کے دعوے درست ہیں اور وہ جمہوریت اور قانون کی بالا دستی پر یقین رکھتی ہے تو وہ اس قرارداد کو واپس لیں گے تاکہ کوئی ایسی رسوائی پنجاب کے حصے میں نہ آئے ۔ جس کی وجہ سے ہماری آئندہ نسلیں پوری تاریخ میں شرمسار رہیں ۔ یاد رکھیے ۔ تاریخ کبھی معاف نہیں کرتی ۔ وقت اپنا فیصلہ صادر کرتا ہے اور آگے بڑھ جاتا ہے ۔

وزیر قانون ۔ براہ کرم وقت بڑھا دیجیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے ۔

Minister for Education : Sir, I have been listening very painfully to the debate.

Mr. Speaker : Painfully or attentively ?

Minister for Education (Dr. Abdul Khaliq) : I have been suffering from this and it seems that the purpose for which we are meeting today is not very clear. I wish to state that what we are trying is that we are taking steps to establish Administrative Tribunals and this resolution which we have

brought before this august House today is to request both the Houses of the Parliament to extend to it the powers of exclusive jurisdiction according to Clause (2) of Article 212 of the Constitution. I have just introduced the subject.

Sir, I am not going to offer my apologies as the Opposition would have me to do so. I will give arguments that this legislation is necessary. There is justification for it and it does not in any way restrict the powers of the High Courts in the country. Now, Sir, looking at different institutions, I will, through you, ask the hon'ble members to recall how Plato established his first college in a garden which was given to him by Mr. Academies. That is why we call our institutions after that name and we see today in 1974 these institutions in so many branches, so many specialised institutions. They have flowered into so many kinds and we are proud of it. Similarly, there are other relevant examples like the Qazi's courts of the old days when one man sitting in a court would decide all sorts of cases comming before him. Then as we trace after that, the jurisprudence and legal works have been made into a specialised class and into special categories. We see very clear distinction between civil courts and criminal courts. We see now in the modern world more and more courts for specialised purposes - we see courts for labour, there are courts for matrimonial disputes, there are revenue courts. Similarly, there is the need for Administrative Tribunals because we have such a large number of public servants, their grades, their allowances, their salaries and the disciplinary actions. This is a very complicated matter and it would be naive to think that any general court or any Qazi can decide such specialised matters. Therefore, this is the necessary. I am not offering any apology. I am saying that there was a positive need to have such courts to deal with such special problems which we have in a modern world.

Sir, the second point, which I wish to make is that this Administrative Tribunal is not the only court which has exclusive jurisdiction. May I, Sir, remind you that in our Armed Forces they have their own courts and these courts

have exclusive jurisdiction. They have their special needs and requirements so they have established special courts and these courts have exclusive jurisdiction. And similarly, if there is special need felt for public servants, there is no harm in having specialised courts. Now I come to the point which has been criticised galore in this House that higher courts have been prevented and the people will be prevented from seeking justice from the High Court. This is certainly not the case Sir,

First of all, my learned friend, Mr. A. H. Kardar, gave a reference that how it can go to the Supreme Court. So I have that. But I give another example Sir, I wish to ask the members who worked in the High Court; the High Court Judges; and if you see through this ordinance the Chairman of this Tribunal will be or has been, or is qualified to be a Judge of the High Court, and the status of the Chairman of the Tribunal is no less than that of a Judge of the High Court. So it will be another kind of Court. You can call it by any other prefix, that one may like. We call it as Administrative Tribunals just by showing that this is its special function. So this is for administrative purposes. We call it a specialised court. So it doesn't in any way, take away the function of the High Court. I may also remind the members through you, Sir, that in this ordinance we have laid down his status, his allowances, his pay and how he will be appointed, how he can resign or his services can be terminated. Now, Sir, this is a privilege enjoyed only by the Judges of the High Court that their terms and conditions are written by an Act of the Parliament. No other public servant in any other institution has this privilege of what his terms and conditions are, what are the allowances, procedure of resignation. All will be written in an Act of the legislature and which is being done. So this is another proof that this is a special organization and does not take the powers or usurp the powers of any court.

Another point to be noted in this respect is that now through this ordinance, through this bill, it is said that the

tribunals may either limit their functions to a certain specified territory in the province or to certain class of public servants. This is another proof that this court is meant to be a specialised court specialising in deciding the matters of pay and terms and conditions and disciplinary matters. Another proof is that it is a specialised court and nothing less than a court. Its other two members will be members who would have served for at least fifteen years in the Federal Government or in the Provincial Government. Now this has been made specially for the purpose that there should be two people who have under-taken fifteen years of service and know the service rules and know all the difficulties that are faced by the public servants, and hence sitting in the court they will realize the difficulties faced by their fellow members in the public services. Similarly, Sir, this court has all the powers of Civil Courts in summoning of witnesses, recording and so many other things which your honour knows better than me. It will function as a single bench or a division bench and its rules of business are another distinction. Even the rules of business are in the Act of the Assembly. This is a privilege enjoyed by no other organization less than a court. Then, Sir, the Chairman will take oath before the Chief Justice of the Lahore High Court or before a Judge nominated by him. So all these points that I have mentioned Sir, do not give it any lesser status than the High Court in our country.

Now, Sir, to prove the point that our intentions are bona-fides : I have been reminded again and again about Islamic Justice. We know it very well. I know the call from Allah :

اذا حکمتم بین الناس تحکمو بالعدل

We know it very well Sir, and we have practised these verses, and the proof of that this is for the benefit of the public servants. Once they exhaust the departmental organizations where they can represent, they can go to the Supreme Court. As my hon'ble friend pointed out and what we have taken care of, Sir, perhaps this may be the only one or one of the very few pieces of legislation where we have provided for the

man, for the applicant or his dependant with a lawyer at the expense of the Government for presentation before the tribunal or before any bench of this tribunal. Should we have taken this care if we were against the Government servants or if we had vindictive feelings, or we wanted to victimize them ? Certainly not. We have been taking special care and that was the decision taken by all of us that this must be in this new tribunal. Supposing a man dies and his widow wants to represent before the tribunal, she should be provided with a lawyer at the expense of the Government. We have gone so far to provide him the legal help because we want this court, this administrative tribunal only to function as a specialised body. There is a need for it and there is justification for it and it does not in any way restrict the functioning of the higher courts in the country.

Sir, I can assure my friends in the Opposition that we have no ulterior motives. We only mean what is written in this document and I would request through you, Sir, the members of this House that they should give a vote of 'Yes' for this resolutiou which we have presented. I thank you very much.

Mr. Speaker. The resolution before the House is :

> That this Assembly hereby resolves to request the Parliament to make law extending the provisions of Clause 2 of Article 212 of the Constitution of the Islamic Repbulic of Pakistan to the Administrative Tribunals established under the Punjab Administrative Tribunals Ordinance, 1974. (Punjab Ordinance No. 5 of 1974).

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ ہم اسے bad begislation سمجھتے ہیں ۔ اس لیے ہم اس کے خلاف واک آؤٹ کرتے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے اراکین واک آؤٹ کر گئے)

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The resolution is adopted.

The House is adjourned till 8.00 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس 4 اپریل 1974ء بروز جمعرات 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)۔

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 4785)

	روزنامے	ہفتہ وار	پندرہ روزہ	ماہوار	کل تعداد
(1) تعداد کیس زیر التوا برائے ضروری تحقیقات ۔	11	39	17	44	111
(2) تعداد کیس زیر التوا بوجہ کاغذات نا مکمل ۔	6	23	9	30	68
میزان	17	62	26	74	179

ان کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے ۔

ضلع لاہور

روزنامے

نمبر شمار	نام اخبار	فیصلہ میں تاخیر کی وجہ
(1)	پیام قائد (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	ملت (اردو)	" " "
(3)	زمزم (اردو)	" " "
(4)	مارننگ نیوز (انگریزی)	" " "
(5)	شیر پاکستان (اردو)	" " "
(6)	سن (انگریزی)	کاغذات نا مکمل

ہفتہ وار

(1)	حالات (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	پاکستان (اردو)	" "

(3)	پکچر پوسٹ (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(4)	خاتون (اردو)	" "
(5)	نئی آواز (اردو)	" "
(6)	پبلک آئی (انگریزی)	" "
(7)	ہیرو (اردو)	" "
(8)	پاکستان انٹرنیشنل (اردو)	" "
(9)	پاسبان وطن (اردو)	" "
(10)	نظام نو (اردو)	" "
(11)	کیمپس رینی گیڈ (انگریزی)	" "
(12)	کمرشل (اردو)	" "
(13)	بچوں کا اخبار (اردو)	" "
(14)	رفیق (اردو)	" "
(15)	سچ یاد (پنجابی اردو)	" "
(16)	ثقافت (اردو)	کاغذات نا مکمل
(17)	پاسبان جدید (اردو)	کاغذات نا مکمل
(18)	سٹوڈنٹ جرنل (انگریزی)	" "
(19)	سنگم (اردو)	" "

پندرہ روزہ

(1)	نیرنگ (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	بیسٹ سلیکشن (اردو)	" "
(3)	تصویر وطن (اردو)	" "
(4)	مرکز (اردو)	" "
(5)	نوائے ریل (اردو)	" "

(6)	ہدایت کار (اردو)	"	"	"
(7)	امرت (اردو)	"	"	"
(8)	النبی الخاتم (اردو)	"	"	"
(9)	قومی اخبار (اردو)	"	"	"
(10)	الخیال (اردو)	"	"	"
(11)	شفق (اردو)	کاغذات نا مکمل		

ماہوار اخبارات

(1)	ایڈونچر (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات		
(2)	انیس صحت (اردو)	"	"	"
(3)	الفت (اردو)	"	"	"
(4)	دین دنیا (اردو)	"	"	"
(5)	جگنو (اردو)	"	"	"
(6)	العاصفہ (اردو)	"	"	"
(7)	کندن (اردو)	"	"	"
(8)	بیسویں صدی (اردو)	"	"	"
(9)	پاسپورٹ ویزا گزٹ (اردو انگریزی)	"	"	"
(10)	المشائخ (اردو)	"	"	"
(11)	گلشن (اردو)	"	"	"
(12)	بچوں کا باغ (اردو)	"	"	"
(13)	حجت اللہ (اردو)	"	"	"
(14)	ڈائجسٹ (اردو)	"	"	"
(15)	القلم (اردو)	"	"	"
(16)	ملن (اردو)	"	"	"
(17)	رنگیلا (اردو)	"	"	"
(18)	آنگن (اردو)	"	"	"
(19)	تصویریں (اردو)	"	"	"
(20)	قوس قزاح (اردو)	"	"	"

(21)	مشعل انسانیت (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(22)	نوائے نجوم (اردو)	" " "
(23)	حوا (اردو)	" " "
(24)	تفریح و تعلیم (اردو)	" " "
(25)	سروش (اردو)	" " "
(26)	سپورٹس لائٹ (اردو)	" " "
(27)	ٹیلر ڈائجسٹ (اردو)	" " "
(28)	بچپن (اردو)	کاغذات نا مکمل
(29)	پلے بوائے (اردو)	"
(30)	صحت/ہیلتھ (اردو)	"
(31)	حکمت قرآن (اردو)	"
(32)	سات ستارے (اردو)	"
(33)	ترجمان اہل سنت (اردو)	"
(34)	امنگ (اردو)	"
(35)	سب رنگ ڈائجسٹ (اردو)	"
(36)	تعمیر پاکستان (اردو)	"
(37)	ہر رنگ ڈائجسٹ (اردو)	"
(38)	ترنجن (اردو)	"
(39)	بیدار (اردو)	"
(40)	صدق (اردو)	"

ضلع راولپنڈی

روز نامے

(1)	سیاست (اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	نیا دور (اردو)	کاغذات نا مکمل
(3)	ریولیوشن (انگریزی)	"

ہفتہ وار اخبارات

(1)	قیادت	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	انٹرونگ	(انگریزی)	" "
(3)	جنبش	(اردو)	" "
(4)	دیہات	"	" "
(5)	حکومت	"	کاغذات نا مکمل
(6)	سنگت	"	" "
(7)	ترکش	"	" "

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	ٹیکس گزار	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	ایشورنش	(اردو انگریزی)	کاغذات نا مکمل
(3)	میٹرو پولیس	(انگریزی)	"
(4)	للکار	(اردو)	"

ماہوار اخبارات

(1)	فخر خواتین	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	اظہار	"	" " "
(3)	دوشیزہ	"	" " "
(4)	کمال	"	کاغذات نا مکمل
(5)	سوہنی دھرتی	"	"
(6)	پاک ایٹم	(انگریزی)	"

ضلع ملتان

روز نامے

(1)	جمہور	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	اعلان	"	" "
(3)	قیادت	"	" "

(4)	ملت	اردو	کاغذات نا مکمل
(5)	انجم	"	"

ہفتہ وار اخبارات

(1)	صدائے مشرق	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	اخبار پاکستان	"	" "
(3)	اخوان	"	" "
(4)	ضرب	"	" "
(5)	بیوپاری	"	" "
(6)	پریت	"	" "
(7)	محاذ	"	" "
(8)	الخطیب	"	کاغذات نا مکمل

ماہوار اخبارات

(1)	ترجمان نظریہ مفرد اعضا	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	پگڈنڈی	(اردو)	" "
(3)	پریت سہار	"	" "
(4)	عوامی ڈائجسٹ	"	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(5)	توفی ڈائجسٹ	"	" "
(6)	یادیں	"	" "
(7)	دھرتی	"	کاغذات نا مکل

ضلع سرگودھا

ہفتہ وار اخبارات

(1)	آغاز	(اردو)	کاغذات نا مکمل
(2)	اسرار جہاں	"	"
(3)	سرگودھا ٹائمز	"	"

ضلع لائل پور

روز نامے

(1)	ہوش	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

ہفتہ وار اخبارات

(1)	الشاہین	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	زمزم	"	کاغذات نامکمل

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	فیض القرآن	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	خدمت	"	" "

ماہوار اخبارات

(1)	چراغ ہومیو پیتھی	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	لشکارا	"	" "
(3)	نور بصرت	(اردو انگریزی)	" "
(4)	چناب رنگ	(اردو)	" "
(5)	کہانی ڈائجسٹ	(اردو)	کاغذات نا مکمل
(6)	خبرنامہ شہری دفاع	"	"
(7)	پنجابی پرچار	(پنجابی)	"
(8)	انٹرنیشنل ٹریڈ ڈائجسٹ	(انگریزی)	"

ضلع ساہیوال

روز نامے

(1)	جمہورستان	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

ہفتہ وار اخبارات

(1)	سرخ سویرا	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

(2)	عوامی اخبار	"	کاغذات نا مکمل
(3)	عوامی راج	"	"
(4)	سماہی	"	"

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	شان ملت	(اردو)	کاغذات نا مکمل

ماہوار اخبارات

(1)	جاٹ	(اردو)	کاغذات نا مکمل
(2)	نور الحبیب	"	"

ضلع گجرات

ہفتہ وار اخبارات

(1)	روشنی	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	عدل	"	کاغذات نا مکمل
(3)	راز دان	"	"

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	دور جدید	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	نمائندہ	"	" "
(3)	اخبار تدریس	"	کاغذات نا مکمل
(4)	نسیم سحر	"	"

ماہوار اخبارات

(1)	گلزار مدینہ	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	شکر گنج	"	کاغذات نا مکمل
(3)	خورشید	"	"

ضلع گوجرانوالہ

ہفتہ وار اخبارات

(1)	شاہد	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	الجمعیت	"	" "
(3)	ظفر الملت	"	" "

ماہوار اخبارات

(1)	طب اشرف	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

ضلع بہاولپور

روز نامے

(1)	زمین	(اردو)	کاغذات نا مکمل

ہفتہ وار اخبارات

(1)	پیپلز	(اردو)	کاغذات نا مکمل

ماہوار اخبارات

(1)	اخبار دو جہاں	(اردو)	کاغذات نا مکمل
(2)	دھمک	"	"

ضلع شیخوپورہ

ہفتہ وار اخبارات

(1)	عوامی دور	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	راہ حق	"	" "

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	فکر جدید	(اردو)	کاغذات نا مکمل

ضلع سیالکوٹ

ہفتہ وار اخبارات

(1)	بے باق	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	نوائے پسرور	،،	،، ،،
(3)	پسرور	،،	کاغذات نا مکمل

ماہوار اخبارات

(1)	فرخ	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	پیام اقبال	،،	کاغذات نا مکمل
(3)	جام درویش	،،	،،

ضلع جہلم

ہفتہ وار اخبارات

(1)	جذبات	(اردو)	زیر التوا برائے ضرور تحقیقات
(2)	ترقی دیہات	،،	کاغذات نا مکمل
(3)	نئی زندگی	،،	،،

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	نئی کرن	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

ضلع جھنگ

پندرہ روزہ اخبارات

(1)	پنجاب نیوز	(اردو)	کاغذات نا مکمل

ماہوار اخبارات

(1)	اخبار الجنہ اماہ اللہ	(اردو)	زیر التوا برائے ضروری تحقیقات
(2)	الغدیر	،،	کاغذات نا مکمل

ضلع میانوالی

ہفتہ وار اخبارات

(1) آواز ملت (اردو) کاغذات نا مکمل

ضلع بہاولنگر

ہفتہ وار اخبارات

(1) صدائے امن (اردو) کاغذات نا مکمل

ضلع مظفرگڑھ

ہفتہ وار اخبارات

(1) حقیقت (اردو) زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

ضلع کیمبلپور

ہفتہ وار اخبارات

(1) الحیات (اردو) زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

پندرہ روزہ اخبارات

(1) گوریلہ (اردو) زیر التوا برائے ضروری تحقیقات

سلیم

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا ساتواں اجلاس

جمعرات ۔ 4 اپریل 1974ء
(پنجشنبہ ۔ 10 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

إِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۚ وَمَنْ تَزَكّٰى فَإِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۚ وَإِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ إِنْ أَنْتَ إِلَّا نَذِيْرٌ ۝

قرآن حکیم : پ ۲۲ ۔ س ۳۵ ۔ رکوع ۱۵ ۔ آیات ۱۸ تا ۲۳ ۔

(اے پیغمبر) آپ اُن ہی لوگوں کو نصیحت کر سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے پروردگار سے ڈرتے اور نماز ادا کرتے ہیں اور جو شخص پاک ہوتا ہے وہ اپنے ہی بھلے پاک ہوتا ہے اور سب کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اور (ظاہر ہے) کہ اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ تاریکی و روشنی برابر ہو سکتی ہے اور نہ ہی سایہ اور دھوپ برابر ہے اور نہ زندہ اور مُردہ برابر ہو سکتے ہیں اللہ جس کو چاہتا ہے سُنا دیتا ہے اور تم ان کو جو قبروں میں مدفون ہیں سُنا نہیں سکتے۔ تم تو صرف ہدایت کرنے والے ہو۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں درمیانہ سائز کا کمرہ

*3462 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ میں ایک ہال کمرہ موجود ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر ہے کہ یہ ہال کمرہ ایک درمیانہ سائز کے کمرے سے زیادہ بڑا نہیں ہے اور طلباء کے لیے اس میں کوئی تقریب منعقد کرنا ممکن نہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طلباء کی اس مشکل کو رفع کرنے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) گورنمنٹ کو طلباء کی اس تکلیف کا پورا پورا احساس ہے لیکن یہ کام رقم کی قلت کی وجہ سے اب تک سرانجام نہیں دیا جا سکا ۔ چوتھے پانچ سالہ منصوبہ کے باقی سالوں میں استحقاق کی بنیاد پر اس معاملہ پر غور کیا جائے گا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ کیا وزیر تعلیم صاحب از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ آج سے دو سال قبل میں نے تقریباً یہی سوال اسی کالج کے بارے میں پوچھا تھا اور آپ نے اس وقت بھی یہی جواب دیا تھا ؟

مسٹر سپیکر ۔ دو سال پہلے نہیں ہو سکتا کیونکہ دو سال پہلے تو اسمبلی ہی نے meet نہیں کیا تھا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ایک سال پہلے سہی ۔ جناب والا ۔ اب 1974ء ہے تقریباً دو سال بن جاتے ہیں ۔ میرا مطلب ہے کہ گوجرانوالہ میں ایک ہی گورنمنٹ کالج ہے اور اس کا main hall درمیانے سائز کا ہے ۔ طلباء کو بڑی تکلیف ہوتی ہے ۔ اس main hall میں نہ طلباء کسی قسم کا کوئی functionl کر سکتے ہیں اور نہ ہی prayer کے لیے اکٹھے ہو سکتے ہیں س مسئلہ کو حل کرنے کے لیے آپ نے کیا اقدام کیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ عرض یہ ہے کہ آج ایسے سوالوں کے جوابات بھی آئیں گے کہ جہاں بچوں کے پڑھنے کے لیے کمرہ نہیں ہے ۔ جہاں ان کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں نہیں ہیں ۔ ٹاٹ نہیں ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال تو بنتا ہی نہیں ہے ۔ انہوں نے تو غور کا ہی وعدہ کیا ہے ۔ اس سے آگے نہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ دو سال سے غور کر رہے ہیں؟

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گوجرانوالہ میں پنکھوں کی فراہمی

*3463 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ نمبر 1 میں کتنی جماعتیں ہیں نیز وہاں طالبات اور استانیوں کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا سکول میں بچوں کے لیے کوئی پنکھا نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکور سکول میں فی الفور پنکھے بہم پہنچانے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول

گوجرانوالہ نمبر 1 میں 34 جماعتیں ہیں لڑکیوں کی تعداد 1504 اور اساتذہ 52 ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) بہت سے ایسے تعلیمی اداروں میں سردست پنکھے نہیں ہیں ۔ سال رواں کے بجٹ میں اس سلسلے میں رقم مختص کر دی گئی ہے اور منصوبہ کی شیرازہ بندی زیر عمل ہے جس کے تحت تعلیمی اداروں میں پنکھے اور دیگر ضروری سامان آسائش مہیا کیا جائے گا ۔ اس ضمن میں گورنمنٹ ہائی سکول گوجرانوالہ نمبر 1 میں پنکھوں کی ضرورت محل نظر رکھی جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے تو یہ جواب محکمہ تعلیم سے متعلق ہے ۔ اس میں اردو کافی مشکل ہوتی ہے جیسے جواب میں شیرازہ بندی اور محل نظر ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ اس سوال کو بھی آپ دیکھیں کہ کافی سال ہوگئے ہیں یہ بچیوں کا سکول ہے اور اس میں پنکھے نہیں ہیں last summer میں میں نے جب visit کیا تھا تو مجھے پرنسپل صاحبہ سے پتا چلا کہ ان کے اپنے سکول کے فنڈز ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو استعمال نہیں کر سکتیں ۔ اگر محکمہ تعلیم ان کو یہ authorise کر دے تو وہ اپنے فنڈز میں سے پنکھے خرید کر سکیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ عاریتاً لے کر پنکھے خرید لیں ۔ بعد میں گورنمنٹ adjust کر لے یا فنڈز میں براہ راست خرید لیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ پرنسپل صاحبہ کہہ رہی تھیں کہ اگر محکمہ تعلیم ہمیں اجازت دے تو ہم اپنے فنڈز یعنی یونین فنڈ اور سکول فنڈ میں سے پنکھے خرید کر لیں ۔ اس پر غور فرمائیں ۔ آخر بچوں کے اپنے جمع کئے ہوئے پیسے ہیں ۔ ان کو خرچ کرنے کی اجازت دی جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں کہ اس کے لیے پہلے اہتمام کیا گیا ہے ۔ اگر میں یہ کہتا کہ اہتمام نہیں ہے پیسے نہیں ہیں تو میں فاضل رکن کی request کو ضرور منظور کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے وعدہ کر لیا ہے ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ بیگم ریحانہ سرور صاحبہ پنکھوں کی بات کر رہی ہیں ہمارے دیہات میں سکولوں کے لیے زمینیں تو دے دی ہیں مگر ہمارے بچے بچیاں زمین پر بیٹھکر تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ کسی کسی جگہ پر آپنی مدد آپ کے تحت ایک دو کمرے بنائے ہیں ۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایسی جگہوں پر دھیان دینا چاہیے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ عوامی حکومت کے دور میں جیلوں میں پنکھے لگائے گئے ہیں ۔ محکمہ تعلیم سکولوں میں بچوں اور بچیوں کے لیے پنکھے کیوں فراہم نہیں کر رہا ؟

Mr. Speaker : The day is not far when you may be required to explain things.

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گوجرانوالہ میں طلباء اور استانیوں کی تعداد

*3464 ۔ **بیگم ریحانہ سرور (شہید)** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول گوجرانوالہ میں طالبات اور استانیوں کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا سکول میں استانیوں کی تعداد طالبات کے مقابلے میں ناکافی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکور بالا سکول میں مزید استانیوں کے تقرر کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) گورنمنٹ گرلز سکول نمبر 1 گوجرانوالہ میں طالبات کی تعداد 1504 ہے ۔ جب کہ اساتذہ کی تعداد 52 ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) مندرجہ بالا جواب کے پیش نظر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مڈل سکول موضع گھکہ متر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے پرائمری سکولوں کی عمارت کی تعمیر

*3710 ۔ **چوھدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع گھکہ متر تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ کے پرائمری سکول کو اپریل 1971ء میں مڈل کا درجہ دیا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ مڈل سکول کی عمارت بنانے اور سامان خریدنے کے لیے کوئی گرانٹ نہیں دی جس کی وجہ سے مذکورہ مڈل سکول کے طالب علم دھوپ اور گرمی کی شدت میں باہر بیٹھ کر پڑھتے ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت کب تک مذکورہ سکول کی عمارت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) جی ہاں ۔

(ب) عمارت تین کمروں پر مشتمل موجود ہے ۔ جو موجودہ تعداد کے لحاظ سے متکفی ہے ۔ عمارت کی مزید توسیع اور مزید سامان مدرسہ مہیا کرنے کے لیے اس مدرسہ کا انتخاب ضلعی تعلیمی کونسل ، ضلع گوجرانوالہ کے مشورہ سے کیا جاتا ہے اور ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس نے اس ضمن میں ضروری اقدامات کئے ہیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کرسی پر متمکن ہوئے ۔)

مسلم پردہ گرلز ہائی سکول گجرات میں کی گئی دھاندلیوں کی تحقیقات

*3711 ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسلم پردہ گرلز ہائی سکول گجرات قومی تحویل میں لیا جا چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کی سابقہ انتظامیہ نے سکول کو قومی تحویل میں دیتے وقت سکول کا سارا فرنیچر پنکھے اور سامان وغیرہ اپنے قبضہ میں کر لیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ انتظامیہ نے اس سکول کو حکومت کی تحویل میں دینے کے بعد بھی دخل اندازی کرتے ہوئے سکول کو بہت نقصان پہنچایا اور ہیڈ مسٹریس نے اس دھاندلی کی شکایت پولیس کو دی لیکن کارروائی نہ ہوئی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سابقہ انتظامیہ نے ہیڈ مسٹریس ، ٹیچروں اور لڑکیوں کو تنگ کیا ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف ڈپٹی کمشنر گجرات کو تحقیقات کرنے کا حکم دینے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) جی ہاں کسی حد تک درست ہے ۔

(ج) جی ہاں درست ہے البتہ پولیس کا ایک سپاہی سکول کے گیٹ پر متعین رہا ۔

(د) جی ہاں درست ہے ۔

(ہ) سابقہ انتظامیہ کے خلاف شکایات کا محکمانہ تحقیقات کی گئی ہے اور اس کے مطابق مزید کارروائی زیر عمل لائی جائے گی ۔

چودھری محمد انور سمہ ۔ جناب والا ۔ جواب کے جز (ب) میں لکھا ہے "کسی حد تک درست ہے" ۔ کیا وہ حد کا تعین فرمائیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب آگے آ رہا ہے ۔ اس کی تحقیقات کی جا رہی ہیں ۔ اس لیے میں اس وقت حد کا تعین نہیں کر سکتا ۔

Chaudhri Muhammad Anwar Samma I would request the Hon'ble Minister to repeat the question.

وزیر تعلیم ۔ اگر جواب ناکافی ہے تو ٹھیک ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ سوال کو دھرا دیں ۔

قومی تحویل میں لیے جانے والے ہائی سکولوں کے اساتذہ کی تنخواہوں کے گریڈ

***3712 ۔ چودھری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا حکومت کے علم میں ہے کہ قومی تحویل میں لیے جانے والے ہائی سکولوں کی انتظامیہ نے رجسٹروں میں اساتذہ کی تنخواہ کا اندراج غلط طور پر کر رکھا تھا جس کے مطابق حکومت انہیں تنخواہیں ادا کر رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سکولوں کے مینجر یا خود ساختہ ہیڈ ماسٹروں نے اپنی تنخواہیں بہت زیادہ رکھی ہوئی تھیں لیکن اکثر اساتذہ کو تنخواہیں کم دیتے تھے اور یہ نا انصافی اب بھی جاری ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نا انصافی کا ازالہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ۔

(د) کیا حکومت پنجاب ایسے سکولوں میں تعینات اساتذہ کو

تنخواہوں کے مناسب ۔ معقول اور جائز گریڈ دینے کے پروگرام پر غور کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ درست ہے ۔

(ج) حکومت اس نا انصافی کا ازالہ کرنے کا پورا پورا ارادہ رکھتی ہے ۔ اس کے لیے حکومت نے ضلعی سطح پر تنخواہ کی پڑتال کے لیے کمیٹیاں مقرر کر دی ہیں ۔ جو جزو (الف (ب) میں مذکورہ نا انصافی کا جائزہ لیں گی اور ازالہ کریں گی ۔ یہ کام حکومت کی طرف سے شروع کر دیا گیا ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ حکومت ان امور پر پہلے ہی غور کر رہی ہے اور مندرجہ بالا ضلعی سطح پر تشکیل کردہ کمیٹیوں کی رپورٹ کی بناء پر مناسب کارروائی عمل میں لائے گی ۔

انٹرمیڈیٹ کالج عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں درس و تدریس کا اجراء

*3934 ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ عیسیٰ خیل ضلع میانوالی میں انٹرمیڈیٹ کالج کے اجراء کے لیے 74 ۔ 1973ء کے بجٹ میں رقم مختص کی گئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالج کے لیے 64 کنال زمین مختص کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ گرلز ہائی سکول کی ایک عمارت بھی وہاں خالی پڑی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں درس و تدریس کے اجراء میں کون سی دقت باقی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جزو (الف) کا جواب پرانا ہے ۔ اب محکمہ فنانس نے یہ رقم منظور کر لی ہے اور کل ہی مجھے اس کی اطلاع آئی ہے ۔

(ب) گورنمنٹ ہائی سکول برائے طلبا ضلع میانوالی کی زمین میں سے 64 کنال رقبہ کالج کے لیے مختص کیا گیا ہے ۔ گرلز ہائی سکول کی پرانی عمارت جو کہ 4 کمروں پر مشتمل ہے بوسیدہ حالت میں ہے اور قابل استعمال نہیں ہے ۔

(د) کالج کے اجراء کی تجویز مکمل کر لی گئی ہے ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں طالبات کی تعداد

*4040 ۔ **چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں طالبات کی تعداد کتنی ہے اور کمرے کتنے ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ دوران لیکچر جگہ کی کمی کی وجہ سے سے بہت سی طالبات کو کمروں سے باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا کالج سے ملحق مزید کمرے تعمیر کرنے کے لیے زمین موجود ہے ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طالبات کی سہولت کے لیے اس کالج میں مزید کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) کالج ہذا میں کل طالبات کی تعداد 1735 ہے اور اس میں کلاس کے کمروں کی کل تعداد 16 ہے ۔

(ب) جی نہیں ۔ یہ درست نہیں ہے کہ طالبات کو دوران لیکچر کمروں کے باہر کھڑا ہونا پڑتا ہے ۔

(ج) طالبات کی سہولت کے لیے مزید کمروں کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

چودھری محمد انور سمہ ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کب تک اس پر غور کریں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ فنڈز مہیا ہونے پر ۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان کے ہوسٹل کے لیے کمروں کی تعمیر

***4041۔چودھری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان کے ہوسٹل میں طالبات کی کتنی تعداد ہے اور ہوسٹل میں کل کمرے کتنے ہیں ؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ہوسٹل کے ہر ایک کمرے میں 10 ۔ 11 طالبات کو رہنا پڑتا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ہوسٹل کے لیے مزید کمرے تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) کالج ہذا کے ہوسٹل میں کل 240 طالبات ہیں اور ہوسٹل کے کمروں کی کل تعداد 22 ہے ۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ ہر کمرے میں 10 ، 11 طالبات کو رہنا پڑتا ہے ۔

(ج) حکومت مذکورہ بالا ہوسٹل کے لیے مزید کمرے تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اس سلسلے میں رقم بھی مختص کی جا چکی ہے ۔

گورنمنٹ کالج میانو چنوں کا تعلیمی معیار

*4018 ۔ **ڈاکٹر محمد صادق ملہی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج میاں چنوں میں تعلیمی معیار بہت پست ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور کیا حکومت اس کالج کا معیار بلند کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ ہاں معیار قدرے پست ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کالج پہلے مقامی میونسپل کمیٹی چلا رہی تھی اب چونکہ یہ حکومت کی تحویل میں آ چکا ہے اس لیے یقیناً اس کا نتیجہ بہتر ہوگا ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر موصوف ایوان کو پچھلے نتائج کا گوشوارہ بتا سکیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ یہ تو ایک مکمل سوال ہے ۔ اگر آپ علیحدہ سوال دیں تو میں جواب دوں گا ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ تو یہ کیسے پتہ چل گیا کہ پہلے سے فرق ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ ہے نہیں ۔ ہوگا ۔

قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کی سینیارٹی لسٹ

*4118 ۔ **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کی سینیارٹی لسٹ ملازمین کے قواعد کے برعکس تنخواہوں کے سکیلوں کو نظر انداز کرکے محض مدت ملازمت کی بنیاد پر تیار کی گئی ہے ۔

(ب) کیا گورنمنٹ کالجوں کے ایم ۔ اے اساتذہ کی سینیارٹی لسٹ بھی قواعد کے برعکس بطریق مندرجہ (الف) بالا نئے سرے سے ترتیب دی جائے گی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اس نئے طریقہ سے عام لیکچرار صاحبان کے گریڈ سے اوپر والے گریڈوں میں کام کرنے والے اساتذہ کی حق تلفی نہیں ہوگی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) قومیائے ہوئے کالجوں کے اساتذہ کی سینیارٹی لسٹ ان کالجوں کے قواعد کے مطابق تیار کی جائے گی یہ قواعد ابھی تکمیل کے مراحل میں ہیں ۔ ان میں بنیادی اصول وفاقی وزیر تعلیم جناب پیر زادہ کی وہ یقین دھانی ہے جو انھوں نے ان کالجوں کے اساتذہ کو 10 ستمبر 1973ء کو اپنے ٹیلی ویژن ایڈریس میں دلائی تھی ۔ اس یقین دھانی کے مطابق نجی کالجوں کے اساتذہ کی سینیارٹی ان کی مدت ملازمت سے طے ہوگی جو انھوں نے نجی کالجوں میں گزاری ہے ۔

(ب) ایسی کوئی تجویز حکومت، کے زیر غور نہیں ہے ۔

(ج) مدت ملازمت کا اصول اپنانے سے ان بے انصافیوں کا ازالہ کرنا مقصود ہے جو بہت سے پرائیویٹ کالجوں میں روا رکھی جاتی تھیں ۔

قومیائے گئے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو چارج الاؤنس اور ہاؤس رینٹ الاؤنس کی ادائیگی

*4119 ۔ میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کو ابھی تک وہی تنخواہ دی جا رہی ہے جو مارچ 1972ء کو ملتی تھی حالانکہ ان میں سے اکثر کی دو دو ترقیاں واجب الادا ہو چکی ہیں ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قومیائے گئے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو ابھی تک چارج الاؤنس اور ہاؤس رینٹ الاؤنس نہیں دیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان سرکاری ملازمین کی حق کب تک کرے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ صوبہ میں قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کرام کو ابھی وہی تنخواہ مل رہی ہے جو مارچ 1972ء میں تو نہیں بلکہ ستمبر 1972ء میں ادا کی گئی تھی یہ بھی درست ہے کہ ان کی دو دو ترقیاں بھی واجب الادا ہیں ۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ قومیائے گئے کالجوں کے پرنسپل صاحبان کو چارج الاؤنس اور ہاؤس رینٹ الاؤنس نہیں دیا جا رہا ہے ۔

(ج) کالج کے لیکچرار صاحبان اور دیگر عملہ کی تنخواہوں کی پڑتال مکمل ہو چکی ہے ۔ ان کی سینیارٹی کے قوانین منظور ہو چکے ہیں اور سینیارٹی لسٹ اعتراضات کے لیے مشتہر کی جا رہی ہے ۔ اسی مالی سال کے دوران قومیائے گئے کالجوں کے عملہ کی تنخواہ سرکاری کالجوں کے تنخواہوں کے مطابق مقرر کی جا رہی ہے اور ان کو بقایاجات بھی ادا کر دیے جائیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا ان بقایاجات میں واجب الادا ترقیاں بھی شامل ہوں گی ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

صوبہ پنجاب میں کالجوں اور ہائی سکولوں کی تعداد

*4165 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پنجاب میں کل کتنے لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج یا ہائی سکول ایسے ہیں جن کا نتیجہ 1971ء ، 1972ء ، 1973ء میں 90 فی صد یا اس سے زیادہ رہا ۔ ان کالجوں یا ہائی سکولوں کے نام اور ان

کے اس وقت کے پرنسپلوں ہیڈ ماسٹروں اور ہیڈ مسٹریسوں کے نام بیان فرمائیں ۔

(ب) پنجاب میں کل کتنے لڑکوں اور لڑکیوں کے کالج یا ہائی سکول ایسے ہیں جن کا نتیجہ 1971ء ، 1972 ، 1973ء میں 40 فی صد یا اس سے کم رہا ایسے کالجوں یا ہائی سکولوں کے نام ان کے اس وقت کے ہیڈ ماسٹروں اور پرنسپلوں کے نام بیان فرمائے جائیں ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ مطلوبہ کوائف صوبہ پنجاب کے تمام کالجوں اور ہائی سکولوں سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں ۔ چند اداروں سے اطلاع آنا باقی ہے اور انھیں حاصل کرنے کے لیے ذاتی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جونہی باقی ماندہ جگہوں سے کوائف موصول ہوں گے انھیں ایوان کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ آپ اس سوال کو ملتوی فرما دیں کیونکہ اس کے لیے پورے کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ٹھیک ہے ۔

ضلع جہلم میں سکولوں کے درجات کی منظوری

*4195 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع جہلم میں کتنے ایسے سکول ہیں جن کی پرائمری سے مڈل اور مڈل سے ہائی سکول کا درجہ دینے کی منظوری ہو چکی ہے لیکن ان میں کلاسوں کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ ضلع جہلم میں مالی سال 74 ۔ 1973ء کے دوران مندرجہ ذیل سکولوں کا درجہ بڑھانے کی منظوری ہو چکی ہے ۔

پرائمری سے مڈل		مڈل سے ہائی	
لڑکوں	لڑکیوں	لڑکوں	لڑکیوں
5	4	2	2

سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے طلباء سے فیسوں کی وصولی

*4201 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنر پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے طلباء سے فیس نہیں لی جائے گی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے متعلق کوئی با ضابطہ ہدایت کالجوں میں نہیں پہنچی ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طلباء کی پریشانی دور کرنے کے لیے اس ضمن میں فوری اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ اس کے متعلق بذریعہ چٹھی نمبری ایس ۔ او ۔ ایس ۔ بی 4 ۔ 73/46 مورخہ 2 نومبر 1973ء سرکاری احکام جاری ہو چکے ہیں ۔ جس کی اطلاع باقاعدہ طور پر تمام کالجوں کو دی جا چکی ہے ۔ چٹھی کی نقل لف ہذا ہے ۔

(ج) باقاعدہ اقدامات پہلے ہی کیے جا چکے ہیں ۔

No. S. O. (S-B)-4/46/73

From The Secretary to Government of the Punjab, Education Department, Lahore.

To (1) The Director of Education, Lahore Region, Lahore ;

(2) The Director of Education, Rawalpindi Region, Rawalpindi.

(3) The Director, Technical Education, Punjab Lahore.

Dated Lahore the 2nd November, 1973.

Subject : Remission of Tution Fee for Boys and Girls of Flood affected areas from October, 1973 to March, 1974.

Sir,

I am directed to inform you that the Governor of the Punjab has been pleased to order that the tuition fee from October, 1973 to March, 1974, may be remitted for Boys and Girls of flood affected areas. This concession shall apply only to those institution located within the Revenue Estates notified by the Board of Revenue as flood affected.

Your obedicnt servant,
(Dr. Asghar Ali)
Section Officer (S&B)
for Education Secretary.

No. S.O. (S&B)-4/46-73 Dated, Lahore the 2nd Nov. 1973.

Copy forwarded to the Secretary, Board of Revenue, Punjab Lahore, with the request to supply copies of the Gazette notified the Revenue Estates of various Districts as flood affected areas to the Directors of Education, Lahore and Rawalpindi Regions, Director, Technical Education, Punjab, Lahore, as well as a copy to this Department, for record.

(Dr. Asghar Ali)
Section Officer (S&B)

No. S.O. (S&B)-4/46-73 Dated Lahore the 2nd Nov. 1973.

Copy forwarded to the Section Officer Exp. (Edu), Govt. of the Punjab, Finance Department with reference to U.O. No. S.C.X (E) 648/73 dated 31.10.1973.

(Dr. Asghar Ali)
Section Officer (S&B)

No. S.O. (S&B)-4/46-73 Dated, Lahore the 2nd Nov. 1973.

Copy forwarded to :—

(1) All Divisional Inspectors/Inspectresses of Schools,

(2) All District Inspectors/Inspectresses of Schools.

(Dr. Aaghar Ali)
Section Officer (S&B)

مختلف امتحانات میں پاس شدہ و فیل شدہ طلباء کی تعداد

***4203 ۔ مرزا فضل حق ۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 70 ۔ 1969ء ، 71 ۔ 1970ء کے دوران مندرجہ ذیل امتحانات میں پاس شدہ و فیل شدہ طلباء کی ضلع وار تعداد کیا تھا :

1 ۔ میٹرک ۔

2 ۔ بی ۔ اے ۔

3 ۔ ایم ۔ اے ۔

4 ۔ ایم ۔ بی ۔ بی ۔ ایس ۔

5 ۔ انجنیئرنگ کے امتحانات ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ *مطلوبہ کوائف فہرست ہائے منسلکہ میں ملاحظہ فرمائیں ۔

قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کو قومی پے سکیل کے مطابق تنخواہوں کی ادائیگی

***4268 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومیائے گئے سکولوں کے اساتذہ کو ابھی تک پرانے پے سکیل دیے جا رہے ہیں ۔

---

* فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکولوں کے اساتذہ کو ابھی تک قومی پے سکیل نہ دینے کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) حکومت نے قومی تحویل میں لیے گئے مدارس کے اساتذہ کو ان کی تنخواہوں کے گریڈ کی ابتدائی تنخواہ دینے کے احکامات جاری کر دیے ہیں اور ان کی تنخواہیں کنسالیڈیٹڈ پے سکیل pay scales consolidated میں 1972 ۔ 10 ۔ 1 سے اور قومی پے سکیل مورخہ 1973 ۔ 7 ۔ 1 سے مقرر کی جا رہی ہیں ۔ توقع کی جاتی ہے کہ ان تمام اساتذہ کو قومی پے سکیل جلد ہی دے دیا جائے گا ۔

(ب) جواب (الف) کے پیش نظر اس کے متعلق مزید کچھ کہنے کی گنجائش نہیں ۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شیخوپورہ کی پی ۔ ٹی کلاس کی طالبات کو وظیفہ کی ادائیگی

*4273 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ 72 ۔ 1971ء میں حکومت نے گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شیخوپورہ کی پی ۔ ٹی ۔ سی کلاس کی چند طالبات کے لیے وظائف مقرر کیے تھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسی طالبات جن کو یہ وظیفے دیے گئے ان کے نام کیا تھے ۔ ہر ایک کا کتنا کتنا سالانہ وظیفہ منظور کیا گیا ۔ اس میں ہر ایک کو کتنا وظیفہ ادا کر دیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ وظیفہ خوار طالبات کو وظائف جزوی یا مکمل طور پر ابھی تک ادا نہیں کیے گئے ۔ اگر ایسا

ہے تو ایسی طالبات کے نام کیا ہیں اور ہر کیس میں اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت انہیں ادائیگی جلد از جلد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

(د) ان عدم ادائیگیوں کا ذمہ دار کون ہے اور ایسے ذمہ دار سرکاری اہلکاران کے خلاف حکومت کیا کارروائی کر رہی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جن طالبات کو وظیفے دیے گئے ان کے نام یہ ہیں ۔

1 ۔ مسرت جبین ۔
2 ۔ تسنیم کوثر ۔
3 ۔ سلمہ بیگم ۔
4 ۔ راحیلہ یاسمین ۔
5 ۔ منیرہ بانو ۔
6 ۔ نسیم اختر ۔
7 ۔ صفیہ اختر ۔
8 ۔ پروین اختر ۔
9 ۔ نصرت آرا ۔
10 ۔ شاہدہ پروین ۔

ہر طالبہ کو 15 روپے ماہوار کے حساب سے دس ماہ کا وظیفہ مبلغ 150 روپیہ ادا کیا گیا ۔

(ج) جی ہاں ۔ ان طالبات کو مکمل طور پر ابھی تک وظائف ادا نہیں کیے گئے ۔

1 ۔ شمیم اختر ۔
2 ۔ بشریٰ بیگم ۔

3 ۔ شاہدہ گلشن ۔

4 ۔ مسرت رشید ۔

5 ۔ نسیم اختر ۔

6 ۔ شمیم اختر ۔

ہر کیس میں وظیفے کی عدم ادائیگی کی وجہ "اوارڈ رول" کا جاری نہ ہونا ہے ۔ حکومت وظیفے کی جلد از جلد ادائیگی کے لیے مناسب کارروائی عمل میں لا رہی ہے ۔

(د) وظیفے کی عدم ادائیگی کی ذمہ داری سابقہ دفتر انسپکٹریس آف سکولز لاہور ڈویژن پر عائد ہوتی ہے جس کے لیے مناسب تحقیقات کی جا رہی ہے تاکہ ذمہ دار اہل کاروں کے خلاف تادیبی کارروائی کی جا سکے ۔

پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ لاہور کے فیل شدہ طالب علم کو کامیاب قرار دینا

*4297 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اعجاز احمد نامی طالب علم گورنمنٹ پولی ٹیکنیکل انسٹیٹیوٹ لاہور میں زیر تعلیم رہا اور 1972ء میں سکول سے فارغ ہوا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ طالب علم مذکورہ تھرڈ سیمسٹر میں پانچ مضامین میں فیل تھا ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو طالب علم مذکور کو کس طرح پاس ظاہر کیا گیا اور اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ اعجاز احمد

ولد محمد اسلم ملک گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ لاہور کا طالب علم تھا ۔ وہ یہاں 1967ء سے 1971ء تک زیر تعلیم رہا ۔

(ب) وہ تیسرے سیمسٹر کے دو مضامین اور پانچویں سیمسٹر کے چھ مضامین میں فیل تھا ۔

(ج) وہ 1971ء کے ضمنی امتحان میں بیک وقت چوتھے اور چھٹے سیمسٹر کے مضامین کے لیے بیٹھا اور ان میں کامیاب قرار پایا ۔ تاہم یہ امر پہلے ہی محکمہ کے علم میں آ چکا ہے کہ اس نے ابھی تیسرے اور پانچویں سیمسٹر کے چھ مضامین پاس کرنا ہیں اور یوں وہ پوری طرح فارغ التحصیل نہیں ۔ چنانچہ یہ معاملہ زیر تفتیش ہے اور انسٹی ٹیوٹ اور بورڈ اس کی تحقیقات کر رہے ہیں ۔

پنجابی ایم ۔ اے لیکچراروں کی تقرری

*4393 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی زبان تسلیم کرتے ہوئے حکومت نے "پنجابی" کو نصاب میں شامل کیا ہوا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کتنے کالجوں میں پنجابی لیکچرز تعینات ہیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس سے قبل سکولوں و کالجوں میں پنجابی فاضل اساتذہ کی تقرری نہیں کی گئی اور اب اس سال پنجابی ایم ۔ اے کے پہلی بار منعقد ہونے والے امتحان میں پاس ہونے والوں کی تقرری کا مسئلہ زیر غور ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلہ میں حد عمر 26 سال سے بڑھا کر 40 سال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) صوبہ میں کسی سکول یا کالج میں (ماسوائے گورنمنٹ کالج لاہور) پنجابی زبان کی تدریس نہیں ہوتی ہے اور نہ ہی اس کو نصاب تعلیم میں شامل کیا گیا ہے ۔ صرف گورنمنٹ کالج لاہور میں پنجابی کا شعبہ قائم کیا گیا ہے ۔

(ب) گورنمنٹ کالج لاہور میں لیکچرار پنجابی کی ایک آسامی ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی نہیں لیکچراروں کی تقرری کے لیے حد عمر 26 سال ہے ۔ لیکن محکمہ تعلیم 5 سال تک کی رعایت حد عمر میں دیتا ہے ۔

فیس کی معافی

*4426 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اکتوبر 1972ء سے پہلے صوبہ میں جونیئر ماڈل سکولوں کے حصہ پرائمری کے بچوں سے 12.25 روپے فی طالب علم فیس وصول کی جاتی تھی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ فیس اکتوبر 1972ء کے بعد معاف کر دی گئی تھی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکولوں کی حد تک جواب اثبات میں ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ میں گداگری کا خاتمہ

*4430 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں گداگری بڑھتی جا

رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو صوبہ میں اس سماجی برائی کو ختم کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ سماجی برائی کب تک ختم ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ درست ہے کہ گداگر کافی تعداد میں ہیں گداگروں کی تعداد میں کمی یا بیشی کے متعلق تعین نہیں کیا جا سکتا ۔

اس وقت حکومت انسداد گداگری کے ایک قانون پر غور کر رہی ہے ۔ جس کے نافذالعمل ہونے کے بعد گدا گروں اور دوسرے افراد کی بہبود و بحالی کی طرف مثبت اقدام اٹھائے جائیں گے ۔

فی‌الحال تجرباتی طور پر "کاشانہ" کے نام سے لاہور میں ایک سرکاری ادارہ قائم کیا گیا ہے ۔ جس میں مجبور ۔ عادی اور بے سہارا گدا گروں کی پیشہ وارانہ تربیت و بحالی کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اس کے قیام و طعام کا بندوبست بھی ادارہ میں ہی ہوتا ہے ۔ معاشرہ پر بوجھ کی بجائے ان کو ایک مفید اور باعزت شہری بنانا اس ادارہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے ۔ اس ادارہ میں 70 ایسے افراد کی تربیت و بحالی کا بندوبست ہے ۔

صوبہ میں معذور اشخاص کی کفالت کا اہتمام کرنا

***4431 ۔ میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں معذور اشخاص موجود ہیں جو اپنی روزی کمانے کے قابل نہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے اشخاص کی کفالت کا اہتمام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ارادہ رکھتی ہے تو کیسے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کسی سرکاری ادارہ کے ذریعے ایسے اشخاص کے حالات کا جائزہ لینے کے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن اس سلسلہ میں باقاعدہ طور پر سروے نہیں کیا گیا لہذا ان کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہے ۔

(ب) صوبہ میں چند سرکاری اور رضاکارانہ ادارے ایسے اشخاص کی بہبود ۔ تربیت اور بحالی کے لیے سہولتیں فراہم کر رہے ہیں ۔ جو جسمانی طور پر معذور یا ذہنی عوارض کے شکار ہیں یا گونگے بہرے اور نابینا ہیں ۔

(ج) جی ہاں ۔ سماجی بہبود کا محکمہ مستقبل قریب میں پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں ایسے اشخاص کے کوائف اکٹھے کرنے کا پروگرام بنا رہا ہے ۔

صوبہ میں یتیم خانوں کا اجراء

*4433 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر سماجی بہبود از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کی طرف سے چلائے جانے والے اور حکومت سے امدادی رقوم حاصل کرنے والے یتیم خانوں کے نام کیا ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں بے سہارا یتیم بچے موجود ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت صوبہ میں مزید یتیم خانے کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ج) جزو (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں کون سی جگہوں پر قائم کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اور کیا حکومت

نے 1970-71ء ، 1971-72ء ، 1972-73ء اور 1973-74ء کے دوران اس مقصد کے لیے کوئی رقم مختص کی ؟

وزیر سماجی بہبود (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) زیر تحت حکومت ۔

(1) دارالاطفال ۔ بہاولپور ۔

(2) مثالی دارلقیام سمن آباد لاہور (بہ تعاون رضاکار سماجی تنظیم) امدادی رقوم کے یتیم خانے ۔

(1) انجمن دارالتنظیم گوالمنڈی ۔ لاہور

(2) انجمن حمایت اسلام ۔ برانڈرتھ روڈ ۔ لاہور

(3) قدیمی یتیم خانہ ۔ ریلوے روڈ ۔ لاہور

(4) انجمن اسلامیہ ۔ سیالکوٹ

(5) انجمن حسینیہ ۔ جھنگ

(6) جامعہ محمدی شریف ۔ ضلع جھنگ

(7) انجمن اسلامیہ (دارالاطفال) ۔ میانوالی

(8) انجمن خالقیہ ۔ سرگودھا

(9) انجمن اسلامیہ مسلم یتیم خانہ ۔ لائل پور

(10) انجمن فیاض‌السلام ۔ راولپنڈی

(11) انجمن اسلامیہ ۔ کیمبل پور

(12) انجمن دارلشفقت ۔ جی ٹی روڈ لالہ موسیٰ (گجرات)

(ب) یتیموں کی تعداد کے بارہ میں حتمی علم نہیں تجویز زیر غور ہے ۔

(ج) جگہ کا تعین ابھی نہیں کیا گیا ۔

ماسٹر دلاور حسین ایس وی ٹیچر کو پنشن کی ادائیگی

*4464 ۔ **ڈاکٹر محمد صادق ملہی** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماسٹر دلاور حسین ایس وی ٹیچر دسمبر 1970ء میں ریٹائر ہوئے تھے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ استاد کو ابھی تک پنشن نہیں ملی ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ بہاولپور لوکل فنڈ آڈٹ کے دفتر میں ان کے کاغذات ڈیڑھ سال کے عرصہ تک تشنہ تکمیل پڑے رہے ۔ اور اب کاغذات کمشنر لاہور یا اے جی آفس کے دفتر میں ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ استاد کو پنشن کب تک مل جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ ماسٹر دلاور حسین 3.-12-1971 کو ریٹائر ہوئے تھے ۔

(ب) جی نہیں ۔ انہیں پنشن مل رہی ہے ۔

(ج) جی نہیں ۔

(د) ضرورت نہیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ کیا وزیر موصوف وضاحت کریں گے کہ ان کو پنشن اس سوال کے بعد ملی ہے یا پہلے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہی کافی ہے کہ ان کو پنشن مل گئی ہے ۔ کئی لوگ تو اب تک پنشن کا انتظار کر رہے ہیں ۔

فیسوں کی باز ادائیگی

*4465 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور شہر میں کتنے گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ۔

(ب) مذکورہ سکولوں میں اکتوبر 1972ء سے پہلے پرائمری حصہ کے ہر طالب علم سے ہر ماہ کتنی فیس وصول کی جاتی تھی - اور اکتوبر 1973ء کے بعد ہر طالب علم سے ہر ماہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے -

(ج) ان سرکاری ملازمین کو جن کے بچے ایسے سکولوں میں زیر تعلیم ہیں اور جہاں فیسیں بدستور وصول کی جا رہی ہیں انہیں کس حساب سے سرکاری خزانے سے فیسیں ادا کی جاتی ہیں اور فیسیں ادا کرنے کا طریق کار کیا ہے -

(د) ان سرکاری ملازمین کو جن کے بچے کارپوریشن کے جونیئر ماڈل سکولوں اور مشنری سکولوں میں زیر تعلیم ہیں کس حساب اور شرح سے سرکاری خزانہ سے فیس ادا کی جاتی ہیں اور اگر ان کو فیس ادا نہیں کی جاتیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) لاہور شہر میں مندرجہ ذیل پانچ گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول ہیں - 1 - گورنمنٹ جونیئر ماڈل سکول سمن آباد - 2 - گلبرگ 3 - لوئر مال - 4 - وحدت کالونی - 5 - وحد روڈ -

(ب) اکتوبر 1973ء سے قبل ان سکولوں میں پرائمری حصہ کے ہر طالب علم سے مبلغ بیس روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی تھی - اکتوبر 1972ء کے بعد سے اب کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی -

(ج) ایسے سکولوں میں اس وقت کوئی فیس وصول نہیں کی جا رہی ہے - لہذا سرکاری ملازمین کو اس کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

(د) کارپوریشن کے جونیئر ماڈل سکولوں میں ابتدائی کلاس سے مبلغ دس روپے فیس وصول کی جاتی ہے - جس کی ادائیگی گورنمنٹ خزانہ سے سرکاری ملازمین کو جن کے بچے ان سکولوں میں زیر تعلیم ہیں قواعد کے مطابق ادا کر دی جاتی ہے - لیکن مشنری

سکولوں میں ضابطہ تعلیم برائے یورپین ٹائپ سکولوں کے مطابق کوئی سکول بھی دس روپے ماہانہ سے کم فیس وصول نہیں کرتا اور زیادہ سے زیادہ فیس کی کوئی حد مقرر نہیں کی گئی ۔

ایم ایڈ کے سکیل مقرر کرنا

*4515 ۔ **چوہدری لال خان** ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پی ۔ ٹی ۔ سی ۔ ایس وی ۔ سی ٹی اور بی ایڈ وغیرہ کے لیے محکمہ تعلیم نے الگ الگ سکیل مقرر کر رکھے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایم ۔ ایڈ کے لیے کوئی الگ سکیل مقرر نہیں کیا گیا حالانکہ پیشہ ورانہ قابلیت کے لحاظ سے اسے اعلیٰ ڈگری مانا گیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایم ۔ ایڈ کے لیے الگ سکیل مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ ایم ۔ ایڈ کے لیے علیحدہ سکیل مقرر نہیں مگر پیشہ ورانہ قابلیت کے لحاظ سے اس قابلیت کے اساتذہ کو زائد ترقیاں بی ۔ اے ، بی ۔ ایڈ کے گریڈ میں دی جاتی ہیں ۔

(ج) مذکورہ جوابات کی روشنی میں خارج از بحث ہے ۔

ماڈرن سٹینڈرڈ ہائی سکول شاہ عالم مارکیٹ کو قومی تحویل میں لینا

*4519 ۔ **حاجی محمد سیف اللہ خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماڈرن سٹینڈرڈ ہائی سکول شاہ عالم مارکیٹ لاہور رجسٹرڈ دس سال سے تسلیم شدہ تعلیمی ادارہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ادارہ کو قومیانے کے لیے جناب وزیر تعلیم نے 19-6-1973 کو احکام جاری کئے تھے مگر اب تک اس ادارے کو حکومت نے اپنی تحویل میں نہیں لیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر ان واضح احکام کے باوجود سکول کو اس وقت تک سرکاری تحویل میں نہ لیے جانے کی کیا وجوہات ہیں اور کیا حکومت اس سکول کو اپنی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ یہ ادارہ تسلیم شدہ نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ وزیر تعلیم کی ہدایت کے مطابق اس سکول کو قومی تحویل میں لینے کے لیے ضابطہ کے مطابق کارروائی فوراً شروع کر دی گئی تھی ۔ اس کارروائی میں تعداد طلباء اور عمارت اور اساتذہ کی تعلیمی اور فنی قابلیت کا جائزہ شامل نہیں ۔

(ج) معائنہ کی ابتدائی رپورٹ کے مطابق سکول میں طلباء کی تعداد بہت کم تھی اور عمارت بھی ایک ہائی سکول کے لیے ناکافی بیان کی گئی تھی ۔ سکول کی جائے وقوع اس لحاظ سے غیر تسلی بخش تھی کہ اس میں ایک ورکشاپ بھی قائم تھی ۔ اس رپورٹ کے مطابق سکول کو فوری طور پر قومی تحویل میں نہیں لیا گیا بلکہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ کچھ مدت کے بعد دوبارہ معائنہ کیا جائے ۔ تعلیمی پالیسی کے مطابق پرائیویٹ سکولوں کو دو سال کی مدت میں جو 30 ستمبر 1974ء کو ختم ہوتی ہے ۔ قومی تحویل میں لینا مقصود ہے ۔ اگر معائنہ کی نئی رپورٹ تسلی بخش ہوئی تو یہ سکول مقررہ مدت کے دوران قومی تحویل میں لے لیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جب تعلیمی پالیسی کی رو سے حکومت نے پرائیویٹ سکولوں کو اپنی تحویل میں لینا ہے اور وہ ہائی سکول بھی ہے ۔ جسے تسلیم کیا جا چکا ہے ۔ پھر اسے قومی تحویل میں نہ لینے کی کیا وجوہات ہیں ؟ کیا صرف وہ سکول قومی تحویل میں لیے جائیں گے جو ترقی یافتہ ہوں ؟ کیا تعلیمی پالیسی میں یہی لکھا ہوا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ وجہ تو انہوں نے دی ہوئی ہے ۔ آپ اس سے اتفاق نہیں کرتے تو اور بات ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ قومی تحویل میں لینے کا مقصد ہی یہی ہے کہ پرائیویٹ سکول اچھے طریقے سے نہیں چلتے properly maintain نہیں ہوتے ۔ اگر مقصد یہ نہیں تو وہ بتا دیں کہ وہ سکول کس مقصد کے لیے قومی تحویل میں لیے گئے ہیں ۔ کیا کوئی سیاسی مقصد ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ عرض یہ ہے کہ جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ سکول قومی ملکیت میں لیے جا رہے ہیں اور ان میں جو شخص بھی اپنے آپ کو ہیڈ ماسٹر بنا لے یا اپنے کسی واقف یا رشتہ دار کا سکول کے رجسٹر میں اندراج کر دے کہ وہ سکول کا ماسٹر ہے ، اس سکول کو حکومت قومی تحویل میں لے لیتی ہے اور سب کو ملازم قرار دیتی ہے ۔ جس سکول کے متعلق یقین نہ ہو کہ واقعی سکول تھا اور اس میں کافی تعداد میں بچے ہیں ، کیونکہ مقصد تو بچوں کو پڑھانا ہے ۔ جب آپ اس سکول کو قومی تحویل میں نہیں لیں گے ۔ جس کے متعلق شک ہوگا ۔ تو وہ بچے کسی قریبی سکول میں چلے جائیں گے اور ایسا سکول خود بخود ختم ہو جائے گا ۔ سیاسی مقصد قطعاً نہیں ۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ صاحب کوئی برگزیدہ سیاسی آدمی ہیں اور ہم کسی وجہ سے ان کو victimize کرنا چاہتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جب یہ تسلیم ہو چکا ہے اور جناب وزیر تعلیم نے اس کو نیشنلائز کرنے کا آرڈر کر دیا ہے ۔ اور اتفاق سے انہی وزیر تعلیم نے جو اب بھی وزیر تعلیم ہیں ، تو پھر محکمے نے اس وقت تک اسے قومی تحویل میں کیوں نہیں لیا ۔ پھر کیا procedural کارروائی باقی ہوتی ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ میں جب انگریزی زبان لکھتا ہوں تو کافی واضح لکھتا ہوں ۔ آرڈر میں یہ لکھا ہوگا کہ اگر یہ سکول باقی کوائف پورے کرتا ہے تو اس کو نیشنلائز کر لیا جائے ۔ کوئی سکھا شاہی کا وہ آرڈر نہ تھا ۔ حکومت کے افسر چند رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق چلتے ہیں ۔ یہاں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ ادارہ تسلیم شدہ بھی نہیں ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قومی ملکیت میں لینے کے پروگرام سے پہلے بھی یہ ادارہ کوئی ساکھ کا ادارہ نہ تھا ۔ ورنہ اگر یہ کوئی ساکھ کا ادارہ ہوتا تو یہ یقیناً تسلیم شدہ ہوتا ۔

سید تابش الوری ۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ ابتدائی رپورٹ فوری طور پر موصول ہو گئی تھی ۔ کیا وہ بتا سکیں گے کہ وہ کب موصول ہوئی تھی ؟

وزیر تعلیم ۔ تاریخ بتانے سے تو میں قاصر ہوں ۔ میری اتنی یادداشت نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ کیا وہ یہ بتا سکیں گے کہ دوبارہ اس کا کب معائنہ کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم ۔ ہم یہ کر سکتے ہیں کہ فاضل محرک یا کسی رکن اسمبلی کے ساتھ معائنہ کیا جا سکتا ہے ، یہ دیکھنے کے لیے کہ آیا یہ سکول واقعی sizeable سکول ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل بات تو یہ ہے کہ یہ سکول ہے کہ نہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کسی سکول کو قومیانے سے پہلے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ وہ سکول رجسٹرڈ یا recognised ہے یا نہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ سکولوں کے لیے یہ شرط نہیں رکھی گئی ۔ کالجوں کے لیے یہ شرط رکھی گئی تھی ۔ سکولوں کے لیے یہ دیکھا جاتا ہے کہ کافی بچے اس میں پڑھ رہے ہیں اور کافی سالوں سے چل رہا ہے یا نہیں اور یہ کہ کہیں یہ راتوں رات کاغذوں پر تو سکول نہیں بن گیا ۔ ہمیں کسی شخص سے کوئی

عناد نہیں بلکہ یہ تو ہماری پالیسی کی کامیابی ہے کہ ہم تمام سکولوں کو اپنی تحویل میں لے لیں لیکن یہ ہے کہ سکول صرف کاغذوں میں نہ ہو عملی طور پر کام کر رہا ہو۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں خاتون لیکچرار اسسٹنٹ کا تقرر

*4524 ۔ سید فیض مصطفیٰ گیلانی ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر غلام احمد گزشتہ چھ سال سے گورنمنٹ کالج برائے خواتین ملتان میں بطور لیکچرار اسسٹنٹ کام کر رہے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جب بھی ملتان کے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ مسٹر غلام احمد کو مذکورہ کالج سے تبدیل کیا جائے تو یہی کہا گیا کہ بہت جلد ایک کوالیفائڈ خاتون لیکچرار اسسٹنٹ کو اس آسامی پر مقرر کیا جا رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس موجودہ آسامی پر مسٹر غلام احمد کی بجائے کسی خاتون لیکچرار اسسٹنٹ کو مقرر کرکے ایک دیرینہ عوامی مطالبہ کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ تا حال ایسا مطالبہ پیش نہیں ہوا تھا ۔

(ج) چونکہ اب فاضل رکن کے ذریعہ یہ مطالبہ موصول ہوا ہے ۔ میں نے ایسے احکام جاری کر دیے ہیں کہ اس قسم کی تبدیلی کر دی جائے ۔

جناب والا ۔ سوال نمبر 4617 کے کوائف ابھی تک موصول نہیں ہوئے ۔

Mr. Speaker. The question shall be repeated.

ضلع ملتان میں اساتذہ کو سیلیکشن گریڈ دینے میں دھاندلی

*4646 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محمد معظم ایس ۔ وی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول عبدالحکیم ضلع ملتان کو بطور غیر تربیت یافتہ استاد مورخہ 16 ستمبر 1929ء کو اور بطور تربیت یافتہ استاد مورخہ 16 مئی 1931ء کومقرر کیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایم محمد اشرف او ۔ ٹی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول کبیر والا ضلع ملتان کو بطور غیر تربیت یافتہ استاد ریاست کپور تھلہ (ہندوستان) میں مورخہ 10 نومبر 1941ء کو بطور تربیت یافتہ استاد 4 نومبر 1947ء کو مقرر کیا گیا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایس ۔ وی مدرس اور او ۔ ٹی مدرس کا کیڈر اور سینیارٹی ایک ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایم محمد اشرف کو 1956ء میں اور محمد معظم کو 1962ء میں سیلیکشن گریڈ دیا گیا ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محمد معظم مدرس نے اس دھاندلی کے خلاف متعلقہ محکموں اور وزراء کو بے شمار درخواستیں گزاریں لیکن ابھی تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی ۔

(و) اگر جزو (الف) تا (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دھاندلی کی کیا وجوہات ہیں اور محمد معظم کو اس کا جائز حق کیوں نہیں دیا گیا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) ماسٹر محمد معظم ایس ۔ وی مدرس گورنمنٹ ہائی سکول ضلع ملتان گورنمنٹ کی تحویل میں

آنے سے پہلے ہی ملازمت سے ریٹائر ہوا ہے۔ لہذا ضلع کونسل ملتان اس کے متعلق بہتر جواب دے سکتی ہے۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی ہاں۔

(د) سیلیکشن گریڈ ضلع کونسل ملتان نے دیے ہیں لہذا ان تواریخ کی تصدیق ان کے اپنے دفتر کے ریکارڈ سے ہو سکتی ہے۔

(ہ) جی نہیں۔

(و) جزو (الف) تا (ہ) کا جواب ضلع کونسل ملتان ہی دے سکتی ہے۔

بھکر شہر میں کامرس کالج کا قیام

*4653۔ **ملک خالق داد خان بندیال**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی بھکر کی حدود میں ابھی تک کوئی کامرس کالج نہیں کھولا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بھکر شہر میں کامرس کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی بھکر کی حدود میں کوئی کامرس کالج نہیں ہے۔

(ب) فی الحال بھکر شہر کی حدود میں کامرس کالج کھولنے کی کوئی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بھکر کے قریب لیہ شہر میں گورنمنٹ ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ پہلے ہی موجود ہے اور بھکر کے طلباء اس سے بخوبی استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔

جلالپور پیر والا ضلع ملتان کے گرلز مڈل سکول میں ہائی کلاسوں کا اجراء

*4680 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے جلالپور پیر والا ضلع ملتان کے موجودہ گرلز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا منظور کر لیا ہے اور عمارت وغیرہ کی تعمیر کے لیے 75 ہزار روپے کے ٹنڈر بھی طلب کیے جا چکے ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تا حال موقع پر ابتدائی کام کا آغاز نہیں ہوا جب کہ سال رواں کے صرف چھ ماہ باقی رہ گئے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ سال کے آغاز سے پہلے گرلز مڈل سکول جلالپور پیر والا کی نئی عمارت مکمل کرکے اس میں اپریل 1974ء تک ہائی کلاسوں کا اجراء کرنے کو تیار ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ج) کلاسوں کا اجرا یکم مئی 1974ء سے ہو جائے گا ۔ لیکن نئی عمارت کی تعمیر کے لیے ابھی فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔

ڈسٹرکٹ کونسلز کے ہیڈ ماسٹر کی بطور ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز تقرری

*4683 ۔ مسز حسینہ بیگم ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسلز کے سکولوں کے ہیڈ ماسٹر self diminishing cadre کے ہوتے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایسے ہیڈ ماسٹروں کی تقرری بطور ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز کی جا سکتی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیا کسی ایسے ہیڈ ماسٹر کی تقرری جن کا ذکر جزو (الف) میں ہے بطور ڈپٹی ڈائریکٹر سکولز ہوئی ہے اور اگر ہوئی ہے تو اس کا کیا جواز ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) ایسی تقرری پر کوئی پابندی نہیں ۔ اس وقت کوئی تقرری بطور ڈپٹی ڈائریکٹر نہیں کی گئی ۔ مگر ایسی تین تقرریاں بطور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کی گئی ہیں جو ڈپٹی ڈائریکٹر کے گریڈ کے برابر ہیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ! میرے سوال اور ان کے جواب میں تضاد ہے ۔ میرا سوال ہے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسلز کے سکولوں کے ہیڈ ماسٹر self diminishing cadre کے ہوتے ہیں ۔

اس کا جواب انہوں نے دیا ہے ۔

(الف) جی ہاں ۔

تو پھر اگر یہ diminishing carde ہیں تو انہیں ترقی کیوں دی گئی ہے ؟ گورنمنٹ سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کو کیوں نظر انداز کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ diminishing salaries کے نہیں ہوتے اس کا مطلب یہ ہے کہ diminishing cadre میں fresh recruitment نہیں ہوتی ۔ اس cadre کا یہی مطلب ہے ۔ جناب والا ۔ اس cadre میں اگر اس وقت سو ہیڈ ماسٹر ہیں تو وہ سو اپنی عمر جب گزار دیں گے اور ان میں کوئی ایک آدھ بھی شامل نہ ہو ۔ یہ مطلب ہے اس کا ۔ لیکن ان کو ایک کوٹہ کے مطابق چند بڑی آسامیاں ہیں ان پر ترقی دی جا سکتی ہے تو diminishing cadre صرف ان کی تعداد کو محدود کرتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا پھر یہ diminishing cadre ختم ہو جاتا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ! یہی اس کا مطلب ہے ۔

پنجابی ادب کی تعلیم و تدریس کے لیے مربوط پروگرام مرتب کرنا

*4684 ۔ مسز حسینہ بیگم ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجابی ادب کی تعلیم و تدریس کے لئے کوئی مربوط پروگرام مرتب کر رہی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر بابا بلھے شاہ ، وارث شاہ اور خواجہ غلام فرید کی تصانیف کے متعلق تحقیقی کام کے سلسلے میں حکومت کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) پنجابی ادب کی تعلیم و تدریس کا پروگرام پہلے ہی موجود ہے ۔ یہ مضمون نہ صرف میٹرک سے لے کر بی ۔ اے تک نصاب تعلیم میں شامل ہے بلکہ ایم ۔ اے پنجابی کا اجراء بھی ہو چکا ہے ۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ تحقیق میں پنجابی کے ان بلند پایہ شعراء کے متعلق ریسرچ کا پروگرام شروع کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ اس کے علاوہ موجودہ عوامی حکومت پنجابی کی ان چار ادبی تنظیموں کو سالانہ گرانٹ مہیا کر رہی ہے جو نجی طور پر تحقیق و تصدیق کا کام کر رہی ہیں ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ میرے سوال دینے کا مقصد بھی یہی تھا کہ ان عظیم شعراء شاہ حسین رحمتہاللہ ۔ خواجہ غلام فرید رحمتہاللہ اور وارث شاہ رحمتہاللہ پر ریسرچ ورک شروع کیا جائے تو یہ آپ نجی اداروں کو کیوں اتنی گرانٹ دیتے ہیں ۔ کیا حکومت خود یہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ قائم

نہیں کر سکتی حالانکہ شیکسپیئر اور گوئٹے سے کہیں زیادہ ان شعراء کی تصانیف ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ خواجہ غلام فرید رحمتہاللہ پنجابی کے شاعر ہیں یا سرائیکی کے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ ان کا جواب ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ حصہ (ب) کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ ان نامور شعراء کے متعلق ریسرچ پروگرام شروع کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو اس میں کہاں انہوں نے کہا ہے کہ کس زبان کے شاعر ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ ان بلند پایہ شعراء کے متعلق کہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جن کے نامو کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے متعلق تحقیق اور تصدیق کا کام شروع ہو رہا ہے ۔ اس میں کہیں نہیں کہا کہ وہ کس زبان کے شاعر ہیں ۔ ویسے آپ سوال کرنے والے سے پوچھ رہے ہیں یا جواب دینے والے سے سوال پوچھ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ چونکہ یہ سوال پنجابی ادب سے متعلق تھا اس لیے پوچھ رہا ہوں ۔ اس کے علاوہ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ پنجابی ادب کی تعلیم و تدریس میں سرائیکی ادب کی تعلیم و تدریس بھی شامل ہے یا اس کے لیے کوئی الگ پروگرام بنایا گیا ہے ؟

چوھدری محمد انور سمہ ۔ سرائیکی تے زبان ای کوئی نہیں ہیگی ۔

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں یہ اسی میں شامل ہے ۔

گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ میں ٹیکنیکل سٹاف کی فراہمی

*4749 - راؤ مراتب علی خان - کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ تحصیل و ضلع بہاولنگر میں لاکھوں روپیہ کی لاگت سے ٹیکنیکل ورکشاپ کی ایک پر شکوہ عمارت جون 1970ء سے قبل تعمیر شدہ ہے -

(ب) کیا یہ بھی امر واقع ہے کہ متذکرہ ٹیکنیکل ورکشاپ کے لیے ہزاروں روپے کی لاگت سے سامان خرید کیا گیا تھا جو کہ ٹیکنیکل سٹاف مہیا نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہوچکا ہے -

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ اسی ایوان میں میرے نشان زدہ سوال نمبر 1990 مورخہ 15 مارچ 1973ء کے جواب میں یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ جون 1971ء کے بعد مذکورہ سکول میں ٹیکنیکل سٹاف مہیا کر دیا جائے گا مگر ابھی تک مہیا نہیں کیا گیا -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ مذکورہ سکول میں اب تک ٹیکنیکل سٹاف مہیا نہ کرنے کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں - گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ میں ٹیکنیکل ورکشاپ کی بلڈنگ 1970ء میں تعمیر ہوئی تھی - لیکن یہ درست نہیں کہ اس عمارت پر لاکھوں روپے لاگت آئی تھی - اس پر صرف -/25000 روپے خرچ ہوئے تھے -

(ب) یہ درست ہے کہ ورکشاپ کے لیے سامان خریدا گیا تھا - لیکن مناسب عملہ نہ ہونے کی وجہ سے ابھی تک استعمال نہیں

کیا جا سکا ۔ لیکن یہ درست نہیں کہ یہ سامان برباد ہوچکا ہے ۔ یہ سامان محفوظ ہے اور عملہ مہیا ہونے پر استعمال کیا جائے گا۔

(ج) نشان زدہ اسمبلی سوال نمبر 1995 مورخہ 15 مارچ 1973ء کے جواب میں عرض کیا گیا تھا کہ جیسے ہی فنڈز مہیا ہوئے ٹیکنیکل سٹاف فراہم کر دیا جائے گا ۔ چونکہ 1973ء میں اس مقصد کے لیے فنڈز نہ مل سکے ۔ اس لیے عملہ مقرر نہ کیا جا سکا ۔ امید ہے کہ اگلے مالی سال میں محکمہ تعلیم کو ٹیکنیکل عملے کی تعیناتی کے لیے فنڈز مل جائیں گے اور سٹاف مقرر ہو جائے گا ۔

(د) جیسا کہ اوپر ذکر ہوا ۔ ٹیکنیکل سٹاف مقرر کرنے کے لیے مطلوبہ فنڈز پچھلے سال نہ مل سکے اور اس سال ہم نے پھر کوشش کی ہے اور پوری امید ہے کہ ٹیکنیکل سٹاف کے لیے مطلوبہ رقم مل جائے گی اور ٹیکنیکل سٹاف مقرر کر دیا جائے گا ۔

گورنمنٹ کالجوں کے لیکچراروں کو قومی بے سکیل کی عطائیگی

*4750 ۔ راؤ مراتب علی خان ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے دیگر سرکاری افسران کے مقابلہ میں گورنمنٹ کالجوں کے لیکچراروں کو قومی بے سکیل دینے کے سلسلے میں نظر انداز کر دیا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ لیکچراروں کو ان کے حقوق سے محروم کر دینے کا کیا جواز ہے اور کیا حکومت اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) (الف) جی ہاں ۔ گورنمنٹ کالجوں کے لیکچراروں کو قومی بے سکیل نہیں دیئے گئے ۔

(ب) لیکچراروں کو دوسرے سرکاری افسران کے ساتھ قومی بے سکیل دینے کے سلسلے میں اس لیے شامل نہ کیا گیا کہ ان کی تنخواہوں پر 1970ء میں نظر ثانی کی جا چکی تھی ۔ حکومت لیکچراروں کو قومی بے سکیل دینے کے متعلق اپنے فیصلہ پر نظر ثانی کر رہی ہے اور امید ہے کہ جلد ہی اس کا فیصلہ ہو جائے گا ۔

گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ میں اساتذہ کی تقرری

*4756 ۔ **راؤ مراتب علی خان** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ تحصیل بہاولنگر میں عرصہ دراز سے کوئی ڈرائینگ اور سائنس کا استاد تعینات نہیں کیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ سکول میں مضامین مذکور پڑھانے والے اساتذہ کے نہ ہونے سے طلباء اور ان کے والدین میں بد دلی اور پریشانی پائی جاتی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ مضامین پڑھانے والے سابقہ اساتذہ کا ڈونگہ بونگہ سکول سے تبادلہ محض سفارش پر کیا گیا تھا ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف اس معاملے میں دلچسپی لے کر وہاں مذکورہ مضامین کے اساتذہ کی فوری تعیناتی کے احکام جاری کرنے کو تیار ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ سائنس ٹیچر متعین ہے ۔ صرف ڈرائینگ ٹیچر کی آسامی خالی پڑی ہے ۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) جی نہیں۔

(د) ایک ڈرائینگ ٹیچر کی تعیناتی مذکورہ سکول میں کی جا رہی ہے۔

گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی عمارت کی تعمیر

*4806۔ ملک محمد اعظم۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی موجودہ عمارت دراصل ایک ہسپتال کے لیے تعمیر کی گئی تھی اور کالج کے لیے انتہائی غیر موزوں اور ناکافی ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کالج کی عمارت کے لیے اراضی موجود ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کالج کے لیے عمارت کی تعمیر کا کام کب تک شروع کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق): (الف) جی ہاں۔ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج جوہر آباد کی عمارت دراصل ہسپتال کے لیے تعمیر کی گئی تھی اور یہ کالج کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے۔

(ب) کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے 15 ایکڑ اراضی حاصل کر لی گئی ہے۔

(ج) کالج کی عمارت کی تعمیر کے لیے سکیم گورنمنٹ کے پاس پہنچ چکی ہے اور اس پر مناسب کارروائی ہو رہی ہے۔ سکیم کے منظور ہو جانے کے بعد رقم مختص کر دی جائے گی اور اس کے بعد ہی عمارت کی تعمیر کا کام شروع کیا جائے گا۔

شاہ پور صدر ضلع سرگودھا میں کالج کا قیام

*4807 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاہپور صدر ضلع سرگودھا میں کچھ عرصہ پہلے ڈگری کالج تھا جو بعد میں شہر سرگودھا منتقل کر دیا گیا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ شاہپور صدر میں اس وقت کوئی کالج کام نہیں کر رہا مگر کالج اور ہوسٹل کی عمارات موجود ہیں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تحصیل شاہپور کی اسی عمارت میں کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) شاہ پور صدر کا ڈگری کالج قیام پاکستان سے پہلے ہی سرگودھا شہر میں منتقل کر دیا گیا تھا ۔

(ب) یہ درست ہے کہ شاہ پور صدر میں اس وقت کوئی کالج کام نہیں کر رہا ۔ کالج کی سابقہ عمارت میں عرصہ دراز سے گورنمنٹ ہائی سکول اور نارمل سکول چل رہے ہیں اور اس وقت وہاں کوئی عمارت خالی نہیں ہے ۔

(ج) فی الحال شاہ پور صدر میں کالج کھولنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

صوبہ میں نئے کالجوں کا قیام

*4807 (الف) ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت آئندہ مالی سال میں صوبہ پنجاب میں کتنے نئے کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ آئندہ مالی سال میں 6 نئے انٹر کالج کھولنے کی تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے ۔

نوقابل واہ ملتان کے زنانہ پرائمری سکول میں استانی کی تعیناتی

*4842 ۔ رانا رب نواز نون ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ زنانہ پرائمری سکول نوقابل واہ ضلع ملتان کی کچی عمارت تقریباً ایک سال سے مکمل ہو چکی ہے مگر یہاں کوئی استانی اس وقت کام نہیں کر رہی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکول میں استانی کی تقرری کب تک کی جائے گی تاکہ طالبات کا وقت ضائع نہ ہو ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) درست ہے ۔ ایک استانی کی تقرری کی گئی تھی وہ حاضر نہیں ہوئی تھی دوسری استانی 74 ۔ 2 ۔ 14 کو متعین کی گئی تھی جو چند روز بعد وہاں سے واپس آ گئی ۔

(ب) جلد ہی ایک اور استانی متعین کر دی جائے گی ۔

پنجاب یونیورسٹی کے ڈیمانسٹریٹروں کی کالجوں میں بطور لیکچرار تعیناتی

*4851 ۔ رانا پھول محمد خان ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب نے کالجوں کے ڈیمانسٹریٹروں کو لیکچرار بنانے کا حکم دیا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی ہوا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا پنجاب یونیورسٹی میں تعینات شدہ ڈیمانسٹریٹروں پر بھی مذکورہ حکم کا اطلاق ہوتا ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت پنجاب یونیورسٹی میں تعینات شدہ ڈیمانسٹریٹروں کو کالجوں میں بطور لیکچرار تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) یہ حقیقت نہیں کہ حکومت پنجاب نے تمام کالجوں کے ڈیمانسٹریٹروں کو لیکچرار بنانے کا حکم دیا ہے ۔ حکومت پنجاب نے قومی تحویل میں لیے گئے کالجوں کے صرف ان ڈیمانسٹریٹروں کو جو فسٹ یا سیکنڈ کلاس ایم ۔ ایس ۔ سی ہیں ۔ لیکچرار کا درجہ دے دیا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے ۔

(ب) پنجاب یونیورسٹی میں تعینات شدہ ڈیمانسٹریٹروں پر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا ۔ کیونکہ یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے اور اس کے اپنے قوانین ہیں جو پنجاب یونیورسٹی ایکٹ 1973ء کے تحت وضع کیے گئے ہیں ۔

(ج) یہ بھی درست نہیں کہ حکومت پنجاب یونیورسٹی میں تعینات شدہ ڈیمانسٹریٹروں کو کالجوں میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ کیونکہ گورنمنٹ کالجوں میں لیکچراروں کی آسامیاں بروئے قانون براہ راست پر کی جاتی ہیں اور اگر ڈیمانسٹریٹر لیکچرار کی آسامی کے خواہاں ہوں تو مناسب وقت پر درخواست دے سکتے ہیں ۔

تحصیل گوجر خان میں سیلاب اور باد و باراں سے متاثرہ سکول

***4859 مسٹر منظور حسین جنجوعہ** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ سیلاب اور باد و باراں سے جن

سکولوں کی عمارتوں کو نقصان پہنچا ان کا ریکارڈ حکومت کے پاس موجود ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو تحصیل گوجر خان میں کتنے سکول متاثر ہوئے اور ان کی مرمت کا کیا بندوبست کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) گزشتہ بارشوں میں تحصیل گوجر خان میں صرف تین مدارس متاثر ہوئے ہیں جن کے نام یہ ہیں۔

1 ۔ گورنمنٹ پرائمری سکول ہفیال۔

2 ۔ گورنمنٹ پرائمری سکول موہڑا فاطمہ۔

2 ۔ گورنمنٹ پرائمری سکول پوتھی۔

ان مدرسوں کی عمارات کی مرمت کا کام عنقریب شروع کر دیا جائے گا جس کی نسبت باقاعدہ منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ تینوں سکول بچوں کے ہیں یا بچیوں کے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ چیک کر لیں گے ۔ یہ کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ جناب والا ۔ یہ سپلیمنٹری ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ پوچھ لیں کہ یہ کون سے سکولز ہیں۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ جناب والا ۔ یہ پرائمری سکولز ہیں ۔ اس لیے دیے ہوئے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا پرائمری سکولوں میں لڑکوں اور لڑکیوں کی distinction رکھی جاتی ہے۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ ۔ ضرور رکھی جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ نمبر

2 پر موہڑا فاطمہ کا سکول دیا ہوا ہے ۔ یہ سکول وہاں موجود ہی نہیں ہے اس کے گرنے کا یا اس کے لیے عمارت کی تعمیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ یہ لسٹ بالکل بے بنیاد ہے ۔ لہذا میں درخواست کروں گا کہ دوبارہ دیکھ کر اس ایوان میں لسٹ بھیجی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا سوال گوجر خان کے متعلق تھا آپ اس کو پورے ضلع پر پھیلا رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن مجھے بتائیں ہم اس میں correction کر لیں گے ۔ میں ان سے زیادہ کسی اور کو باعتبار witness نہیں سمجھتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت باعتبار witness ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 4860 کے ابھی کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. The question shall be repeated.

وزیر تعلیم ۔ سوال نمبر 4875 کے بھی کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. It shall be repeated.

وزیر تعلیم ۔ سوال نمبر 4908 کے بھی کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. The question shall be repeated.

وزیر تعلیم ۔ سوال نمبر 4969 کے بھی کوائف ابھی تک مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. It shall be repeated.

تحصیل پھالیہ کے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینا

*4971 ۔ **چوہدری منظور احمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت سوہاوہ بولانی رکن جوٹ

دھیران تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے مڈل سکولوں کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت نے تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں مواضعات مانگٹ، قادر آباد اور چیلیانوالہ کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دے دیا ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو جزو (الف) میں مندرج سکولوں میں ہائی کلاسوں کا اجراء کب تک کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق)۔ (الف) حکومت نے سال رواں میں بلانی مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دے دیا ہے اور یہ سول یکم مئی 1974ء سے بطور ہائی سکول کا کام کرنا شروع کر دے گا۔ جہاں تک سوہاوہ، رکن، جوٹ، دھیران تحصیل پھالیہ کا تعلق ہے۔ ان سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کے بارے میں حکومت اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں استحقاق کی بنا پر غور کرے گی۔

(ب) جی ہاں۔ یہ درست ہے، حکومت نے موجودہ مالی سال میں مانگٹ، قادر آباد اور چیلیانوالہ کے مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دے دیا ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر الف میں ذکر کیا گیا ہے۔ حکومت اس وقت ان سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کے متعلق یقین نہیں دلا سکتی۔ البتہ اس پر اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں استحقاق کی بنا پر غور کیا جائے گا۔

چوہدری منظور احمد۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سوہاوہ بولانی تحصیل پھالیہ میں ہے اور بلانی جس کو ہائی کا درجہ دیا گیا ہے تحصیل گھاریاں میں ہے۔ لہذا سوہاوہ بولانی کے متعلق بتائیں؟

مسٹر سپیکر۔ کیا آپ سپلیمنٹری سمجھ گئے ہیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں جنرل عرض کر سکتا ہوں کہ ضلعی تعلیمی

کمیٹیاں اس کی سفارش کرتی ہیں اور اس میں فاضل رکن خود بھی موجود ہیں اور تمام اراکین اس میں موجود ہیں ۔ ہم نے اس سال 156 مڈل سکولوں کو ہائی سکولوں کا درجہ دیا ہے اور 250 پرائمری سکولوں کو مڈل کیا ہے اور یہ تمام منظوری ضلعی تعلیمی کونسل کی طرف سے ہوئی ہے ۔ تو اس لیے میں فاضل رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہاں پر وہ موجود ہوں گے اور جو وہ فیصلہ کریں گے ہمیں منظور ہوگا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 4973 کے کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. It shall be repeated.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 4983 کے بھی کوائف مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. It shall be repeated.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ سوال نمبر 4984 کے بھی کوائف ابھی تک مہیا نہیں ہو سکے ۔

Mr. Speaker. It shall be repeated.

تحصیل نارووال میں کالج کا قیام

*4985 ۔ **صوفی نذر محمد** ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی کے حلقہ نمبر 110 پی ۔ پی تحصیل نارووال کی آبادی قریباً دو لاکھ نفوس پر مشتمل ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں کوئی کالج نہیں ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں کوئی کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں درست ہے ۔

(ب) نہیں ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ تحصیل نارووال میں پہلے ہی تین کالج قائم ہیں ۔ دو کالج نارووال شہر میں ہیں جن میں سے ایک لڑکوں کے لیے اور دوسرا لڑکیوں کے لیے ہے ۔ ان کے علاوہ تیسرا کالج بدو ملہی میں کام کر رہا ہے ۔ یہ تین کالج تحصیل نارووال کی ضروریات کو بطریق احسن پورا کر رہے ہیں ۔

(ج) جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے اور جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے ۔ چونکہ تحصیل نارووال کے علاقہ میں پہلے ہی تین کالج کام کر رہے ہیں ۔ اس لیے مزید کالج کھولنے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے ۔

صوفی نذر محمد ۔ جناب والا ۔ تحصیل نارووال کے دو حلقے ہیں ۔ ایک 110 ہے اور دوسرا 111 ہے ۔ میں نے علیحدہ علیحدہ دونوں حلقوں کا دریافت کیا تھا لیکن تحصیل نارووال کا انھوں نے جواب دیا ہے ۔ علیحدہ علیحدہ جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جواب میں انھوں نے یہ کہا ہے کہ اس تحصیل میں تین کالجز ہیں ۔ اس لیے اس تحصیل میں اور کالج کھولنا مناسب نہیں ہے ۔ اس میں وہ حلقہ بھی آ جاتا ہے جس کا آپ نے ذکر کیا ہے ۔

صوفی نذر محمد ۔ جناب تحصیل نارووال میں دو حلقے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا ایک اور سوال بھی ہے ۔ یہ ضابطے کی بات ہے کہ ایک فاضل رکن کے سوالات کے لیے ایک دن مخصوص ہوتا ہے ۔ کوئی بھی شخص تین سوالات پوچھ سکتا ہے ۔ چار نہیں پوچھ سکتا ۔ چوتھا سوال اب اگلی باری پر آ گیا تو آئے گا ورنہ تو تحریک ہائے التوائے کار کی طرح کوئی ممبر ایک مرتبہ دو سو سوال کر دے تو کسی اور ممبر کی باری نہیں آئے گی ۔ تو اس لیے ہم نے تعداد مقرر کی ہوئی ہے کہ ایک فاضل رکن ایک دن میں زیادہ سے زیادہ تین سوال پوچھ سکتا ہے ۔

مسئلہ استحقاق

سردار امجد حمید خان دستی اور سردار نذر محمد خان جتوئی ایم پی اے کو پیپلز ہاؤس میں الاٹ شدہ کمرہ نمبر 11 کا قبضہ نہ ملنا

سردار امجد حمید خان دستی ۔ مجھے اسٹیٹ آفیسر صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے بذریعہ چٹھی نمبر ص الف پ/ای۔او (8)/2320/73 مورخہ 26 مارچ 1974ء تحریری طور پر اطلاع دی گئی ہے کہ مجھے اور سردار نذر محمد خان جتوئی کو اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے دوران قیام کے لئے پیپلز ہاؤس کے بلاک (سی) کا کمرہ نمبر 11 الاٹ کیا گیا ہے لیکن اس کمرہ میں فقیر عبدالمجید صاحب ایم ۔ پی ۔ اے اور انکے کچھ رفقاء ناجائز طور پر قابض ہیں انہیں بار بار کمرہ خالی کرنے کے لئے کہا گیا ہے لیکن وہ ایسا کرنے سے انکاری ہیں ۔ ان حالات کی وجہ سے بطور ممبر اسمبلی میرا اور میرے ساتھی سردار نذرمحمد جتوئی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ یہ مسئلہ اس قدر اصولی اور فوری اہمیت کا حامل ہے کہ اس پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کا اجلاس ملتوی فرمایا جائے۔ کیونکہ میں اور میرے ساتھی ایم ۔ پی ۔ اے سردار نذر محمد جتوئی سخت ذہنی پریشانی میں مبتلا ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے تو اس کو تحریک التوا بنا دیا ہے کہ کارروائی کی جائے ۔

I refer it to the Privileges Committee. The report to come within three days.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ذرا اس کو جلدی کر دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ شام تک تو ہو نہیں سکتی ۔ میں نے اس لیے 24 گھنٹے کا کہا ہے ۔ میں یہ 48 گھنٹے بھی کر سکتا تھا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ آئندہ کے لیے اصول ہونا چاہیے کہ جس کو کمرہ ملے ۔ وہ صرف آپ کے آرڈر سے ملے ۔

Mr. Speaker. Without any coments, I have sent it to the Privileges Committee.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا ۔ اگر کمروں کی مزید ضرورت ہو تو ریسٹ ہاؤس میں انتظامات کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ سردار صاحب کو تو میں نے کل عرض کی تھی اور تمام فاضل اراکین کو بھی عرض کرتا ہوں کہ میرے غریب خانہ میں کافی جگہ موجود ہے ۔ آٹھ دس ممبر وہاں ٹھہر سکتے ہیں ۔ ایک مرتبہ دو فاضل اراکین نے ہی موقع دیا ہے ۔ ورنہ وہ سمجھتے ہیں کہ شاید میں اس پیشکش سے سنجیدہ نہیں ہوں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, I have a submission to make when the Leader of the House is attentive. My submission is this that during the tenure of 2½ years of my life in the Assembly, I have never put in an adjournment motion, but this is the first time I have put in an adjournment motion because the matter is of such a great importance to the people of Campbellpur for which I seek the indulgence and permission of this House with your blessing that my adjournment motion must be give the top priority and all the information relevant to the issue must be put before the House so that this House knows what is hapenning at certain levels of Government to the people of Campbellpur.

Mr. Speaker : Nobody is expecting that it will be taken up today.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Alright Sir.

تحاریک التوائے کار

گوجرہ میں ویٹرنری ڈاکٹر کے بروقت علاج نہ کرنے سے 32 بھیڑوں کی ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ سیاست 12 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق گوجرہ میں وٹرنری ہسپتال کے ڈاکٹر کی غفلت کی وجہ سے 32 بھیڑیں ہلاک ہو گئی ہیں۔ بھیڑوں کا مالک ڈاکٹر کے پاس گیا کہ میری بھیڑیں سست ہو گئی ہیں آپ کوئی دوائی دیں لیکن ڈاکٹر نے ٹال مٹول کرکے دوائی دینے سے انکار کر دیا۔ بر وقت علاج نہ ہونے کی وجہ سے تمام بھیڑیں ہلاک ہو گئیں۔ اس صورت حال سے گوجرہ کے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ جناب والا ۔ تھوڑے دنوں کے بعد کتوں کی باری آ جائے گی۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کوئی سیاسی بھیڑ تو نہیں مری۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں پائی گئی۔ واقعہ یہ ہے کہ 2 فروری گوجرہ سے ایک میل کے فاصلے پر واقع کسی ڈیرہ سے بھیڑوں کے بیمار ہونے کی اطلاع ملی۔ وٹرنری اسسٹنٹ سرجن رانا عبدالحق فوراً واقع پر پہنچے مگر ان کے پہنچنے سے پہلے دو بھیڑیں مر چکی تھیں۔ ان کے پوسٹ مارٹم سے معلوم ہوا کہ اپھارہ سے موت واقع ہوئی۔ جو برسیم کے زیادہ استعمال سے ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ضروری ہدایات دیں اور اس کے بعد کسی اور بھیڑ کے مرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ یہ اطلاع غلط اور مبالغہ آمیز ہے۔ چار پانچ بھیڑیں اس کے علاوہ بیمار تھیں دوا پلانے کے بعد وہ ٹھیک ہو گئیں۔

مرزا فضل حق ۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے پیش نظر میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

شاہدرہ کی نواحی بستیوں مصطفیٰ آباد اور جہانگیر کالونی کے سیلاب سے متاثرین کی آباد کاری میں حکومت کی عدم دلچسپی

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب

کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گزشتہ سال کے سیلاب کے متاثرین جن کا تعلق شاھدرہ کی نواحی بستیوں مصطفیٰ آباد اور جہانگیر کالونی سے تھا۔ وسن پورہ سکیم نمبر 2 میں 450 گھرانوں کو آسان قسطوں پر چھوٹے چھوٹے پلاٹ دیئے گئے تھے مگر مکان بنانے کے لیے متاثرین کے پاس رقم نہیں ہے اور ھاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن قرضہ دینے سے انکاری ہے۔ اس طرح یہ 450 خاندان کھلے آسمان تلے زندگی گزار رہے ہیں۔ حکومت کی عدم دلچسپی کی وجہ سے متاثرین میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے۔

مرزا صاحب یہ تحریک التوا نہیں بنتی ہے۔

مرزا فضل حق۔ جناب والا۔ اس لیے بنتی ہے کہ پچھلے سیشن میں میں نے اس کو پیش کیا تھا۔ اور جناب نے اس کو admit کیا تھا۔ یہ 450 سیلاب سے متاثرین کی امداد کے لیے ہے۔

مسٹر سپیکر۔ وہ آپ کی بات ٹھیک ہو گی۔ میں نے اس لیے یہ سوال آپ سے پوچھا تھا۔

That this would have come in the last session

مرزا فضل حق۔ یہ recent occurrence اس لیے بنتی ہے کہ ابھی تک ان کے جو تقاضے تھے وہ پورے نہیں ہوئے۔

مسٹر سپیکر۔ ابھی تک والی بات نہیں ہے۔ کسی نے اگر درخواست دی ہو گی اور وہ dispose of نہیں ہوئی ہوگی تو چار سال کے بعد کوئی صاحب کہیں گے کہ اب یہ recent occurrence ہوگئی ہے۔ کیونکہ ابھی تک اس پر کوئی آرڈر نہیں ہوئے۔ تو اس طرح سے وہ recent occurrence نہیں بنتا ہے۔

مرزا فضل حق۔ جناب وہ کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں۔ اور ان کو ابھی تک امداد نہیں دی گئی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ آج تو اس قوم کا کافی حصہ کھلے آسمان کے نیچے ہے ۔ تو وہ کوئی recent occurrence نہیں ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ وہ بات درست ہے لیکن اس کے لیے تو کافی غیر ملکی امداد بھی آئی تھی ۔

Mr. Speaker : The matter is not of recent occurrence and it is not admitted.

پونچھ روڈ سمن آباد پر سکول کی طالبات سے غنڈہ گردی کی وارداتیں اور پولیس کی طرف سے پولیس گارد کا انتظام نہ کیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاوے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ 27 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق پونچھ روڈ سمن آباد پر نوجوان بچیوں اور سکول کی طالبات سے غنڈہ گردی کی وارداتیں بڑھتی جا رہی ہیں ۔ غنڈہ عناصر طالبات سے کتابیں کاپیاں اور لڑکیوں کے دوپٹے چھین کر بھاگ جاتے ہیں ۔ کئی بار پولیس کے نوٹس میں یہ واقعات لائے گئے ہیں لیکن پولیس نے آج تک اس روڈ پر بچیوں کی حفاظت کے لیے پولیس گارد کا انتظام نہیں کیا ۔ ان حرکتوں سے شہری سخت پریشان ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس تحریک میں کہا گیا ہے کہ پونچھ روڈ ۔ سمن آباد کے مقام پر طالبات کی کتابیں غنڈہ عناصر چھین لیتے ہیں یا ان کو تنگ کرتے ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں باقاعدہ طور پر پولیس کی ڈیوٹی لگی ہوئی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مختلف شکایات پولیس کے پاس درج کی گئی ہیں اور ان پر پولیس نے کوئی توجہ نہیں دی ۔ تو تحقیق پر پتہ چلا ہے کہ اس طرح کی کوئی شکایت پولیس کے پاس درج نہیں کی گئی ۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر شکایت درج نہیں ہوئی ۔ تو ہم اس کا انتظام نہیں کریں گے ۔ اس کا انتظام کیا گیا ہے ۔ اور میں نے خاص طور پر تاکید

کی ہے کہ اس انتظام کو مزید مستحکم کیا جاوے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ لوگوں میں اس بارے میں بڑی پریشانی ہے۔ یقیناً یہ سن کر اور اخبارات میں خبر پڑھ کر یہ پریشانی ہو سکتی ہے کہ بچوں کو تنگ کیا جا رہا ہے۔ لیکن ایسا کوئی واقعہ وہاں ہوا نہیں ہے۔ اور اگر ہوگا تو اس کا سد باب کیا جاوے گا۔

مرزا فضل حق۔ کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی فرمائیں گے۔ کہ پولیس تعینات کی گئی ہے۔ یا جیسا کہ اخباروں میں ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے کہا ہے کہ پولیس تعینات کی گئی ہے۔ اور اس کو مناسب ہدایات کر دی گئی ہیں۔ اور اس غنڈہ گردی کا سد باب کر دیا گیا ہے۔

دو تحاریک التوائے کار تھیں۔ نمبر 64 اور نمبر 68۔ جن کے متعلق مجھے کل کہا گیا تھا۔ نمبر 64 حاجی سیف اللہ صاحب کی تھی اور دوسری نمبر 68 سید تابش الوری صاحب کی تھی۔

وزیر علیا۔ جناب والا۔ ایک تحریک التوا کے متعلق میں نے بھی کل مہلت طلب کی تھی۔ بے شک اس کا بھی جواب لے لیں۔

مسٹر سپیکر۔ ہاں وہ بھی لے لیں گے۔

حکومت کی طرف سے ڈپٹی چیف انجینئر بلڈنگ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کو بہاولپور سے ختم کرنے کا فیصلہ

مسٹر سپیکر۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنے حالیہ فیصلہ مورخہ 18 مارچ 1974ء کے مطابق ڈپٹی چیف انجینئر بلڈنگ اور ہائی وے ڈیپارٹمنٹ بہاول پور کو بہاول پور سے ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جب کہ یہ دفتر وحدت مغربی پاکستان کے قیام سے بہاولپور

میں کام کر رہا ہے ۔ باوجود اس کے کہ بہاول پور کی محرومیوں اور حق تلفیوں کا ازالہ کیا جاوے اور وہاں کے عوام کو زیادہ سے زیادہ انتظامی اور دیگر سہولیات بہم پہنچائیں ۔ الٹا پہلے سے موجود اہم ترین دفاتر جن کا بہاول پور کی ڈویلپمنٹ سے براہ راست تعلق ہے کو ختم کرنا حکومت کی غلط پالیسی کا نتیجہ ہے ۔ اس فیصلہ سے محکمہ کے ملازمین اور عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اورغم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

حاجی صاحب میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ تحریک التواء گورنمنٹ پالیسی کے متعلق نہیں ہوا کرتی ہے ۔ یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ جو کہ ایک مجارٹی پارٹی کو represent کرتی ہے اس کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی پالیسی کو implement کرے ۔ اور اس پالیسی کے مطابق اس صوبہ کی حکومت کو چلائے ۔ حکومت کی طرف سے جو انتظام ہوتا ہے ۔ وہ ایک قانون اور ضابطے یا جو تسلیم شدہ طریقہ کار ہے اس کے مطابق اگر نہ ہو ۔ قانون یا گورنمنٹ کی پالیسی سے کسی کام میں انحراف executive کی طرف سے یا کسی اور طرف سے ہو ۔ وہ تو تحریک التوا کا basis ہو سکتا ہے ۔ لیکن اگر آپ گورنمنٹ کی پالیسی کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ اس گورنمنٹ کو تبدیل کر دیں اور ایک ایسی گورنمنٹ لائیں جو اس سے مختلف قسم کی پالیسیز کی حامل ہو ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس موضوع پر میری بھی ایک تحریک التوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے میں دونوں کو اکھٹے take up کر رہا ہوں ۔ اور اگر کوئی اور فاضل رکن بھی اس میں میری امداد کرنا چاہیں تو میں ان کا مشکور ہوں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ تحریک التوا کے سلسلے میں قاعدہ نمبر 67 نہایت واضح ہے اور اس قاعدہ کی رو سے جہاں دوسری پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہاں کوئی ایسی پابندی نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The Government will implement its own policies. That is why the Government is informed.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ تاریخ دیدی گئی ہے ۔ وقت کا تعین کر دیا گیا ہے ۔ اور اس میں صاف اور واضح کہا گیا ہے ۔ کہ :

(ج) اس کا تعلق کسی ایسے معاملہ سے ہو جس کا بنیادی طور پر حکومت یا حکومت کے زیر انتظام ازروئے قانون تشکیل کردہ جماعت سے تعلق ہو یا ایسے معاملہ سے ہو جس سے حکومت کا کافی حد تک مالی مفاد وابستہ ہو ۔

مجھے بتائیے ۔ اس تحریک التوا میں کون سی ایسی چیز ہے جو نہیں ہے ۔ اور جب حکومت ایک فیصلہ کر لیتی ہے ۔ کہ فلاں دفتر فلاں ڈویژن سے ختم کر دیا گیا ہے ۔ تو کیا پھر اس ایوان کو یہ حق حاصل نہیں پہنچتا کہ حکومت کے اس فیصلہ کے متعلق اس ایوان میں بحث کر سکے کہ آپ کا یہ فیصلہ غلط ہے ۔

Mr. Speaker : Every decision of the Government particularly of the cabinet will become a basis of a motion for adjournment of the House and this is not what is contemplated by these rules. The Constitution enables the Government, which represents the majority of a House, to implement its own policies and to give effect to its own policies, and all these rules and laws are subject to that primary object of the Constitution.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Mr. Speaker, you have been very kind in inviting opinions from the members other than the movers. I agree wtih your concept and your ruling that the majority party has the right to implement its own policies but this adjournment motion seeks to draw the attention of the majority party towards the fact that several months ago several assurances had been given by the Government that regional offices will not only not be removed but others also will be shifted to Bahawalpur. It is in contradictian to that that this adjournment motion has been moved. We only see that the Government sticks to the assurances given by them in the House.

Mr. Speaker : No occurrence is involved. A decision of the Government is not an occurrence.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا تھا کہ اس فیصلہ کا نتیجہ یہ ہے کہ بہاول پور میں اب جو ہیجان اور اضطراب ہے ۔ وہاں جو جلسے اور جلوس نکل رہے ہیں اور ٹیلی گرام درجنوں کی تعداد میں حکومت کو بھیجے جا رہے ہیں اس پر یہاں بحث کرنا چاہیے ۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اس چیز کا بعد میں ازالہ نہ ہو سکے گا ۔ یہی موقع ہے کہ ہم حکومت کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس فیصلے کے نتیجے میں پیدا شدہ صورتحال میں وہاں کیسے حالات ہیں اور اس کے کیا نتیجے برآمد ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ سینکڑوں خاندان اس فیصلے سے متاثر ہو رہے ہیں ۔ بے چینی اور اضطراب کا عالم ہے ۔ ہم آپ سے مدد کے خواہاں ہیں ۔ اس سے پیشتر بارہا یقین دہانی کرائی گئی کہ مناسب سطح پر اختیارات منتقل کئے جائیں گے ۔

Mr. Speaker. I am not discussing the merits. I would like Mian Manzur Ahmad Mohal and Mr. Muhammad Khan Khakwani to help me in this matter.

Mr. Muhammad Khan Khakwani. I agree with your observation that under rule 67(b) no occurrence has taken place. Rule 67(b) lays down.

> The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence ;

Now no occurrence has taken place. It is actually the act which has been accomplished that the motion can be brought.

The rule further says—

> The motion must not deal with a hypothetical case ;

It seems that it is a hypothetical case.

مسٹر سپیکر ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ میں آپ کو رائے بھی چاہتا ہوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اس سلسلے میں میں قاعدہ 67(c) کی طرف

آپ کی توجہ دلاتا ہوں ۔ اور حاجی صاحب نے بھی اس ضمن میں وضاحت فرمائی ہے ۔

> 67(c) The motson shall relate to a matter which is primarily the concern of Government or a statutory body under the control of Government or to a matter in which the Government have a substantial financial interest ;

تو اس بارہ میں حاجی صاحب نے جو interpretaction کی ہے وہ ایوان کے سامنے ہے جس کا یہاں پر اطلاق نہیں ہوتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ محکمہ ختم ہو گیا یہ پنجاب کے دسترس سے باہر ہے ۔ یہ اور بات ہے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ چیف منسٹر صاحب کے پاس ہے ۔ اگر وہ چاہتے ہیں تو کسی اور بات پر روشنی ڈال دیں ۔

Minister for Industries. I think the fine distinction that you have drawn is substantiated by sub-rule (f) of rule 67 which says—

> The motion shall not deal with a matter in respect of which a resolution could not be moved ;

I think, in this particular respect, it is a matter of moving a resolution rather than an adjournment motion.

Haji Muhammad Saifullah Khan. No Sir.

Mr. Speaker. Without deciding the major points involved in it, I am of the view, that no occurrence has taken place. A decision of the Cabinet is no occurrence within the meaning of these rules.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ فیصلہ تو ہو چکا ہے ۔ یہ ایک واقعہ ہے ۔ اس فیصلے کے خلاف اضطراب اور بے چینی ہے جس کے تحت یہ تحریک التوا پیش کی گئی ہے ۔ اگر اس پر عمل درآمد ہو جاتا تو پھر ہم یہ تحریک التوا نہ دیتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر وہ واقعہ نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں دریافت کرتا ہوں کہ معاملہ گورنمنٹ کے متعلق ہے یا نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ ٹھیک ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. If it relates to the Government, then it can be discussed under rule 76(c).

Mr. Speaker. What is the occurrence that has taken place ?

Haji Muhammad Saifullah Khan. They have decided.

Mr. Speaker. Decision is no occurrence.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ یہ واقعہ ضرور ہے کیونکہ اس کے خلاف جلسے اور جلوس نکل رہے ہیں اور وہ اس سلسلے میں روزانہ نکل رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. We are not discussing anxiety or concern. If it is allowed then every thing would become admissible. There may be some persons who would show anxiety or concern over every matter. I will keep it pending and decide it tomorrow.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ کا شکریہ ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ آپ جو بھی قانونی فیصلہ کریں ٹھیک ہے ۔ میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ محکمے بہاول پور سے کسی دوسری جگہ نہیں لے جائے گئے یعنی shift نہیں کئے جاویں گے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. In view of the assurance given by the Chief Minister, I don't request for any decision on my adjournment motion and I don't press it.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ البتہ مجھے اصرار ہے کہ آپ اس کا قانونی فیصلہ ضرور کریں ۔

Mr. Speaker. I can't do it now. It has been with drawn. Let it be on some other occurrence.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ قانونی نکتہ ہے اگر یہ حل جائے تو بہتر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے اس یقین دھانی کے بعد اس کو واپس لے لیا ہے پھر کسی اور موقع پر دیکھا جائے گا ۔

سید تابش لوری ۔ جناب سپیکر ۔ کیونکہ وہ اضطراب ختم ہو جائے گا اس لیے میں بھی اپنی تحریک واپس لیتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اور ہم شکر بھی ادا کرتے ۔

ضلعی انتظامیہ کی طرف سے پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پیگاڑو صاحب کو جھنگ شہر میں داخل نہ ہونے دینا

(جاری)

مسٹر سپیکر ۔ نمبر 2 میاں خورشید انور صاحب کی ایک تحریک التوا تھی اور وہ پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پیگاڑو کے جھنگ میں داخل ہونے کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ضلع جھنگ میں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کے تحت 5 یا 5 سے زائد اشخاص اکٹھے ہونے پر پابندی لگائی گئی تھی اور جلسے جلوس منع کئے گئے تھے ۔ پاکستان مسلم لیگ کے صدر پیر پیگاڑو صاحب 18-2-1974 کو ہمراہ ملک محمد قاسم ۔ میجر اعجاز ۔ رانا خدا داد ۔ چوھدری محمد ادریس اور دیگر 15 اشخاص جب ضلع جھنگ کی حدود میں داخل ہوئے تو انہیں دفعہ 144 ضابطہ فوجداری کے تحت ضلع میں مختلف سیاسی جماعتوں کی کشیدگی کے متعلق مطلع کیا گیا ۔ موقعہ پر کچھ لوگ پیر پیگاڑو صاحب کو اور ان کے ساتھیوں کو ایک جلوس کی شکل میں لے جانے کے لیے

جمع ہوئے۔ سیاسی جماعتوں میں سیاسی کشیدگی کو مد نظر رکھتے ہوئے پیر پگاڑو صاحب خود ہی اپنے طور پر واپس چلے گئے۔ تو ان حالات میں میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس موضوع پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ واقعہ 18 فروری کا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کیا 18 فروری کے بعد کوئی سیشن ہوا تھا؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ نہیں جناب۔۔۔

If you would permit me.

مسٹر سپیکر۔ میں نے اس پر بحث کی اجازت نہیں دی۔ تحریک ابھی admit نہیں ہوئی۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ وزیر علیٰ صاحب کی اطلاع درست نہیں ہے۔ جھنگ میں اس وقت جب پیر پگاڑو صاحب نے اپنے دورے کا پروگرام بنایا اور جب وہ وہاں تشریف لے جا رہے تھے تو وہاں پر کوئی سیاسی کشیدگی موجود نہیں تھی۔ ضلع کی انتظامیہ نے حکمران لوگوں کو خوش کرنے کے لیے یا ان کے ایما پر یہ تمام کاروائی کی۔ اور ان کا یہ کہنا بھی درست نہیں ہے کہ وہاں سے پیر صاحب از خود واپس آئے۔ پیر صاحب کو وہاں روکا گیا۔ جب ان کو پتہ چلا کہ حکومت کا منشا یہاں گڑبڑ کرانے کا ہے تو پھر وہ واپس ہوئے ہیں۔

شیخ عزیز احمد۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ دفعہ 144 کے تحت پابندی لگا دی گئی تھی۔

Mr. Speaker. I agree with the hon, ble member.

فاضل چیف منسٹر صاحب نے بھی بتایا ہے کہ 144 لگی ہوئی تھی اور وہ جلوس لے جانا چاہتے تھے۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, there was no *Jaloos*. Permission was given by the local authorities and the District Magistrate. This is a wrong statement.

مسٹر سپیکر۔ آپ نے تحریک التوا دیکھی ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب ۔ میں نے دیکھی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں تو یہ لکھا ہے کہ ان کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا تھا ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. That is true.

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ لوکل ایڈمنسٹریشن نے اس کی اجازت دی تھی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. The permission for workers meeting was granted by the Deputy Commissioner. There were only two cars.

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی شکایت کیا ہے ؟

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Inspite of the permission granted by the District Magistrate of Jhang, he was denied the entry into Jhang by a Police Force of about 200 policemen led by the Deputy Commissioner himself.

مسٹر سپیکر ۔ اس میں دو سو آدمیوں کا ذکر نہیں ہے ۔ انتظامیہ کا لفظ لکھا ہوا ہے ۔

I cannot verify the facts. Intzamia means the District Administration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. That is true Sir.

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ڈپٹی کمشنر نے داخل نہیں ہونے دیا اور آپ کہہ رہے ہیں کہ ڈپٹی کمشنر نے ان کو اجازت دے دی تھی ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Quite true. This is in contradiction of the permission given. When the new Chief Minister was inducted in office we received an assurance that there will be full democracy in the country and now he should not defend the previous actions of this predecessor. He should uphold his assurance

I was only mentioning that he was obstructed by 200 policemen.

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت اس کا کوئی موقع نہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ جناب وزیر اعلیٰ نے جو رپورٹ یہاں پڑھ کر سنائی ہے وہ انتظامیہ نے لکھ کر بھیجی ہے جنہوں نے خود یہ زیادتی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ لکھ کر بھیج دیا کریں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کسی اور ذرائع سے تحقیقات کرا لیں ۔ ان سے زیادتی ہوئی ہے ۔ اب وہ ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس پی صاحب جنہوں نے یہ اقدام کیا ہے وہ ان کو کیا جواب دیں گے ۔ انہوں نے تحریری جواب دے دیا ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور آپ بھی زیادتی فرما رہے ہیں ۔ اس میں سید حسن محمود صاحب نے صاف فرمایا ہے کہ اجلاس کی ان کو اجازت مل گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب مجھے کیسا علم ہو ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوستوں نے خواہ مخواہ اس مسئلے کو اس طرح لیا ہے ۔ یہ میں نہیں کہتا کہ ان کو اجازت نہیں ملی تھی ۔ ملی ہوگی ۔ یہ بات تو نہ انہوں نے زیر بحث لائی ہے نہ اس پر ہم نے اپنی طرف سے کوئی سٹیٹمنٹ دیا ہے ۔ میں اس کو تسلیم کئے لیتا ہوں کہ انہیں ورکرز میٹنگ کسی چار دیواری کے اندر کرنے کی اجازت دے دی گئی ہو گی ۔ لیکن سوال اس بات کا ہے کہ جب وہاں لوگ اس مقصد سے جمع ہوئے کہ وہ ان کو جلوس کی صورت میں لے کر جائیں گے تو اس موقع پر ان کو کہا گیا کہ جلوس نہیں نکل سکتا ۔ چنانچہ اس وجہ سے ان کو یہ مطلع کیا گیا اور انہوں نے خود یہ فیصلہ کیا کہ اس tension کی حالت میں انہیں واپس چلا جانا چاہیے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. No Sir, that is not a fact. He held a press conference denying this fact that there was no purpose of a jaloos and there was no intention and there was no gathering altogether. If the Chief Minister is

kind onough to hold an enquiry into the matter, the whole thing will become clear.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ہم وزیر علیٰ صاحب سے یہ امید رکھتے ہیں کہ وہ اس ملک میں جمہوریت کی بحالی کے انتہائی احسن اقدام اٹھائیں گے ۔ یہ بڑا ضروری مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسئلہ تو بہت ضروری ہے مگر یہ تقاریر کی سٹیج نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ شہری آبادیوں کا مسئلہ ہے ۔ اگر آپ نے ملک میں جمہوریت کو پھلنے دینا ہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ سیاسی فضا کو خوش گوار بنائیں ۔ اور ایسے مسائل پر توجہ دیں ۔

Mr. Speaker. If you want to leave it to the Chief Minister well and good.

Makhdumzada Syed Hasan Mahmud. We do want it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے آپ سے التماس کی ہے کہ اس میں آپ اور بھی توجہ دیں ۔

They are leaving it you.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مزید چھان بین کے لیے اس کو ملتوی فرمائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس پر بہت کچھ کہا اور سنا جا چکا ہے ۔ میں مزید کچھ نہیں کہنا چاہتا لیکن یہ بات میں ان خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی دوبارہ تحقیقات کرلیں ۔ اگر یہ واقعات جس طرح سے بیان کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں تو آئندہ ایسے واقعات کا اعادہ نہ ہونے پائے اور یہی ایک صورت ہو سکتی ہے ۔ میں نے اس لیے اپنی افتتاحی تقریر میں ان کا خیر مقدم کرتے ہوئے ان سے گزارش کی تھی کہ وہ ماضی سے منقطع ہو کر ۔ کٹ کر اور نئے انداز سے جمہوری انداز سے اس صوبے کو چلائیں ۔ جمہوریت اس کا نام ہے کہ قانون کے ماتحت ہر شخص کو قول و فعل کی آزادی ہو ۔ اور یہ گذشتہ دنوں میں جو کچھ ہوتا رہا ہے اس کا اعادہ نہ ہونے پائے

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ جو انداز بیان اختیار کیا گیا ہے آپ نے مہربانی فرماتے ہوئے خود اس پر دبے الفاظ میں اعتراف کیا ہے ۔ میں بھی اپنے دوستوں سے اور خاص طور پر اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے دوستوں سے گزارش کروں گا کہ یہ بات میری طرف سے اور ہمارے قائد کی طرف سے بار بار دہرائی گئی ہے کہ یہ تبدیلی کوئی اس طرح کی تبدیلی نہیں ہے کہ پہلے کسی اور جماعت کی یا کسی اور نظریے پر چلنے والی جماعت کی حکومت تھی اور اب کسی اور جماعت کی یا کسی اور نظریے پر چلنے والی جماعت کی حکومت ہے ۔ شخصی تبدیلیاں جماعتوں میں ہوتی رہتی ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ نے اپنی پالیسی تقریر میں واضح طور طور پر کہا ہے کہ پہلے غنڈوں کی زیادتی تھی اور اب شریفوں کا ہاتھ غنڈوں کی گردن پر ہوگا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں نے کبھی نہیں کہا ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ یہ لفظ ہرگز میری تقریر میں نہیں آیا ہوگا اور نہ ہی میں کہنے کے لیے تیار ہوں ۔ سوال یہ ہے کہ اس پر میری طرف سے میرے قائد کی طرف سے ایک واضح ورشن اختیار کی گئی کہ تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے ۔ اگر جمہوریت کا کھیل کھیلنا ہے تو آپ بھی اس کے رولز اور ریگولیشن میں رہیں ۔ ہم بھی اس کے رولز اور ریگولیشن میں رہیں گے ۔ اگر یہ سمجھا جائے گا کہ آپ کو جمہوریت کی اجازت ہے اور مجھے اس بات کی اجازت نہیں ہے تو پھر یہ کھیل نہیں کھیلا جا سکتا ۔ تو میں آپ سے بھی یہی درخواست کرتا ہوں اور اس ہاؤس کی وساطت سے تمام صوبے کے سیاسی عناصر سے درخواست کرتا ہوں کہ آئیے اس گیم کو جو ہم کھیل رہے ہیں اس کو رولز اینڈ ریگولیشن کے اندر لے آئیں اور جیسے میں نے کہا کہ اس میں پہلا بنیادی اصول یہ ہے کہ جمہوریت consensus نہیں ہوتی ۔ جمہوریت اتفاق رائے کا نام نہیں ۔ جمہوریت اکثریت کی رائے پر چلانے کا نام ہے ۔ اور اگر اکثریت نے ایک پارٹی کو ووٹ دیئے ہیں تو اس کا حق ہے کہ وہ حکومت کرے ۔ دوسرے لوگوں کو اس کے اس حق کا احترام کرنا چاہیے ۔ یہ جو رولز اینڈ ریگولیشن ہیں ان میں آ کر آپ چلتے ہیں تو میں اپنی طرف سے پورے شوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ میرا رویہ

بھی یہی ہوگا لیکن اگر کوئی دوست یہ سمجھتا ہے کہ وہ میرے ایک گال پر تھپڑ مارنے گا اور میں دوسرا گال اس کے آگے کر دوں گا تو یہ میرا رویہ نہیں ہو گا ۔ اگر وہ یہ سمجھ کے اب دوسرے گال پر تھپڑ مارنا چاہے گا اور وہ ہاتھ اٹھائے گا پھر عین ممکن ہے میں بھی اس کے اس ہاتھ کو جو اٹھا ہوا ہاتھ ہے روکوں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں قائد ایوان کی خدمت میں نہایت وضاحت سے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان کے اقتدار کو ان کی اکثریت کو کسی وقت بھی چیلنج نہیں کیا اور ہم نے یہاں بارہا کہا ہے کہ جو لوگ یہاں پر منتخب ہو کر آئے ہیں وہ اکثریت میں ہیں اور اکثریت کے ساتھ اپنے اقتدار کا طریقہ کار حاصل کریں ۔ یہ ہم سے رولز اور اخلاق کا تقاضا کرتے ہیں ۔ ہم ان کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم بھی اسی اخلاق کے اندر رہ کر اس ایوان کے اندر اور باہر ان کی اپوزیشن میں رہیں گے لیکن حکومت بھی اپنے لیے جو رولز وضع کر چکی ہے جو قوانین بنا چکی ہے اس پر عمل کرتے اور رائے عامہ کا احترام کرے اور دوسرے لوگوں کو بھی ابلاغ و اظہار کے جو ذرائع ہیں ان سے محروم نہ کیا جائے ۔ اس بات پر میں متفق ہوں کہ ان کو حق ہے وہ اکثریتی پارٹی ہے ۔ حکومت بنائیں ۔ لیکن ہمیں تنقید کا حق ہے ۔ ہمیں ان کے سیاسی فکر سے اختلاف کا حق ہے ۔ ہمیں ان سے غیر متفق ہونے کا حق ہے ۔ ہمیں باہر جا کر یہ بات کرنے کا حق ہے کہ پیپلز پارٹی کے سیاسی افکار و عقائد سے ہم متفق نہیں ہیں ۔ ان سب چیزوں کا ہمیں حق ہے اور یہ حق ہمیں ملنا چاہیے ۔ حکومت کا حق ان کو ہے اور وہ حق ان کو مل چکا ہے ۔ وہ جو ہم سے سیاسی اخلاق کا مطالبہ کرتے ہیں ہم بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سیاسی اخلاق اور قوانین کے اندر رہ کر ہماری اپوزیشن کی جماعتوں کے ساتھ سلوک روا رکھیں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. I want to say something.

مسٹر سپیکر ۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے سب کچھ کہہ دیا ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, it is not necessary

that I should agree with every thing that the Opposition says. I have may own opinion.

Mr. Speaker. It is right. But you have a leader at least on policy matters.

Mr. Taj Muhammad Khknzada. No. Sir. It is a matter connected with the present discussion on democracy.

مسٹر سپیکر - یہ کوئی debate تو نہیں ہے -

Mr. Taj Muhammad Khanzada. No Sir. I am not debating. I am dilating upon the point under discussion. Sir, all I have to submit to the House is that a reference has been made which is naturally disowned by the Leader of the House that the rule of goondaism was prevalent before the change over in the personalities of the present Government. We are not saying what was prevalent and what was not prevalent. Democracy is certainly being given a chance and I have no doubt that the present leadership will give a very fair chance to democratic principles to flourish in this country of ours. There is no denying the fact that where the opposition don't play any role and where the acts have been done within the premises of the jails and hawalats they could not have been done by the people in Opposition. That could only have been done by the connivance of the Government in Power.

Mr Speaker. This is not relevant.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, an assurance was given by the Leader on the floor of the House. That democratic values will be up hold. Let us wait and see.

Sheikh Aziz Ahmad. On what subject the Hon'ble member is speaking ?

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Have patience. You have never been the victim of what has been done to Mr. Tufail in jail.

Mr. Speaker. That is not under discussion.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Mr. Speaker, Sir, so I

value the assurance that such acts which were eommitted in the past will not be repeated in future.

مسودہ قانون

مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974ء

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1974ء)

(جاری)

(کلاز ۔ 4)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز نمبر 4 زیر غور ہے ۔ تمام ترامیم پیش ہو گئی تھیں اب میں تمام کو اکٹھا لیتا ہوں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، میاں خورشید انور ، سید تابش الوری ، مخدوم زادہ سید حسن محمود کی ایک ترمیم رہ گئی ہے جو سیریل نمبر 23 پر ہے ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, have the rest have been moved.

Mr. Speaker. The rest of the amendments have already been moved.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I move :

> That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in line 5 the words "or such other learned persons as it may deem necessary" be substituted.

Mr. Speaker. The verbal amendment is allowed.

کیا وزیر تعلیم نے کچھ ترامیم منظور کر لی ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

Mr. Speaker. What are they ?

Mipister for Education. No. 11, 21 and 23.

اس کلاز میں یہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ باقی جو move ہوئی ہیں کیا یہ پریس کی جا رہی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جی جناب

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون کی ضمن 4 انجینیئرنگ اور ٹیکنالوجی یونیورسٹی کے اختیارات سے متعلق ہے ۔ یہ اختیارات اپنی طوالت اور وسعت کے اعتبار سے یقینی طور پر بہت ہی جامع ہیں لیکن ان اختیارات پر عصر حاضر کے تقاضوں کی روشنی میں نظرثانی کی ضرورت ہے ۔ جس طرح اسے وسعت پذیر کرنا چاہیے تھا ۔ اس طرح سے اس پر غور کرنا گوارہ نہیں کیا گیا اور لکیر کے فقیر کی طرح ان چیزوں کو بعینہ یہاں نقل کر دیا گیا ہے جو گزشتہ سالہا سال سے اس یونیورسٹی کا حصہ رہی ہیں ۔ اس سے نہ صرف یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ہم نے جدید تقاضوں کو اپنے پیش نظر نہیں رکھا بلکہ ۔ ۔ ۔

بیگم ریحانہ سرور (سہید) ۔ جناب والا ۔ ان کی یہ ترمیم absolutely redundant اور infructuous ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کون سی ترمیم ہے ؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ یہ جو انہوں نے کہا ہے کہ کلاز نمبر 4 حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو پیش ہی نہیں ہوئی ہے ۔ آپ تو بادشاہوں والی باتیں کرتی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ آپ یوں کہیں کہ ملکہ والی باتیں کر رہی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ محاورہ تو بادشاہ کا ہی ہے ۔ ترمیم نمبر 9 پیش نہیں کی گئی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ گویا وہ پہلے ہی سمجھ گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ انجینئرز سائنسی نظریات کو عملی قالب میں ڈھالتے ہیں ۔ یہ انجینئرز ہی ہوتے ہیں جو ملکی مسائل کو حل کرنے کے لیے ملکی وسائل کو بروئے کار لاتے ہیں ۔ یہ انجینئرز ہی ہوتے ہیں جو انسانی معاشرت اور زندگی کو آسان اور خوشگوار بنانے کے اسباب مہیا کرنے کے لیے عملی جد و جہد کرتے ہیں ۔ ہمارے پاکستان ایسے ترقی پذیر ملک میں اس بات کی ضرورت ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے زیادہ سے زیادہ ترقی و ترویج کے مواقع فراہم کرکے انجینئرز کو ایسا با ہنر اور ایسا با عمل بنائیں کہ ہمارے ملک کے مختلف حصوں میں اور بالخصوص پنجاب میں جہاں یہ یونیورسٹی قائم ہے ہم جہتی ترقی ۔ صنعتی بہتری اور اقتصادی خوشحالی کے لیے جامع منصوبہ بندی کرکے علمی اقدامات کر سکیں ۔ جناب والا ۔ جب تک انجینئرز اور یونیورسٹی کے اساتذہ علم و ہنر کی پوری صلاحیت کے ساتھ پوری طائیت کے ساتھ اور پوری مہارت فن کے ساتھ عمل میں نہیں لائیں گے اس وقت تک ہمارے مختلف شعبوں میں ۔ ہماری زندگی کے مختلف میدانوں میں سائنس کی روشنی میں ترقی کے وسیع تر امکانات روشن نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ آج یورپی ممالک ترقی کی جس معراج پر گامزن ہیں اس کی بنیاد سائنس اور ٹیکنالوجی ہے ۔ ہماری یونیورسٹی انہی شعبوں سے متعلق بنیادی فریضہ انجام دینے کے لیے کام کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہماری یونیورسٹیاں عصر حاضر کے تقاضوں اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں ہونے والے تجربات اور تعلیم و تدریس سے استفادہ کریں ۔ یونیورسٹی کے لیے اختیارات و فرائض کا ایسا نیا چارٹر اور ایسا لائحہ عمل مرتب کریں جو ہمیں اس رجعت پسندی سے نجات دلا کر دنیا کی ترقی یافتہ اقوام اور ترقی یافتہ ممالک کے قریب تر لا سکے ۔ جناب والا ۔ سائنس بنیادی طور پر تہذیب اور ایجاد و اختراع کے لیے تحقیق کرتی ہے اور تھیوری اس تحقیق اور اختراع کو مادی حقیقتوں سے ہم آہنگ کرتی ہے ۔ مادی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے ۔ اس لیے ہمیں اس بات پر زیادہ

زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ حال ہی میں ایک کنونشن میں ایک کانفرنس کے موقع پر جناب ذوالفقار علی بھٹو نے انجینیئرز کو خاص طور پر اس بات کی طرف متوجہ کیا تھا کہ وہ اس ملک کے پیداواری وسائل کو بڑھانے کے لیے اپنی صلاحیتوں کو استعمال کریں اور یونیورسٹی کو اس طرح پر ڈھالیں ۔ یونیورسٹی کے شعبوں کو اس انداز سے مرتب کریں کہ وہ ہمارے ملک کی ضروریات اور ملک کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے زیادہ سے زیادہ موثر اور فعال کردار ادا کر سکے ۔ ہمیں یقین ہے کہ ماضی کا یہ تصور کہ ہم یونیورسٹیوں میں اور ایسے دیگر اداروں میں صرف تھیوری پر زور دیتے رہے ہیں ۔ صرف نظریات پر تعلیم و تدریس کی بنیاد رکھتے رہے ہیں لیکن اب آپ وزیر اعظم کے ارشادات کی روشنی میں ہی نہیں بلکہ عصر حاضر کے تقاضوں کی روشنی میں بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ تھیوری کے ساتھ ساتھ یونیورسٹی میں عملی تربیت کا زیادہ سے زیادہ اہتمام کیا جائے اور یہ اہتمام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہم یونیورسٹی کے فرائض و اختیارات کو وسعت دے کر اسے زیادہ سے زیادہ عملی بنانے کی کوشش نہ کریں ۔ جناب والا ۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ یونیورسٹیوں اور ایسے ٹیکنیکل اداروں میں جو نوجوان تربیت پا رہے ہیں ، جو نوجوان تعلیم حاصل کر رہے ہیں وہ نہ صرف یہ کہ اپنی ناقص تعلیم کی وجہ سے ، ناقص تربیت کی وجہ سے باہر کے ممالک میں زیادہ قابل قبول نہیں ہیں بلکہ خود ہمارے اپنے ملک میں بھی اور ہمارے اپنے صوبے میں بھی مختلف صنعتی اداروں میں ۔ مختلف پرائیویٹ اداروں میں ان کے لیے جگہ نہیں ملتی ۔ وہ محض اس لیے کہ انہیں صرف تھیوری پر عبور حاصل ہوتا ہے اور عملی تربیت نہیں ہوتی ۔ وہ صرف سرکاری ملازموں کے لیے اپنے آپ کو محدود کر لیتے ہیں اور نتیجتاً چونکہ تحقیقی اداروں میں ملازموں کی اتنی تعداد نہیں ہوتی ۔ اتنی آسامیاں نہیں ہوتیں اس لیے وہ بے روزگاری کے جہنم میں سلگتے رہتے ہیں ۔ اگر یونیورسٹی کے نئے ارباب حل و عقد اس سلسلے میں تھیوری اور عمل کو توازن کے ساتھ اس یونیورسٹی کو آئندہ کے لیے قابل عمل بنانے کی کوشش کریں تو اس کے نتائج نہ صرف موثر نکلیں گے بلکہ ہمارے ملک میں انجینیئرز کا جو الم ناک مسئلہ اس وقت ہمارے سامنے ہے وہ بھی حل ہو سکے گا ۔ جناب

والا ۔ آپ اس بات کے شاہد ہیں کہ جب تک ایجاد و اختراع کے میدان میں سرپرستی حاصل نہ ہو۔۔۔۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ یہ جو آپ فرما رہے ہیں یہ اس سے کس طرح متعلق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ترمیم اور اس پروویژن پر بحیثیت مجموعی تقریر کر رہا ہوں ۔ لیکن اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں الگ الگ کر لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بھی ہو سکتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ چونکہ یہ بڑی اہم کلاز ہے اور اس میں یونیورسٹی کے اختیارات اور فرائض کا تعین کیا گیا ہے ۔ اس لیے میں اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ ان اختیارات و فرائض کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے تو مجھے اجازت دی جائے کہ میں اس پر اظہار خیال کر سکوں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ فاضل رکن ترمیم نمبر 11 تا 33 پر بول رہے ہیں اور ان میں صرف الفاظ کی ترمیم ہے کہ may determine کی جگہ may be prescribed آئے ۔

Mr. Speaker : He is also speaking on the clause as a whole as he opposed it. He is availing that opportunity, but even in that, one has to be atleast relevant to the provisions.

سید تابش الوری ۔ میں جناب والا ۔ ان اختیارات و فرائض ہی کے حوالے سے مختصراً گزارشات پیش کروں گا ۔

جناب والا ۔ یونیورسٹی کے اختیارات و فرائض میں اس بات کی گنجائش موجود ہے کہ وہ وظائف دے گی ۔ تحقیق و ایجاد کے کام کے سلسلے میں معاونت کرے گی ۔ لیکن عملاً ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ یہ محض کتابی بات ہے ۔ یہ محض قانونی دستاویز کا ایک خوبصورت حصہ ہے ۔ عملاً اس سلسلے میں کوئی ایسی صورت موجود نہیں جس کی وجہ سے ان اختیارات کو عملاً

یونیورسٹی میں نافذ کیا جا سکے ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لائق اور ہونہار طلبہ سرپرستی سے محروم ہونے کی وجہ سے عام طور پر ملک سے باہر جانے کے لیے بے چین نظر آتے ہیں ۔ اگر یونیورسٹی میں اس طرح کے مواقع فراہم کئے جائیں کہ لائق اور ہونہار طلبہ کو نہ صرف وظیفے دیں بلکہ ان کی صلاحیتوں کے مطابق ایجاد و اختراع اور تحقیق کی سہولتیں دی جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے بھی آپ تقریباً اس بات پر تھے ۔ تعلیم دینے والوں کا تو اس کلاز میں ذکر ہے ۔ ابھی تعلیم حاصل کرنے والوں کا اس کلاز میں ذکر نہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یونیورسٹی اپنے اختیارات و فرائض سے پہچانی جاتی ہے اور جس طرح کہ ہمارے لائق وزیر تعلیم نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ یونیورسٹی کی تشکیل نو اس مقصد کے لیے کرنا چاہتے ہیں کہ وہ ایک ممتاز بین‌الاقوامی یونیورسٹی کی حیثیت حاصل کر سکے ۔ تو وہ اس وقت تک ممکن نہیں ہوگا جب تک ہم بین‌الاقوامی یونیورسٹیوں کے اوصاف ۔ ان کی خوبیاں اور ان کی عملی تربیتوں کو اپنے ہاں نہ اپنائیں ۔ جناب والا ۔ میں اختصار کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ یونیورسٹی کو اس طور پر منظم کرنے کی ضرورت ہے اور اسے یہ اختیارات دینے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے میں سے جن طالب علموں کو انتہائی ہونہار اور انتہائی باصلاحیت سمجھے ۔ انہیں حکومت کو recommend کرکے انہیں اس قسم کی سہولتیں فراہم کر سکے اور اعلیٰ تعلیم کے لیے بھجوا سکے ۔ جناب والا ۔ ہماری معاشرتی پسماندگی اصل میں ٹیکنالوجی میں ہماری پسماندگی کا نتیجہ ہے اور جب تک اس پسماندگی کو دور کرنے کے لیے یونیورسٹی کے ذریعے ایسی تحریک نہیں چلائی جائے گی ۔ اس جذبے اور اس روح کو بیدار نہ کیا جائے گا کہ وہ اپنی تمام تر توانائیاں ۔ اپنی تمام تر صلاحتیں اور اپنے تمام تر علم و ہنر کو اس ملک اور قوم کی ہمہ جہتی ترقی کے لیے وقف نہ کریں اور انہیں آئندہ اور حال کے لیے یہ یقین دہانی نہ کرا دی جائے کہ وہ اس یونیورسٹی کے اندر رہ کر ہی نہیں بلکہ یونیورسٹی سے باہر بھی علم و ہنر سے امتیاز اور اعزاز حاصل کر سکیں گے ۔ اس وقت تک ہمارے یہاں سائنس

اور ٹیکنالوجی کی حقیقی ترقی کے مفید اثرات برآمد نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ اس مسودہ قانون میں یونیورسٹی کے اختیارات کی بڑی وسعت موجود ہے ۔ لیکن عمل بڑا محدود ہے ۔ اس اعتبار سے ہمیں اس بات کی ضرورت ہے کہ اگر یونیورسٹی کے انہی اختیارات و فرائض کو بھی جو اس میں موجود ہیں عملی جامہ پہنانا مقصود ہے تو انہیں اس کے وسائل اور سرمائے سے بھی نوازا جائے ۔ کیونکہ جب تک انہیں ان ضرورت کے مطابق سرمایہ فراہم نہ کیا جائے گا یہ اختیارات و فرائض عملی جامہ نہیں پہن سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی یہ مرحلہ نہیں آیا ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ جناب وزیر تعلیم نے گرانٹ کمیشن کے سلسلے میں ہمیں مژدہ سنایا اور اگر اس پر عمل درآمد ہو گیا تو یہ یونیورسٹیاں واقعی اپنے ان اختیارات و فرائض کو حقیقی طور پر عملی جامہ پہنا سکیں گی ۔ اس وقت بے نیازی کی کیفیت یہ ہے کہ یونیورسٹیاں قائم ہیں لیکن اس کی کوئی ہیئت حاکمہ موجود نہیں ۔ جو اپنے اختیارات و فرائض کو استعمال کر سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب ۔ جس سٹیج پر اب ہم ہیں ۔ اس سٹیج پر تو ابھی وہ مسئلہ نہیں آیا ۔ جب سینیٹ اور سنڈیکیٹ زیر غور آئیں گے تو یہ مسئلہ تب پیدا ہوگا ۔ آپ کے یہ الفاظ کافی غیر متعلقہ ہو گئے ہیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ مختلف ہیئت حاکمہ استعمال کریں گے اور وہ موجودہ ہی نہیں ہیں ۔ یہاں تک کہ تین مہینے سے کوئی چانسلر کمیٹی ہی موجود نہیں ۔ جب یہ کمیٹی ہی موجود نہیں تو یہ اختیارات و فرائض بے معنی ہو جاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں اب آپ کی توجہ مختصراً ان ترامیم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جن میں ہم نے یہ تجویز کیا ہے ۔ ضمن 4 (د) میں کہا گیا ہے :

منظور شدہ اشخاص کو مجوزہ طریق پر اعزازی ڈگریاں یا دیگر امتیازات عطا کرنا ۔

یونیورسٹی کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اعزازی ڈگریاں یا دیگر امتیازات عطا کرے ۔ لیکن اس میں منظور شدہ اشخاص کا ایک خاص جملہ ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اس پر تو اتفاق ہوچکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر بھی انہوں نے قائل تو کرنا ہے ۔

سید قابش الوری ۔ آپ شاید انفرادی طور پر متفق ہوں ۔ میں اس ہاؤس کو متفق کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس پر بنیادی اعتراض یہ کیا ہے کہ یونیورسٹی جیسے با اختیار ادارے کے لیے ڈگریاں یا امتیازات عطا کرنے کے لیے منظور شدہ اشخاص کا تعین اس کے اختیارات کو محدود کرتا ہے ۔ اس لیے ہماری ترمیم یہ ہے کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے تاکہ وہ مجوزہ تاریخ پر ڈگریاں اور اعزازات عطا کرنے میں آزادی محسوس کر سکیں ۔

جناب والا ۔ ہم نے اپنی ایک اور ترمیم کے ذریعے ۔ اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ جناب وزیر متعلقہ نے ہماری اس ترمیم کے سلسلے میں اپنی رضامندی کا اظہار کر دیا ہے ۔ جو اس ضمن کی تحتی ضمن (ن) سے متعلق ہے ۔ جس میں کہا گیا ہے :

> الحاق شدہ کالجوں اور ان کالجوں یا تعلیمی اداروں جن کے لیے یونیورسٹی کی سراعات منظور کی گئی ہوں ۔ کے تدریسی عملے کے منتخب ارکان یا دوسرے ایسے اشخاص کو جنہیں وہ مناسب سمجھے یونیورسٹی کے اساتذہ کے طور پر تسلیم کرنا ۔

جناب والا ۔ ہم نے یہاں "منتخب ارکان" پر اعتراض کیا تھا ۔ کیونکہ منتخب ارکان کی شرط لگانے کے ساتھ منتخب ارکان کے لیے بہت سے معیار اور انکی استعداد کا تعین بھی کرنا پڑے گا اور اس طرح سے یونیورسٹی کے اختیارات محدود ہو جائیں گے ۔ لہذا ہم نے اس میں یہ تجویز کیا ہے کہ منتخب کا لفظ یہاں سے حذف کر دیا جائے ۔ اور اسی طرح سے ہم نے یہ بھی تجویز پیش کی ہے کہ "دوسرے ایسے اشخاص کو جنہیں وہ مناسب سمجھے

یونیورسٹی کے اساتذہ کے طور پر تسلیم کرنا" ۔ یہاں "جنہیں وہ مناسب سمجھے" کے الفاظ بھی انہیں غیر قانونی اختیارات بخشتے ہیں اور اس طرح سے یہ امکان موجود ہے کہ مختلف اساتذہ کے درمیان وہ ترجیح اور امتیاز کی پالیسی بغیر کسی معیار کے اختیار کر سکیں گے ۔ اس لیے ہم نے کہا ہے کہ ان کو بھی یہاں سے حذف کر دیا جائے ۔ کیونکہ یہ بات مختلف اساتذہ کے درمیان معیار کے بغیر شکر رنجی کا باعث ہو سکتی ہے ۔

جناب والا ۔ ہم نے اسی طرح سے اپنی دوسری ترامیم کے ذریعے اس بات کی اہمیت پر اصرار کیا ہے کہ یونیورسٹی کو جو اختیارات و فرائض دیے جا رہے ہیں ان کے استعمال کے لیے کوئی طریق کار وضع ہونا چاہیے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ سلسلے میں بعض اوقات دشواریاں اور مشکلات پیش آتی ہیں اور لامحدود اختیارات حاصل ہونے سے بہت سی آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں لیکن جب ہم اپنی حکومت کو اور حکومت کے ہر شعبے کو ایک خاص طریق کار کے مطابق چلانے پر اصرار کرتے ہیں ۔ تو ہم یہ بھی توقع کرتے ہیں کہ یونیورسٹی کو بھی اختیارات و فرائض کے استعمال کے سلسلے میں ایک خاص طریق کار اور خاص لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے ۔ چنانچہ ہم نے مختلف اختیارات کے سلسلے میں اس بات کا اعادہ کیا ہے کہ انہیں مجوزہ شرائط کے تحت ان اختیارات کے استعمال کی اجازت ہونی چاہیے تاکہ وہ خاص دائرے میں رہ کر ۔ ایک خاص قانونی انداز میں ایک خاص روایتی انداز میں اور ایک خاص روایت کے ساتھ ان اختیارات کو استعمال کر سکیں ۔

جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اگر موجودہ حکومت نے یونیورسٹی کی تشکیل نو کے ساتھ یونیورسٹی کے اختیارات اور فرائض کو وسعت پذیر کرتے ہوئے ان کی عملی صورت پر زیادہ زور دیا اور انہیں واقعی عملی جامہ پہنانے کے لیے ایسے اقدامات کئے کہ وہ محض کاغذی دستاویز بننے کی بجائے ۔ محض کاغذی پھول بننے کی بجائے ان میں خوشبو بھی پیدا ہو سکے اور ان کی روح بھی طلباء تک پہنچ سکے تو یہ ادارہ واقعتاً اپنے کردار کے اعتبار سے ۔ اپنے فرائض کے اعتبار سے اور اپنے نتائج کے اعتبار سے بین الاقوامی امتیاز ۔ بین الاقوامی انفرادیت اور خود پنجاب کے لیے اعزاز و افتخار کا باعث ہو سکے گا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا

ہوں کہ ہماری ان معقول ۔ سادہ اور انتہائی ضروری ترامیم کو قبول کر لیا جائے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it may determine" occurring in lines 8-9, the woros "may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (d) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "on approved persons ' occurring in line, 2, be deleted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line, 5 "the words "under prescribed condition" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas "and words", as it may determine", occurring in line 5, be deleted ; and in para (j) so amended, between the word "acceptance" and the semi-colon occurring in line 6, the words "under preseribed condition" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it may determine" occurring in line 5, the words "may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, a camma and the words, "and to withdraw such acceptance" occurring in lines 5-6, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (k) of Clause of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line 3, the words "under prescribed condition" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (l) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "thereto" and the semi-colon appearing at the end, the words "under prescribed condition" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (m) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "thereto" and the

semi-colon appearing at the end, the words "under prescribed condition,, be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word "selected" occurring in line 1, be deleted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in line 5, the words "or such other learned persons as it may deem necessary" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Amendment Nos. 24, 25 and 26 have become infructuous.

Mr. Speaker. The question is :

That in para (p) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring at the end, the words "as may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (p) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring at the end, the words "under prescribed conditions" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (q) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "lodgings" and the semi-colon appearing at the end the words "under prescribed conditions" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (s) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line 2, the words "under prescribed conditions" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (s) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may determine" occurring in line 2, the words "as may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (v) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may deem fit" occurring at the end, the words "as may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (v) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as it may deem fit" occur-

ring at the end, the words "under prescribed" condit ons be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. I would like to correct the record. Amendment No. 11 is also moved by Mian Manzoor Ahmad Mohal alongwith others. Now, three amendments have been carried, that is, No. 11, 21 and 23.

The question is :

That Clause 4, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The House is adjourned for 30 minutes and it shall re-assemble at 11.20 A.M.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(کلاز ۔ 5)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 5 زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری صاحب آپ کی ترمیم نمبر 34 پیش نہیں ہو سکتی ۔

Because the creation of the University does need some powers. I take up amendment No. 35.

حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی اور علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ سید تابش الوری اور میاں خورشید انور کے علاوہ باقی ممبر صاحبان موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر: گنتی کی جائے۔۔۔ گنتی کی گئی۔ ایوان میں کورم ہے۔
سید تابش الوری۔

Syed Tabish Alwari. Sir, I move the amendment :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "the" and "University" occurring in line 4, the word "Punjab" be inserted ; and in this sub-clause so amended ; the comma and the word, "Lahore" occurring in line 5, be deleted.

Mr. Speaker. It cannot be moved because earlier the nomenclature has been fixed in Clause 3. So this has become infructuous. Amendment No. 36 has also become infructuous. Now Amendment No. 37 is to be moved.

سید تابش الوری اور میاں خورشید انور کے علاوہ باقی ممبران موجود نہیں ہیں۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن کی ذیلی ضمن (1) کے آخر میں وارد ہونے والا جملہ شرطیہ حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the colon appearing at the end of line 8 be re-placed by a full-stop and the Proviso occurring thereafter be deleted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal.)
Sheikh Aziz Ahmad) } Opposed.

مسٹر سپیکر۔ ترمیم نمبر 38۔ سید تابش الوری اور میاں خورشید انور موجود ہیں باقی ممبران موجود نہیں ہیں۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (1) کے جملہ شرطیہ کی سطر 1 میں الفاظ "کے مشورہ" کی بجائے الفاظ "رضامندی" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "in consultation with" occurring in lines 1-2, the words "with the consent of" be substituted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 39 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، سید تابش الوری اور میاں خورشید انور موجود ہیں باقی ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (2) کی سطر 2 میں الفاظ "اور حکومت کی منظوری" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and the sanction of the Government" occurring in lines 4-5 be deleted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 40 ۔ اس میں سید تابش الوری اور میاں خورشید انور موجود ہیں باقی ممبران موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 5 کی ضمنی ضمن (3) کی سطر 3 میں الفاظ "اور حکومت کی منظوری" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and the sanction of Government" occurring in line 7, be deleted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت مسودہ قانون کی ضمن 5 ہمارے زیر غور ہے ۔ اس میں کہا گیا ہے کہ :

قانون ہذا کے ذریعے یا اس کے تحت مفروضہ اختیارات کو یونیورسٹی اپنی علاقائی حدود میں نیز ان اداروں کے بارے میں بروئے کار لائے گی ۔ جو قانون ہذا کے نفاذ سے فوراً قبل یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور جیسا کہ اسے ہنگامی قانون یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی مغربی پاکستان مجریہ 1961ء کے تحت تشکیل کیا گیا کے دائرہ اختیار میں تھے ۔

جناب والا ۔ اس ضمن کے تحت حکومت نے جہاں یونیورسٹی کا دائرہ اختیار متعین کیا ہے وہاں مختلف اہم امور کے بارے میں اس کے دائرہ اختیار کو محدود کر دیا ہے ۔ اور بہت سے معاملات میں حکومت کی منظوری کو لازمی قرار دے دیا ہے ۔ میں آپ کی توجہ اس کے جملہ شرطیہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے ۔

مگر شرط یہ ہے کہ حکومت یونیورسٹی کے مشورہ سے عام یا خاص حکم کے ذریعے علاقائی حدود اور اداروں کے بارے میں یونیورسٹی

کے مذکورہ بالا اختیارات کے استعمال کی وسعت اور حدود میں رد و بدل کرنے کی مجاز ہوگی ۔

جناب والا ۔ یہاں بڑی چابک دستی کے ساتھ بڑی ذہانت کے ساتھ یونیورسٹی کا مشورہ استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔ یہ نہیں کہا گیا کہ اس کی رضامندی ضروری ہوگی ۔ یعنی اگر اس کا مشورہ اس کے خلاف ہو تب بھی حکومت کو یہ اختیار موجود ہے کہ وہ اپنی منشاء کے مطابق اپنی مرضی کے مطابق من مانی کر سکے ۔ اس لیے ہم نے یہاں انتہائی ضروری اور انتہائی اہم ترمیم پیش کی ہے کہ یونیورسٹی کے مشورہ کے بجائے یونیورسٹی کی رضامندی کے الفاظ تبدیل کر دیے جائیں تاکہ جناب وزیر تعلیم نے خود اس مسودہ قانون کی تمہید میں جس خود مختاری کا خواب دکھایا ہے اس کی کوئی عملی تعبیر بھی ہمارے سامنے آ سکے ۔

اسی طرح جناب والا ۔ اس ضمن کی تحتی ضمن (2) میں کہا گیا ہے :

جامع کی علاقائی حدود میں واقع کوئی تعلیمی ادارہ ماسوائے یونیورسٹی کی رضامندی اور حکومت کی منظوری کے کسی دیگر یونیورسٹی کے ساتھ شراکت نہیں کر سکے گا اور نہ ہی اس کی مراعات کے حصول کا طلبگار ہوگا ۔

جناب والا ۔ اس طرح ضمن 5 کی تحتی ضمن (3) ہے :-

یونیورسٹی مجوزہ شرائط کے تحت کسی ایسے ادارہ کو اپنی مراعات دے سکتی ہے جو پاکستان میں یا پاکستان سے باہر واقع کسی دیگر جامعہ کی علاقائی حدود میں واقع ہو بشرطیکہ ایسی دیگر جامعہ کی رضامندی اور حکومت کی منظوری پہلے حاصل کر لی جائے

جناب والا ۔ بظاہر یہ بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے کہ اس یونیورسٹی کا چانسلر گورنر ہے پروچانسلر منسٹر ہے لیکن اس کے باوجود حکومت کا اختیار بالا تر حیثیت میں یونیورسٹی پر مسلط ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ جس سینٹ کی میٹنگ میں خود چانسلر گورنر کی حیثیت سے صدارت کر رہا ہو ۔ گورنمنٹ کی پوری نمائیندگی کر رہا ہو جب یونیورسٹی کے سلسلے میں یا کسی ادارہ کے

مدغم کرنے کے سلسلے میں فیصلہ کرنا ہو تو اس کے لیے اس بات کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ گورنمنٹ ان کے علاوہ اپنا فیصلہ صادر کرے جہاں گورنمنٹ کا مفہوم گورنر ہو گورنمنٹ کا مفہوم منسٹر ہو۔ سرکاریت ہمیشہ اس قسم کے کاموں میں رکاوٹ ڈالتی ہے اور تاخیر و تعویق کا باعث بنتی ہے۔ اور مسائل کو الجھاتی ہے میں آپ کے سامنے بڑی واضح مثال رکھنا چاہتا ہوں کہ سابقہ آرڈیننس جس کا جانشین یہ آرڈیننس ہے۔ میں یہ کہا گیا تھا کہ ایک ہی قسم کے اور ایک ہی نوعیت کے دو محکمے مختلف یونیورسٹیوں میں قائم نہیں کیے جا سکتے۔ اس طرح سے دوعملی نہیں ہوگی۔ اسی جذبہ کی روشنی میں اور اسی فیصلے کی روشنی میں انجینئرنگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر ایک میٹنگ میں جمع ہوئے جس کی صدارت سابقہ گورنر جناب مصطفیٰ کھر صاحب بحیثیت چانسلر کر رہے تھے۔ انہوں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ پنجاب یونیورسٹی انسٹیٹوٹ آف کیمیکل انجینیئرنگ اور یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کو مدغم کر دیا جائے۔ یہ فیصلہ متفقہ طور پر دونوں یونیورسٹیوں کے سربراہان اور چانسلر نے کیا تھا۔ لیکن اس فیصلہ پر آج تک عمل درآمد اس لیے نہیں ہوسکا کہ اس میں گورنمنٹ کی منظوری ضروری تھی اور گورنمنٹ کی منظوری کی وجہ سے یہ معاملہ آج تک کھٹائی میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ انسٹیٹوٹ جسے یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی سے ملحق ہونا چاہئے تھا وہ پنجاب یونیورسٹی سے ملحق ہے۔ اس طرح دوعملی ہو رہی ہے بلکہ دو گنا اخراجات کی وجہ سے یہ پوری فیکلٹی متاثر ہو رہی ہے۔

جناب والا۔ ہم یہاں اس ترمیم پر اصرار کر رہے ہیں کہ ہماری یہ ترمیم انتہائی ضروری ہے اور گورنمنٹ کی منظوری کے جو الفاظ ہیں وہ حذف کر دیئے جائیں تاکہ یہ سرخ فیتے کا عمل جو یونیورسٹی کے فیصلوں کو ہمیشہ تاخیر کا شکار بناتا ہے اس سے نجات حاصل کی جا سکے۔ میں اس سلسلے میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا واقع ان کی مراد یونیورسٹی کو خود مختاری دینا ہے۔ اگر واقع وہ یونیورسٹی کے فیصلوں پر تعجیل سے عمل درآمد کے حامی ہیں اور یقین رکھتے ہیں تو کم از کم اس مثال کے پیش نظر اس پر غور فرمائیں اور گورنمنٹ کی حیثیت یونیورسٹی کے فیصلوں پر مجاز نہ ہو۔ محض گورنمنٹ کی

منظوری کے نام پر سیکریٹریٹ پر معاملات کو چھوڑ دینا اور نہایت اہم مطالبات کو نظر انداز کرنا اس یونیورسٹی کے لیے ہی نہیں بلکہ حکومت کے لیے بھی قابل رشک بات نہیں ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دو عملی کے خاتمہ کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ یونیورسٹی خود مختار ہو اور یونیورسٹی کو اٹانومی دی جائے ۔ انہی کے وعدوں اور یقین دہانیوں کے مطابق یہ ضروری ہے کہ حکومت کی منظوری کا یہ بکھیڑا ختم کیا جائے ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں یونیورسٹی کے اساتذہ ۔ دوسری یونیورسٹی کے طلبا اور یونیورسٹی کے وائیس چانسلر صاحبان متفقہ طور کوشش کر رہے ہیں لیکن باوجود اس کے کامیابی حاصل نہیں ہوئی ۔

اس سلسلے میں جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ عنقریب یہ مسئلہ پیدا ہونے والا ہے کہ پولی ٹیکنیک کو کالج کا درجہ دے دیا ہے ۔ یہ مسئلہ پیدا ہو گا ۔ اور اگر اس طرح یہ شق موجود رہی ۔ یہ پرویزو موجود رہی تو حکومت کی منظوری کے لیے سالہا سال کا انتظار ہمارے لیے ناگریز ہوگا ۔ اس لیے آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ اس یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لیے ۔ زیادہ سے زیادہ خود مختار بنانے کے لیے اس قسم کے غیر ضروری شرائط کو ختم کیا جائے اور ایسی سہولتیں پیدا کی جائیں کہ مختلف شعبوں میں یونیورسٹی اپنی رضا مندی کے ساتھ اپنے آزاد فیصلوں کے ساتھ ملک کے تقاضوں کے مطابق مختلف شعبوں کو ہم آہنگ بھی کر سکے اور علیحدہ بھی کر سکے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہاں حکومت کی منظوری کے یہ الفاظ اس طرح موجود رہے جس کا یہاں کوئی جواز نہیں ہے تو یونیورسٹی کی خود مختاری اور جمہوریت کے دعوے محض سراب اور فریب معلوم ہوں گے ۔ یونیورسٹی کے مفاد میں حکومت کے مفاد میں ۔ طلبا کے مفاد میں میں درد مندانہ گذارش کرتا ہوں کہ ہماری معقول تجویز پر ہمدردانہ غور کریں ۔ یہ یقین دہانیاں کرا چکے ہیں کہ آئندہ سرخ فیتے کا عمل نہیں ہونے دیں گے ۔ آئندہ سرکاریت کو دخل اندازی نہیں کرنے دیں گے ۔ اور تاخیر کے غیر ضروری حربے کسی صورت میں برداشت نہیں ہوں گے لیکن جب قانون سازی کا مرحلہ آتا ہے ۔ جب قانون کے سلسلے

میں عملی اقدام کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تو ہمارے یہ وزراء اور حکمران پارٹی سیکریٹریٹ کے فیصلوں کو حکم حاکم کا درجہ دیتی ہے اور اپنی مداخلت کو برقرار رکھنے کے لیے وہ پرویژن رکھتے ہیں ۔ اور اس پر اصرار کرتے ہیں اور قبول کراتے ہیں ۔ اگر سرکاری محکموں کی رائے کو اولیت اور بالادستی دینی ہے تو میرے خیال میں پورے اس ہاؤس میں اتنی طویل بحث کی ضرورت نہیں۔ اس لیے وزراء اور ان کے معاونین کو احساس کرنا چاہیے کہ اس ہاؤس اور عوامی مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فیصلے کریں اور زیادہ فراخ دلی اور زیادہ جمہوریت کے مزاج کا مظاہرہ کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ میری ان گذارشات کی روشنی میں اس پر نظر ثانی کریں گے اور ضروری ترامیم کو جن کا میں نے حوالہ دیا ہے قبول فرمائیں گے ۔

Mr. Speaker. The question is :

The in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the colon appearing at the end of line 8 be re-place by a full-stop and the Proviso occurring thereafter be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "in consultation with" occurring in lines 1-2, the words" with the consent of" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clase (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and the sanction of the Government" occurring in lines 4-5 be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and the sanction of Government" occurring in line 7, be deleted.

(The motion was lost)

Minister for Education. Sir, I would like to clarify one point that has been raised by my learned friend Syed Tabish Alwari.

The University is autonomous and fully powerful as far as its own Campus or the institutions, which are affiliated to it, are concerned but the University cannot be the executive power outside this Province or outside the country. So, where-ever it comes to that, Government will have to intervene. At times, even the Provincial Government cannot correspond with the foreign countries and it is the Federal Government which can do so. I want to clarify that the University is autonomous, powerful and powers are fully vested in it. On my part, I want to see the Universities being powerful institutions but where-ever it comes to such negotiations with foreign countries or institutions situated in foreign countries, Government has to come in. It does not, in any way, restrict the powers of the University.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے کہا ہے کہ یونیورسٹی آف پنجاب اور یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی دونوں مل کر بھی اگر کوئی فیصلہ کریں تو اس کے لیے بھی حکومت کی رضامندی ضروری ہے ۔ اگر تو ہماری کسی یونیورسٹی کا کسی باہر کی یونیورسٹی کے ساتھ الحاق کا مسئلہ ہو تو پھر حکومت کو منظوری کا حق ہونا چاہیے ۔ لیکن میں نے کہا ہے کہ یونیورسٹی آف پنجاب اور یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالجی دونوں نے اس بات کا فیصلہ کیا ہے اور وائس چانسلر بھی دونوں کے وہاں موجود تھے ۔ یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی نے کہا کہ انسٹی ٹیوٹ آف کیمیکل ٹیکنالوجی کو اس میں مدغم کر دیا جائے مگر وہ مدغم نہ ہو سکا اس کے باوجود کہ کھر

صاحب جیسا طاقتور گورنر اس وقت موجود تھا۔ لیکن گورنمنٹ ابھی تک اس سلسلہ میں کچھ نہیں کرسکی۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ انسٹی ٹیوٹ آف کیمیکل ٹیکنالوجی کیا ہے ؟

سید قابش الوری ۔ جناب ۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کا ایک شعبہ ہے ۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ اسے یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں مدغم کر دیا جائے مگر یہ آج تک نہیں ہو سکا

Minister for Education, I want to refute it. The case did come up but the Punjab University did not agree to part with the institution.

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ جو چیز کسی ایک یونیورسٹی کی احاطہ اختیار میں ہے اس کے متعلق تو وہ فیصلہ کر سکتی ہے جیسے میں یہ یہ فیصلہ کر سکتا ہوں کہ میں اپنے گھر کے سامان کو کس کمرے رکھوں لیکن یہ فیصلہ کرنا کہ میں ڈاکٹر صاحب کے ایک یا دو صوفے اٹھا کر لے آؤں تو جب تک ڈاکٹر صاحب رضامند نہ ہوں یہ نہیں ہو سکتا۔

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس وقت دونوں وائس چانسلر موجود تھے اور یہ ان کا متفقہ فیصلہ تھا اور یہ فیصلہ 1972ء میں کیا گیا تھا۔

جناب ۔ یہ فیصلہ 1972ء میں ہوا تھا اور دونوں یونیورسٹیوں کی منظوری کے بعد ہوا تھا اور چانسلر کے فیصلہ کے مطابق اس پر عمل درآمد ہو جانا چاہیے تھا ۔ چونکہ اس فیصلہ کو حکومت کی منظوری کے لیے بھیج دیا گیا تو وہ آج تک نہیں ہو سکا۔

Minister for Education. I want to put it on record that the Engineering University wanted to have this institution but the Punjab University would not agree to part with it. It is wrong to quote that a decision between the two Universities was taken and the Punjab University agreed to part with the institution.

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 5 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 6)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز 6 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 41 اور 42 ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں بھی اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 43 ۔

سید تابش الوری ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن 6 کا جملہ شرطیہ حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is—

That the Proviso to Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education. Opposed

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس مسودہ قانون کی ضمن 6 میں کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی تمام مردوں اور عورتوں کے لیے کھلی ہو گی خواہ وہ کسی بھی مذہب ۔ نسل ۔ عقیدہ ۔ طبقہ یا رنگ کے ہوں اور کسی بھی شخص کو مذہب ۔ نسل ۔ ذات ۔ عقیدہ ۔ طبقہ یا رنگ کی بنا پر یونیورسٹی کی قراعات سے محروم نہیں کیا جائے گا ۔ یہ اس کا جملہ شرط یہ ہے ۔ مگر شرطیہ ہے کہ دفعہ ھذا میں کوئی اور طلباء کو ان کے اپنے مذہب کی دینی تعلیم ایسے طریق پر دینے میں مانع نہ ہوگا جو تجویز کیا جائے ۔"

جناب والا ۔ یہ جملہ شرطیہ superfluous ہے اور اگر وزیر تعلیم خود

پہلے اس پر غور فرما لیتے یا اب غور فرما لیں تو وہ محسوس کریں گے کہ یہ دوسری یونیورسٹیوں میں جہاں تعلیم و تدریس اور دیگر علمی شعبے مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں وہاں تو اس کی یقیناً "ضرورت ہے لیکن انجینیئرنگ اور ٹیکنالوجی کی یونیورسٹی میں اس جملہ شرطیہ کی قطعاً" کوئی ضرورت نہیں کیونکہ طلباء کو وہاں تعلیم و تدریس دینے کا سلسلہ نہیں ۔ اس لیے کسی بھی قانون میں اس قسم کی superfluous پروویژن کی کسی طرح بھی گنجائش نہیں ہونی چاہیے ۔ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کروں گا اور خود جناب وزیر تعلیم سے بھی کہیں کیونکہ یہ پروویژن یہاں پر محض نقلاً رکھی گئی ہے اگرچہ لوگ کہتے ہیں کہ نقل کے لیے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن میرے خیال میں سہواً ایسا ہوا ہے ۔ اگر اس پروویژن کو یہاں سے اڑا دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا بلکہ اس صورت سے جو ہمیں مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہے بھی نجات مل جائے گی ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب ۔ یہ مضحکہ خیز نہیں مگر میں وہ باتیں نہیں دہراؤں گا جو سید تابس الوری صاحب نے فرمائی ہیں ۔ پہلے میں بھی یہی سمجھتا تھا کہ انجینیئرنگ یونیورسٹی میں کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا لیکن جب مجھے پتہ چلا کہ اس یونیورسٹی میں انگریزی اور اسلامیات دونوں پڑھائی جاتی ہیں تو خود مجھے بھی تعجب ہوا مگر یہ اب ان کے لیے ایک خبر ہے ۔ تو یہ نقل نہیں کافی عقل سے یہ پروویژن یہاں رکھی گئی ہے ۔

Mr. Speaker. The question is—

That the Proviso to Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 6 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 7)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 7 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 44 ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 7 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 8)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 8 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 45 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب ۔ میں یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 8 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز 9)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 9 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 46 پیش نہیں ہوسکتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 47 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ اب یہ ترمیم غیر موثر ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز 9 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 10)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 10 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 48 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ، کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (2) کی سطر 1 میں الفاظ "اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص" کی بجائے الفاظ "اس کی عدم موجودگی میں وائس چانسلر" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or his nominee" occurring in line, 1, the words "and in his absence the Vice-Chancellor" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzor Ahmad Mohal)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 49 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (2) کی سطر 1 میں

الفاظ "اس کی طرف سے کوئی نامزد کردہ شخص" کی بجائے الفاظ "اس کی عدم موجودگی میں پروچانسلر" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or his nominee" occurring in line 1, the words "or in his absence the Pro-Chancellor" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud to move is amendment No. 50.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I don't move.

Mr. Speaker. Next amendment No. 51 is also give by you.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I don't move that.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 52 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (3) حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That sub-clause (3) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 53 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد موجود نہیں ہیں ۔

میاں خورشید انور ، سید تابش الوری ۔

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (4) حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That sub-clause (4) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 54 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (5) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے :

(5) چانسلر ایسے دساتیر جو سینٹ کی طرف سے اس کو پیش کیے جانے ضروری ہوں کی منظوری موصول ہونے کی تاریخ سے سات دنوں کے اندر دے گا اور متذکرہ عرصے کے اندر

منظوری نہ دینے کی صورت میں یہ متصور ہوگا کہ ان کی منظوری دے دی گئی ہے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(5) The Chancellor shall assent to, within seven days of the receipt of such Statute as are required to be submitted to him by the Senate and in case of non-assent within the said period it shall be deemed to have been assented to.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 55 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ پیش نہیں کی جاتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (5) کی سطر 2 میں الفاظ "یا منظوری روک لے" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or with-hold assent" occurring in line 3, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad.)
) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 56 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 10 کی تحتی ضمن (6) کی سطر 1 میں الفاظ "رکنیت سے" اور "خارج" کے مابین الفاظ "سینیٹ کی سفارش پر" ایزاد کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (6) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "may" and "remove" occurring in line 1, the commas and the words "on the recommendation of the Senate", be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مسودہ قانون کی ضمن 10 اس اعتبار سے اہم ہے کہ اس میں چانسلر کے اختیارات کا تعین کیا گیا ہے اور اس کے اختیارات کی بے پناہی پر نہ صرف ہاؤس کے اندر ، بلکہ ہاؤس سے باہر بھی بڑی شدید احتجاج کی کیفیت رہی ہے ۔ لیکن یہ دیکھ کر یقیناً افسوس ہوتا ہے کہ اس دعوے کے باوجود کہ موجودہ حکومت عوام کے جذبات و احساسات کو اولیت دیتی ہے ، جب بھی قانون سازی کا مرحلہ آتا ہے ، انھیں بے دردی سے نظر انداز کرنے کا عمل جاری رہتا ہے ۔ جناب والا ۔ ہمیشہ اس بات پر تنقید کی گئی ہے کہ چانسلر کو ، جو بحیثیت عہدہ چانسلر قرار پاتے ہیں ، یہ غیر معمولی اختیارات دینے سے یونیورسٹی کی خود مختاری اور روزمرہ کاموں پر ہمیشہ برے اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ کیونکہ وہ اپنی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے یونیورسٹی کے روزمرہ فرائض کے سلسلے میں صحیح توجہ نہیں دے

سکتے ۔ لیکن یہاں چونکہ تمام مرکزی اختیارات چانسلر کو دے دیے گئے ہیں اور انھیں ایک مطلق العنان شخصیت بنا کر یونیورسٹی کے بہت سے معاملات کو معطل کرنے کی راہ ہموار کر دی گئی ہے ۔ اس لیے ہم نے ترامیم پیش کی ہیں اور ان کے ذریعے اس بات کی سفارش کی گئی ہے کہ چانسلر کے ان اختیارات کو معقول حد تک کم کیا جائے ۔ یا کم از کم ایسی شرائط عاید کر دی جائیں کہ سینیٹ یا سنڈیکیٹ کے مشورے کے بغیر وہ کوئی من مانی کارروائی نہ کر سکے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ مبذول کرانے کے لیے اس ضمن کی تحتی ضمن (3) پڑھوں گا :

> (3) اگر چانسلر کو اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ کسی ہیئت حاکمہ کی طرف سے سرانجام دی گئی کارروائی قانون ہذا ، دساتیر ، ضوابط اور قواعد کے مطابق نہیں تو وہ ایسی ہیئت حاکمہ سے بیان وجوہ طلب کرنے کے بعد کہ ایسی کارروائی کو کیوں نہ کالعدم کر دیا جائے ، اس کارروائی کو کالعدم کر سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہاں بیان وجوہ کی اچھی شرط رکھ دی گئی ہے ۔ لیکن وہاں اس کی کوئی وضاحت موجود نہیں کہ انھیں صرف نوٹس جاری کر کے اور ان کا جواب حاصل کر کے ، چاہے وہ جواب کتنا ہی معقول اور مدلل کیوں نہ ہو ، انھیں بدستور تمام کارروائی کو حذف کرنے یا کالعدم کرنے کا اختیار دیا گیا ہے ۔ ہماری یہ رائے ہے کہ اس سلسلے میں اس اختیار کو محدود کرنے کے لیے انھیں جب تک صفائی کا مکمل موقع نہ ملے اور ہیئت حاکمہ کو جس نے یہ فیصلہ کیا ہے ، اس کو دوبارہ ان شرائط اور وجوہ کے ساتھ اس معاملے کو ریفر نہ کیا جائے ، اس قسم کا مطلق العنانہ اختیار کسی اعتبار سے یونیورسٹی کے لیے مفید ثابت نہیں ہو سکتا ۔

اسی طرح سے اعزازی ڈگری عطا کرنے کی ہر تجویز کو چانسلر کی توثیق کے تابع قرار دے دیا گیا ہے ۔ حالانکہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ جب سینیٹ یا سنڈیکیٹ متفقہ طور پر کسی ممتاز شخصیت ، کسی ممتاز عالم یا کسی بیرونی شخصیت کو ایسا اعزاز عطا کرتی ہے تو اس سلسلے میں اس کا فیصلہ مہارت کے اعتبار سے بھی اور عملی اعتبار سے بھی آخری سمجھا جانا چاہیے ۔

اس میں بھی چانسلر کی توثیق انتہائی غیر ضروری ہی نہیں بلکہ ان کے اختیار پر اور ان کی مہارت پر اعتراض کے مترادف ہے۔

اسی طرح سے جناب والا ۔ اس کی ضمن 5 میں چانسلر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ایسے دساتیر جو سینٹ کی طرف سے اسے پیش کیے جانے ضروری ہیں کی منظوری دے دے یا منظوری روک لے یا دوبارہ غور کے لیے سینٹ کو واپس بھیج دے ۔ جناب والا ! آپ کو معلوم ہے کہ یہ سینٹ بالکل اسی طرح کا ایک خود مختار ادارہ ہے جس طرح سے یہ اسمبلی عوام کا ایک با اختیار ادارہ ہے اور یہاں چانسلر کو وہی حیثیت حاصل ہے جو اس صوبائی اسمبلی کے لیے گورنر کی حیثیت ہے ۔ اسی طرح سے یہ اسمبلی جب ایک بل پاس کرتی ہے تو اس کی منظوری رسمی طور پر گورنر دیتا ہے ۔ لیکن گورنر کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ ایک لا محدود عرصے کے لیے اس کو اپنی منظوری کے لیے روک لے یا اس کی منظوری دینے سے انکار کر دے ۔ اس سلسلے میں ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہاں ''منظوری روک لے'' کے جو الفاظ ہیں انہیں ختم کر دیا جائے ۔ اس طرح سے ان کا یہ اختیار بدستور باقی رہتا ہے کہ وہ دوبارہ غور کے لیے ایسے معاملے کو سینٹ کے پاس بھیجے ۔ اب اس طرح سے نہ صرف یہ کہ سینٹ کی بالا تری باقی رہتی ہے بلکہ ایک موقع بھی فراہم ہو جاتا ہے کہ اگر چانسلر اس میں کسی بات کو قابل غور سمجھتا ہے تو وہ سینٹ کو دوبارہ غور کے لیے بھیج دے ۔ ہم نے اسی طرح سے اس میں یہ بھی ترمیم پیش کی ہے کہ لا محدود عرصے کے لیے منظوری کو روکنے کا اختیار چانسلر کو حاصل نہ ہو ۔ بلکہ سات دن کا پیریڈ رکھ دیا ہے کہ اگر وہ یہ سمجھے کہ یہ معاملہ کسی اعتبار سے بھی منظوری کا مستحق نہیں تو وہ اس پر اعتراض کرکے واپس بھیج سکتا ہے لیکن اگر وہ سات روز تک اس پر کوئی اعتراض نہ کرے تو وہ جس طرح سے ہمارا کوئی بھی بل گورنر کے پاس جانے کے سات دن بعد خود بخود موثر ہو جاتا ہے اور اس کو منظوری سمجھ لی جاتی ہے کہ وہ دے دی گئی ہے ۔ اسی طرح سے سینٹ کے دساتیر کے معاملات میں بھی یہ حق ہونا چاہیے کہ اگر سات روز تک چانسلر اس کو تسلیم نہ کرے یا اس کو منظور نہ کرے تو اسے خود بخود منظوری حاصل ہو جائے ۔

جناب والا ! اسی طرح سے اس کی ضمن 6 میں کہا گیا ہے کہ چانسلر کسی شخص کو کسی ہیئت حاکمہ کی رکنیت سے خارج کرنے کا مجاز ہوگا۔ ہم نے ان کے اس اختیار کو بھی اس حد تک محدود کرنے کی ترمیم پیش کی ہے کہ ہیئت حاکمہ کی رکنیت سے کسی کو سینٹ کی رائے سے خارج کرنے کا اختیار ہوگا۔ جناب والا ! اس میں کسی بھی رکن کی سبکدوشی انتہائی اہم مسئلہ ہے اور اس کو چانسلر کی محض خوشنودی مزاج رکھنے سے کوئی بھی رکن آزادی کے ساتھ کام کرنے کا اہل نہیں ہوگا۔ اس لیے میری یہ درخواست ہے کہ کسی بھی ہیئت حاکمہ کی رکنیت سے علیحدگی کو جب تک سینٹ کی رائے کے تابع نہ کیا جائے اس وقت تک کوئی بھی رکن اپنے آپ کو محفوظ و مامون محسوس نہیں کرے گا اور چانسلر کو غیر معمولی اختیارات حاصل ہو جائیں گے جس کے نتیجے میں وہ کسی بھی رکن کے خلاف کوئی بھی منتقانہ کارروائی کرے یا کسی ایسے رکن کو جسے وہ کسی اعتبار سے بھی ناپسند کرے یا اس کی کسی ایسی رائے کی وجہ سے چانسلر نے کسی وقت بھی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہو وہ اس کے اخراج کا باعث بن جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے مطلق العنان اختیارات اس سے پہلے اگر حاصل رہے ہیں تو آج کے اس جمہوری اور عوامی دور میں کسی چانسلر کو ایسے اختیارات تفویض نہیں کیے جانے چاہئیں۔

میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ ان اہم ترامیم کو منظور کر لے جن کے بعد چانسلر کے اختیارات محدود ضرور ہوں گے۔ لیکن یونیورسٹی کے معاملات بہتر طور پر چلائے جا سکیں گے۔ شکریہ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or his nominee" occuring in line 1, the words "and in his basence the Vice-Chancellor" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or his nominee" occuring in line 1, the words "or in his absence the Pro-Ceancellor" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (3) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That sub-clause (4) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mt. Speaker : The question is :

That for sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following b substituted, namely :

(5) The Chancellor shall assent to, within seven days of the receipt of such Statute as are required to be suhmitted to him by the Senate and in case of non-assent within the said period it shall be deemed to have been assented to.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (5) of Clanse 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Education, the word "or with-hold assent" occurring in the line 3, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (6) of Clause 10 of the Bill, as recommend by the Standing Committee on Education, between the words "may" and "remove'[1] occurring in line 1, the commas and words "on the recommendation of the Senate," be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 10 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 11)

Mr. Speaker : Now Clause 11 of the Bill is under consideration.

Mian Khurshid Anwar : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommendation by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occuring in line 1, the word "Senate" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occuring in line 1, the word "Senate" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I don't want to move my amendment No. 58.

Syed Tabish Alwari : Mr. Speaker, Sir, I would like to propose an amendment to amendment No. 59.

Mr. Speaker : Do you want to further amend it ?

Syed Tabish Alwari : Yes Sir. In amendment No. 59 where the words "person or persons" occur, they may be substituted with the words "expert or experts".

Mr. Speaker : Read it please.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "person or person" occurring in line 4 the words "expert or experts" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "person or persons" occuring in line 4 the words "expert or experts" be substitnted.

Minister for Education : Accepted.

Mr. Speaker : Next amendment No. 60.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "persons" and "as" occuring in line 4, the words "not below the rank of District and Sessions Judge" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "persons" and "as" occurring in line 4, the words "not below the rank of District and Sessions Judge" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed. Sir, how can this amendment be moved when an amendment to amendment has already been suggested and accepted ?

Mr. Speaker : You may not accept it.

Sheikh Aziz Ahmad : But the Minister has accepted it.

Mr. Speaker : Minister is alright but the House has to accept it. When the House accepts its, then it becomes infructuous.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس وقت ہاؤس ان میں منتقل ہو گیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم نمبر 61 پیش ہوگی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 11 کی تحتی ضمن 1 کی سطر 3 کے الفاظ " مندرجہ ذیل امور کی چھان بین کرانے " کی بجائے الفاظ "یونیورسٹی اور اس کے جملہ اداروں سے متعلقہ تمام امور کی چھان بین کرانے،، ثبت کئے جائیں ۔ اور اس طرح سے ترمیم شدہ ضمن 1 کا پیرا اول تا چہارم حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and dash "carrying out inspection of" occurring in line 5, the words "carrying out inspection of all the affairs connected and related to the University and all its institutions" be substituted; and in sub-clause (1), so amended, paras (i) to (iv) be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ یہ مسودہ قانون کی ضمن ۔ 11 اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ اس کے تحت یونیورسٹی کے مختلف امور کے شعبوں کو اختیار دیا جا رہا ہے ۔ لیکن ہمیں اس سلسلے میں دو بنیادی اعتراضات ہیں ایک بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس سلسلہ میں معائنے کا اختیار چانسلر کو دیا جا رہا ہے ۔ چانسلر بہت سے امور کے سلسلے میں اپنے دوسرے سیاسی اور غیر سیاسی مشاغل کی وجہ سے ہمہ وقت توجہ نہیں دے سکتا ۔ اس لیے روز مرہ کے سلسلہ میں چھان بین کا اختیار سینٹ یا سنڈیکیٹ کو ہونا چاہیے ۔ اور ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یہاں چانسلر کا لفظ سینٹ سے بدل دیا جائے تاکہ وہ روز مرہ کے امور ہی کے سلسلے میں نہیں بلکہ بہت سے ایسے امور کے سلسلے میں جس میں اراکین کو براہ راست معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ فوری طور پر موثر اقدامات کر سکیں اور تحقیقات کرا سکیں ۔

اس کے ساتھ ہی جناب والا ۔ تحقیقات کرانے کے لیے چانسلر کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ایسے شخص یا اشخاص کو جنہیں وہ مناسب سمجھیں مندرجہ ذیل امور کی چھان بین کرانے کے لیے مقرر کریں ۔ چونکہ ایسے ایسے شخص یا اشخاص کے الفاظ انتہائی مبہم تھے۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔ چونکہ یہ تحقیقات مختلف شعبوں کے متعلق ہے ۔ مختلف امور کے متعلق ہے اس لیے یہاں شخص یا اشخاص کو جن کا کوئی معیار متعین نہیں ہے کسی طور پر بھی اس تحقیقات کے لیے مناسب قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ ہمیں خوشی ہے کہ اس کو جناب وزیر متعلقہ نے منظور کرنے کا اعلان کیا ہے کہ ایسے شخص یا اشخاص کی جگہ ایسے ماہر یا ماہرین کے الفاظ ثبت کر دیئے جائیں تاکہ تحقیقات انتہائی فن مہارت اور تجربہ کی روشنی میں ہو جو وہ ماہرین کو پہلے سے حاصل ہوتی ہیں ۔

دوسری اہم ترمیم ہماری یہ ہے کہ اس سلسلے میں چھان بین کے لیے جو امور متعین کئے گئے ہیں وہ بڑے مختصر ہیں اور ان کو صرف چار الگ الگ شعبوں میں محدود کر دیا گیا ہے جب کہ ہماری ترمیم یہ ہے کہ یونیورسٹی اور اس کے جمہوری اداروں کے متعلق تمام امور کی چھان بین کرانے کے لیے سینٹ کو یا چانسلر کو یہ اختیار ہونا چاہیے۔ کیونکہ اس میں بعض شعبوں کو تو چھان بین کے لیے ہدف بنا دیا گیا ہے لیکن تمام شعبوں کو ہدف نہیں بنایا

گیا ۔ اس طرح سے بعض شعبے روزانہ تحقیقات کی زد میں ہونگے اور بعض شعبے محدود ہوں گے یعنی جو آج موجود ہیں ممکن ہے کہ ان شعبوں میں کل اضافہ ہو جائے ۔ اس لیے یہ قانون محدود رہے گا ۔ یہ قانون اس وقت تک عمل درآمد نہیں کرا سکے گا یا موثر نہیں ہو سکے گا جب تک اس میں یونیورسٹی کے تمام امور کا اعادہ نہیں کیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم انتہائی ضروری ہے ۔ اس میں نہ صرف یہ کہ موجودہ شعبے میں provision میں آتے ہیں بلکہ آئندہ جو بھی شعبے قائم ہوں گے اور جن امور کو یونیورسٹی میں جگہ دی جائے گی ان کی تحقیق کا بھی اس پروویژن کے تحت اختیار حاصل ہو جائے گا ۔ اس لیے جناب وزیر متعلقہ اگر اس پر نظر ثانی فرمائیں اور ہماری اس ترمیم کو قبول کر لیں تو یہ پروویژن زیادہ جامع اور مستقبل کے لیے بھی محیط ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ نہیں ۔ جناب والا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring in line 1, the word "Senate" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That In sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "person or persons" occurring in line 4, the words "expert or experts" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Ammendment No. 60 becomes infructuons.

The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and dash "carrying out inspection of" occurring in line 5, the words "carrying out inspection of all the ofiairs connected and related to the University and all its institutions" be substituted; and in sub-clause (1), so amended, paras (i) to (iv) be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 11 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 12)

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ بل کی کلاز 12 زیر غور ہے ۔ یہ اب ترمیم پیش نہیں ہو سکے گی ہم اس کو پہلے کر چکے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ چونکہ پرو ۔ چانسلر کے سلسلے میں پہلے ہم کچھ کلاز پاس کر چکے ہیں اس لیے یہ ترمیم infructous ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8.00 A.M. to-morrow.

(اسمبلی کا اجلاس 5 اپریل 1974ء بروز جمعتہالمبارک 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 4203)

میٹرک کا ضلع وار نتیجہ حسب ذیل ہے

		سال 70 ۔ 1969		سال 71 ۔ 1970	
نام بورڈ	نام ضلع	پاس	فیل	پاس	فیل
ملتان بورڈ	بہاولنگر	1602	567	1445	784
	بہاولپور	1837	862	1617	1164
	ڈی جی خان	891	418	810	534
	مظفر گڑھ	1330	444	1231	590
	ملتان	5934	2654	5438	3456
	رحیم یار خان	1664	674	1453	965
	ساہی وال	4139	2197	3703	2933
لاہور بورڈ	گوجرانوالہ	4143	2844	4820	2941
	لاہور	12195	9258	11794	9849
	شیخوپورہ	2653	1899	2652	2390
	سیالکوٹ	5114	3290	5405	4848
	آزاد کشمیر	1139	1380	1641	1772
	گلگت سکردو	123	73	15	36
سرگودھا بور	کیمبلپور	1397	989	1552	1014
	جہلم	2522	1484	2690	1647
	گجرات	3560	2355	3124	2503
	راولپنڈی	6773	5171	6688	5293

1157	1997	944	1857	جھنگ
5419	9896	4649	8132	لائلپور
1362	1955	1334	1352	میانوالی
1853	3634	2359	2683	سرگودھا

Statement showing District wise the number of Candidates who passed/failed in the B.A. Annual Examination of 1969-70 and 1970-71

Name of the District	1969-70		1970-71	
	Passed	Failed	Passed	Failed
Bahawalnagar	90	306	138	301
Bahawalpur	138	437	231	393
Campbellpur	181	320	164	330
D. G. Khan	80	172	123	202
Gujranwala	366	872	367	869
Gujrat	303	636	266	612
Jhang	170	409	264	424
Jhelum	223	560	230	497
Lyallpur	704	1559	686	1735
Mianwali	108	261	147	322
Multan	415	1102	627	1314
Muzaffargarh	65	174	82	244
Rahim Yar Khan	66	246	122	314
Rawalpindi	808	896	1008	1475
Sahiwal	285	908	532	835
Sargodha	325	561	309	648
Sialkot	290	794	491	1098
Sheikhupura	104	382	204	356
Lahore	1733	2983	1972	3328

Statement showing the District wise number of Candidate in various subjects who passed/failed in the M. A. examination 1969-70 and 1970-71

	1969-1970		1970-71	
Name of Distt.	**Passed**	**Failed**	**Passed**	**Failed**
Bahawalpur	15	11	19	14
Bahawalnagar	16	12	20	28
Campbellpur	10	8	16	34
D. G. Khan	20	10	26	14
Gujranwala	50	30	61	36
Gujrat	39	34	41	43
Jhang	39	21	36	26
Jhelum	37	20	45	32
Lyallpur	98	105	117	183
Mianwali	16	9	25	19
Multan	89	72	113	103
Muzaffargarh	9	5	14	11
R. Y. Khan	9	8	12	11
Rawalpindi	143	147	156	169
Sargodha	59	43	60	71
Sheikhupura	38	35	33	31
Sialkot	49	57	51	47
Karachi	1	2	—	—
Lahore	915	614	887	703

Statement showing college wise number of candidates who passed/Failed in the Final professional M.B.B.S examination of 1969-70 and 1970-71.

Name of Institution.	1969-70		1970-71	
	Passed	Failed	Passed	Failed
King Edward Medical College, Lahore.	190	140	228	72
Fatima Jinnah Medical College, Lahore.	55	49	106	36
Nishtar Medical College, Multan.	135	22	172	78

List of district-wise Engineering Students who Failed/Passed during the years 1969-70

S. No.	Chemical Engg.		Mining Engg.		Electrical Engg.
	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass
1. Lahore	12	2	9	2	54
2. Lyallpur	2	—	1	—	9
3. Multan	4	1	—	—	5
4. Gujrat	1	2	—	—	3
5. Jhelum	1	—	—	-	1
6. Sahiwal	2	1	—	—	5
7. Rawalpind	—	—	1	—	5
8. Sialkot	—	—	2	1	3
9. Gujranwala	—	—	—	—	7
10. Sargodha	—	—	—	—	2
11. Sheikhupura	—	—	—	—	3
12. Rahimyar Khan	1	1	—	—	1
13 Campbellpur	—	—	—	—	1
14. Bahawalpur	1	1	—	1	2
15. D. G. Khan	—	2	—	—	2
16. Jhang	—	—	—	—	2
17. Mianwali	—	—	—	—	—
18. Muzaffargarah	—	2	—	—	—
19. Bahawalnagar	—	—	—	—	—

S. No.		Mechinical Engg. Fail	pass	Civil Engg. Fail	Fass	Metallurgical Engg. Engg.	Pass	Fail.
1.	Lahoer	10	32	20	20	19	3	—
2.	Lyallpur	1	5	1	9	8	2	—
3.	Multan	—	3	2	6	4	1	—
4.	Gujrat	—	4	—	4	1	—	—
5.	Jhelum	—	2	1	3	1	1	—
6.	Sahiwal	—	7	—	4	—	1	1
7.	Rawalpindi	4	3	3	3	8	1	—
8.	Sialkot	1	8	2	4	7	2	—
9.	Gujranwala	—	2	—	7	1	1	1
10.	Sargodha	—	1	—	6	1	1	—
11.	Sheikhupura	—	1	—	—	4	—	—
12.	Rahimyar Khan	—	—	—	—	—	1	—
13.	Campbellpur	—	—	—	—	—	—	—
14.	Bahawalpur	—	1	2	2	3	—	—
15.	D. G. Khan	—	1	1	1	2	—	—
16.	Jhang	1	3	—	1	1	1	1
17.	Mianwali	—	—	—	2	1	—	—
18.	Muzaffargarah	1	2	—	—	2	—	—
19.	Bahawalnagar	—	—	—	7	—	—	—

(Final) List of district-wise students who Failed/Passed during the years 1970-71 (Annual)

S No.	Mechanical Engg.		Electrical Engg.		Mining Engg.	
	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail
1. Lahore	29	26	41	15	—	—
2. Lyallpur	8	3	14	5	—	—
3. Multan	—	3	13	2	1	—
4. Gujrat	7	—	9	—	—	—
5. Jhelum	3	3	1	—	—	—
6. Sahiwal	—	—	1	—	—	—
7. Rawalpindi	10	3	11	3	—	—
8. Sialkot	4	2	5	1	—	—
9. Gujranwala	2	2	3		—	—
10. Sargodha	1	—	7	2	—	—
11. Sheikhupura	—	2	2	—	—	—
12. Rahimyar Khan	—	—	1	1	—	—
13. Campbellpur	1	—	—	—	—	—
14. Bahawalpur	1	1	1	1	1	1
15. D. G. Khan	—	—	4	—	—	—
16. Jhang	3	1	—	—	—	—
17. Mianwali	—	—	2	—	—	—
18. Muzaffargarh	2	—	3	—	—	—

S. No.	Metallurgical Engg.		Chemical Engg.		Gas and Pet.		Civil Engg.	
	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail
1. Lahore	5	1	9	1	2	—	16	15
2. Lyallpur	1	—	—	—	—	—	10	4
3. Multan	1	1	2	—	1	—	8	2
4. Gujrat	—	—	—	—	—	—	3	2
5. Jhelum	—	—	—	—	—	—	—	—
6. Sahiwal	—	—	1	—	—	—	—	2
7. Rawalpindi	—	—	3	1	—	—	3	1
8. Sialkot	1	—	3	—	—	—	4	3
9. Gujranwala	—	—	—	—	1	—	6	2
10. Sargodha	—	—	—	—	—	—	1	—
1. Sheikhupura	—	—	1	—	—	—	4	2
12. Rahimyar Khan	—	—	—	—	—	—	—	1
13. Campbellpur	—	—	—	—	—	—	—	—
14. Bahawalpur	—	—	1	—	—	—	—	2
15. D. G. Khan	—	—	—	1	1	—	3	—
16. Jhang	—	—	—	1	—	—	4	3
17. Mianwali	—	—	—	—	—	—	—	—
18. Muzaffargarh	—	—	—	1	—	—	1	—

(Additional Supplementary) List of district-wise students who failed/passed during the years 1970-71.

S. No.		Electrical Engg.		Mechanical Engg.		Civil Engg.		Mining Engg.		Gas and Petroleum		Chemical Engg.	
		Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail
1	Lahore	—	—	6	4	2	1						
2.	Lyallpur	—	—	—	—	1							
3.	Multan	—	—	—	—	1							
4	Gujrat												
5.	Jhelum												
6.	Sahiwal												
7.	Rawalpindi	—	1	1									
8	Sialkot	1											
9.	Gujranwala	1											
10.	Sargodha	—	1										
11.	Sheikhupura	—	—	—	—	1							
12.	Rahimyar Khan	—	1	—	—	1							
13.	Campbellpur												
14.	Bahawalpur	—	—	1									
15.	D G. Khan												
16.	Jhang	—	—	—	1								
17.	Mianwali												
18.	Muzaffargarh.												

(Supplementary) List of district-wise students who failed/passed during the years 1970-71

S. No.	Civil Engg.		Mechanical Engg.		Electrical Engg.	
	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail
1. Lahore	11	2	19	10	14	—
2. Lyallpur	3	2	2	1	7	—
3. Multan	1	1	3	—	2	—
4. Gujrat	2	—	—	—	—	—
5. Jhelum	4	—	—	—	1	—
6. Sahiwal	2	—	—	—	1	—
7. Rawalpindi	1	—	1	2	2	1
8. Sialkot	1	—	2	1	—	1
9. Gujranwala	5	—	2	1	2	—
10. Sargodha	—	—	—	—	1	1
11. Sheikhupura	2	1	1	—	—	—
12. Rahimyar Khan	1	—	—	—	—	—
13. Campbellpur						
14. Bahawalpur	1	—	—	1	1	—
15. D. G. Khan	—	—	—	—	—	—
16. Jhang	3	1	1	—	—	1
17. Mianwali						

S. No.	Mining Engg.		Chemical Engg.		Metallurgical Engg.		Gas and Pet.	
	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail	Pass	Fail
1. Lahore	—	—	1	—	2	—	—	—
2. Lyallpur	—	—	—	—	—	—	—	—
3. Multan	—	—	—	—	1	—	—	—
4. Gujrat	—	—	—	—	—	—	—	—
5. Jhelum	—	—	—	—	—	—	—	—
6. Sahiwal	—	—	—	—	—	—	—	—
7. Rawalpindi	—	—	1	—	—	—	—	—
8. Sialkot	1	—	—	—	—	—	—	—
9. Gujranwala	—	—	—	—	—	—	—	—
10. Sargodha	—	—	—	—	—	—	—	—
11. Sheikhupura	—	—	—	—	—	—	—	—
12. Rahimyar Khan	—	—	—	—	—	—	—	—
13. Campbellpur								
14. Bahawalpur	—	—	—	—	—	—	—	—
15. D. G. Khan	—	—	—	—	—	—	—	—
16. Jhang	—	—	1	—	—	—	—	—
17. Mianwali								

DIPLOMA ASSOCIATE ENGINEER EXAMS.
(POLYTECHNIC COURSES)

Statement showing the number of candidates appeared/Passed/Failed in DAE final Examination 1970 and 1971 conducted by the Board of Technical Education, Lahore from the various Districts of the Punjab Province.

S. No.	Name of Distt.	1969-70 Appeared	1969-70 Passed	1969-70 Failed	1970-71 Appeared	1970-71 Passed	1970-71 Failed.
1.	Bahawalpu	67	34	33	105	42	62
2.	Bahawalnagar	56	33	23	77	27	40
3.	Campbellpur	51	15	36	70	35	35
4.	Dera Ghazi Khan	41	24	17	81	43	33
5.	Gujranwala	110	71	39	120	59	61
6.	Gujrat	120	70	50	139	84	55
7.	Jhang	40	26	17	46	14	32
8.	Jhelum	33	17	16	43	24	19
9.	Lahore	537	243	294	592	275	317
10.	Lyallpur	311	145	166	357	162	195
11.	Mianwali	19	12	7	12	6	6
12.	Multan	109	68	41	179	85	94
13.	Muzaffargarh	12	10	2	51	25	34
14.	Rahim Yar Khan	17	11	6	24	14	10
15.	Rawalpindi	420	170	250	495	218	247
16.	Sahiwal	85	50	35	117	45	72
17.	Sargodha	70	36	34	98	51	47
18.	Sheikhupur	38	20	18	76	30	46
19.	Sialkot.	136	90	46	213	110	103
	TOTAL :	2275	1145	1130	2873	1350	1523

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

(جمعة المبارک ۔ 5 اپریل 1974ء
(جمعة المبارک ۔ 11 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا ۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الۡکٰفِرِیۡنَ اَوۡلِیَآءَ مِنۡ دُوۡنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ
اَتُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَجۡعَلُوۡا لِلّٰہِ عَلَیۡکُمۡ سُلۡطٰنًا مُّبِیۡنًا ؕ اِنَّ الۡمُنٰفِقِیۡنَ فِی الدَّرۡکِ
الۡاَسۡفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لَهُمۡ نَصِیۡرًا ۙ اِلَّا الَّذِیۡنَ تَابُوۡا وَاَصۡلَحُوۡا وَاعۡتَصَمُوۡا
بِاللّٰہِ وَاَخۡلَصُوۡا دِیۡنَهُمۡ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ؕ وَسَوۡفَ یُؤۡتِ اللّٰہُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَجۡرًا عَظِیۡمًا ؕ
مَا یَفۡعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمۡ اِنۡ شَکَرۡتُمۡ وَاٰمَنۡتُمۡ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ شَاکِرًا عَلِیۡمًا ؕ

قرآن حکیم: پ ۔ ۵ س ۴ ۔ رکوع آخر ۔ آیات ۱۴۴ ۔ ۱۴۷

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر منکرین حق کو کبھی دوست نہ بنانا۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ کا صریح الزام لو۔

بلاشبہ منافق لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوں گے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے۔

مگر ہاں جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت کو درست کر لیا اور اللہ (کے اتحاد کی) رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور خصوصیت سے اللہ کے حکم پر وارد ہو گئے تو ایسے لوگ مومنوں کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے اور اللہ عنقریب ایمان والوں کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

اگر تم (اللہ کے) شکر گزار ہو اور اس پر (حقیقتاً) ایمان لے آؤ تو اللہ تم کو عذاب دے کر کیا کرے گا اور اللہ تو بڑا قدر شناس اور دانا ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مؤدبانہ گزارش ہے کہ بندہ 2 تا 4 اپریل کو اسمبلی سیشن میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ بندہ کی بیوی بیمار تھی مہربانی فرما کر تین یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بسلسلہ ادائیگی عمرہ حجاز مقدس جا رہا ہوں جس کی وجہ سے میں مورخہ 8 اپریل 1974 سے لے کر موجودہ سیشن کے بقیہ ایام تک اجلاس میں شرکت نہیں کر سکوں گا ۔ براہ کرم رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر تاج محمد خان زادہ ۔ جناب والا ۔ اگر حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب وہاں پر ہم سب کے لیے دعا کریں کہ ہمیں بھی حج نصیب ہو تب رخصت منظور ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ آپ سے ایک مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ آپ ہم سب کے لیے وہاں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی فریضہ حج کی نعمت سے نوازے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں سب کے لیے دعا کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ حاجی محمد سیف اللہ خان کی رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی احمد علی بیٹو

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست حاجی احمد علی بیٹو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ مورخہ 11-3-1974 کو سٹینڈنگ کمیٹی اوقاف و لوکل گورنمنٹ کی میٹنگ میں بوجہ بیمار ہونے کے حاضر نہیں ہو سکا اس لیے بندہ کو چھٹی عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ جمیل اللہ خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ جمیل اللہ خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I was sick and admitted in hospital. As I could not attend the Assembly Sessions on the 2nd and 3rd April, 1974, I request the House to excuse my absence for the above mentioned two days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

دیوان سید غلام عباس بخاری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست دیوان سید غلام عباس بخاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> 3-4-1974 کو بندہ اپنے ایک ذاتی مسئلہ کی وجہ سے شامل اجلاس اسمبلی نہ ہو سکا ۔ براہ مہربانی ایک دن کی رخصت منظور فرما کر مشکور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I was unable to attend the meeting of the Standing Committee of Local Government and Social Welfare held on 11th March, 1974, on account of my illness. It is, therefore, requested that I may kindly be granted leave for that day. Thanks.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ رخصت کی منظوری جو آپ نے حاجی محمد سیف اللہ کو دی ہے اس پر مجھے اعتراض تو نہیں ہے ۔ لیکن یہ درخواست قبل از وقت آچکی ہے کیونکہ ان کی رخصت 8 تاریخ کو شروع ہو گی اور آج 5 تاریخ ہے ۔ تو کیا آج وہ رخصت منظور کی جا سکتی ہے یا کیا قبل از وقت رخصت کی درخواست put ہو سکتی ہے اور ہاؤس اس کی منظوری دے سکتا ہے ؟ تو اس سلسلے میں میں آپ کی رولنگ چاہوں گا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. I give the answer. After all Allah is the Supreme Authority and we derive guidance from Him.

میاں منظور احمد موہل ۔ بہرحال یہ میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔ اور رولز میں یہ چیز موجود ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے الفاظ کیا ہیں ؟

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Rule 29 (2) says.

> After the question hour but before the List of Business for the day is entered upon, the Secretary shall read out the application to the Assembly and the Speaker shall put the question without debate, that leave be granted.

اس میں قطعاً کوئی بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

(قطع کلامیاں)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کرتی ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انصرام بلدیہ مصدرہ 1974ء (مسودہ قانون نمبر 7 بابت 1974ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ سماجی بہبود اور اوقاف کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

تحاریک التوائے کار

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کی طرف سے درسی کتب کی قیمتوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے

ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز لاہور 27 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے آئندہ تعلیمی سال کے لیے جو درسی کتب شائع کی ہیں ان کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کر دیا ہے اور اس سے وہ لوگ پریشان ہیں جو اپنے بچوں کی تعلیم کے مصارف میں مزید اضافہ برداشت نہیں کرسکتے۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے اس فیصلہ سے غریبوں میں اضطراب بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک اخباری خبر کی بنیاد پر یہ تحریک التوا اسمبلی میں دی تھی لیکن جب میں نے اپنے طور پر تحقیقات کی تو اس خبر کو درست نہ پایا ۔ لہذا میں اپنی تحریک التوا کو واپس لیتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سب انسپکٹر تھانہ انچارج قلعہ دیدار سنگھ ۔ ضلع گوجرانوالہ کی طرف مسٹر نذر محمد موضع پیناکھہ کے حوالات میں تشدد

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مساوات مورخہ 27 مارچ 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق گوجرانوالہ موضع پیناکھہ تھانہ قلعہ دیدار سنگھ کے مسٹر نذر محمد کو سب انسپکٹر تھانہ انچارج قلعہ دیدار سنگھ نے حوالات میں بند رکھا ۔ تمام رات اس پر تشدد کیا گیا ۔ علاوہ ازیں اس سے دو ہزار روپیہ بھی چھین لیے گئے ۔ نذر محمد کو ہسپتال میں داخل کر دیا گیا ہے ۔ جہاں اس کی حالت تشویشناک ہے ۔ اس کے جسم پر زخموں کے آٹھ واضح نشانات ہیں۔ اس خبر سے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کروں کہ یہ خبر مساوات میں ایک شخص مسٹر صفدر کے حوالے سے شائع ہوئی تھی جو مسٹر نذر محمد کا رشتے

میں دور کا بھائی ہے۔ مسٹر صفدر نے روزنامہ مغربی پاکستان میں مورخہ 30-3-1974 کو اس خبر کی تردید شائع کروائی اور اس میں کہا گیا ہے کہ میں نے ایسی کوئی خبر نہیں دی اور اس سلسلے میں اس نے ایک حلفی بیان بھی دیا۔ نذر محمد نے یہ کہا ہے کہ اس کو قلعہ دیدار سنگھ کی پولیس نے مارا ہے اور نہ ہی اسے حراست میں رکھا ہے۔ البتہ اسے چوری کے ایک مقدمے میں تھانے میں بلایا گیا تھا اور تفتیش کے بعد واپس بھیج دیا گیا ہے۔ تو ان حالات میں میری گزارش یہ ہے کہ اسے منظور نہ کیا جائے۔

Mr. Speaker. I agree with you, and the motion is not admitted.

لالہ موسیٰ میں ایک چھ سالہ بچہ کی زبان اور بازو کاٹنے والے افراد کو پکڑنے میں پولیس کی ناکامی

مسٹر سپیکر۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ مشرق مورخہ 30 مارچ 1974 میں شائع شدہ خبر کے مطابق لالہ موسیٰ میں نا معلوم افراد نے اپنی درندگی اور بربریت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک چھ سالہ بچہ کی زبان اور بازو کاٹ دیا اور اسے جرنیلی سڑک کے کنارے چھوڑ کر فرار ہو گئے پولیس سازمان کو پکڑنے میں ناکام رہی ہے اس واقعہ سے شہر میں غم و غصہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

مرزا صاحب اس میں ایک واقعہ ہے کہ ایک بچے کا بازو اور زبان کاٹ کر سڑک کے کنارے چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ یہ تحریک التوا کا موضوع کیسے بن سکتا ہے۔ زندگی میں ایسے ناخوشگوار واقعات ہوتے رہتے ہیں گورنمنٹ کی اس میں کیا ذمہ داری ہے۔

مرزا فضل حق۔ جناب والا۔ یہ بڑا اہم واقعہ ہے۔ زندگی اور موت کا معاملہ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ افسوسناک ضرور کہہ سکتے ہیں۔

مرزا فضل حق ۔ افسوسناک ہی سہی ۔

وزیر علیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اصلیت بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے اس سلسلے میں تحقیق کرائی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ ایک شخص کی بچی سول ہسپتال لالہ موسیٰ میں داخل کرائی گئی جس کا جسم جزوی طور پر جلا ہوا تھا ۔ ہاتھ کٹا ہوا تھا اور اس کی زبان کٹی ہوئی نہیں تھی ۔ اس قسم کا واقعہ جس کا ذکر تحریک التوائے کار میں کیا گیا ہے تو اس کی پولیس میں بھی کوئی رپورٹ نہیں ہے ۔ جو بچی داخل کرائی گئی اس کا بازو پہلے سے کٹا ہوا تھا اور زبان کٹی ہوئی نہیں تھی ۔ اس لیے جو بھی صورت حال تھی وہ میں نے سامنے رکھ دی ہے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Chief Minister the adjournment motion is not pressed.

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ملتان کی طرف سے سیلاب زدگان کو بسلسلہ تعمیر مکانات رقوم کی تقسیم میں مجرمانہ غفلت

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ حال ہی میں وقوع پذیر اور فوری اہمیت عامہ کے حامل مسئلہ پر بحث کرنے کے لیے اسمبلی کے التوا کی تحریک پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مساوات 31 مارچ 1974ء کی اطلاع کے مطابق ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ملتان نے مقامی سیلاب زدگان کے لیے چالیس لاکھ روپے بسلسلہ تعمیر مکانات مخصوص کیے تھے جو بعد میں گھٹا کر 25 لاکھ روپے کر دیئے گئے ہیں ۔ اس میں صرف بارہ لاکھ پچاس ہزار روپے سیلاب زدگان میں تقسیم کیئے گئے لیکن باقی رقم مستحق لوگوں میں تقسیم نہیں کی گئی جب کہ فنانس کارپوریشن کے پاس ڈھائی ہزار درخواستیں فیصلہ طلب پڑی ہیں لیکن ایک طویل مدت گزرنے کے باوجود ان پر غور نہیں کیا گیا جس کے باعث سیلاب سے متاثرہ خاندانوں کے سینکڑوں افراد کو اپنے مکانات کی تعمیر کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑرہا ہے ۔ فنانس کارپوریشن ملتان کی اس مجرمانہ غفلت سے بے گھر لوگوں میں سخت غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر علیٰ ۔ جناب والا ۔ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن صوبائی محکمہ نہیں ہے وہ مرکز کے تحت ہے ۔ چونکہ واقعہ پنجاب کے اندر ہوا ہے اس سلسلے

میں مناسب تحقیق کرکے مرکزی حکومت سے کہا جائے گا کہ اس کا سدباب کرے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ صرف ملتان ہی کا واقعہ نہیں بلکہ ضلع رحیم یار خان میں بھی صورت حال یہی ہے کہ لوگوں کے لیے جتنی رقوم منظور ہوئیں اس سے کم دی جا رہی ہیں۔ اور جتنی رقم ضلع کے لیے تھی وہ بھی نہیں دی جا رہی۔ اس لیے میں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ وہ اس طرف بھی توجہ دیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ تحریک التوائے کار کا حصہ تو نہیں بن سکتی یہ آپ کی ایک التماس ہے اور سن لی گئی ہے۔

In view of the statement of Minister concerned the adjournment motion is not pressed.

سینٹ فرانسس ہائی سکول نئی انارکلی لاہور کے ہیڈ ماسٹر کا بچوں سے پرچوں کے لیے پیسے وصول کرنا

مسٹر سپیکر۔ علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سینٹ فرانسس ہائی سکول نئی انارکلی لاہور کا ہیڈ ماسٹر ختم ہونے والے سالانہ امتحان کے لیے بچوں سے پرچہ جات کے لیے پیسے وصول کر چکا ہے۔ جس کا تناسب یوں ہے کہ پہلی جماعت سے لے کر پانچویں جماعت تک جن کی تعداد تقریباً تیرہ صد ہے ایک روپیہ فی بچہ لیا گیا ہے اور چھٹی جماعت سے نہم جماعت تک دو روپیہ فی بچہ وصول کیا ہے جن کی تعداد پانچ صد ہے اور اس حساب سے دو ہزار تین سو روپیہ جمع ہوا ہے۔ یہ تمام روپیہ خرد برد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ پرچہ جات کے لیے بچوں سے قطعاً پیسے وصول کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں ہے۔ اس وقعہ سے والدین اور بچوں میں تعلیمی پالیسی کی افادیت کے قطع نظر بیزاری پائی جاتی ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ پیسے بچوں سے وصول نہیں کئے جانے چاہیں بلکہ سکول میں لائبریری فنڈ ہوتا ہے ۔ بچوں کے امتحانات کے پرچوں کے لئے اس سے خرچ کرنا چاہیے ۔

وزیرتعلیم ۔ جناب والا ۔ لائبریری فنڈ صرف لائبریری کے لیے ہے ۔ علامہ صاحب کی خدمت میں مودبانہ گزارش کروں گا کہ وہ بہت عرصہ تک محکمہ تعلیم میں رہے ہیں ۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں ایسا ہوتا ہو گا ۔ لائبریری فنڈ لائبریری کے لیے ہوتا ہے ۔ ہیڈ ماسٹرز ایسوسی ایشن لاہور نے اپنی ایک میٹنگ میں اکٹھے ہوکر یہ متفقہ فیصلہ کیا تھا کہ کتنے پیسے اس سلسلے میں چارج کئے جائیں ۔ متفقہ طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ایک یا دو روپے مقرر کریں ۔ اور میں نے اس کے متعلق تحقیقات کرائی ہے تمام سکولوں میں یہی وصول کیا گیا ہے یہ قاعدہ کے خلاف نہیں کیا گیا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک تعلیمی پالیسی کا سوال ہے کہ تعلیم مفت کردی گئی ہے آپ نے بہت اچھا اقدام کیا ہے لیکن ۔ میں نے یہ تحریک اس لیے دی تھی کہ بچوں کے اندر مختلف قسم کے بچے ہوتے ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ آپ اپنی تعلیمی پالیسی پر نظر ثانی فرمائیں اور اس کے لیے فنڈ گورنمنٹ مہیا کرے ۔ چونکہ بہت سے غریب بچے ہوتے ہیں ۔ نادار بچے ہوتے ہیں ان بیواؤں کے بچے بھی ہوتے ہیں اور یتیم بچے بھی ہوتے ہیں جو وہ یہ رقم ادا نہیں کر سکتے ۔ اس کے لیے اصول وضع کرنا چاہیے دو تین روپے امتحان کے پرچوں کے لیے وصول کرنا یہ کوئی جواز نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. This adjournment motion is not entertatined.

تحصیل پنڈی گھیب کے علاقہ کھنڈہ کے عوام کو بناسپتی گھی کی عدم فراہمی

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ امروز مورخہ یکم اپریل 1974 میں شائع شدہ خبر کے مطابق تحصیل پنڈی گھیب کے علاقہ

کھنڈہ کے چالیس ہزار افراد بناسپتی گھی سے محروم ہیں ۔ پنڈی گھیپ کی دونوں ایجنسیاں کھنڈہ میں گھی کی تقسیم کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ پنڈی گھیپ میں موصول ہونے والا گھی بلیک میں فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ کے اعلیٰ عہدیدار بھی تمام حالات سے باخبر ہیں ۔ اس خبر سے گھی کے صارفین میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس کو پنڈنگ فرمالیں ابھی جواب موصول نہیں ہوا ہے ۔

کیمبل پور میں آلو کے بیج کی بلیک مارکیٹ میں فروخت

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کل ایک تحریک التوائے کار کے متعلق کہا تھا وہ یہ ہے کہ جناب تاج محمد خانزادہ صاحب یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے آلو کا بیج کسانوں میں قیمتاً تقسیم کرنے کے لیے درآمد کیا مگر یہ بیج کیمبل پور کسانوں کو فروخت کرنے کی بجائے ایک فرد واحد کے سپرد کر دیا گیا جس نے تمام بیج بلیک مارکیٹ میں فروخت کیا اور مستحق کسانوں کو بیج نہیں مل سکا ۔ جس سے عوام میں سخت اضطراب ، بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

قبل اس کے کہ میں تحریک التوا نمبر 88 پر وزیر متعلقہ کو call upon کروں یا اس پر کوئی فیصلہ کروں ۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ کب کا واقعہ ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ یہ حال ہی کا واقعہ ہے زیادہ دیر نہیں ہوئی ۔

Mr. Shamim Ahmad Khan. There is no statement that it is of recent occurrence. Moreover, it is not of a specific nature.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. It is very specific. It

concerns the backward people of Campbellpur who are without food and other necessities of life. They have been deprived of their rights through blacks marketting.

وزیر تعلیم ۔ I have all the facts with me. میں نے اس سلسلے میں تحقیقات کرائی ہیں ۔ زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن نے 6600 ٹن آلو کا بیج منگوایا تھا اور یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ یہ بیج ایک آدمی کو دے دیا گیا ہے ۔ کیمبلپور میں 256 آدمیوں کو یہ بیج دیا گیا ہے اور میرے پاس ان کے نام ۔ ولدیت سب کچھ موجود ہیں ۔ اس کے علاوہ اس کی براہ راست درآمد پر بھی کوئی پابندی نہیں ۔ کوئی بھی شخص مرکزی حکومت سے اجازت لے کر اسے ہالینڈ سے منگوا سکتا ہے اور اسے بیچ سکتا ہے ۔ جو 6600 ٹن بیج حکومت نے منگوایا ہے وہ زرعی ترقیاتی و سپلائی کارپوریشن کی معرفت تقسیم ہوا ہے اور جن لوگوں نے بیعانہ دیا تھا انھیں دیا گیا ہے ۔ میرے پاس لسٹ موجود ہے اور فاضل ممبر اسے دیکھ سکتے ہیں ۔

Mr. Speaker. If you want any elucidation you can have it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Certainly I want further elucidation because I differ with some of the remarks made by the Minister in support of the distribution of seed. I don't doubt the number of people who have been given seed but I object to the manner in which it has been distributed and the price at which it has been given. The seed was imported at the cost of approximately Rs. 150/- per crate while it was given to the people at the rate of Rs. 500 per crate. I have people who can come before you and demonstrate before this House that this seed was given to them at the black market price. I am glad that the Minister has made a declaration on the floor of the House. I am prepared to import the total seed requriement of Campbellpur provided that the Minister would promise the allocation of foreign exchange for the Campbellpur District.

Mr. Speaker : He can't do it. This is a federal subject.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Then why say that we are freeto import seed. Sir, for the last 10 to 15 years this seed is

imported by the Government against a deposit requirement given by the farmers of the district concerned to the Agriculture Department. Now, against that allocation, whatever seed is imported, if sufficient foreign exchange is not available. proportionate deductions are made on proportionate basis and it is given to every-body irrespective of the fact what their repuirement was. Usually the case is that full reqnirement is never met because it is an expensive commodity and it does require lot of foreign exchange for import, The year before last, the Government of Punjab lost many crores of rupees in terms of food. I wrote to Malik Khuda Bux Bhucha to kindly make arrangements in time but unfortunately timely action was not taken by the Provincial Government of Punjab.

Mr. Speaker : What correspondence took place between the member and an Adviser of the Prime Minister does not concern the issue.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am giving the background just to explain the position. If you so desire I will com to the specific issue.

Mr. Speaker : Yes, let us touch the issue.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Alright.

Sir, the crates, which were brought to Campbellpur for distribution amongst the people, were black-marketted. They were not given in proportion to which they should have been given. Before I proceed further, I would request the Leader of the House to hold an impartial inquiry just to pin down the responsibility of the Government officials for this maladministration and penalising the people by black-marketting. I have no doubt about the assurance given by the Government that every justifiable case and injustice is being investigated and that every man will be brought to book who has done wrong to the nation. I know the Peoples Party Government. They are friends of backward people and they are friends of the poor. Now, here is an example where I want

to see how much friendship exists between the People Party and the poor people of Campbellpur.

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ مرکزی حکومت سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔ خانزادہ صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ آپ کے علم میں اگر کوئی خاص واقعہ ہے تو آپ یہاں پر بتائیں کہ کس آدمی کے پاس بلیک مارکیٹ میں بیج بیچا گیا ہے ؟ اور زیادہ رقم وصول کی گئی ہے ۔

You may bring it to the notice of the Minister and, I am confident, he will hold the necessary inquiry.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : My submission is that if you could kindly defer it to the next week, I will bring the list of people alongwith the amount which every individual has paid.

Mr. Speaker : But Assembly business cannot be conducted in this manner.

مسٹر منور خان ۔ جناب ۔ یہ جو آلو آیا ہے یہ بے قاعدگی سے دیا گیا ہے اور گورنمنٹ نے اس کے متعلق کوئی ایکشن نہیں لیا ۔ گورنمنٹ نے اس آلو کے منگوانے پر جو سرمایہ خرچ کیا ہے اس کا عام آدمی کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ گورنمنٹ پارٹی کے بڑے مقتدر رکن ہیں ۔ اگر آپ کے پاس کچھ تفصیلات ہیں تو آپ ایوان میں لائیں ۔ وزیر متعلقہ اس کے متعلق ضرور ایکشن لیں گے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ یہ گورنمنٹ پارٹی یا نان گورنمنٹ پارٹی کی بات نہیں یہ تو انصاف کا مسئلہ ہے اور ہم انصاف چاہتے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا تھا کہ یہ مسئلہ بڑا سنگین ہے اور بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس کے متعلق گورنمنٹ پارٹی کی طرف سے بھی ایک مقتدر رکن نے الزام لگایا ہے اور ہماری

طرف سے بھی الزام لگایا گیا ہے ۔ میں محترم وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ بڑی مناسب بات ہے کہ وہ کسی شخص کو اس کی تحقیقات پر مامور فرما دیں کہ کیا واقعی ایسا ہوا ہے کہ کسانوں کے نام پر استحصال ہوا ہو۔ بلیک مارکیٹنگ ہوئی ہو اور ان لوگوں نے ناجائز پیسہ کمایا ہو جو اس کی تقسیم کے ذمہ دار تھے ۔ گورنمنٹ جو سہولتیں مہیا کرتی ہے اور جن لوگوں کے ہاتھ میں تقسیم کا کام ہوتا ہے وہاں دھاندلی ہوتی ہے اور لوگوں کو اس کا فائدہ نہیں پہنچتا ۔ تو اس کی تحقیقات کرانی چاہیے اور آپ کسی بھی شخص کو آرڈر کر دیں تا کہ اس مسئلہ کو حل کیا جا سکے ۔

Minister for Education : Sir, in deference to the wishes of the learned member, I assure you that I will find out more facts about this affair but I must reiterate that all the 6600 tons of seeds, that was imported, was sold at the rate of Rs. 150/- per crate. Since the learned member from the same area insists that there have been discrepancies, I assure him that I will look into the matter.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : With one provision that you should not insist, without first knowing, that they were sold at the controlled price. I make a declaration on the floor of the House that the crates were black-marketted and I will bring people before the House to declare how much and to whom the money was paid.

Mr. Speaker: The Minister has assured the House that he will further inquire into the matter and you may bring detailed facts to his notice, if you have any.

Allama Rehmat Ullah Arshad : Not pressed.

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister the adjournment motion No. 88 is not pressed.

اب مرزا فضل حق کی واٹر سپلائی کے متعلق تحریک نمبر 35 ہے ۔ اور اس پر ایک فاضل منسٹر نے فرمایا تھا کہ 5 اپریل کو اس کے متعلق وہ ایوان کو بتا سکیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں اس کا جواب دے سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کے بعد آنے والی تمام تحاریک التوا کو اس لیے consider نہیں کیا کہ غالباً آپ کا جواب ان کے لیے بھی کافی ہوگا ۔ یعنی لاہور میں پانی کی فراہمی کی عام صورت حال ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جس اخبار کی خبر کی بنیاد پر یہ تحریک پیش کی گئی ہے اس میں پورے صوبائی دارلحکومت کا تو ذکر نہیں ہے ۔ صرف شیش محل پارک ، اسلام سٹریٹ ، موہنی روڈ اور شیش محل روڈ کے علاقوں میں پانی کی کمی کی شکایت ہے ۔ صحیح صورت حال یہ ہے کہ زمینی منزل پر تو ان علاقوں میں پانی کی فراہمی تسلی بخش تھی ۔ البتہ بالائی منزلوں پر پانی کی شکایت موجود تھی جس کو دور کرنے کے لیے بریڈلے ہال کے ٹیوب ویل کی مرمت کرکے اس کا پانی متذکرہ علاقوں میں فراہم کیا جا رہا ہے ۔ جس سے صورت حال کافی بہتر ہو گئی ہے ۔ بلال پارک کے مقام پر 4 کیوسک کا ایک نیا ٹیوب ویل نصب کیا جا رہا ہے ۔ چند دنوں تک ٹیوب ویل کی تنصیب مکمل ہونے پر اس پورے علاقے میں پانی کی کمی کی کوئی شکایت نہیں رہے گی ۔ اسی بنا پر میں یہ عرض کروں گا کہ معقول بندوبست کیا جا رہا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ کیا کوئی " نامعقول " بندوبست بھی ہوتا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ نامعقول بندوبست بھی ہوتا ہے ۔ اگر سارے بندوبست معقول ہوں تو پھر تحاریک التوا نہ آئیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کچھ اور تحاریک التوا ہیں جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے خاص اہم ہیں ۔ ان میں سے اگر آپ ایک دو لے لیں تو مناسب ہوگا ۔ خاص طور پر وہ تحریک التوا جس کی وجہ سے پورے صوبے کے صحافیوں میں اضطراب ہے ۔ ملتان کے ایک صحافی سے ایک پولیس افسر کا ناروا سلوک ۔ یہ انتہائی سنگین واقعہ ہے ۔ ایک بڑے پولیس افسر نے ایک صحافی پر پستول تان لیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ میری نظر سے گزری نہیں ۔ میں اسے چیک کر لوں۔ یہ پیر کو لی جائے گی ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1974ء)

(جاری)

کلاز نمبر 13

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم اگلی آئیٹم پر آتے ہیں ۔ اب بل کی کلاز نمبر 13 زیر غور ہے ۔ یہ کلاز کیسے حذف کردی جائے۔

Therefore amendment No. 63 is ruled out.

ترمیم نمبر 64 ، حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ، کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

"(1) وائس چانسلر کا تقرر سنڈیکیٹ کے تجویز کردہ پانچ دانشور جن میں تین یونیورسٹی کے اساتذہ ہوں گے میں سے کیا جائے گا۔ وائس چانسلر کے عہدے کی میعاد چار سال ہوگی اور وہ مکرر تقرری کا اہل نہ ہوگا ۔"

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill,

as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

"(1) the Vice-Chancellor shall be appointed from amongst five scholars to be proposed by the Syndicate, of whom 3 will be University teachers. The tenure of the Vice-Chancellor shall be four years and he shall not be eligible for re-appointment.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 65 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق اور میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

"(1) وائس چانسلر کا تقرر ایسے پانچ اشخاص میں سے کیا جائے گا جو مشہور ماہرین تعلیم و سائنس دان اور دانش ور ہوں گے اور ان کی فہرست سنڈیکیٹ اس مقصد کے لیے تیار کرے گی وائس چانسلر کے عہدے کی شرائط و کوائف سنڈیکیٹ متعین کرے گی ۔ وائس چانسلر چار سال کے لیے عہدے پر فائز رہے گا ۔"

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(1) The Vice Chancellor shall be appointed from amongst a list of five persons comprising of well-known educationists, Scientists and Scholars to be prepared by the Syndicate for this purpose. The terms and conditions of the office of the Vice-Chancellor shall be determined by

Syndicate. The Vice-Chancellor shall hold office for four years".

Sheikh Aziz Ahmad. I oppoe it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 66 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ، علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے :

"(1) چانسلر ایک ایسے شخص کو بطور وائس چانسلر مقرر کرے گا جو مشہور و معروف محقق و عالم یا ماہر تعلیم ہو اور اس کی تقرری چار سال کے لیے کی جائے گی ۔"

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for sub-claue (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(1) The Chancellor shall appoint such a person as Vice-Chancellor who is renowned research scholar or an educationist and his appointment shall be made for four years."

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 67 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق، علامہ رحمت اللہ ارشد اور میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :
کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی سطر 1 میں وارد ہونے والے لفظ "چانسلر" کی بجائے لفظ "سینیٹ" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chanecllor" occurring in line 2, the word "Senate" be substituted."

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 68 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی اور علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید ثابش الوری میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی سطر 1 میں وارد ہونے والے الفاظ "چانسلر" اور "ایسی" کے درمیان الفاظ "سینیٹ کی طرف سے نامزد کردہ پانچ اشخاص میں سے" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Chancellor" and "on" occurring in line 2, the words "from amongst the five nominees of the Senate" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad. opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 69 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں اس کو پیش نہیں کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 70 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ ترمیم پیش نہیں کی جاتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 71 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ،

میاں مصطفیٰ ظفر قریشی نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ، سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. What about other movers ?

سید تابش الوری ۔ جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (1) کی سطر 2 کے الفاظ "چانسلر کی خوشنودی سے" حذف کردیئے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is.

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "during the pleasure of the Chancellor," occurring in lines 4-5, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم 72 ۔ مخدوم زادہ سید حسن مخدوم ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش نہیں کرنی چاہتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 73 ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move :

That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "the office of the Vice-Chanceller is vacant, or" occurring in lines 1-2, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "the office of the Vice-Chancellor is vacant, or" occurring in lines 1-2, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Oppposd.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 74 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 13 کی تحتی ضمن (2) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن بطور تحتی ضمن (3) ایزاد کی جائے یعنی ۔

"(3) جب وائس چانسلر کا عہدہ اس کے مستعفی ہو جانے ۔ اس کی برطرفی یا فوت ہو جانے کی وجہ سے خالی ہو جائے تو ایسی خالی آسامی ایسے استعفی ۔ برطرفی یا فوت ہو جانے سے ایک ماہ کے اندر اندر پر کی جائے گی اور اس عرصے کے لیے چانسلر مناسب انتظامات کرے گا" ۔

Mr. Speaker The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :

"(3) When the office of Vice-Chancellor is vacant due to his resignation, removal or death, such vacancy shall be filled within a month from the date of such resignation, removal or death and for this period suitable arrangements shall be made by the Chancellor."

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 75 حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔

میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ موخرالذکر تینوں ممبران حاضر نہیں ہیں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move it :

That after sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :-

(2) At any time when the office of the Vice-Chancellor falls vacant due to the resignation or death of the Vice-Chancellor, the appointment to the said office shall be made within one month from the date it becomes vacant in accordance with the above mentioned procedure. During this period of one month the Chancellor shall make such arrangements for the preformance of the duties of the Vice-Chancellor as he may deem fit.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :-

(3) At any time when the office of the Vice-Chancellor falls vacant due to the resignation or death of the Vice-Chancellor, the appointment to the said office shall be made within one month from the date it becomes vacant in accordance with the above mentioned procedure. During this period of one month the Chancellor shall make such arrangements for the performance of the duties of the Vice-Chancellor as he may deem fit.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب ۔ بظاہر وائس چانسلر کا عہدہ یونیورسٹی کے ایک ملازم کی حیثیت رکھتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ اس ایوان کے معزز ارکان اس بل کی کلاز 14 کو دیکھے بغیر کلاز 13 کو صاد کر دیں اور وہ اس کی اہمیت کا اندازہ نہ کریں کہ اس انجینیئرنگ یونیورسٹی میں وائس چانسلر ہی واحد عہدیدار ہے ۔ وائس چانسلر ہی واحد افیسر ہے ۔ وائس چانسلر ہی واحد اتھارٹی ہے جس کے اردگرد تمام یونیورسٹی کا کاروبار گھومے گا اور گھومتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ اندازہ فرمائیں کہ وائس چانسلر جس کے لیے اس کلاز میں یہ provide کر دیا گیا ہے کہ ایک تو اسے اپنے عہدے کے بارے میں کسی قسم کے کوئی حقوق و مراعات نہیں ہوں گے ۔ کسی قسم کا اسے مستقبل کا تحفظ نہیں دیا جائے گا اور اس کے عہدے کی میعاد کسی بھی حالت میں چار سال سے زائد نہیں ہو گی ۔ کم نہیں لکھا گیا اس میں بھی الفاظ ایسے استعمال کئے گئے ہیں کہ اس کے عہدے کی میعاد چار سال سے زائد نہ ہوگی ۔ کیونکہ اگر چار سال سے قبل ہی وائس چانسلر کو جناب چانسلر یعنی گورنر کی خوشنودی طبع حاصل نہ رہے ۔ ان کے مزاج میں کچھ گرمی پیدا ہو جائے یا ان کے مزاج کے مطابق ان کا کام نہ دیکھا جا سکے تو اسے اس سے پہلے بھی ہٹایا جا سکتا ہے اور یہ fatal provision اس کے حقوق و مراعات کے بغیر ۔ اس کی تعیناتی اور اس کو اپنے مستقبل کا تحفظ دیئے بغیر رکھی جا رہی ہے ۔ ایسے افسر کی تعیناتی کی جا رہی ہے جس کے متعلق جناب والا ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ :

14. (1) The Vice-Chancellor shall be the principal executive and academic officer of the University and shall ensure that the provisions of this Act, the statutes, the Regulations and the Rules are faithfully observed in order to promote teaching,

research, publication, administration and the general efficiency and good order of the University. He shall have all powers necessary for this purpose including administrative control over all officers, teachers and other employees of the University.

خصوصی توجہ کا محتاج ہیں یہ چیزیں کہ کسی افسر کی تعیناتی کن حالات میں اور کس شکل میں آپ حضرات کر رہے ہیں ۔ He shall not be appointed for more than four years. وہ آدمی جسے تمام تر یونیورسٹی کا قریباً قریباً مختار بنایا جا رہا ہے جس کے سپرد یونیورسٹی کا تمام کنٹرول اور اتھارٹی کی جا رہی ہے اس کو یہ کہا جا رہا ہے کہ تمہارے سر پر ہر وقت ایک ایسی تلوار لٹکتی رہے گی کہ نہ تو تمہیں اپنے عہدے کا کوئی تحفظ حاصل ہو گا اور نہ کوئی مراعت حاصل ہو گی ۔ جس وقت ہم چاہیں گے نکال دیں گے اور آپ کے عہدے کی میعاد بھی چار سال سے زائد نہ ہو گی اب آپ ہی اندازہ فرمائیں ۔ جناب والا ۔ کہ اس قسم کی terms اور conditions اور اس قسم کے تحفظات کے ساتھ جو بھی آفیسر تعینات ہوگا وہ اپنے لیے کام کرے گا یا یونیورسٹی کے لیے کام کرے گا ۔ جناب والا ۔ کہنے کو کہہ دیا جائے گا اور یہ کہہ بھی دیا گیا ہے پہلی اوپننگ تقریر میں کہ جناب ہم نے تو چار سال کی مدت لکھی ہے ہم نے یہ تو نہیں لکھا کہ وہ دوبارہ یہاں پر تعینات نہیں کیا جا سکے گا ۔ میں کہتا ہوں اور واضح طور کہتا ہوں جناب والا ۔ آپ خود بھی فاضل قانون دان ہیں کہ ایک آدمی جس کے بارے میں آپ یہ لکھ دیتے ہیں کہ وہ چار سال سے زیادہ عرصہ کے لیے تعینات نہیں کیا جائے گا وہاں کب لکھا ہوا ہے کہ ایک turn کے لیے ، چاہیں تو ہم دوسری turn کے لیے بھی اسے تعینات کر سکتے ہیں ۔ وہ کسی بھی حالت میں کسی بھی آرڈر کے تحت کسی بھی شکل میں اگر یہ کلاز ہم اسی حالت میں پاس کر دیں تو کوئی بھی شخص وائس چانسلر چار سال سے زائد عرصے کے لیے کام نہیں کر سکے گا ۔ اسے دوبارہ آپ تعینات کرنا بھی چاہیں گے تو یہی قانون آپ کے آڑے آئے گا اور آپ اسے تعینات نہیں کر سکیں گے تاوقتیکہ آپ اس میں proviso شامل نہ کریں ۔ اگر آپ کے قول اور فعل میں کوئی تضاد نہیں ہے ۔ اگر

آپ نے اس کلاز کو بخوبی پڑھا ہے ۔ اگر آپ نے اس کا پورا تجزیہ کیا ہے تو میں تو اس دن بھی حیران رہ گیا تھا کیونکہ اس وقت right of reply نہیں تھا اور میں نے اپنا حق آج کے لیے محفوظ رکھا تھا جب یہ کہا گیا تھا کہ جناب ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ وائس چانسلر صرف چار سال کے لیے ہوگا ۔ ہم نے تو ایسے ہی لکھ دیا ہے ۔ ہم اگر چاہیں گے ہماری طبیعت اس سے خوش ہو گئی تو ہم اسے دوسری ٹرن کے لیے بھی تعینات کر دیں گے ۔ مجھے بتائیں کہ جب آپ نے لکھ دیا ہے he shall not be appointed for more than four years تو پھر کیسے آپ اسے continue کرا سکیں گے پانچویں سال کے لیے ۔ کس قانون کے تحت آپ اسے تعینات کر سکیں گے جب آپ نے وہ proviso بھی نہ رکھی ۔ جب آپ کے پاس وہ اتھارٹی بھی نہیں ہو گی تو مجھے آپ بتائیں کہ قانون نے اگر آپ کا ساتھ نہ دیا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ حاجی صاحب آپ اپنی ترمیم کو contradict کر رہے ہیں he shall not be eligible for reappointment آپ کو یہ پریس کرنا پڑے گا ۔ آپ تو بالکل ہی الٹ جا رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں تو proviso پر آ رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ یہ پہلے ان کے نوٹس میں لے آئے ہوں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ساری چیزیں اب لا رہا ہوں جناب ۔ میں تو اس کلاز کے پرنسپلز بھی زیر بحث لا رہا ہوں ترامیم بھی ساتھ ہی لے رہا ہوں اور جتنے بھی پہلو ہیں کیونکہ پروسیجر یہ چل رہا ہے ۔ اصولی طور پر تو ایک ترمیم ہاؤس کے سامنے پیش ہو اس پر بحث ہو اس کا فیصلہ ہو اس کے بعد دوسری آئے تیسری آئے ۔ مگر ہمارا ایک متفقہ پروسیجر یہی چل رہا ہے کہ ساری ترامیم اکٹھی آ جاتی ہیں اور پھر کلازز اور پرنسپلز بھی اکٹھے ہی زیر بحث آ جاتے ہیں ۔ تو اس بنیاد پر جناب والا ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ کلازز اور ترامیم انتہائی ضروری ہیں ۔ اس کے عہدہ کی اہمیت کے پیش نظر میں استدعا کروں گا جناب والا ۔ کہ کم از کم اس افسر کو تو اتنا تحفظ ضرور دیں کہ یہ احساس ضرور پیدا ہو کہ اگر میں دیانتداری سے کام کروں ۔ اگر میں قانون اور قواعد کے مطابق کام کروں ۔ اگر میں قانون کی

پوری پابندی کروں تو مجھے دنیا کی کوئی طاقت نہیں ہٹا سکتی اور میری دیانتداری کا صلہ مجھے ضرور ملے گا۔

جناب والا۔ اس کی دیانت داری کا کوئی criteria-fix نہ ہو۔ اس کو قانون کی پابندی کا کوئی صلہ نہ دیا جائے۔ اس کی محنت کا اس کو کوئی صلہ نہ دیا جائے اور اس کو صرف ایک ہی شخص کی خوشنودی کے تابع بنا دیا جائے تو میں پوچھتا ہوں کیا ایسے تعینات کردہ افسر یا ایسی شرائط کے ساتھ تعینات کردہ وائس چانسلر اس صوبہ کی نہیں بلکہ میں کہوں گا اس ملک کی انتہائی اہم ترین یونیورسٹی کو کامیاب بنا سکتا ہے یا اسے وہ چلا سکتا ہے۔ باقی کلاززمیں کہتا ہوں کہ غیر عملی ہیں۔ باقی کلاززکے لیے اگر آپ کی مشینری صحیح ہو جائے۔ اگر مستری بہت اچھا مل جائے۔ ڈرائیور بہت اچھا ہو تو وہ مشینری کے نقائص کو ہر وقت دور کر سکتا ہے۔ اگر ڈرائیور نکما ہو۔ اگر مکینک ہی نکما ہو اور اعلیٰ سے اعلیٰ مشینری آپ اس کے سپرد کر دیں تو وہ اس کا ستیاناس کر دے گا۔ آپ جتنی بھی کلاززمیں کہتا ہوں۔ بہتر سے بہتر بنا کر دیں۔ قانون جامع سے جامع بنا کر دیں۔ اگر اس کا وائس چانسلر آپ موثر اور صحیح شرائط کے تحت انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اور اسے مکمل تحفظ دیتے ہوئے مقرر نہیں کریں گے تو آپ کی یہ مشینری نہیں چل سکے گی۔ آپ کے صوبہ اور ملک کی واحد اہم ترین یونیورسٹی کا ستیاناس ہو جائے گا۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ یہ بہت بڑی omission ہے۔ آپ وائس چانسلر کو صرف چار سال تک محدود نہ رکھیں بلکہ وائس چانسلر کو میں یہ کہتا ہوں دوسرے افسران کی طرح اور اپنی دوسری سروسز کی طرح مکمل تحفظ دیں۔ بیشک آپ کے جناب والا۔ آرڈیننس بھی نافذ ہو چکا ہے۔ سروسز آرڈیننس بھی آ چکا ہے۔ ایڈمنسٹریٹو ٹریبونل آرڈیننس بھی آ چکا ہے۔ ان کا اطلاق بھی اس پر ہونا چاہیے۔ آپ اس طریقہ سے اس کو بھی اپنا ملازم تصور کریں۔ اس کو اس طریقہ سے سروسز کا تحفظ ملنا چاہیے۔ ہماری بہت سی ترامیم میں سے جو مناسب ترامیم آپ کو دکھائی دیں۔ جو قانون اور ضابطے کی اہمیت کے پیش نظر اس کے تقاضے پورے کر سکیں ان کو آپ مان لیں اور یہ یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز صرف چار سال

کے لیے نہیں ہوں گے بلکہ جب تک وہ بہتر قانون اور قواعد کے مطابق کام کرتے رہیں گے اس وقت ان کی ملازمت برقرار رہے گی۔

اس کے ساتھ ساتھ جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں گے کہ اس کلاز میں ایک اور عجب تماشہ رکھا گیا ہے اور وہ کلاز نمبر 2 سب کلاز نمبر 2 کے تحت ہے ۔ جناب والا ۔ اگر وائس چانسلر کا عہدہ خالی ہو جائے ۔ اگر وہ استعفیٰ دے دے ۔ اگر اس کی موت واقع ہو جائے تو آپ ایک نیا وائس چانسلر کب بنائیں گے ۔ چانسلر پر کتنے عرصہ کی پابندی ہے ۔ وہ نیا وائس چانسلر ، وائس چانسلر کے اختیارات کے تحت بنائیں یا وہ ڈیپوٹیشن پر ہو یا اپنے رجسٹرار کو بھی وائس چانسلر کے اختیارات دے کر جتنا عرصہ چاہیں اسے continue کرا سکتے ہیں ۔ اس قسم کے مبہم اختیارات میں نہیں سمجھتا کہ کسی قانون اور مہذب معاشرہ میں روا رکھے جا سکتے ہیں ۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ جہاں آپ وائس چانسلر کو تحفظ دیں وہاں آپ وائس چانسلر پر یہ بھی پابندی لگائیں کہ جب بھی یہ عہدہ خالی ہو تو وہ ایک ماہ کے اندر اندر نیا وائس چانسلر انہیں قواعد و ضوابط کے تابع جو یہ قانون اختیار دے تعینات کریں تاکہ کسی قسم کا ابہام اس قانون میں نہ رہے اور اختیارات کے استعمال میں کسی قسم کی غلط روی کا دخل عمل نہ ہو ۔ مجھے امید ہے کہ اگر آپ یونیورسٹی کو کامیاب بنانا چاہتے ہیں اور یہ بل آپ نیک نیتی سے اس ایوان میں لائے ہیں تو پھر آپ اس عہدہ کو زیادہ موثر اور فعال بنانے کی کوشش کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون کی ضمن نمبر 13 وائس چانسلر کی تقرری سے متعلق ہے ۔ اور وائس چانسلر یونیورسٹی کا وہ حاکم اعلیٰ ہے جو یونیورسٹی کے تمام معاملات سے ہمہ وقت متعلق رہتا ہے اور جو یونیورسٹی کے حال اور مستقبل کا نقشہ مرتب کرتا ہے اور جو یونیورسٹی میں پیدا ہونے والی ہر صورت حال سے براہ راست مقابلہ ہی نہیں کرتا بلکہ اس کے حل کا اہتمام کرتا ہے ۔ اس اعتبار سے وائس چانسلر کا عہدہ ایک کلیدی منصب کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کلیدی منصب کا یہ تقاضہ ہے کہ اس کے لیے

جس شخص کا انتخاب کیا جائے اس کے لیے اس کی تعلیمی قابلیت ۔ اس کا تجربہ اور اس کی مہارت فن کا کوئی واضح تعین ہونا چاہیے ۔

جناب والا ۔ آپ چوکیدار رکھتے ہیں تو اس کے لیے بھی بعض qualifications اور بعض استطاعت ضروری سمجھتے ہیں ۔ آپ چپڑاسی رکھتے ہیں تو اس کے لیے بھی کچھ لوازمات ہوتے ہیں ۔ ایک مزدور رکھتے ہیں تو اس کی بھی جسمانی حیثیت اور اس کی کارکردگی کو ہمیشہ مدنظر رکھا جاتا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ یونیورسٹی جیسے اہم ترین تعلیمی ادارے کا ایک اہم ترین منصب محض چانسلر کی خوشنودی مزاج پر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ اس میں کوئی ایسی شرط یا قاعدہ موجود نہیں ہے کہ وائس چانسلر کا انتخاب کرتے وقت وہ کون سا معیار ہوگا ۔ وہ کون سی قابلیت ہوگی ۔ وہ کونسی سہولت ہوگی جو اس انتخاب کے لیے ضروری سمجھی جائے گی ۔

جناب والا ۔ اس سے پہلے جن آرڈیننسوں کو ہم انتہائی حقارت کے ساتھ ٹھکراتے رہے ہیں ان آرڈیننسوں کو جو انگریز کے دور میں نافذ رہے ہیں جن ایکٹس کو دور محکومی کی علامت سمجھا جاتا ہے ۔ ان میں یہ گنجائش موجود تھی کہ اگر وائس چانسلر کا تقرر کیا جائے تو اس کے لیے سینٹ کی طرف سے پانچ اشخاص کا پینل ہوا کرتا تھا ۔ وہ پانچ اشخاص کے نام تجویز کیا کرتے تھے اور ان میں سے کسی ایک کو وائس چانسلر کے طور پر منتخب کرنے کی آزادی چانسلر کو دی جاتی تھی لیکن اس موجودہ بل میں جسے تمام بلوں آرڈیننسوں اور ایکٹس کے مقابلہ میں بہترین بل قرار دیا جا رہا ہے اس میں ماضی کی وہ سہولت وہ معیار انتخاب اب ختم کر دیا گیا ہے جس کی بنیاد پر اس منصب کے لیے ایک عہدیدار کا انتخاب ممکن تھا ۔

جناب والا ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ اگر چانسلر کو یہ مطلق العنان اختیار دے دیا جائے ۔ یہ آمرانہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ کسی بھی ضروری معیار کے بغیر وائس چانسلر کا انتخاب کر سکے گا تو اس کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا اور یہ اندیشہ بے جا نہیں ہوگا کہ وہ محض ایسے لوگوں کو ایسے اشخاص کو اس اہم منصب پر فائض کر سکیں گے جن کا نہ ماضی تعلیم سے متعلق ہے اور نہ حال تعلیم سے متعلق ہے یا ایسے لوگوں کو فائض کر سکیں گے

جو سیاسی طور پر ان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے زیادہ بہتر ثابت ہو سکیں گے ۔ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کر سکیں گے جو محض اپنے خاص مفادات کے تابع یا ایک طویل عرصہ تک اپنی ملازمت سے بہرہ یاب ہونے کے بعد وظیفے کے طور پر اس مقصد کے لیے کام کرنے کو تیار ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ عہدہ اس بات کا مقتضی ہے کہ اس کے لیے ایسے مستحق ایسے تجربہ کار ایسے ماہر فن اور ایسے انتظامی قابلیت کے حامل شخص کو لگایا جائے جو یونیورسٹی کو حقیقتاً نہ صرف یہ کہ تعلیمی اعتبار سے ممتاز کر سکے بلکہ انتظامی اعتبار سے بھی اسے مثالی بن سکے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ اتنی لمبی اور بورنگ تقریر لوگ کرتے چلے جا رہے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ سارا ہال خالی ہو جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ یہ بتائیں کہ یہ تقریر متعلقہ ہے یا نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب repetition زیادہ ہے ۔ اور ایک عرض ہے جناب والا ۔کہ سید تابش الوری صاحب اہل زبان ہیں ماشاء اللہ ۔ اور ان کی زبان سے اگر موڑ توڑ کر الفاظ نکلیں تو یہ دکھ ہوتا ہے ۔ بلبل، چہک رہا ہے یا چہک رہی ہے ۔ یہ ایک controversy چلی تھی لکھنو اور دھلی میں ۔ آپ جانتے ہوں گے لکھنو والے کہتے تھے کہ بلبل چہک رہا ہے ۔ اور دھلی والے کہتے تھے کہ بلبل چہک رہی ہے ۔ اس پر بھی روشنی ڈال دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کا relevancy سے کیا تعلق ہے ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پنجابی کیا کہتے ہیں ۔ اور اگر یہ سوال پیدا ہو گیا تو پھر کرنل اسلم صاحب سے پوچھنا پڑے گا کہ زاغ مذکر ہے یا یا مونث ۔

(قہقہہ)

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ اگر نر ہے تو مذکر ۔ اور اگر مادہ ہے تو مونث ۔

(قہقہہ)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ وائس چانسلر کا تقرر چانسلر ایسی شرائط وقیود پر کرے گا جو چانسلر متعین کرے ۔ یہ ایسی صورت حال ہے کہ آپ چانسلر ہی کو اختیار دے رہے ہیں کہ وہ اس اہم منصب پر کسی شخص کا تقرر کرے اور یہ اختیار بھی دے رہے ہیں کہ وہ جو شرائط جو قاعدہ چاہے خود ہی متعین کر لے خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک دوسری انتہائی قابل اعتراض بات اس میں چانسلر کی خوشنودی ہے ۔ جو اس سے پہلے کبھی کسی چانسلر کو اس وسعت اور فراخ دلی کے ساتھ حاصل نہیں رہی ۔ جناب والا ۔ وائس چانسلر اگر آزاد نہیں ہوگا ۔ اگر اس کو مسلمہ تحفظات حاصل نہیں ہوں گے اگر وائس چانسلر کے سر پر چانسلر کی خوشنودی کی تلوار ہمیشہ کے لیے لٹکتی رہے گی تو یاد رکھیے کہ وہ کبھی یونیورسٹی کی خود مختاری کو برقرار نہیں رکھ سکے گا ۔ اور نہ وہاں جمہوری اقدار کو فروغ دے سکے گا ۔ اس لیے یہاں خوشنودی کا لفظ انتہائی خطرناک اور انتہائی غیر جمہوری تصوارت کا حامل ہے ۔ میں آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے گزارش کرنا چاہوں گا کہ آپ چانسلر کو تمام اختیارات دے دیں لیکن اسے یہ اختیار نہ دیں کہ وہ وائس چانسلر جیسے کلیدی منصب کے حامل شخص کو محض اپنی خوشنوی مزاج کے تابع رکھ سکے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ یونیورسٹی ہمیشہ کسی قوم کے حال اور مستقل کے نقشے مرتب کرتی ہے ۔ وہ ایسا ادارہ ہوتی ہے جہاں تعلیم و تربیت کے بعد پوری قوم آئندہ اپنے فرائض منصبی کو سنبھالنے کے لیے بنیادی تربیت حاصل کرتی ہے ۔ وہاں اگر اس کا سربراہ اعلیٰ ایک ایسا شخص ہو جس کی اپنی آزاد مرضی نہ ہو ۔ جس کا اپنا کوئی اختیار نہ ہو ۔ جو محض اوپر کے احکامات کے تابع اپنے احکامات جاری کرنے پر مجبور ہو ۔ تو وہ شخص نہ تو یونیورسٹی کا مستقبل بدل سکتا ہے اور نہ ہی کوئی بنیادی کردار ادا کر سکتا ہے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ یہاں خوشنودی کا لفظ حذف کر دیا جائے ۔ اور اس جگہ سینٹ کی منظوری کا لفظ شامل کر لیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس طرح سے ایک اہم نکتہ جس کی طرف آپ کی توجہ مبذول

کروانا چاہتا ہوں ۔ وہ چانسلر کا یہ اختیار ہے کہ اگر کسی وجہ سے وائس نسلر کا عہدہ خالی ہو جائے یا وہ استعفاء دے یا وہ وفات پا جائے تو چانسلر کو اپنی مرضی سے ایسے اقدامات کرنے کا اختیار دیا گیا ہے کہ یونیوسٹی کو چلایا جا سکے ۔ جناب والا ۔ یہ اختیار بڑا ضروری ہے ۔ ناگزیر ہے لیکن یہ لامحدود عرصہ کے لیے نہیں ہونا چاہیے ۔ اس کے کسی عرصہ کا تعین انتہائی ضروری ہے ۔ کیونکہ یہ ممکن ہے کہ وائس چانسلر کے استعفاء کے بعد چانسلر چاہے تو چھ مہینے یا سال ۔ دو سال تک عارضی انتظامات کے ذریعہ یونیورسٹی کو کسی شخص کے بھی حوالہ کر دے ۔ اس لیے جناب والا ۔ ہماری یہ ترمیم انتہائی قابل غور ہے کہ ایسی صورت میں چانسلر ایک ماہ کے اندر اندر ایسے انتظامات کرے جو اس کی اس وفات یا استعفیٰ سے خالی ہونے والی صورت حال سے عہدہ برأ ہوسکے ۔

جناب والا ۔ اس طرح سے ہم نے ایک اور ترمیم کے ذریعہ سے جو انتہائی معقول ۔ انتہائی مناسب اور انتہائی ضروری ہے ۔ یہ قرار دینے کی کوشش کی ہے کہ وائس چانسلر کے لیے پانچ افراد کا پینل بنایا جائے اور پانچ افراد ماہرین تعلیم سائینس دان ۔ دانشور یا انتہائی ماہر انتظامیہ کے افراد ہوں ۔ جناب والا ۔ جب تک ہم یہ معیار اور انتخاب نہیں رکھیں گے اس وقت تک ہم وائس چانسلر کے لیے کسی اچھے اور مناسب شخص کو منتخب نہیں کرسکیں گے ۔ میں یہ بات مانے لیتا ہوں کہ موجودہ وزیر تعلیم یا موجودہ گورنر جیسا کہ یقین دلا رہے ہیں اس سلسلہ میں یقیناً کسی ماہر تعلیم ہی کا انتخاب کریں گے ۔ لیکن جناب والا ۔ قانون کسی ایک شخص ایک دور ایک وقت کے لیے نہیں ہوتا ۔ قانون ہمیشہ کے لیے ہوتا ہے ۔ اس لیے اس قانون میں وضاحت کے ساتھ یہ بات ہونی چاہیے کہ کہ اگر کل گورنر بحیثیت چانسلر کے کوئی غلط فیصلہ یا کام کرنا بھی چاہے تو یہ قانون اسے اس کام کی اجازت نہ دے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ وائس چانسلر کے عہدہ کو زیادہ سے زیادہ با اختیار باوقار بنانے کے لیے اس کو اس قسم کی غیر ضروری پابندی خوشنودی مزاج سے آزاد کیا جائے چونکہ اگر اس عہدے کو زیادہ سے زیادہ جاذبیت کا حامل نہ بنایا گیا ۔ زیادہ سے زیادہ باوقار نہ بنایا

گیا ۔ زیادہ سے زیادہ با اختیار نہ بنایا گیا ۔ تو کوئی بھی باضمیر ، با غیرت ۔ آزاد خیال ماہر تعلیم اس سلسلہ میں اپنی خدمات پیش نہیں کر سکے گا ۔ جناب والا ۔ آج ایسی صورت حال پیدا ہو رہی کہ اس قسم کے اہم مناصب کے لیے بھی لوگ اپنے آپ کو گوشہ عافیت میں رکھے ہوئے ہیں ۔ اور وہ محض اس لیے اپنی خدمات قومی ضرورتوں کے لیے پیش نہیں کر رہے کہ انہیں نہ تحفظ حاصل ہے نہ ان کی عزت محفوظ ہے ۔ اس لیے جب ہم یہ قانون سازی کر رہے ہیں اور ہمارے وزیر اعلیٰ بار بار یہ یقین دلا رہے ہیں کہ آئیندہ اسی سلسلہ میں نہ صرف یہ کہ جو ضروری تحفظات ہیں وہ سرکاری اور غیر سرکاری دوائر میں حاصل ہوں گے ۔ لوگوں کی عزت بحال ہوگی لوگوں کا وقار بحال ہو گا ۔ وہاں جناب والا ۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ایسے اہم تو بن تعلیمی ادارے میں بھی وائس چانسلر کے عہدہ کو اس قدر با اختیار اور با وقار بنایا جائے کہ زیادہ سے زیادہ باضمیر ۔ اہل ۔ با اختیار اور آزاد خیال لوگ اس منصب پر فائز ہونے کے لیے خود کوشش اور فخر کر سکیں ۔ جناب والا ۔ ان گزارشات کے ساتھ آپ کے توسط سے اس ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ ہماری ان معقول اور سادہ مگر مناسب ترامیم کو قبول کر لیا جائے ۔ (شکریہ)

Mr. Deputy Speakers : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(1) The Vice-Chancellor shall be appointed from amongst five scholars to be proposed by the Syndicate, of whom 3 will be University teachers. The tenure of the Vice-Chancellor shall be four years and he shall not be eligible for re-appointment.

(The motion was lost).

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(1) The Vice-Chancellor shall be appointed from amongst a list of five persons comprising of well known educationists, Scientists and Scholars to be prepared by the Syndicate for this purpose. The terms and conditions of the office of the Vice-Chancellor shall be determined by the Syndicate. The Vice-Chancellor shall hold office for four years."

(The motion was lost).

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(1) The Chancellor shall appoint such a person as Vice-Chancellor who is renowned research scholar or an Educationist and his appointment shall be made for four years."

(The motion was lost).

Mr. Depnty Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommeded by the Standing Committee on Education, . or the word "Chancellor" occuring in line 2, the word "Senate" bc substituted.

(The motion was lost).

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as rccommended by the Standing Committee on Education, between the words "Chancellor" and "on" occurring in line 2, the words "from amongst the five nominees of the Senate" be inserted.

(The motion was lost).

Mr. Deputy Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "during the pleasure of the Chancellor," occurring in lines 4-5, be deleted.

(The motion was lost).

(At this stage Mr. Speaker occupied the Chair)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "the office of the Vice-Chancellor is vacant, or" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :-

"(3) When the office of Vice-Chancellor is vacant due to his resignation, removal or death, such vacancy shall be filled within a month from the date of such resignation, removal or death and for this period suitable arrangements shall be made by the Chancellor".

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is ;

That after sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :-

"(3) At any time when the office of the Vice-

Chancellor falls vacant due to the resignation or death of the Vice-Chancellor, the appointment to the said office shall be made within one month from the date it becomes vacant in accordance with the above mentioned procedure. During this period of one month the Chancellor shall make such arrangements for the performance of the duties of the Vice-Chancellor as he may deem fit."

(The motion was lost).

Mr. Speaker : Now, the question is :

That Clause 13 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 14)

Mr. Speaker : Now Clause 14 of the Bill is under consideration.

Sheikh Aziz Ahmad : No one is opposing Sir.

Mr. Speaker : Amendment No 76 is not allowed. Next amendment No. 77.

Mian Muhammad Afzal Hayat : Sir, I move :

That in sub-clause (2) of Clause 14, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and preside at" occurring in line 4, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 14, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and preside at" occurring in line 4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mian Muhammad Afzal Hayat : Sir, I move :

That sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I move : That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "action" and "to" occurring in line 6, the words "for approval" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "action" and "to" occurring in line 6, the words "for approval" be inserted.

Mr. Speaker. Amendment No. 79 please.

Syed Tabish Alvari. We shall be moving amendment No. 83.

Mian Muhammad Afzal Hayat. I beg to move :

That para (ii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker. The motion is :

That para (ii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 14 کی تحتی ضمن (4) کے پیرا (دوم) کی سطور 2 ، 3 کے الفاظ "اور اخراجات کی کسی بڑی مد کے اندر اندر سرمائے کی مکرر تخصیص زرکرنا" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in para (ii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the comma and the words, "and to re-appropriate funds within the same major head of expenditure" occurring in lines 2-4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mian Muhammad Afzal Hayat. I beg to move :

That para (iii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker. The motion is :

That para (iii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mian Muhammad Afzal Hayat. I beg to move :

That in para (iii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the figures "5000/-" occurring in line 2, the figures "1000/-" be substituted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in para (iii) of sub-clause (4) of Clause 14 of

the Bill, as recommended by the standing Committee on Education, for the figures "5000/-" occurring in line 2, the figures "1000/-" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں : کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 14 کی تحتی ضمن (4) کے پیرا (چہارم) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That para (iv) of sub-clause (4) of Clause 14 of theBill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. I don't move amendments No. 88, 89 and 90. I shall be moving amendment from the supplement.

I beg to move :

That for para (v) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(v) to ensure and make arrangements for secrecy and scrutiny of papers and results ;".

Minister for Education. We accept this amendment.

Mr. Speaker. Motion moved and the question is :

That for para (v) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(v) to ensure and make arrangements for

secrecy and scrutiny of papers and results ;".

(The motion was carried)

Mr. Speaker Amendment No. 91 is withdrawn. Amendment No. 92 not moved. Amendment No. 93 please.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن 14 کی تحتی ضمن (4) کے پیرا (ششم) کی سطر 4 و 5 میں الفاظ "جنھیں وہ یونیورسٹی کے مقاصد کے لیے ضروری خیال کرے" کی بجائے الفاظ "جو یونیورسٹی کے مقاصد کے لیے مقرر کیے جائیں" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That para (vi) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "he may consider" occurring in lines 6-7 the words "may be prescribed" be subsituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 14 کی تحتی ضمن 4 کے پیرا (ہشتم) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That para (viii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 14 کی گئی ضمن (4) کے پیرا (ہشتم) کی سطر 1 میں الفاظ "450/-" کی بجائے الفاظ "250/-" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in para (viii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educacion, for the figures "450/-" occurring in line 2, the figures "250" be substituted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

Mian Muhammad Afzal Hayat : I beg to move :

That para (ix) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

That para (ix) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, be deleted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

Mr. Speaker : Makhdumzada Sahib, would you like to say some thing about your ammendment?

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : In the oiginal Bill, I think, the language was not correct because you don't make arrangements for marks, and that is why I gave a different and a more comprehensive one and included in my amendment that it should be the responsibility of the Vice-Chancellor to ensure that there will be secrecy in the preparation of papers, marking and results thereof. It is an amendment to ensure that there will be impartiality and every thing will be done with due secrecy. Sir, that is the purpose of my amendment.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون کی ضمن 14 وائس چانسلر کے دوسرے اختیارات اور فرائض سے متعلق ہے ۔ اور ہم چونکہ

بنیادی طور پر وائس چانسلر کی کلیدی آسامی اور منصب کے پیش نظر اس پر یقین رکھتے ہیں ۔ کہ ان کو یونیورسٹی کے معاملات کو نبٹانے کے لیے با اختیار ہونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ مستعدی کے ساتھ کام کرنے کے لیے ان کو سہولتیں فراہم کی جانی چاہیے ۔ اس لیے ہم نے اپنی ترامیم میں محض فنی نقطہ نظر سے بعض تجاویز پیش کی ہیں جن کے پیش نظر ان کے فرائض و اختیارات کے سلسلے میں سہولتیں پیدا کی جا سکتی ہیں اور وائس چانسلر کو بھی اپنے روز مرہ امور طے کرنے کے لیے بعض شرائط و قیود کا پابند بنایا جا سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ ضمن 14 کی تحتی ضمن 4 کے پیرا (سوم) میں کہا گیا ہے۔

> ایسے غیر متوقع اخراجات کے لیے جن کے لیے میزانیہ میں رقم مختص نہیں کی گئی ہو بذریعہ مکرر تخصیص زر ایسی رقم مخصوص کرنا جو 5 ہزار روپوں سے زائد نہ ہو ۔

جناب والا ۔ اس رقم کے سلسلے میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس اختیار کو بہت زیادہ وسیع کرنے کی بجائے اس حد تک اسے محدود کیا جائے کہ وہ میزانیہ سے الگ رہ کر اس سلسلے میں اپنے اختیارات کو من مانی کے طور پر استعمال نہ کر سکیں ۔ اس لیے ہم نے اس رقم کو نسبتاً کم کر دیا ہے ۔

اسی طرح جناب والا ۔ ہم نے یہ بھی تجویز پیش کی ہے کہ امتحانی پرچوں اور ان کے نتائج کے سلسلے میں جو صورت حال موجود ہے اس میں secrecy بالکل ختم ہو کر رہ گئی ہے ۔ اصل بل میں اس قسم کی کوئی یقین دہانی اور ضمانت موجود نہیں تھی کہ ایسے انتظامات کرے گی جن کے پیش نظر ان امتحانی پرچوں کو اور اس کے نتائج کو خفیہ رکھا جا سکے ۔ یہ بات اطمینان بخش ہے کہ ہماری اس ترمیم کو حکمران پارٹی نے ابھی ابھی قبول کرنے کا اعلان کیا ہے ۔ اس طرح سے نہ صرف یہ کہ جو عام طور پر scandalous صورت موجود ہے کہ پرچے نہ صرف یہ کہ پہلے ہی آوٹ ہو جاتے ہیں بلکہ ان کے نتائج کے سلسلے میں بھی بے شمار دھاندلیاں بدعنوانیاں اور غلط کار کردگی کی مثالیں عام ہو گئی ہیں ان کا بھی قلع قمع کیا جا سکے گا۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر سمجھتے ہیں کہ اگر یونیورسٹی کے پرچے اور

ان کے نتائج بالکل شارع عام بن جائیں اور اس سلسلے میں نہ کوئی تحفظ موجود ہو ۔ نہ اس سلسلے میں کوئی secrecy موجود ہو تو پھر ان یونیورسٹی کی ڈگریوں اور ڈپلوموں پر کسی آدمی کو کوئی اعتبار نہیں رہے گا ۔ اس لیے یہ ایک اچھی ترمیم تھی جس کو انہوں نے قبول کیا ہے اس سے یونیورسٹی کی ڈگریوں اور ڈپلوموں کو زیادہ معتبر اور مستند بنانے میں مدد ملے گی ۔

جناب والا ۔ اس طرح سے ہماری بعض جو دوسری ترامیم ہیں ان کے ذریعے بھی وائس چانسلر کو اپنے امور کی انجام دہی کے سلسلے میں بے شمار سہولتیں میسر آسکیں گی اور وہ زیادہ اعتماد کے ساتھ زیادہ سہولت کے ساتھ یونیورسٹی کے معاملات کو چلا سکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر فرائض کی یہ ترتیب جو اس بل میں موجود ہے وہ اپنی جگہ بڑی جامع ہے صرف اس میں شرائط و قیود کو آسان بنا کر انہیں ایسی سہولتیں دینے کی ضرورت ہے جس سے وائس چانسلر اپنی حدود کار میں اپنے دائرہ کار میں یونیورسٹی کو بہتر بنانے کے لیے زیادہ مستعدی زیادہ محنت زیادہ اعتماد کے ساتھ کام کر سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں افضل حیات صاحب آپ کچھ فرمائیں گے ؟

میاں محمد افضل حیات ۔ نہیں جناب ۔

Mr. Speaker. The question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "and preside at" occurring in line 4, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

> That sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "action" and "to" occurring in line 6, the words "for approval" be deleted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That para (ii) of sub clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (ii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the comma and the words ", and to re-appropriate funds within the same major head of expenditure" occurring in lines 2-4, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That para (iii) of snb-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (iii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the figures "5000/-" occurring in line 2, the figures "1000/-" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That para (iv) of sub-clause (4) of Clause 14, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That in para (vi) of sub-clause (4) of Clause 14, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "he may consider" occuring in lines 6-7 the worns "may be prescribed" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That para (viii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (viii) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the figures "450/-" occurring in line 2. the figures "250/-" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That para (ix) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 14 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 15)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 15 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 97 اب غیر موثر ہو گئی ہے ۔ اگلی ترمیم نمبر 98 میاں محمد افضل حیات پیش کریں گے ۔

Mian Muhammad Afzal Hayat : Sir, I move :-

That for Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

15. (1) The Registrar shall be a whole-time executive officer and shall be appointed by the Syndicate from amongst the members of University of Teachers Association on such terms and conditions as may be determined.

(2) The Registrar shall be bound to implement the decisions taken by the Syndicate and shall be answerable to Syndicate but shall perform his duties subject to the instructions and orders of the Vice-Chancellor.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

"15. (1) The Registrar shall be a whole-timc exective officer and shall be appinted by the Syndicate from amongst the members of University Tnachers Association on such terms and conditions as may be determined.

(2) The Registrar shall be bound to imple-

ment the decisions taken by the Syndicate and shall be answerable to Syndicate but shall perform his duties subject to the instructions and orders of the Vice-Chancellor."

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Edueation, between the word "appointed" and "by" occurring in line 2, the words "from amongst the members of teaching" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "appointed" and "by" occurring in line 2, the words "from amongst the members of teaching" be inserted.

Sheikh Aziz Ahmad: Opposed.

Mian Muhammad Afzal Hayat : Sir, I move :

That after para (d) of Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following para be added as (e), namely :-

"(e) be responsible to implement the decisions of the Senate and the Syndicate and shall be accountable to them."

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That after para (d) of Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following para be added as para (e), namely :

"(e) be responsible to implement the decisions

of the Senate and the Syndicate and shall be accountable to them."

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Mr. Speaker. Mian Muhammad Afzal Hayat :

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا ۔ کلاز 15 جو ہے یہ رجسٹرار کے فرائض اور ڈیوٹی کے متعلق ہے۔ اس کے مطابق رجسٹرار سنڈیکیٹ اور سینٹ کے ریکارڈ کا ذمہ دار ہوگا ۔ ہم نے اپنی ترمیم میں کہا ہے کہ رجسٹرار سنڈیکیٹ کے کئے ہوئے فیصلوں کو عملی جامہ پہنانے کا پابند ہو اور یہ کہ رجسٹرار کا تقرر تدریسی سٹاف میں سے کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ زیر بحث ضمن رجسٹرار کے تقرر اور فرائض سے متعلق ہے ۔ رجسٹرار یونیورسٹی کے معاملات کے سلسلے میں اہم منصب کا حامل ہوتا ہے ۔ اس سلسلے میں بنیادی فرائض انجام دیتا ہے ۔ اس میں رجسٹرار کے سپرد گریجویٹس کی رجسٹریشن اور ہیئت حاکمہ کے چناؤ کے فرائض ہوتے ہیں اور انتخاب کا فرض انجام دینا ہے ۔ رجسٹرار کا عہدہ بڑی بنیادی اہمیت کا حامل ہے ۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے اور یہ یقیناً بڑی اچھی بات ہے کہ رجسٹرار یونیورسٹی کو مقرر کرنے کے لئے سنڈیکیٹ کو اختیار دیا گیا ہے اور چانسلر کے اختیار کو محیط نہیں کیا گیا ۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ رجسٹرار سینڈیکیٹ اور سینٹ کے سامنے جواب دہ بنایا جائے ۔ اسی طرح موجودہ صورت میں یونیورسٹی کا رجسٹرآر ہمہ وقتی افسر ہونے کے با وجود قانون کے اعتبار سے کسی ہیئت حاکمہ کے سامنے جواب دہ نہیں حالانکہ اس کے مقابلہ میں دوسرے مناصب اور بلند تر مناصب کو ان کے سامنے جواب دہ سمجھا گیا ہے ۔ اس لیے اس بات کی بھی یہاں ضرورت کہ رجسٹرار کو زیادہ ذمہ دار بنانے ۔ زیادہ محتاط بنانے۔ زیادہ مستحسن اور ممتاز بنانے کے لیے اس کو سینٹ اور سنڈیکیٹ کے سامنے جواب دہ بنایا جائے ۔ چنانچہ سینٹ اور سنڈیکیٹ ہی تقرر کرے گی اور اس کی نگرانی کرے گی ۔ اور جناب والا ۔ جس بات کا مستعدی کے ساتھ اساتذہ کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا رہا ہے وہ یہ ہے کہ یونیورسٹی کے مختلف

مناصب کے تدریسی عملے میں جاذبیت اور ترغیب پیدا کی جائے۔ اس لیے رجسٹرار کے عہدہ کے لیے تدریسی عملے میں ترغیب اور جاذبیت کی اچھی روایت قائم ہو گی۔ اور اس سے تدریسی عملہ میں زیادہ مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے کا جذبہ ابھرے گا۔ ہماری یہ ترمیم اس سلسلے میں ہے کہ تدریسی عملہ میں سے رجسٹرار یونیورسٹی کا تقرر کیا جائے تا کہ نہ صرف ترقی کا مزید چانس باقی رہے گا بلکہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ایک خوش گوار۔ صحت مند اور مسابقت کی کیفیت باقی رہے گی۔ ہماری ترامیم اتنی اہم ہیں کہ نہ صرف یہ کہ رجسٹرار کا منصب اور رجسٹرار کے فرائض کے سلسلے میں کچھ حدود و قیود مقرر ہو جائے گی اور وہ اپنے آپ کو سینٹ اور سنڈیکیٹ کے سامنے براہ راست قانونی اعتبار سے جواب دہ محسوس کرے گا بلکہ تدریسی عملہ میں بھی تقویت کا باعث ہوں گی۔ اگر ان میں سے کوئی انتظامی اعتبار سے زیادہ اہل ثابت ہو اور اپنے فرائض کے سلسلے میں زیادہ پسندیدہ سمجھا جائے تو اس کو رجسٹرار کے عہدہ پر فائز کیا جا سکے۔ وزیر موصوف اس ترمیم کو قبول فرما لیں کیونکہ اس کا اساتذہ کے حلقوں میں بھی خیرمقدم کیا جائے گا۔

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

"15. (1) The Registrar shall be a whole-time executive officer and shall be appointed by the Syndicate from amongst the members of University Teachers Association on such terms and conditions as may be determined."

(2) The Registrar shall be bound to implement the decisions taken by the Syndicate and shall be answerable to Syndicatae but shall perform his duties subject to the instructions and orders of the Vice-Chancellor."

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is.

That in Clause 15 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Education, between the word "appointed" and "by" occurring in line 2, the word "from amongst the members of teaching" be substituted.

(The motion was lost)

Mr Sepeaker. The question is.

That after para (d) of Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following para be added as para (e), namely :—

"(e) be responsible to implement the decisions of the Senate and the Syndicate and shall be accountable to them."

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 15 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 16)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 16 زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میاں محمد فضل حیات ۔

Mian Muhammad Afzal Hayat. I beg to move :

That Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker. This amendment can't be entertatined. It is ruled out. Next amendment please.

Mian Muhammad Afzal Hayat. I beg to move.

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Treasure" oecurring in line 1, the word "Comptroller" be substituted.

مسٹر سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ یہ پیش نہیں ہو سکتی ۔ کیا اس میں کنٹرولر کی کوئی صراحت کی گئی ہے کہ افسر کون ہوگا ۔ کیا کنٹرولر افسر کے طور پر آسکتا ہے کہ نہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کنٹرولر نہیں کمپٹرولر ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ یہ ویسے بھی غلط ہے ۔ وہ کس چیز کا کمپٹرولر ہے ۔ ویسے یہ ماڈرن انگریزی ہے ۔ اب یہ کنٹرولر کا کمپٹرولر بن گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات نہیں ۔ ہم پہلے ایک کلاز پاس کر چکے ہیں ۔ کیا اس میں کنٹرولر کا نام آیا تھا ۔

وزیر تعلیم ۔ پہلے نہیں آیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کسی اور کام کے لیے بھی کمپٹرولر ہو تو ۔

he would have been substituted.

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ ترمیم نمبر 103 ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب ۔ میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن 16 کی سطر 1 میں وارد ہونے والا لفظ "چانسلر" کی بجائے لفظ "سینیٹ" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring in line 2 the word "Senate" be substituted.

میاں منظور احمد موہل ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم نمبر 104 پیش ہوگی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب ۔ میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم نمبر 105 ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میاں خورشید انور ۔ مرزا فضل حق ۔ میاں مصطفیٰ ظفر قریشی موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میاں محمد افضل حیات ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ یہ repeat ہو گئی ہے ۔ میں اسے پش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker. Amendments No. 104 and 105 not moved.

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم نمبر 106 ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 16 کی سطر 1 میں وارد ہونے والے لفظ "چانسلر" کی بجائے لفظ "سنڈیکیٹ" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring twice in lines 2 and 3, the word "Syndicate" be subslituted respectively.

Miaa Manzur Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم نمبر 107 ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 16 کی سطر 2 میں وارد ہونے الفاظ "جن کا وہ تعین کرے" کی بجائے الفاظ "جن کا سینیٹ تعین کرے" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker. The motiou is :

> That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educution, for the words "as the Chancellor may determine" occuring in lines 3-4, the words "as the Senate may determine" be substituted.

Shefkh Aziz Ahmad. Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker. Let there be a court..... The count was taken.....

The House is in quorum. Yes, Syed Tabish Alwari please.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مسودہ قانون کی ضمن 16 یونیورسٹی کے خزانچی کے تقرر اور اس کے اختیارات سے متعلق ہے ۔ جیسا کہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کو نپٹانے کے لیے خزانچی کا عہدہ انتہائی بنیادی اہمیت کا حامل ہے ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی افسوس ہوا ہے کہ خزانچی کے اس عہدے کو بھی چانسلر کی مطلق العنانی کے تابع کر دیا گیا ہے ۔ اس سے پہلے ماضی کے اس دور میں بھی جسے محکومی کا دور کہا جاتا ہے ۔ جسے ناپسندیدہ دور کہا جاتا ہے ۔ جسے غیر جمہوری دور کہا جاتا ہے ۔ یہ اختیار کہ خزانچی کا تقرر کون کرے یونیورسٹی کو حاصل تھا ۔ یہ اختیار سینیٹ اور سنڈیکیٹ کو حاصل تھا تا کہ جو مالی معاملات ہیں ان میں یونیورسٹی اپنے دوائرکار میں اپنی خود مختار حیثیت برقرار رکھے ۔ لیکن اس نئے بل میں یونیورسٹی کے خزانچی کا تقرر بھی چانسلر صاحب جو ایکس آفیشواس کے عہدیدار ہوتے ہیں کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنر صاحب یا چانسلر صاحب کے لیے خزانچی کے تقرر کا اختیار حاصل کرنا کس طرح سے بھی پسندیدہ بات نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ چانسلر کو پہلے ہی بے پناہ اختیارات حاصل ہیں ۔ وہ جس طرح بھی چاہے یونیورسٹی کے معاملات میں براہ راست مداخلت کر سکتا ہے ۔ چاہے یونیورسٹی کا مالی معاملہ ہو ، اس میں بھی

وہ مفلوج اور بے اختیار رہے ۔ اس میں بھی وہ محض چانسلر کی خوشنودی کے تابع ہو ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹی کے حلقوں کی طرف سے مسلسل یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے معاملات کو ، خاص طور پر مالی معاملات کو یونیورسٹی کے ارباب حل و عقد پر چھوڑ دیا جائے ۔ لیکن اس مطالبے کو اس موجودہ حکومت نے اپنی عوامیت اور جمہوریت کے تمام تر دعووں کے باوجود حقارت سے ٹھکرا دیا اور اپنی من مانی کارروائی کے طور پر ایک دفعہ پھر چانسلر کو خزانچی کے تقرر کا اختیار تفویض کر دیا ہے جو کسی طور پر بھی یونیورسٹی کی خود مختاری سے ہم آہنگ نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ ہم نے اس سلسلے میں جو ترمیم پیش کی ہیں ان کے مطابق ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ کم از کم خزانچی کے تقرر کا اختیار سینیٹ یا سنڈیکیٹ کو دے دیا جائے تا کہ وہ ایسے شخص کو خزانچی کے عہدے پر مامور کر سکے جو ان کے معاملات کو بہتر طور پر سمجھتا ہو اور مالیات کا تجربہ رکھتا ہو ۔ جو اس کام کی اہلیت رکھتا ہو ۔ موجودہ صورت میں یہ امکان موجود ہے کہ چانسلر کسی بھی ایسے شخص کو خزانچی مقرر کر دے جو یونیورسٹی کے معاملات سے پوری طرح باخبر نہ ہو ۔ جو سینیٹ یا سنڈیکیٹ کے مزاج اور ضرورتوں سے آشنا نہ ہو ۔ ماضی میں بھی یہ روایت اس اسی لیے رہی ہے کہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ اپنی مرضی سے اہل لوگوں کا انتخاب کیا کرتے تھے اور اب بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ اگر ہم واقعی یونیورسٹی کو مالی اعتبار سے اور انتظامی اعتبار سے بھی ایک خود مختار ادارہ بنانا چاہتے ہیں تو ایک دفعہ پھر ماضی کی طرح خزانچی کے تقرر کا اختیار یونیورسٹی کے سینیٹ یا سنڈیکیٹ کو ہونا چاہیے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے ہم نے یہ ترمیم بھی پیش کی ہے کہ اس کے لیے کارکردگی کے معیار کا تعین کرنے کے لیے بھی سنڈیکیٹ یا سینیٹ ہی کو اختیار دیا جانا چاہیے ۔ اس طرح سے تو خزانچی سینیٹ اور سنڈیکیٹ سے بھی ایک بالا تر شخصیت اور بالا تر منصب کا حامل ہوگا جو براہ راست چانسلر صاحب کے سامنے جواب دہ ہوگا ۔ گورنر صاحب ان سے پوچھ سکیں گے اور وہ وائس چانسلر اور پرو چانسلر کے تابع نہ ہوگا ۔ اس اعتبار سے اس بات کی ضرورت ہے کہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے تابع اور ان کے احکامات کے عمل درآمد کے لیے خزانچی کا بندوبست کیا جائے تا کہ وہ نہ صرف یونیورسٹی کے معاملات

سینیٹ اور سنڈیکیٹ کی مرضی سے چلا سکے بلکہ اس سلسلے میں جب بھی چھان بین کی ضرورت ہو جب بھی انکوائری ہو ، جب بھی خزانچی کے خلاف کارروائی مقصود ہو وہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کی سطح پر ہی ہو سکے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring in line 2, the word "Senate" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring twice in lines 2 and 3, the word "Senate" be substituted, respectively.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "as the Chancellor may determine" occurring in lines 3-4 the words as the Senate may determine be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 16 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 17)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 17 زیر غور ہے ۔ کلاز 17 کنٹرولر امتحانات سے متعلق ہے ۔ اور کنٹرولر امتحانات ہم وقتی یونیورسٹی میں ایک

آفیسر ہے ۔ اس لیے ترمیم نمبر 103 پیش نہیں ہو سکتی اس کو خلاف قاعدہ قرار دیا جاتا ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 17 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 18)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 18 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 109 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 18 حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 110 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، میاں خورشید انور ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں محمد افضل حیات ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 18 کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ، یعنی کہ :

"19 ۔ محاسب مقیم کا تقرر سنڈیکیٹ کرے گی ۔"

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

18. The Resident Auditor shall be appointed by the Syndicate.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 111 مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پیش نہیں کی جاتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ یہ ضمن 18 محاسب کے سلسلے میں مستعار الخدمتی کی بنیاد پر کام لینے کے متعلق ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یونیورسٹی ایک عظیم ادارہ ہے اور اس کے مالی وسائل اور مالی معاملات غیر محدود ہیں ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کی صحیح طور پر جانچ پڑتال کرانے کے لیے ہر سال محاسب کا تقرر کیا جائے تاکہ وہ ان تمام بہی کھاتوں ، حسابات اور تمام مالی امور کی تفصیلی چھان پھٹک کے بعد رپورٹ پیش کر سکے اور ایسی بد عنوانیاں یا ایسی غلط کاریاں جو عام طور پر اداروں میں دانستہ یا نا دانستہ طور پر کی جاتی ہیں ان کی نشان دھی کر سکے ۔ یونیورسٹی جیسے بڑے ادارے کے لیے محض مستعار الخدمتی کی بنیاد پر حکومت سے کسی بھی شخص کی خدمات حاصل کرنا کسی طور پر بھی ایک اچھی روایت نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ چھوٹے چھوٹے ادارے اور چھوٹی چھوٹی سوسائٹیاں عام طور پر چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ سے یا جو نیم خود مختار ادارے ہیں ، ریڈیڈنٹ آڈیٹر سے محاسب حاصل کیا کرتے ہیں ۔ یونیورسٹی کے سنڈیکیٹ کو بھی یہ حق ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مالی معاملات کی جانچ پڑتال کرانے کے لیے خود ایک محاسب کا تقرر اور انتخاب کر سکے ۔ کیونکہ اس بات کا امکان موجود ہے کہ اگر بڑے پیمانے پر کوئی بد عنوانی موجود ہے ، اگر کوئی hanky panky ہوئی ہے تو وہ بڑے افراد اور بڑے مناصب کے حامل لوگ جو براہ راست اس قسم کی بد عنوانیوں یا غلط کاریوں سے متعلق ہوں گے ، وہ اپنی مرضی سے

کوئی بھی محاسب حکومت سے حاصل کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے اس امر کا امکان موجود ہے کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کی غیر جانبداری کے ساتھ چھان پھٹک نہیں کی جا سکے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اس طرح سے مبہم رکھ کر حال ہی میں نہیں ، مستقبل میں بھی اعلیٰ مناصب یا دوسرے درجے کے مناصب کے لوگوں کو یہ گنجائش دی جا رہی ہے کہ وہ جب چاہیں اپنی مرضی ہی کے آدمی سے اپنے معاملات کی چھان بین کرا سکیں ۔ قانون میں یہ بات واضح طور پر درج ہونی چاہیے کہ وہ جسے چاہیں پسند کر کے مستعار الخدمتی حاصل کر لیں اس کی بجائے اگر یہ اختیار سنڈیکیٹ کو دے دیا جائے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق ایک اہل اور انتہائی دیانت دار اور قابل ، شک و شبے سے بالا تر کسی ایجنسی کسی چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ کو یا ایک ایسی ہی سطح کے اسی عہدے کے کسی دوسرے شخص کو اس کام پر مامور کر سکے ، جن کی دیانت جن کی صلاحیت اور اہلیت پر نہ کسی کو اعتراض ہوگا اور نہ اس سلسلے میں کسی قسم کی بد نیتی کو دخل حاصل ہو سکے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کیونکہ ہر ادارے میں دیانت و امانت کو اپنا معیار بنانے کا تہیہ کر چکی ہے ۔ اس لیے یہاں بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کی چھان بین کے لیے کسی مستعار الخدمتی پر حاصل حکومت کے کسی افسر کی بجائے سنڈیکیٹ کو یہ اختیار ہونا چاہیے کہ وہ اپنے طور پر کسی بھی اہل دیانت دار اور رجسٹرڈ اکاؤنٹنٹ یا اس کے علاوہ کسی بھی ماہر شخص کو حاصل کر سکیں ۔ جناب والا ۔ مجھے حد درجہ یقین ہے کہ جناب وزیر موصوف اس نکتے کی اہمیت کے پیش نظر ہماری اس اہم ترمیم کو نظرثانی کر کے قبول فرما لیں گے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 18 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 18 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

18. The Resident Auditor shall be appointed by the Syndicate.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 18 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 19)

Mr. Speaker. Now Clause 19 of the Bill is under consideration. Mian Muhammad Afzal Hayat to move his amendment.

Mian Muhammad Afzal Hayat. Sir, I move :

That Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud Sir, I move :

That in Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "officers" and "shall" occurring in line 3, the words "of the University" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educatton, between the words "officers" and "shall" occurring in line 3, the words "of the University" be inserted.

Minister for Education. Conceded Sir.

Mr. Speaker. The question is :

That Class 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 19 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "officers" and "shall" occurring in line 3, the words "of the University" be inserted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 19 as amended do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 20)

Mr. Speaker. Now Clause 20 of the Bill is under consideration. Amendment No. 114. Mian Muhammad Afzal Hayat.

Mian Muhammad Afzal Hayat. Not moving Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 20 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 21)

Mr. Speaker. Now Clause 21 of the Bill is consideration. Amendment No. 1 of the second supplement is ruled out.

The House is adjourned for tea break. We shall reassemble at 11.30 A.M.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لیے 11 بج کر 30 منٹ تک ملتوی ہو گئی) ۔

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ اب سیکنڈ سپلیمنٹ میں ترمیم نمبر 2 سید تابش الوری صاحب کی پیش ہوگی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 21 کی ذیلی ضمن (1) کے پیرا (دوم) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That para (ii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Amendment No. 3, Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم

نے سفارش کی ہے کی ضمن 21 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ششم) کو حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That para (vi) of sub-clause (1) of Clause 21, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud, amendments No. 4 and 5. Not present. Amendment No. 6.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 21 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (یازدھم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے۔

(یازدھم) یونیورسٹی کے 6 اساتذہ جن کا عرصہ ملازمت کم از کم 3 سال ہو اور جنھیں ایکڈمک سٹاف کونسل منتخب کرے۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for para (xi) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(xi) Six of the University teachers having at least three years service to be elected by the University Academic Staff Association ;

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری کے سوائے باقی کوئی mover نہیں ہے۔ ترمیم نمبر 7۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم

نے سفارش کی ہے کی ضمن 21 کی تحتی ضمن (1) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے :

(دوازدھم) الحاق شدہ کالجوں کے پرنسپل صاحبان ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for para (xii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(xii) Principals of all affiliated Colleges.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Mian Manzoor Ahmad Mohal, Sheikh Aziz Ahmad and Mian Khan Mohammad to move their amendments.

Sheikh Aziz Ahmad Sir, I move the amendment :

That in Clause 21, in sub-clause (1), in para (viii), for the word "Chairman" the word "Chairmen" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 21, in sub-clause (1), in para (viii) for the word "Chairman" the word "Chairmen" be substituted.

Minister for Education. I agree with it Sir.

Mr. Speaker. Mian Manzoor Ahmad Mohal, Sheikh Aziz Ahmad and Mian Khan Mohammad to move their amendment.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I move the amendment :

That in Clause 21, in sub-clause (1), after para (xi) the following new para shall be added and the subsequent paras shall be renumbered accordingly :

(xii) the Chairmen, Boards of Intermediate and Secondary Education in the Punjab.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 21, in sub-clause (1), after para (xi) the following new para shall be added and the subsequent paras shall be renumbered accordingly :

(xii) the Chairmen, Boards of Intermediate and Secondary Education in the Punjab.

Minister for Education. I accept it.

Mr. Speaker. Sheikh Aziz Ahmad, Mian Manzoor Ahmad Mohal and Mian Khan Mohammad to move their amendment.

Sheikh Aziz Ahmad. Sir, I move the amendment :

That in Clause 21, in sub-clause (1), for the existing para (xi) the following be substituted :

(xi) the Chairman, Board of Technical Education, Lahore.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 21, in sub-clause (1), for the existing para (xi) the following be substituted :

(xi) the Chairman, Board of Technical Education, Lahore.

Minister for Education. I accept it.

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد سیکنڈ سپلیمنٹ میں ترمیم نمبر 9 ہے ۔ سید تابش الوری صاحب اس کلاز میں آپ کی تقریباً ساری ترامیم ایسی ہیں جو کہ بل سے بالکل tally نہیں کرتیں ۔ آپ نے کہا ہے کہ فلاں لفظ کو حذف کر دیا جائے اور وہ لفظ وہاں ہوتا ہی نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کہ کوئی غلط نمبر درج ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کے پاس اصل نمبر ہوگا ۔ میں نے تو چیک کیا تھا اس لیے میں کہہ رہا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہاں کوئی ٹائپ کی غلطی ہے یا ہم نے جو ڈکٹیشن دی تھی اس میں کوئی غلطی رہ گئی ہے اور اس میں correction ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ دیکھیں کہ سائڈ پر ڈاٹ ہیں اور یہ ڈاٹ آفس نے لگائے ہوئے ہیں ۔ آفس بھی اس کو appreciate نہیں کر سکا تھا ۔ اس لیے وہ ڈاٹ وہاں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہاں یہ سوالیہ نشان لگے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 9 چھوڑ رہے ہیں ۔ نمبر 10 ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 11 ۔ یہ بھی اس میں آ گئی ہے ۔ نمبر 13 اور 14 یہ بھی مخدوم زادہ صاحب آپ کی ہیں ۔ اس کے بعد ترمیم نمبر 22 ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Inspite of the very scanty presence the legislative is going on.

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو حج پر چلے گئے تھے بعد میں آئین نے کورم 61-62 ممبران سے 47 کر دیا تھا ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, when are we meeting on Monday ?

مسٹر سپیکر ۔ ایوان سے پوچھ لیتے ہیں کہ سوموار کو اجلاس کس وقت ہو ۔ آیا فاضل آراکین صبح کو پسند کریں گے یا شام کو ۔

آوازیں ۔ شام کو اجلاس ہو ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اسی حساب سے ہم نے کابینہ کی میٹنگ صبح کو رکھی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے کابینہ کی میٹنگ afternoon رکھی ہوئی ہے ۔

Mr. Taj Muhamad Khanzada : Sir, we will not stand in their way.

Mr. Speaker : There is a Cabinet meeting in the morning.

Minister for Education : No Sir. The Cabinet meeting is in the evening.

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ سیشن شام کو رکھ لیں تاکہ جو لوگ ملتان اور راولپنڈی سے آتے ہیں ان کو سہولت ہو ۔

Mr. Taj Muhamad Khanzada : Sir, Cabinet does not rule the House, but the House rules the Cabinet.

مسٹر سپیکر ۔ ایسا کریں کہ صبح آٹھ کی بجائے نو بجے کا وقت کر لیں ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ شام کو رکھ لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ آپ نے بہترین پروگرام بنایا تھا اس میں لوگوں کو سہولت ہو گی ۔ تین یا چار بجے شام اسمبلی کا اجلاس کر لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چار بجے بڑا لیٹ ہو جاتا ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ تین بجے کر لیں ۔

آوازیں ۔ چار بجے کر لیں ۔

Mr. Speaker : Makhdumzada Syed Hassan Mahmud please move your amendment.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I move :

> That in clause 21, in sub-clause (1), for the existing para (xxi), the following be substituted, namely :-
>
> "(xxi) The Principals of the affiliated Colloges."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in clause 21, in sub-clause (1), for the existing para (xxi), the following be substituted, namely :-

"(xxi) the Principals of the affiliated Colleges;".

Minister for Education : I accept this Sir.

Mr. Speaker : Amendments No. 17, 18, 19 and 20 are defective. Amendment No. 21 by Makhdumzada Syed Hassan Mahmud.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, I don't move.

Mr. Speaker : Tabish Alwari Sahib, do you wish to further amend the amendment No. 11 of Second Supplement ?

Syed Tabish Alwari : Yes Sir.

Mr. Speaker : You want (xiii) instead of (xvi).

Syed Tabish Alwari : Yes Sir.

Mr. Speaker : I accept this verbal change. Does the House permit this change ?

Voices : Yes-

Mr. Speaker : Please move your amendment.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :-

That for para (xiii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommeded by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

"(xii) ten Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves;"

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (xiii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

"(xiii) ten Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves;".

Minister for Education : Opposed.

Mian Khurshid Anwar : Sir, I move :-

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and commas "The Chancellor, or in his absence, his nominee, shall be the Chairman of the Senate" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely :-

"The Chancellor or in his absence, a member of the Senate elected by the present members of the Senate from amongst themselves, shall be the Chairman of the Senate for that sitting".

Mr. Speaker : The motion moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and commas "The Chancellor, or in absence, his nominee shall be the Chairman of the Senate" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely :-

"The Chancellor or in his absence, a member of Senate elected by the present members of the Senate from amongst themselves, shall be the Chairman of the Senate for that sitting."

Minister for Education : Opposed.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :-

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Education, for the words and commas "The Chancellor, or in his absence, his nominee. shall be the Chairman of the Senate" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely:-

"The Chancellor or a person to be nominated by the Senate shall be to the Chairman of the Senate.

Mr. Speaker : The amedment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and commas "The Chancellor, or in his absence, his nominee, shall be the Chairman of the Senatc" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely:-

"The Chancellor or a person to be nominated by the Senate shall be the Chairman of the Senate".

Minister for Education : Opposed.

Mian Khurshid Anwar : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee" occurring in lines 1-2 (after para xxi), the words, brackets and figures "the person elected under sub-section (2) of section 11" be substituted.

Mr. Speaker : The amedment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee" occurring in lines 1-2 (after para xxi), the words, brackets and figures "the person elected under sub-section (2) of section 11" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad : Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : Sir, we don't want to move amendment No. 25.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ضمن 21 سینٹ کی ترتیب و تدوین کے متعلق ہے۔ جس میں تفصیلاً اس بات کا ذکر کیا گیا ہے کہ سینٹ میں کون کون سے شعبوں کو نمائندگی حاصل ہوگی ان کی نمائندگی کا تناسب کیا ہوگا۔ اس کے فرائض کس طور پر متعین کئے جائیں گے ۔

(اس مرحلے پر مسٹر چیئرمین کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) ۔

آوازیں ۔ شعر شعر ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ہمیں کرسی کا بھی احترام ہے ان کی الفت کے ساتھ ساتھ۔

مسٹر محمد انور سمہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ شعر کا ایک مصرع بنایا ہے۔ یہ پتہ نہیں کہ دائیں سے یا بائیں سے شعر مکمل کریں گے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ یہ شعر وشاعری کی محفل ہے یا اسمبلی کی کارروائی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اس شعر کا مصرع ہی ایک تھا ۔ یہ ایک مصرع کافی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ عرض ہے کہ ۔

آپ ہی اپنی ادادں پہ ذرا غور کریں ۔
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی ۔

جناب والا ۔ سینٹ کی ترتیب سے متعلق یہ ضمن اس اعتبار سے بڑی اہم ہے کہ اس میں نمائندگی کا حق ہی نہیں بلکہ اس کے تناسب کا بھی تعین کیا گیا ہے اور یہ بات بڑی خوش آئند ہے کہ اساتذہ اور طلبا اور جمہوری حلقوں کے مطالبہ کے نتیجہ میں سینٹ کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے۔ لیکن یہ سینٹ اس وقت تک اپنے فرائض اپنی نوعیت اور اپنی انفرادیت کے اعتبار سے

موثر نہیں ہو سکتی جب تک اس میں نمائندگی کا اہتمام موثر طور پر نہ کیا جائے ۔

(اس مرحلے پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ سینٹ میں طلبا کو نمائندگی دی گئی ہے اور طلبا کی انجمن کو بھی تسلیم کیا گیا ہے ۔ لیکن یہ بات محل نظر اور قابل اعتراض ہے کہ طلبا کی اتنی بڑی تعداد کو محض دو نمائیندوں پر مشتمل نمائیندگی دی گئی ہے ۔ جو کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ اگر یہ اصول تسلیم کیا گیا ہے کی طلبا کو سینٹ کی سطح پر نمائیندگی کا حق تسلیم کیا جانا چاہیے تو ان کا جو تناسب ہے اس کے اعتبار سے نمائیندگی کا اہتمام کیا جائے چونکہ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ طلبا اس وقت وہ طبقہ ہے جو یونیورسٹی کے معاملات میں بری طرح متاثر ہوتا اور متاثر کرتا ہے ۔ اس لیے اگر سینٹ جیسے ادارے کو ان کی نمائندگی کا آئینہ دار بنایا جائے اور ان کی تعداد کے تناسب سے اس میں اضافہ کر دیا جائے تو اس سے یونیورسٹی معاملات کو ان کی منشا ۔ ان کی مرضی اور ان کے دخل کے ساتھ زیادہ بہتر طور پر لپٹایا جا سکے گا ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے اس سینیٹ میں رجسٹرڈ گریجویٹ کی نمائندگی کا بھی اہتمام کیا گیا ہے جو اس سے پہلے بھی تمام ایکٹس کے ذریعے ۔ تمام آرڈیننسوں کے ذریعے سنیٹ کی حد تک موجود تھا ۔ لیکن آپ یہ سن کر تعجب کریں گے کہ پہلے کے مقابلے میں جب کہ رجسٹرڈ گریجویٹس کی تعداد پنجاب میں برائے نام ہوا کرتی تھی تو یہاں ان کی تعداد دس تھی اور اب جب کہ یہ تعداد ہزاروں اور لاکھوں میں پھیل گئی ہے تو رجسٹرڈ گریجویٹس کو صرف چار کی حد تک نمائندگی دی گئی ہے ۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان کی نمائندگی کو دس کی تعداد تک وسیع کر دیا جائے تا کہ ان کی بڑھی ہوئی تعداد کے پیش نظر ان کی نمائندگی مناسب اور متوازن طور پر ہوسکے ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے چونکہ سینیٹ یونیورسٹی کی پالیسی اور حکمت عملی طے کرنے کے لیے بنیادی کردار ادا کرے گا اس لیے اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس میں آرٹ ۔ سائنس اور دیگر علوم کے ماہر افراد کو بھی

نمائندگی دی جائے۔ یہ اس وقت تک محض چار افراد تک محدود ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان اداروں میں۔ خاص طور پر سینیٹ میں تمام سابق وائس چانسلرز اور اسی درجے کے دوسرے ممتاز ماہرین علوم کی موجودگی ہمارے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ سینیٹ کے لیے کسی شخص کو کوئی اعزازیہ نہیں دیا جاتا اور نہ کوئی تنخواہ ہوتی ہے اس لیے ان اشعبوں کے لیے جتنے زیادہ سے زیادہ ماہر ہمیں حاصل ہوسکیں ان کے مشوروں۔ تجربات اور مہارت سے استفادہ کرنا ہمارے لیے اتنا ہی بہتر ہے۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ چار کی جگہ کم از کم 6 ممتاز ماہرین علوم اور سائنسدان اس کے ممبر بنائے جائیں۔

جناب والا۔ اسی طرح سے ہم نے ایک ترمیم کے ذریعے اس پرویژن کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے کہ چانسلر یا اس کی عدم موجودگی میں اس کے نامزد کردہ شخص کی بجائے سینیٹ کو یہ اختیار ہو کہ اپنے چیئرمین کے پینل کا انتخاب کر سکے کیونکہ وہی بہتر طور سمجھ سکتے ہیں کہ سینیٹ میں موجود ارکان میں سے کون سے حضرات ایسے ہیں جو اس منصب کے لیے موزوں خیال کیے جاتے ہیں۔ جناب والا۔ جس طرح آپ کو یہ اختیار حاصل ہے کہ آپ اس ایوان کی کارروائی چلانے کے لیے ایک پینل تجویز کرتے ہیں اور اس ایوان میں سے تمام ایسے اشخاص کو یہ اعزاز بخشتے ہیں جو اس سلسلے میں آپ کی نظر میں زیادہ موزوں اور زیادہ اہل ہوتے ہیں اسی طرح سے یہ اعزاز سینیٹ کو حاصل ہونا چاہیے کہ وہ اس سلسلے میں جو زیادہ مناسب اور اہل افراد ہیں ان کا پینل نامزد کر سکے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تجویز اس قدر سادہ اور مناسب اور اس قدر ضروری ہے کہ اگر اسے منظور کر لیا جائے تو ہم اس سینیٹ کو نہ صرف زیادہ اہم۔ جمہوری اور با اختیار بنا سکیں گے بلکہ اس میں ایسے افراد کو زیادہ سے زیادہ شامل کر سکیں گے جن کے مشوروں اور مہارت علم سے یونیورسٹی کے حال اور مستقبل کو نکھارا اور سنوارا جاسکے گا۔ شکریہ۔

Mr. Speaker. question is :

That para (ii) of sub-clause (1) of Clause 21, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That para (vi) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That for para (xi) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(xi) Six of the University teachers having at least three years service to be elected by the University Academic Staff Association ;"

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (viii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Eduction, for the word "Chairman", occuring in line 1, the word "Chairmen" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That after para (x) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the existing para (xi), the following be substituted, namely :—

"(xi) the Chairman, Board of Technical Education, Lahore ;"

(The motion was carried)

چوہدری غلام قادر۔ جناب والا ۔ ہماری عرض ہے کہ ہمیں بھی افہام و

تفہیم کے متعلق معلوم ہونا چاہیے تاکہ ہمیں بھی پتہ چل جایا کرے کہ کیا ہو رہا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کو یہ تو علم ہونا چاہیے کہ کونسی ترمیم کا محرک کون ہے۔ اس ترمیم کے محرک شیخ عزیز احمد اور میاں منظور احمد موہل ہیں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ یہ افہام و تفہیم کا کوئی مسئلہ نہیں تھا یہ ترمیم ان کی اپنی طرف سے پیش ہوئی تھی ہماری طرف سے نہیں ہوئی تھی۔ لیکن یہ ترمیم ضروری تھی اس لیے یہ ہماری ذمہ داری ہو گئی کہ ہم اس کی تائید کریں۔ اب حکومتی پارٹی کو اس کے فرائض بھی ہم یاد دلایا کریں گے۔

Mr. Speaker. The question is :

That after para (xi) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (xii) and the existing para (xii) and the subsequent paras be re-numbered accordingly :—

"(xii) the Chairmen, Boards of Intermediate and Secondary Education in the Punjab ;"

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 21, in sub-clause (1) for the existing para (xxi) the following be substituted :
"(xxi) the Principals of the affiliated Colleges ;"

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is:

"That for para (xiii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing

Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(xiii) ten Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves ;

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and commas "The Chancellor, or in his absence, his nominee, shall be the Chairman of the Senate" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely :

The Chancellor or in his absence, a member of the Senate elected by the present members of the Senate from amongst themselves, shall be the Chairman of the Senate for that sitting.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Eucation, for the words and commas "The Chancellor or in his absence, his nomince, shall be the Chairman of the Senate" occurring after para (xxi), the following be substituted, namely :

That Chancellor or a person to be nominated by the Senate shall be the Chairman of the Senate.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nomince" occurring in lines 1-2 (after para xxi), the words, brackets and figures "the person elected under sub section (2) of Section 11" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 21 as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 22)

Mr. Speaker. Clause 22 is under consideration. Amendment 26 cannot be moved as you have to give some powers to the Senate when you constitute it. So I put the question.

The question is :

That Clause 22 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز 23)

Mr. Speaker. Clause 23 is under consideration. Amendment No. 27 cannot be allowed.

Syed Tabish Alwari. Alright Sir.

Mr. Speaker. Amendment No. 28 to be moved.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move the amendment :

That for sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, the following be substituted, namely :

(1) The Syndicate shall consist of :

(i) the Vice-Chancellor ;

(ii) two members of the Senate to be elected by the Senate ;

(iii) one Dean, one Professor, one Associate Professor, three Assistant Professors and Lecturers to be elected by the teachers Association ;

(iv) one nominee of the Chancellor ;

(v) the Chairman of the Public Service Commission ;

(vi) Secretary to Government of the Punjab, Education Department ;

(vii) one Principal and two teachers of the affiliated Colleges to be elected by them.

Mr. Speaker. The amendment moved is ;

That for sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, the following be substituted, namely :

(1) The Syndicate shall consist of :

(i) the Vice-Chancellor ;

(ii) two members of the Senate to be elected by the Senate ;

(iii) one Dean one Professor, one Associate Professor, three Assistant Professors and Lecturers to be elected by the teachers Association ;

(iv) one nominee of the Chancellor ;

(v) the Chairman of the Public Service Commission ;

(vi) Secretary to Government of the Punjab, Education Department ;

(vii) one Principal and two teachers of the affiliated Colleges to be elected by them.

Minister for Education. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Begum Rehana Sarwar, Mian Manzoor Ahmad Mohal, and Makhdumzada Syed Hassan Mahmud to move their amendment. Begum Rehana Sarwar may move on other's behalf as well.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed). Sir, I move the amendment :

That in Clause 23 for the existing para (ii) the following be substituted, namely.

(ii) five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division, to be elected by the Members of the Provincial Assembly from amongst themselves ;

Mr. Speaber. The amendment moved is :

That in Clause 23 for the existing para (ii) the following be substituted, namely :

(ii) five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division, to be elected by the Members of the Provincial Assembly from amongst themselves :

Minister for Education. I agree with it, Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 29 سیکنڈ سپلمنٹ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 23 تحتی کی ضمن (1) کے پیرا (دوم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

"(دوم) رجسٹر شدہ گریجوائٹوں میں سے پانچ اراکین جن کا چناؤ وہ اپنے میں سے کریں گے ۔"

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(ii) five members from amongst the Registered graduates to be elected from among themselves.

Minister for Education. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 30 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 23 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (دوم) کی سطر 1 کے الفاظ "ارکان" اور "جن" کے درمیان الفاظ "جن میں حذب اختلاف کے دو اراکین شامل ہوں گے اور" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Punjab" and "to" occurring in line 2, the word "including two members from Opposition" be inserted".

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 31.
Syed Tabish Alwari. Not moved Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 32.
Syed Tabish Alwari. Not moved Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 33.
Syed Tabish Alwari. Not moved Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 34.
Syed Tabish Alwari. Not moved Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 35.
Syed Tabish Alwari. Not moved Sir.
Mr. Speaker. Amendment No. 36. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے

تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 23 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ششم) کی سطر 1 میں وارد ہونے والے لفظ "یا" کی بجائے الفاظ "اور ایک" ثبت کیے جائیں اور اس طرح ترمیم شدہ پیرا (چہارم) کی سطر 1 و 2 کے الفاظ "یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اپنے میں سے کریں گے" کی بجائے الفاظ "یونیورسٹی کے اساتذہ کرام سٹاف ایسوسی ایشن میں سے منتخب کریں گے" ثبت کیے جائیں گے۔

Mr. Speaker. The motion moved is :

That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "or" occurring in line 1, the words "and one" be substituted, and in para (vi) so amended, for the words "teachers of the University from among themselves" occurring in lines 3-4, the words teachers of the University from amongst Staff Association" be substituted.

مسٹر سپیکر۔ ترمیم نمبر 37 سیکنڈ سپلیمنٹ۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 23 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ششم) کی سطر 1 و 2 کے الفاظ "یونیورسٹی کے اساتذہ کرام اپنے میں سے کریں گے" کی بجائے الفاظ "یونیورسٹی کے تدریسی عملہ کی ایسوسی ایشن کرے گی" ثبت کیے جائیں۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "teachers of the University from among themselves" occurring in lines 3-4, the words "Uunivereit Academic Staff Association" be substituted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move :

That for para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(vii) two persons to be nominated by the Chancellor on the basis of their Educational qualification.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(vii) two persons to be nominated by the Chancellor on the basis of their Educational qualification.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہم 39 نمبر پیش نہیں کرنا چاہتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 40 سید تابش الوری ، میاں خورشید انور ۔

Mian Khurshid Anwar. Sir, I move :

That for para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(viii) the Chairman of the Public Service Commission.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing

Committee on Education, the following be substituted, namely :

(viii) the Chairman of the Public Service Commission.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 41 بھی کسی کے ساتھ tally نہیں کر رہی جو مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی ہے مگر وہ موجود نہیں ہیں ۔ اس کے بعد ترمیم نمبر 42 بھی take up نہیں ہو سکتی کیونکہ سید صاحب موجود نہیں ہیں ۔ Amendment 43 also doesn't tally. ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ! سنڈیکیٹ یونیورسٹی کا ایک دوسرا اہم ترین ادارہ ہے اور اس میں نمائندگی کا جو تناسب رکھا گیا ہے وہ کئی اعتبار سے قابل اعتراض ہے ۔ اس لیے ہم نے اپنی ترامیم کے ذریعے اس بات پر زور دیا ہے کہ سنڈیکیٹ چونکہ ایک طرح کی ایگزیکٹو باڈی کی حیثیت رکھتی ہے ۔ سنڈیکیٹ چونکہ یونیورسٹی کے معاملات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے براہ راست روزمرہ کے امور طے کرے گی ۔ اس لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ سنڈیکیٹ میں بھی متعلقہ شعبوں اور متعلقہ طبقوں کی نمائندگی متناسب ہو ۔ اس لیے ہم نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ یونیورسٹی کے طلباء کی انجمن کے ایک نمائندے کی بجائے اس میں کم سے کم دو نمائندے ہونے چاہئیں ۔ جناب والا ! طلباء کو نمائندگی دی ہے اور اس کا بڑے اعزاز و افتخار کے ساتھ اظہار بھی کیا گیا ہے ۔ لیکن اتنے بڑے ادارے میں صرف ان کا ایک نمائندہ ہونا کسی صورت بھی ان کی نمائندگی کے استحقاق کی تکمیل نہیں کرتا ۔ اس لیے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اور ہمارے اس مطالبے میں یونیورسٹی کے ہزار ہا طلباء شریک ہیں کہ ان کی نمائندگی کو متناسب بنانے کے لیے یہاں ایک کی بجائے تعداد دو کر دی جائے ۔

اسی طرح سے جناب والا ۔ ہم نے یہ تجویز بھی پیش کی ہے کہ صوبائی اسمبلی کے ارکان کی نمائندگی کو یہاں صرف تین ارکان تک محدود کیا گیا تھا ۔ اور ہماری تجویز کے نتیجے میں ہمیں اس بات کی مسرت محسوس ہوتی ہے کہ حکمران پارٹی نے اب اس تعداد کو تین کی بجائے پانچ کر دیا ہے اور سینٹ کی ۔

طرح ہماری اس تجویز کو بھی شرف قبولیت بخشا ہے کہ ہر ڈویژن کو سنڈیکیٹ میں بھی نمائندگی دی جائے۔ اس طرح سے مختلف ڈویژنوں کے نمائندے نہ صرف یہ کہ اپنے مطالبات کے سلسلے میں اور اپنی ضروریات کے سلسلے میں سنڈیکیٹ میں اپنا موقف پیش کر سکیں گے۔ بلکہ اراکین اسمبلی کی زیادہ تعداد نمائندہ حیثیت میں یونیورسٹی کے معاملات میں مشورے دے سکے گی۔

اسی طرح سے ہماری یہ ترمیم بھی جناب والا۔ قابل غور ہے کہ اساتذہ کا جو نمائندگی کا تناسب ہے وہ بھی بے حد کم ہے اور ان کی نمائندگی کا استحقاق بھی ان کی ایسوسی ایشن کو نہیں دیا گیا بلکہ انھیں انفرادی طور پر یہ استحقاق دیا گیا ہے۔ ہمارا شروع سے یہی مطالبہ رہا ہے اور ہم ایک دفعہ پھر اصرار کرتے ہیں کہ اساتذہ کی نمائندگی کا حق صرف اور صرف ان کی اکیڈمک ایسوسی ایشن کو حاصل ہے اور جس طرح سے حکومت نے طلباء کی انجمن کو تسلیم کیا ہے اسی طرح سے اساتذہ کی انجمن کو تسلیم کرکے ان کو سنڈیکیٹ میں نمائندگی کا حق بخشا جائے شکریہ۔

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, the following be substituted, namely :

(1) The Syndicate shall consist of :

(i) the Vice-Chancellor ;

(ii) two members of the Senate to be elected by the Senate ;

(iii) one Dean, one Professor, one Associate Professor, three Assistant Professors and Lecturers to be elected by the teachers Association ;

(iv) one nominee of the Chancellor ;

(v) the Chairman of the Public Service Commission ;

(vi) Secretary to Government of the Punjab, Education Department ;

(vii) one Principal and two teachers of affiliated Colleges to be elected by them.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(ii) five members from amongst the Registered Graduates to be elected from among themselves.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 23 of the Bill for the existing para (ii) the following be substituted :

(ii) Five Members of the Provincial Assembly of the Puujab, one from each Division, to be elected by the members of the Provincial Assembly from amongst themselves.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. Now amendment No. 30 becomes infructuous.

The question is :

That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "or" occurring in line 1, the words "and one" be substituted, and in para (vi) so amended, for the words "teachers of the University from among themselves" occurring in lines 3-4, the words "teachers of the University from amongst Staff Associarion" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Time is extended till these amendments of Clause 23 are decided.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ساڑھے بارہ بج چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بس دو منٹ لگیں گے ۔ اس میں ایک دو ترامیم اور ہیں وہ منظوری کے لیے پیش کر دوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ساڑھے بارہ بج چکے ہیں اور چونکہ بہت سی کلاززز نکل گئی ہیں ۔ اس لیے اب اجلاس ختم کیا جائے ۔ اور باقی کام سوموار کو کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ اجازت دیں تو ابھی کر لیتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آئندہ جو کلاززز ہیں وہ خالصتاً ٹیکنیکل قسم کی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بس یہ کلاز منظوری کے لیے پیش کر لوں پھر اجلاس ختم کر دیتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "teachers of the University from among themselves" occurring in lines 3-4, the words "University Academic Staff Association" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(vii) two persons to be nominated by the Chancellor on the basis of their Educational qualification.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That for para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(viii) the Chairman of the Public Service Commission.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 23, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The House is adjourned till 4.00 P.M. on Monday, the 8th April, 1974.

(اسمبلی کا اجلاس 8 اپریل 1974ء بروز سوموار 4 بجے سہ پہر تک کے لیے ملتوی ہو گیا) ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

(سوموار - 8 اپریل 1974ء
(دو شنبہ - 14 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں چار بجے سہ پہر منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۭ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاۗءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ۭ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

قرآن حکیم: پ ۲ - س ۲ - رکوع ۱۰ - آیات ۲۱۳

ابتدا میں لوگ ایک ہی گروہ تھے (جب اختلاف ہونے لگا) تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو ایمان والوں کو خوشخبری سناتے تھے اور (شر پسندوں کو) ڈراتے تھے اور ان کو حق و راستی کے ساتھ کتاب عطا کی تاکہ لوگوں کے درمیان ان مسائل کا فیصلہ کرے جن میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔ یہ اختلاف پیدا کرنے والے صرف وہی لوگ تھے جنہیں کتاب عطا ہوئی تھی۔ بعد اس کے کہ انہیں واضح احکام پہنچ چکے تھے۔ محض باہمی ضد اور مخالفت کی بنا پر (اختلاف کیا) پس اللہ نے اپنے فضل سے ایمان والوں کو اس سچی بات میں رہنمائی کی جس میں وہ لوگ اختلاف کرتے تھے اور اللہ جسے چاہتا ہے راہِ راست پر چلنے کی توفیق عطا کر دیتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کینال ریسٹ ہاؤس

*3477 ۔ **بیگم ریحانہ سرور** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں کل کتنے کینال ریسٹ ہاؤس ہیں نیز وہ کن کن مقامات پر واقع ہیں ۔

(ب) ان ریسٹ ہاؤسوں کی تعداد کیا ہے جو اکثر و بشتر زیر استعمال آتے رہتے ہیں نیز ان کی تعداد کیا ہے جو استعمال نہیں کیے جاتے یا جو بالکل ناقابل استعمال حالت میں ہیں ؟

وزیر آبپاشی :۔ (میاں محمد افضل وٹو) (الف) کل تعداد 638 ہے ۔ * فہرست بمعہ مقامات جہاں پر واقع ہیں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) 624 بطور ریسٹ ہاؤس استعمال میں آتے رہتے ہیں ۔ 3 عارضی طور پر بطور رہائش گاہ ایس ۔ ڈی او ۔ کے استعمال ہو رہے ہیں ۔ باقی 11 فی الحال استعمال میں نہیں ۔ ان میں سے 8 ناقابل استعمال حالت میں ہیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جو ریسٹ ہاؤس اب استعمال میں نہیں ہیں ۔ ان کی حالت بہتر کرکے کیا حکومت کسی بہتر مقصد میں لانے کے لیے استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ بہتر مقصد تو relative term ہو گئی ۔ اس کا یہ سپلیمنٹری سوال تو نہیں ہو سکتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ بہتر مقصد کے لیے میرا مطلب یہ ہے ۔ کہ مثلاً سکول کھولا جا سکتا ہے ۔ ڈسپنسری بن سکتی ہے ۔ وہاں پر آبادی کے لحاظ سے دیکھا جا سکتا ہے ۔

---

* فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں بیگم صاحبہ کی تسلی کے لیے عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ کہ ایسے ریسٹ ہاؤس جو ناقابل استعمال حالت ہیں ۔ فی الواقع وہ اس وجہ سے قابل استعمال نہیں ہیں ۔ کہ وہاں محکمہ کو استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ بلکہ فی الواقع کچھ تو سیلاب کی وجہ سے اور کچھ ایسے بھی ہیں جو پہلے نہری سسٹم مثلاً ہمارے بہاولنگر میں بھی منچن آباد کے علاقہ میں ایک گرے کینال جس کو انڈیا سے پانی آتا تھا ۔ تقسیم پاکستان کے بعد پانی نہ آنے کی وجہ سے وہ نہر ہی بند ہو گئی ۔ تو اس وجہ سے ریسٹ ہاؤسز بھی ختم ہو گئے ۔ لیکن اب آپ کی حکومت نے اس نہر کو پانی دینے کا انتظام کیا ہے ۔ اس لئے اب وہاں پر نہر بھی چل رہی ہے اور ریسٹ ہاؤسز بھی مرمت کرکے قابل استعمال بنائے جاویں گے ۔ تو وہاں ریسٹ ہاؤسز محکمہ کینال کے لوگوں کے لیے اور آپ سب وی ۔ آئی ۔ پی حضرات کی سہولت کے لیے استعمال میں لاویں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ یہ تین ریسٹ ہاؤسز عارضی طور پر کب سے استعمال ہو رہے ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ عارضی طور کا جہاں تک تعلق ہے یہ تو facts and figures کی بات ہے ۔ وہ یہاں میرے پاس موجود نہیں ہیں ۔ اس کے متعلق فاضل ممبر علیحدہ سوال کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو ریسٹ ہاؤسز ناقابل استعمال ہیں ان میں سے کسی ایک کا نام بتائیں گے جو اس نہر پر واقع ہو ۔ اور ناقابل استعمال ہو گیا ہو ۔

وزیر آبپاشی ۔ صوبے والا ریسٹ ہاؤس وہاں استعمال میں نہیں آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی ایک شرط تو پوری ہو گئی ۔

وزیر آبپاشی ۔ لیکن چونکہ وہ نہر کے ختم ہونے کی وجہ سے ختم نہیں ہوا ۔ اب اس کو استعمال میں لانے کے لیے اس کی مرمت ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس سے کیا مراد ہے کہ آیا وہ پہلے سے ناقابل استعمال تھا یا اب ہو گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ نہر کے بند ہونے کی وجہ سے استعمال نہیں ہو رہا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے ۔ کہ انہوں نے گیارہ ریسٹ ہاؤس کل بتائے ۔ ان میں سے 8 ناقابل استعمال ہیں ۔ باقی تین کی حالت کیا ہے ۔ اور وہ کیوں ناقابل استعمال ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ تین ہمارے محکمہ کے جو ایس ۔ ڈی ۔ او صاحبان ہیں ان کی رہائش کا چونکہ کوئی انتظام نہیں تھا یہ ان آفیسران کو عارضی طور پر رہائش کے لیے دیئے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے خیال میں اس پر کافی ضمنی سوالات ہو گئے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ صرف ایک سوال ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے ۔ کہ ممبران اسمبلی کے لیے جن ریسٹ ہاؤسز کو استعمال کرنے کا فیصلہ ہوا ہے ۔ ان کے لیے پیشگی اجازت کی ضرورت ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ کسی بھی شخص کو خواہ وہ منسٹر ہو ۔ خواہ وہ ایم ۔ پی ۔ اے ہو یا ایم ۔ این ۔ اے ہو ۔ اس کو پیشگی اطلاع دے کر بک کرانا پڑتا ہے ۔ اور وہ سب آپ دوستوں کے لیے ہیں ۔

ڈاکٹر محمد صادق ملہی ۔ جناب اجازت نامہ کے متعلق میں نے پوچھا ہے ؟ نہ کہ اطلاع کے متعلق ۔ کیونکہ اجازت نامہ اور اطلاع دونوں میں فرق ہے ۔

چوہدری عبدالغنی ۔ کیا میں جناب وزیر موصوف سے پوچھ سکتا ہوں ۔ کہ کن کن ریسٹ ہاؤسز میں اور کس وقت سے اور کون کون سے ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان مقیم ہیں یا وہاں رہائش پذیر ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی سپلیمنٹری نہیں ہے ۔ اگلا سوال ۔ سردار محمد عاشق ۔

سید تابش الوری ۔ سپلیمنٹری سر ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر سپلیمنٹری کافی ہو گئے ہیں ۔

Let us proceed further

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار محمد عاشق ۔

کندا اٹاری ضلع ساہیوال کے قریب بند کی تعمیر ۔

*3848 ۔ سردار محمد عاشق ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے بمقام موضع کندا اٹاری ضلع ساہیوال دریائے ستلج کے رخ کو دوسری طرف موڑنے کے لیے ایک بند باندھنے کے لیے کثیر رقم کا ٹھیکہ منظور کیا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بند ریت اور پلچھی کی لکڑی سے باندھا گیا ہے حالانکہ ریت اور پلچھی کی لکڑی کا آج تک کوئی بند کسی دریا پر نہیں باندھا گیا اور نہ ہی یہ کبھی کامیاب ہوا ہے ۔

(ج) ٹھیکہ کی کل کتنی رقم منظور ہوئی تھی اور کتنی اب تک خرچ ہوئی اور صوبہ میں کن کن دریاؤں پر اس سے پیشتر ریت اور پلچھی کے بند کامیاب ہو چکے ہیں ۔

(د) اگر واقعی بند مذکور کا ٹھیکہ ریت اور پلچھی کی لکڑی سے باندھنے کے لیے کثیر رقم منظور کرکے نکلوائی جا چکی ہے تو حکومت اس قسم کا بند بنوانے والے افراد کے خلاف کیا کارروائی کرے گی ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) درست نہیں ۔

(ج) ٹھیکہ کی منظور شدہ رقم 2.45 لاکھ روپیہ تھی اور اب تک 1.48 لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے ۔ ایسے بند پنجاب کے تمام دریاؤں اور خصوصاً دریائے سندھ کی برساتی نہروں کے دھانوں کی طرف دریائی شاخوں کا رخ موڑنے کے لیے ہمیشہ کامیابی سے استعمال کئے جاتے رہے ہیں ۔

(د) بند کی تعمیر میں کوئی فنی خرابی نہیں تھی ۔ اس لیے کسی اہل کار کے خلاف کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

پٹواری نہر اور اے ۔ وی سی کی تنخواہ کا سکیل

*3922 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تنخواہ کے لئے سکیلوں کے مطابق پٹواری نہر اور اے ۔ وی ۔ سی کی تنخواہ کا سکیل یکساں کر دیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لئے رولز کے مطابق پٹواری حلقہ اگر اپنے حلقہ سے باہر بسلسلہ کار جائے تو اس کو کرایہ کے علاوہ 12 روپے یومیہ بطور خرچ خوراک دیا جاتا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ نئے رولز کے مطابق اے۔وی۔سی اگر حلقہ سے باہر بکار سرکار جائے تو اسے صرف کرایہ ہی دیا جاتا ہے اور یومیہ کچھ نہیں دیا جاتا ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابقہ رولز میں پٹواری نہر اور اے۔وی۔سی کی تنخواہوں میں درج ذیل حساب سے فرق تھا اور ان کی تعلیم میں بھی فرق ہوتا تھا ۔

اے۔وی۔سی میٹرک	اے۔وی۔سی مڈل	پٹواری نہر
115-5-175	85-2-115	75-1-85

(ہ) اگر مندرجہ بالا جزو ہائے (الف) تا (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ اہلکاروں کے تنخواہوں اور ٹی اے۔ ڈی اے کے تفاوت کو دور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ اس کو کرایہ کے علاوہ -/175 روپے کی شرح تنخواہ تک 6 روپے عام یومیہ اور اس سے زائد تنخواہ پر 12 روپے یومیہ دیا جاتا ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں کیونکہ اگر اے۔وی۔سی حلقہ سے باہر جائے تو کرایہ اور یومیہ دونوں ملتے ہیں ۔

(د) یہ درست ہے ۔

(ہ) اہلکاروں کو ٹی۔اے ڈی۔اے ان کی تنخواہوں کے سکیلوں کے مطابق دیا جاتا ہے ۔ تنخواہوں کے تفاوت کا مقابلہ الاملی کمیٹی کے زیر غور آیا تھا مگر کمیٹی نے اس کے خلاف فیصلہ دیا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے ۔ کہ اے ۔ وی ۔ سی کو ٹی ۔ اے ۔ ڈی ۔ اے کیا ملتا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ چونکہ ایک بالکل قطعی مختلف نوعیت کا سوال ہے ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال کریں ۔ تو میں متعلقہ محکمہ سے پتہ کرکے جواب ان کی خدمت میں پیش کروں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان کو کرایہ اور یومیہ دونوں ملتے ہیں ۔ اور یہی وہ تفاوت بیان کرنا چاہتے تھے ۔ کہ پٹواری کو تو یہ اجازت ہے کہ وہ 12 روپے یومیہ لے سکتا ہے ۔ لیکن اے ۔ وی ۔ سی کو جو میٹرک پاس ہے اسے اس کی اجازت نہیں ہے ۔ اس لیے یہ relevant بات تھی کہ اگر انہیں کرایہ اور یومیہ دونوں ملتے ہیں تو اسے بھی ملنے چاہئیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ میں فاضل ممبر سے معذرت خواہ ہوں ۔ میرا مطلب یہ ہے ۔ کہ اس کے facts and figures میری دانست میں نہیں ہیں اس لیے وہ علیحدہ سوال فرمائیں ۔ تو اگلے سیشن میں انشاءاللہ میں ضرور جواب دونگا ۔

موضع ستوکے تحصیل قصور ضلع لاہور میں سیم زدہ رقبے کو قابل کاشت بنانا

***4131 ۔ سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ستوکے تحصیل قصور ضلع لاہور کے گردا گرد تقریباً ڈیڑھ ہزار ایکڑ رقبہ پانی کھڑا رہنے کی وجہ سے سیم زدہ ہو چکا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پانی کو کسی نالہ یا لفٹ کے ذریعہ وہاں سے نکال کر

رقبہ کو قابل کاشت بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کام کب تک ہو جائے گا اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) اس رقبہ کو قابل کاشت بنانے کے لیے ستوکی سیم نالی کی کھدائی باقی ہے ۔ سیم نالی کے زیر آمدہ زمین کی حصولی کے لیے قانونی کام شروع ہو چکا ہے ۔ کھدائی کا کام سیم نالی کے زیر آمدہ زمین کی حصولی کے بعد ہی شروع کیا جا سکتا ہے ۔

پانی نئی ڈرین کے بن جانے پر نکل جائے گا ۔

اس کام کی تکمیل اسی مالی سال میں امید ہے کہ ہو جائے گی ۔

موضع پلہ ضلع بہاولپور میں موگہ جات کی منظوری

*4554 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ دریائے ستلج پر موضع پلہ ضلع بہاولپور کے قریب اسلام بند میں گرمیوں اور سردیوں میں پانی بڑی مقدار میں موجود ہوتا ہے مگر اس پانی سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ موضع پلہ کی زمین بوجہ کمی پانی غیر آباد اور کلر شدہ ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس جمع شدہ پانی کو استعمال میں لانے کے لیے بند سے ایک یا دو جگہ موگہ جات موضع پلہ کے لیے منظور کرنے پر غور کرنے کو تیار ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت اس پانی کو لفٹ یا ربڑ پائپ وغیرہ سے اٹھا کر استعمال میں لانے کے پروگرام پر غور کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ گرمیوں میں موضع پلہ ضلع بہاولپور کے قریب اسلام بند پر پانی جمع کیا جاتا ہے مگر یہ درست نہیں کہ اس پانی سے فائدہ نہیں اٹھایا جاتا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس پانی کو نہروں کے ذریعہ آبپاشی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے ۔

(ب) موضع پلہ کی زمین حدود آبپاشی سے باہر ہے اور کسی نہر سے سیراب نہیں ہو سکتی نیز فاضل پانی بھی میسر نہیں ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

د) جی نہیں ۔ کیونکہ یہ پانی آگے ہی استعمال کیا جا رہا ہے ۔

ضلع بہاولنگر میں سیم اور تھور کا انسداد

*4761 ۔ راؤ مراتب علی خان ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کر بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر سیم اور تھور کا شکار ہو چکی ہیں اور وہاں کے بیشتر علاقہ کی زرعی معیشت تباہ و برباد ہو چکی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت اس بارہ میں سروے کا فوری انتظام کروا کر سیم و تھور کے انسداد کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) تحصیل منچن آباد اور بہاولنگر کے ایسے علاقوں میں جو فورڈ واہ اور صادقیہ نہروں کی ہیڈ ریچ میں ہیں زیر زمین پانی کی سطح اونچی ہو گئی ہے جو سیم اور تھور کا سبب بن رہی ہے ۔ گزشتہ سال کے سیلاب کی وجہ سے بھی اس علاقہ میں سیم بڑھ گئی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ صوبائی حکومت نے صوبہ میں سیم اور تھور کے انسداد

کے لیے جامع منصوبہ بنانے اور مختلف علاقوں کے لیے تفصیلی سکیمیں بنانے کے لیے محکمہ واپڈا کو ضروری ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ جزو (الف) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ ہیڈ ریچ میں پانی کی سطح اونچی ہو گئی ہے ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ہیڈ ریچ کا فاصلہ کیا ہے ۔ یا ہیڈ ریچ سے کیا مراد ہے ۔ اور یہ کیا معاملہ ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ ہیڈ ریچ سے مراد یہ نہیں ہوتا ہے کہ head سے tail تک ۔ یہ head reach debate کا لفظ جو ہے یہ technical canal term ہے کیونکہ میں کوئی انجینئر تو نہیں ہوں ۔ یا کوئی ماہر تو نہیں ہوں ۔ ہیڈ ریچ سے میری مراد یہ ہے کہ جہاں تک irrigate کرتا ہے ۔ سیراب کرتا ہے ۔ اس ایریا تک یہ آ چکی ہے ۔ اور خاص طور پر چونکہ یہ میاں منظور صاحب کا علاقہ ہے ۔ یہ ان سے تعلق رکھتا ہے ۔ تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ چالند بنگلے تک کا علاقہ اور ادھر ہارون آباد کا علاقہ منچن آباد سے لے کر اس ایریا تک اس میں شامل ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ سیم اور تھور ایک ہی چیز ہیں ۔کیا یہ دونوں علیحدہ علیحدہ چیزیں نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ کوئی سپلیمنٹری سوال نہیں ہے ۔ آپ ان کے علم کو ٹیسٹ کرنا چاہتے ہیں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جواب غلط دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا جواب غلط ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ پانی کی سطح اونچی ہو گئی ہے جو سیم اور تھور کا سبب بن گئی ہے ۔ تھور پانی کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے اور سیم پانی کی زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جواب غلط دیا گیا ہے ۔

وزیر آبپاشی - میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ لازمی نہیں ہے کہ سیم اور تھور دونوں پانی کی کمی یا زیادتی کی وجہ سے ہوتی ہیں - پانی کی نمکیات غالباً وجہ ہو سکتی ہے - بعض دفعہ پانی کی سطح اونچی ہونے کی وجہ سے تھور ہو جاتی ہے - جب پانی کی سطح اوپر آ جاتی ہے تو زمین کے نمکیات زمین کی سطح پر آ جاتے ہیں جس سے تھور پیدا ہو جاتی ہے - اسی طرح جب پانی زمین کی سطح کے قریب آ جائے تو اس کو سیم کی شکل دے دیں گے تو اس لیے یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے - ہر جگہ سیم اور تھور نہیں ہوتی - ایک خاص لیول ہوتا ہے جس سطح میں 5 فٹ سے اونچا پانی ہو جائے اس کو متاثرہ علاقہ قرار دیتے ہیں -

---

صوبہ میں آبپاشی رقبہ

*4798 - بیگم ریحانہ سرور - کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں آبپاشی رقبہ ڈویژن وار کیا ہے نیز ہر ڈویژن میں آبیانہ کی شرح کیا ہے -

(ب) اگر فی ایکڑ وصول کیے جانے والے آبیانہ کی شرح مختلف ڈویژنوں میں مختلف ہو تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور آیا تمام ڈویژنوں میں آبیانے کی شرح کو یکساں سطح پر لانے کے لیے حکومت کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) - (الف) خریف 1971ء اور ربیع 72 - 1971ء کے اعداد و شمار کی رو سے مختلف ڈویژنوں میں آبپاشی رقبہ مندرجہ ذیل ہے -

راولپنڈی ڈویژن	6,46,378	ایکڑ
سرگودھا ڈویژن	52,02,508	ایکڑ
لاہور ڈویژن	30,19,256	ایکڑ
ملتان ڈویژن	71,11,360	ایکڑ

بہاولپور ڈویژن 33,52,764 ایکڑ

کل میزان 1,93,32,266 ایکڑ

آبیانے کی شرح مختلف فصلات پر مختلف ہے اور وہ اس کی تفصیل گورنمنٹ ویسٹ پاکستان نوٹیفیکیشن نمبری /No. 2/79-SO (Rev.) (Northern) Vol.-III 63 مورخہ 29 ستمبر 1969ء میں دی ہوئی ہے۔

(ب) کسی ایک جنس کی آبیانے کی شرح فی ایکڑ کسی کینال سسٹم کے اندر مختلف نہیں۔ البتہ مختلف اجناس کی شرح آبیانہ مختلف ہے۔ نہری نظام سول ڈویژن کے اعتبار سے مختلف ہے اور شرح آبیانہ ہر نہر پر فصلوں کو پانی کی ضرورت کے مطابق تعین کیا گیا ہے۔ صوبے میں آبیانے کی شرح مختلف فصلوں اور اجناس کے لیے فی ایکڑ مختلف نہروں پر بھی کافی حد تک یکساں ہے اور یہ معمولی فرق شرح آبیانہ کا مختلف نہروں کی لاگت تعمیر نہروں کے دائمی اور غیر دائمی ہونے پر ہے اور فصلوں پر شرح آبیانے کا فرق اس فصل کے لیے پانی کی تعداد کی ضرورت کے لحاظ سے مقرر کیا گیا ہے۔ ان وجوہات کی بناء پر حکومت کا ہر ڈویژن میں شرح یکساں کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔

بیگم ریحانہ سرور۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جس طرح حکومت نے عوام کی بہتری کے لیے ہر شعبہ میں اصلاحات نافذ کی ہیں تو کیا حکومت گورنمنٹ آف ویسٹ پاکستان نوٹیفیکیشن میں کوئی مناسب امنڈمنٹ لا کر اس قسم کی کوئی ترمیم پیش کرے گی تاکہ جو شرح آبیانہ میں معمولی فرق ہے یہ ختم ہو سکے۔ اور غریب عوام سے انصاف کیا جا سکے۔

وزیر آبپاشی۔ بیگم صاحبہ آپ کی تجویز اچھی ہے اگر آپ اس سلسلہ میں کچھ ہماری مدد کریں اور کوئی ایسا فارمولا بتا دیں جس سے ہم ایک متعینہ ریٹ یا ایک ہی طرح کی شرح مقرر کر سکتے ہیں تو یہ ہتواریوں اور ٹھیکے داروں کا مسئلہ ہے اس سے مکمل طور پر جان ہماری چھوٹے گی۔ میں

ان کی تجویز کو خوش آمدید کرتا ہوں اور میں ان کو دعوت دینا چاہتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں ہماری مدد فرمائیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ شکریہ ۔

صوبہ میں ٹیوب ویلوں کی تعداد

*4802 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں ضلع وار ایسا کتنا رقبہ ہے ۔ جہاں آبپاشی کا انحصار زیادہ تر ٹیوب ویلوں پر ہے اور سال 1960ء ، 1970ء اور 1973ء کے دوران صوبہ میں کتنے ٹیوب ویل لگائے گئے ۔

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ محکمہ آبپاشی یا واپڈا کے نصب کردہ ٹیوب ویل زیادہ تر نہری رقبہ میں ہیں ۔ اور ان سے آبپاشی نہری رقبہ کی آبپاشی میں شامل ہوتی ہے ۔ محکمہ آبپاشی کے پاس ایسے رقبہ کے اعداد و شمار نہیں ہیں ۔

سال	تعداد ٹیوب ویل
(الف) 1960ء ۔ 1970ء	
سکارپ کے تحت	6251
(ب) محکمہ آبپاشی کی سکیموں کے تحت	356
کل ۔	6607
(الف) 1971ء ۔ 1973ء	
سکارپ کے تحت	346
(ب) محکمہ آبپاشی کی سکیموں کے تحت	—
کل ۔	346

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع شیخوپورہ میں خاص طور پر جو ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں جن کا پانی کھارہ اور گرم ہے ۔ وہ ٹیوب ویل بیکار پڑے ہوئے ہیں ۔ ان پر ہزاروں روپیہ صرف ہوا ہے تو میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے متعلق حکومت نے کیا فیصلہ کیا ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ فاضل ممبر میرے پاس تشریف لے آئیں معاملہ ڈسکس کر لیا جائے گا اور ہر ممکن طریق سے جتنی بھی کوشش اس سلسلے میں ہوگی وہ کی جائے گی ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1971 سے لے کر 1973 تک محکمہ آبپاشی کی سکیموں کے تحت کوئی ٹیوب ویل نہیں لگائے گئے اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر آبپاشی ۔ ہو سکتا ہے کہ محکمہ آبپاشی کو کسی نے تکلیف ہی نہ دی ہو ۔ اگر آپ نے ٹیوب ویل لگانے تھے تو آپ ہمیں درخواست دیتیں ۔ اب ہم انشا اللہ یقیناً آپ کے ٹیوب ویل لگا دیں گے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جواب تو کم از کم مکمل دینا چاہیے تھا ۔

صوبہ میں سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی

*4874 ۔ ملک شاہ محمد حسن ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں سیم و تھور سے متاثرہ کتنی اراضی ہے اور مذکورہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لیے کتنے سرکاری و نجی ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں اور کتنے میل لمبے سیم نالے کھودے گئے ہیں ۔

(ب) 73 ۔ 1972ء میں کل پنجاب کی کتنی کتنی سیم و تھور زدہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا ۔

(ج) کیا مزید سیم نالے بنانے اور ٹیوب ویل لگانے کا کوئی پروگرام ہے ۔ اگر ایسا ہے تو 30 جون 1974ء تک کتنے میل لمبے مزید سیم نالے کھودے جائیں گے اور کتنے ٹیوب ویل لگائے جائیں گے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) صوبہ پنجاب میں تھور سے شدید طور پر متاثرہ رقبہ تقریباً 30 لاکھ ایکڑ ہے اور سیم سے شدید طور پر متاثرہ رقبہ 45,500 ایکڑ ہے ۔ سکارپ کے ٹیوب ویلوں کی تعداد 6591 ہے اس کے علاوہ تقریباً 1700 سرکاری ٹیوب ویل مختلف آبپاشی کی سکیموں کے تحت کام کر رہے ہیں نجی ٹیوب ویل کی تعداد جون 1972ء تک تقریباً 90460 تھی ۔

سیم نالیوں کی کل لمبائی 3469·15 میل ہے ۔ جس میں سے تقریباً 300 میل لمبے سیم نالے سکارپ نمبر 2 و نمبر 3 کے تحت ہیں ۔

(ب) سال 73 ۔ 1972ء میں محکمہ آبپاشی کے شعبہ اصلاح اراضی کے تحت 30250 ایکڑ رقبہ قابل کاشت بنایا گیا ۔

اس کے علاوہ صرف سکارپ نمبر 1 میں تقریباً 9000 ایکڑ اراضی کی اصلاح کی گئی باقی سکارپوں کے اس سال کے اعداد و شمار میسر نہیں ہیں ۔

(ج) 30 جون 1974ء تک 27·9 میل لمبے سیم نالے کھودے جائیں گے اور مزید 32 میل لمبے نالوں کی کھدائی کا کام شروع کر دیا جائے گا ۔

30 جون 1974ء تک کوئی نئے ٹیوب ویل نہیں لگائے جا رہے ۔

صوبہ میں سیم اور تھور سے متاثر رقبہ

*4892 ۔ چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں کتنے فیصد ایکڑ رقبہ سیم اور تھور سے متاثر ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ سال 72-1971ء کی محکمہ نہر کی تھور گرداوری کے مطابق پنجاب میں قابل کاشت نہری رقبہ میں سے تھور و سیم زدہ رقبہ تقریباً 14 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ تھور سے معمولی طور پر متاثرہ زدہ رقبہ تقریباً 36 فیصد ہے۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ 73-1972ء میں ٹیوب ویل گھٹائے گئے ہیں یا بڑھائے گئے ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ میرے پاس اعداد و شمار 72-1971 کے ہیں ۔ میں فگرز 73-1972 کی دیکھوں گا اور پھر میں اپنے فاضل دوست کو اطلاع دے سکوں گا کہ اس میں کس قدر کمی واقع ہوئی ہے ۔

صوبہ میں سیم اور تھور کا تدارک

*4901 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں سال 73-1974ء میں سیم اور تھور کے تدارک کے لیے کتنی رقم صرف کی جا رہی ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ محکمہ آبپاشی اس سال سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس مد میں 142.74 لاکھ روپے خرچ کر رہا ہے اس کے علاوہ سالانہ اپریشن ومرمت (Maintenance and Repairs) کی مد میں 20 48 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں مزید برآں شعبہ اصلاح اراضیات (Directorace of Land Reclamation) کے لیے بھی 41.72 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں ۔

مختلف سکارپ پراجیکٹوں پر واپڈا کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں ۔

تحصیل شاہپور اور تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں اراضیات کے لیے نہروں میں پانی کی فراہمی

*4902 ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شاہپور اور تحصیل خوشاب ضلع

سرگودھا میں اراضیات کے لیے نہروں میں پانی بہت کم دیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا تحصیلوں میں ضرورت کے مطابق پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد فضل وٹو) (الف)۔ جی نہیں۔ ان تحصیلوں میں زمینوں کو پانی مذکورہ نہروں کے حصے کے مطابق دیا جاتا ہے سردیوں میں چونکہ دریاؤں میں پانی کم ہو جاتا ہے اس لیے نہروں کو بھی کم پانی میسر آتا ہے۔

(ب) اس وقت ماسوائے گرمی کے تین یا چار مہینوں کے دریاؤں کا سارا پانی نہروں میں استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اس واسطے فی الحال مذکورہ تحصیلوں کو مزید پانی مہیا کرنے کا کوئی امکان نہیں۔ گرمی کے مہینوں میں جب کہ دریاؤں میں پانی کافی ہوتا ہے نہروں کو ضرورت کے مطابق پورا چلایا جاتا ہے۔

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے مواضعات کو کوہستان نمک کے پانی سے محفوظ کرنا

*4903۔ **ملک محمد اعظم**۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے مواضعات بانسی، بلوال، ڈھاک، جھگیان، راجڑ۔ کوڑا، ہردوگھکھ، سندرال، ناڑی اور دیگر ملحقہ مواضعات کو بارش کے دنوں میں کوہستان نمک کے پانی سے زبردست نقصان پہنچتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس نقصان کے تدارک کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) 1973ء کی غیر معمولی بارشوں کے باعث تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا کے مواضعات بالسی بلوال ، ڈھاک ، جھگیاں ، راجڑ ، کوڑا ، ہردوگھگھ ، سندرال ، ناڑی وغیرہ کوہستان نمک سے آمدہ پانی سے کسی حد تک متاثر ہوئے تھے ۔

(ب) ایسے پانی کو دریائے جہلم میں پہنچانے کے لیے پہلے ہی کئی سیم نالیاں کھودی جا چکی ہیں تاہم سیم نالی ڈھاک کی ایزادی (Extension) از برجی 32 تا 59 کی تکمیل کے بعد اس قسم کے نقصان کا کافی حد تدراک ہو جائے گا منصوبہ ھذا پر امسال کام ہو رہا ہے جو کہ آئندہ مالی سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ علاوہ ازیں فصل خریف سال 1973ء میں متاثرہ فصلات کو آبیانہ کی معافی دے گئی ہے جو کہ 38803 روپے تھی ۔

پنجاب میں بند بنانے کے لیے رقم کی تخصیص

*4913 ۔ ملک شاہ محمد حسن ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء کے سیلاب کے باعث پنجاب میں کتنے بند بنانے کے لیے صوبائی حکومت نے کتنی رقم مختص کی اور کتنی وفاقی حکومت سے امداد مانگی گئی ۔ کتنے بند زیر تعمیر ہیں اور کتنے آج تک تعمیر ہو چکے ہیں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) صوبائی حکومت نے امسال (73 ۔ 1974ء) کے سیلاب کے باعث مرمت طلب بندھائے بنانے کے لیے 800 لاکھ روپیہ مختص کیے ہیں ۔ مزید برآں موجودہ بندھائے کی اصلاح کے لیے 232 لاکھ روپے اور نئے بندھائے کی تعمیر کے لیے 73 لاکھ روپے مختص کئے ہیں ۔ کل رقم 1105 لاکھ بنتی ہے اس کے علاوہ اور رقم اگلے سال کے بجٹ میں مختص کی جائے گی۔ مرکزی حکومت سے اس کام کے لیے 1187 لاکھ روپے کے لیے استدعا کی گئی ہے ۔

(ب) ساٹھ سے زیادہ شکستہ بندھائے کی مرمت کا کام جاری ہے اور کافی حد تک پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔ موجودہ بندھائے کی اصلاح اور دو نئے بندوں کی تعمیر کا کام حال ہی میں فلڈ کمیشن کی منظوری کے بعد شروع کیا گیا ہے باقی نئے بندوں کا کام انشاء اللہ اگلے سال شروع کیا جائے گا ۔

تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے چک نمبر 43 کے ٹیوب ویل کی درستگی

*4942 ۔ چوہدری لال خان ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کے چک نمبر 43 کا ٹیوب ویل ڈیڑھ سال سے خراب پڑا ہے اور مقامی کاشت کاروں نے متعدد بار متعلقہ افسران کی خدمت میں اس کی درستی کے لیے گزارشات پیش کی ہیں ۔ لیکن آج تک مذکورہ ٹیوب ویل درست نہیں کیا گیا جس سے کاشت کاروں کو پریشانی لاحق ہے اگر ایسا ہے تو یہ ٹیوب ویل کب تک درست کر دیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ سوال واضح نہیں ہے ۔ کیونکہ چک نمبر کے حساب سے کسی ایک ٹیوب ویل کا تعین نہیں ہو سکتا تاہم چک نمبر 43 تحصیل پھالیہ ضلع گجرات میں بوسال سکیم سکارپ نمبر 11 کے مندرجہ ذیل ٹیوب ویل کام کر رہے ہیں ۔

(1) B.S./85
(2) B.S./86
(3) B.S./106

مذکورہ بالا تمام ٹیوب ویل ٹھیک کام رہے ہیں ۔ البتہ ٹیوب ویل نمبر B.S./85 مورخہ 18 جنوری 1974ء کو عارضی طور پر مشینری میں نقص کی وجہ سے بند ہوا تھا جو خرابی دور کرنے کے بعد مورخہ 22 فروری 1974ء سے چالو کر دیا گیا ہے ۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ چک نمبر 43 تحصیل پھالیہ ضلع گجرات کا ٹیوب ویل عرصہ ڈیڑھ سال سے خراب ہے اور درست نہیں کیا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف یہ یقین دہانی کرا سکیں گے کہ اگر یہ واقعات جو سوال میں پیش کیے گئے ہیں صحیح ثابت ہوں تو افسر مجاز کے خلاف تحقیقات فرمائیں گے اور اس کے خلاف کوئی ایکشن لیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو assurance لینے کی ضرورت نہیں ہے اگر آپ ان کی تسلی کر دیں کہ جواب غلط ہے تو وہ assurance کے بغیر بھی ایکشن لیں گے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے تسلی کے لیے ہی عرض کیا ہے ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں اور جو انہوں نے یہاں فرمایا ہے اس کے متعلق میں تسلی کرا سکتا ہوں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں فاضل ممبر کی تسلی کراتا ہوں اور انہیں پورا یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ واقعات غلط ثابت ہوئے تو ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اسی لیے ان کے گوش گزار کر رہا ہوں کہ جو ان کو جواب دیا گیا ہے وہ غلط ہے اور وہاں واقعات اور ہیں ۔

محکمہ انہار میں اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئرز کی خالی آسامیاں

*5084 ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ انہار میں اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئرز کی تیس آسامیاں خالی تھیں جن پر تقرری کے لیے پبلک سروس کمیشن نے 30 امیدواروں کو مورخہ 26 اپریل 1973ء کو انٹرویو لینے کے بعد متعین کرنے کے لیے سفارش کی تھی جن میں سے صرف 20 نے ملازمت کے لیے رپورٹ کی ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ باقی ماندہ 10 خالی آسامیاں بھی پر کرنے کے لیے پبلک سروس کمیشن نے مزید 10 امیدواروں کی سفارش کر دی ہے مگر ابھی تک ان آسامیوں کو پر نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے اور انہیں کب تک پر کر لیا جائے گا ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) باقی ماندہ 10 خالی آسامیوں کے لیے پبلک سروس کمیشن نے جن مزید دس امیدواروں کی سفارش کی تھی ان کو تقرری کے احکامات مورخہ 14 فروری 1974ء کو جاری کر دیئے گئے ۔

سیلابوں کی روک تھام

*5355 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ امسال جو حکومت نے سیلاب زدگان کی امداد کی ہے اس پر عوام میں حکومت کے اس کام کو خراج تحسین پیش کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے مطابق مون سون ہواؤں کا رخ بدلنے کی وجہ سے امسال بھی سیلاب کا خطرہ ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سیلاب کی روک تھام کے لیے کیا حفاظتی اقدامات کر رہی ہے ۔ نیز تحصیل شجاع آباد ضلع ملتان میں اس بارے میں جو منصوبے بنائے گئے ہیں ۔ ان کی تفاصیل بتائی جائیں ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔

(ج) حکومت سیلاب کی روکہ تھام کے لیے تمام مناسب حفاظتی اقدامات کر رہی ہے ۔ شجاع آباد تحصیل میں تمام موجودہ بندوں کی مرمت کی جا چکی ہے ۔ اور مندرجہ ذیل نئے حفاظتی بند بنائے جائیں گے ۔

(1) گجوھٹا برانچ کے دائیں کنارے برجی 67-35، اور ست برجی راجباہ کے دائیں کنارے کو ہیڈ تا ٹیل حفاظتی بند میں تبدیل کرنا ۔ علاوہ ازیں ست برجی راجباہ کی ٹیل سے پنجیانی نہر کی برجی 87 تک نیا حفاظتی بند بنانا اور پنجیانی نہر کے برجی 87 تا 120 تک دائیں کنارے کو حفاظتی بند میں تبدیل کرکے جلال پور خاکی بند کی برجی 45 تک ملانا ۔

(2) جلال پور خاکی بند کو برجی 45 تا ٹیل مضبوط کیا جائے اور اس کو بلوچ واہ حفاظتی بند کے ساتھ ملانا علاوہ ازیں بلوچ واہ حفاظتی بند کو شروع سے آخر تک مضبوط کرنا ۔

یہ وہ منصوبے ہیں جن کے بعد انشاءاللہ ہم توقع کرتے ہیں کہ آئندہ آنے والے سیلاب پر مکمل اور خاطر خواہ انتظام کیا جا چکا ہے اور further کیا جائے گا ۔

چوھدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ سوال کا جواب جس طرح درج ہے یہ درست نہیں ہے ۔ سوال کا جزو (ب) یہ ہے :

"کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے مطابق مون سون ہواؤں کا رخ بدلنے کی وجہ سے امسال بھی سیلاب کا خطرہ ہے ۔"

اس کا جواب دیا گیا ہے "یہ درست نہیں ہے" ۔ اور سوال کا جز (ج) یہ ہے :

"اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ سیلاب کی روک تھام کے لیے کیا حفاظتی اقدامات کر رہی ہے ؟"

اس کا جواب نفی میں ہے اور سیلاب نہیں آ رہے تو حفاظتی اقدام آپ کیونکر کر رہے ہیں ؟

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ آپ نے محکمہ موسمیات کی پیشین گوئی کے مطابق پوچھا تھا ۔ پیشین گوئی جو غلط ثابت ہو چکی ہے اس کی باقاعدہ طور پر محکمہ موسمیات کی طرف سے تردید ہو چکی ہے کہ ایسی کوئی خبر ہمارے محکمہ کی طرف سے جاری نہیں ہوئی۔ اس لیے یہ غلط ہے ۔

جناب والا ۔ میں مزید واضح کروں گا کہ اس کے علاوہ محکمہ موسمیات کہہ بھی دے کہ سیلاب نہیں آئے گا یا وہ یہ کہے کہ سیلاب آئے گا اس کے قطع نظر ہیں ۔ ہمیں اپنے ملک کے دفاع کے لیے سیلاب کے سلسلے میں حفاظتی اقدامات ہر قیمت پر کرنے ہیں ۔ اس لیے میں نے ضروری سمجھا کہ اس معزز ایوان کو بتا دیں کہ آپ کی حکومت نے اس وقت سیلاب کی حفاظت کے لیے کیا کیا اقدامات کئے ہیں ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب اس سے پہلے اخبارات میں بیان دے چکے ہیں کہ دس سال تک سیلابوں کا خطرہ ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ اس کی ہم نے پہلے سے تیاری بھی کر دی ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب سپیکر ۔ وزیر موصوف نے تحصیل شجاع آباد کا ذکر کیا ہے جس میں تحصیل کو پچھلے سیلاب میں غربی کی طرف سے ۔ جنوبی اور جنوب شرق کی طرف سے نقصان پہنچا تھا ۔ مگر ان بندوں سے صرف غربی محفوظ کیا گیا ہے جنوبی اور جنوب شرق کی اطراف کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا بھی خیال کیا جائے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ان طراف کو بھی شامل کر لیا جائے تا کہ آئندہ کے لیے اس تحصیل کو نقصان نہ پہنچ سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا ضروری سوال ہے ۔ میں نے آج گیارہ بجے ملتان ڈویژن اور رحیم یار خان کے تمام دوستوں کو اس سلسلے میں دعوت دی تھی ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جب آپ روک دیں تو پھر منسٹر کو کوئی حق نہیں کہ وہ جواب دے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ 5375 ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں اپیل کروں گا کہ ان کا جواب سن لیا جائے کیونکہ جواب بہت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور کا سوال ہو جائے تو بعد میں جواب سن لیں گے ۔

صوبہ میں نہری پانی کی چوری

*5375 **میاں خورشید انور** ۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) 73-1972ء میں محکمہ نہر نے صوبہ میں محکمہ نہر سے متعلقہ قانون کی دفعہ 430 کے تحت نہری پانی کی چوری کے کتنے کیس حوالہ پولیس کئے ۔ کتنے افراد اس دفعہ کے تحت مجرم گردانے گئے اور کتنے افراد کا چالان کیا گیا ۔

(ب) کیا 73-1972ء سے قبل محکمہ نہر سے متعلق قانون کی دفعہ 430 کے تحت کسی ملزم کو گرفتار کیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزم نہ ملنے کی صورت میں تمام موکبہ جات کے کاشتکاروں کو تاوان ادا کرنا پڑتا ہے ؟

وزیر آبپاشی (میاں محمد افضل وٹو) ۔ اس سوال کا تعلق صوبہ کے تمام کنال ڈویژن سے ہے۔ مطلوبہ معلومات کی فراہمی کے لیے وقت کی ضرورت ہے جو کہ مختلف مقامات سے فراہم کی جا رہی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میرے سوال کے جواب میں وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ابھی تک معلومات فراہم نہیں ہو سکیں ۔ مجھے اس سوال کا نوٹس دیے ہوئے پورے دو ماہ ہو گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہ بہت ضروری سوال تھا وزیر صاحب کو تسلیم کرنا چاہیے تھا کہ دفعہ 430 کے تحت آج تک کوئی کارروائی نہیں ہو سکی ۔ اور اس غلط قانون کو وہ تبدیل کرنے کی کوشش کریں ۔ ان کے علم میں ہے وہ زمیندار ہیں وہ جانتے ہیں کہ جب کسی جگہ پر موگہ چنا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے ؟

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں کہ دو ماہ گزر گئے ہیں ۔ اسمبلی کے رول کے مطابق 15 دن کا نوٹس کافی ہوتا ہے اور وزیر صاحب نے بڑی آسانی سے کہہ دیا ہے کہ ابھی تک معلومات فراہم نہیں ہو سکیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ میاں صاحب نے خود کہا ہے کہ آپ کے علم کے مطابق اس قسم کا کوئی کیس نہیں ہوا ۔ اگر تو واقعہ ہوا ہو تو بڑا آسان ہوتا ہے کہ اس واقعہ کو بیان کر دیا جائے لیکن اس بات کا حتمی یقین کرنا کہ واقعی کوئی وقوعہ نہیں ہوا ہے اس کے لیے زیادہ تسلی اور زیادہ وقت درکار ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیس جو ہوتے ہیں وہ غلط ہوتے ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں اس ہاؤس کی بہتری کے لیے ان کا جواب دے دوں تو زیادہ اچھا ہے اگر اجازت ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب دینا چاہتے ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں اس کی وضاحت کر دوں تاکہ ذہنی

الجھن ختم ہو جائے۔ جہاں تک ان باتوں کا تعلق ہے کہ کون سے گاؤں اور تھانے میں دفعہ 430 کینال ایکٹ کے تحت کتنے کیس ہوئے ہیں۔کیونکہ ان کے ریکارڈ میں سے facts and figures جمع کرنا کافی مسئلہ ہے۔ لیکن جو نکتہ انہوں نے اٹھایا ہے اس کے لیے عرض کروں گا کہ اس مہینے کی 16 تاریخ کو ہم نے محکمہ انہار کے ماہرین انجینیئرز کی ایک کمیٹی بنائی ہے جو رپورٹ کرے گی کہ حکومت پنجاب کے Canal Drainage Act سے ٹیوب ویل کے مالکان کو کیا تکالیف ہیں اور ہیڈ والے موگے کس طرح توڑتے ہیں۔ اور پالپ لگا کر پانی راتوں کو زیادہ استعمال کرتے ہیں اور انٹرنل وارہ بندی کی کیا کیا تکالیف ہیں۔ ان پر comprehensive تجاویز اکٹھی کرکے ہم موجودہ قانون میں جو سو برس پرانا بنا ہوا ہے مناسب ترامیم کریں گے۔ سولہ تاریخ کو ایک میٹنگ رکھی ہے۔ میں ایوان کے تمام معزز دوستوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ میرے کمرے میں 16 تاریخ کو تشریف لائیں۔ ہم بہترین تجویز منظور کریں گے۔ اس کے بعد سنٹر میں جون میں میٹنگ ہوگی اور اس کو ہم قطعی کر لیں گے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری۔ کتنے بجے میٹنگ ہے۔

وزیر آبپاشی۔ آٹھ بجے سولہ تاریخ کو میٹنگ ہے۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی۔ پوائنٹ آف پرولیج۔ میرے دوست نے جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں تھا۔ بلکہ پوائنٹ آف پرولیج تھا کہ باوجودیکہ پندرہ دن کا نوٹس دیے ہوئے بھی ابھی تک اطلاعات نہیں آئیں۔ اس کا کوئی طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے کہ ہمارے سوالات کے جوابات پندرہ دن میں نہیں تو بیس دن میں مل جانے چاہئیں۔

میاں خورشید انور۔ جناب والا۔ جن تکالیف کا میاں محمد افضل وٹو صاحب نے ذکر کیا ہے۔ اس کا دفعہ 430 کینال ایکٹ سے تعلق نہیں ہے اگر کہیں نا کہ ہو جائے تو پورے موگے والوں کو اس کا تاوان دینا پڑتا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ میٹنگ میں تشریف لے جائیں۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ پندرہ دن کے اندر جواب آ جانا چاہیے۔ لیکن کچھ سوالات ایسے ہوتے

ہیں جن کے لیے وقت درکار ہوتا ہے ۔ ویسے آج بھی جو سوالات آپ کے سامنے ہیں غالباً ان میں صرف ایک سوال ہے جس کے متعلق جواب آیا ہے کہ وقت چاہیے ۔ کیونکہ معلومات حاصل کرنے کے لیے دن چاہئیں اس میں تمام پرانے ریکارڈ کو دیکھنا پڑے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ اس سوال کے نوٹس کو دو ماہ ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسلامی سربراہی کانفرنس کے سلسلے میں کاغذات ایک مہینہ تک رکے رہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھوں گا کہ پچھلا سیلاب جو آیا تھا اس کے متعلق سب سے زیادہ متاثرہ شجاع آباد تحصیل ملتان کی سمجھی گئی تھی ۔ جن بندوں کا وزیر موصوف نے ذکر کیا ہے یہ سب کے سب غربی طرف ہیں جو کہ چناب کے دریا سے ہمیں محفوظ کرتے ہیں ۔ جہاں تک ستلج کا تعلق ہے اس کے متعلق کسی بند یا نہر کا ذکر نہیں کیا گیا ۔ میں وزیر موصوف سے اپیل کروں گا کہ وہ آئندہ سیشن میں اس سوال کو زیر بحث لائیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ اگر جناب سپیکر اجازت دیں تو میں ابھی وضاحت کر دوں ۔ پنجند کے جو دائیں بائیں بند تھے وہ دونوں طرف سے مضبوط کر دیے گئے ہیں ۔ جس سے پنجند کا right margirnal بند تھا اور اس کے نیچے جتنی بھی جگہیں ہیں ان کی بھی حفاظت کر دی گئی ہے ۔ جو بات میں فاضل ممبر کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ملتان کینال ریسٹ ہاؤس میں محکمہ آبپاشی کے تمام ریجن کے افسروں اور انجینیئروں کو بلایا ہے ۔ آپ بھی براہ مہربانی وہاں تشریف لائیں ۔ اس کے بعد موقع پر شجاع آباد کے بند پر آپ دوستوں کے ساتھ جاؤں گا اور موقع پر ہی جن کمزوریوں کی نشاندھی کریں گے ۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ قبل از وقت ان کی تشخیص کرنے کے بعد جون سے پہلے مکمل کر لیں گے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کس تاریخ کو جناب ۔

وزیر آبپاشی ۔ بارہ تاریخ کو شام کے تین بجے کنال ریسٹ ہاؤس ملتان میں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ صرف تحصیل شجاع آباد جائیں گے یا ملتان کا بھی نمبر آئے گا ۔

وزیر آبپاشی ۔ آپ تشریف لے آئیں وہیں بات ہوگی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پنجند ہیڈ ورکس کے مسئلے میں وزیر صاحب کچھ فرما رہے تھے ۔ اصل میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ وہاں بھاری مشینری ضرورت کے مطابق نہیں ملتی ۔ وہ لوگ واقعی شب و روز محنت کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود مرمت کے لیے میں آپ کے توسط سے درخواست کروں گا اور وزیر موصوف اس طرف توجہ فرمائیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ توجہ کر رہے ہیں ان کے کان آپ کی ہی طرف ہیں ۔

Minister for Irrigation. Sir, I am giving my attention to every word being uttered by my friend.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ بھاری مشینری ان کی ضرورت کے مطابق موجود نہیں ہے ۔ اس لیے left marginal بند کی تعمیر و مرمت کا کام بہت خاصا سست ہے ۔ اس کی وجہ سے پورے علاقہ میں ہیجان ہے ۔ بلڈوزرز اور سکریپرز موجود نہیں ہیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ واپڈا سے یا دوسرے ذرائع سے بھاری مشینری حاصل کرکے وہاں پہنچائی جائے کیونکہ سیلاب کا دوسرا سیزن شروع ہونے والا ہے اور لوگوں میں شدید اضطراب ہے ۔ اگر اس سلسلے میں فوری کارروائی نہ کی گئی اور مباحثی تاخیر و تعویق سے کام لیا گیا تو پھر ایک دفعہ وہ بد قسمت علاقہ تباہی کی زد میں آ جائے گا ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین چار یوم سے ہم نے 80 بلڈوزر بند کا کام کرنے کے لیے پہنچا دیے ہیں اور اسی تعداد میں یا قدرے کم سکریپرز 12 کی شام کو پنجند پہنچا دیے ہیں ۔ میرے فاضل دوست میرے ساتھ چلیں اور موقع پر کام کرتے ہوئے میں دکھا دوں گا ۔

انشاء اللہ ہم جون سے قبل کام مکمل کر لیں گے ۔ پچھلے سال سیلاب کے آنے کا لوگوں کو پتہ نہیں تھا ۔ ایک مقررہ water level پر جہاں جہاں کٹ ہونے چاہئیں تھے ۔ اس کی pre-planning نہ ہونے کی وجہ سے یہ نقصانات ہوئے ہیں ۔ امسال ہم قلیل مدت میں اور کم خرچ سے ایسی پلاننگ کریں گے کہ فالتو پانی کو ہم مناسب وقت پر قبل از وقت کٹ کرکے ایسی جگہوں سے گزاریں اور اپنے بندوں کو بہترین طریقے سے مضبوط کریں گے ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : ۔

> As I am proceeding to Karachi to attend cases filed against me, therefor, I will be unable to attend the session from 8-4-74 to 16-4-74. I will be obliged if leave is granted for this period.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

> I was unable to attend the session on 4-4-74 due to illness. I will be obliged if leave is granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید کاظم علی شاہ کرمانی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید کاظم علی شاہ کرمانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

تسلیم ۔ میں مورخہ 74 ۔ 4 ۔ 4 کو بوجہ بیماری حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ تاریخ مذکور کی رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسلام

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں محمد اسلام صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ بیماری فالج اجلاس میں مندرجہ تواریخ میں شمولیت نہیں کر سکا ۔ اس لیے گزارش ہے کہ رخصت مورخہ 74 ۔ 1 ۔ 18 اور 74 ۔ 1 ۔ 23 تا 47 ۔ 1 ۔ 30 اور 74 ۔ 2 ۔ 6 تا 74 ۔ 2 ۔ 8 اور 74 ۔ 4 ۔ 2 تا 74 ۔ 4 ۔ 5 منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نذر حسین منصور

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نذر حسین منصور صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Respectfully I beg to request for the grant of leave for 5-4-1974 as I was not feeling well on that day.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری 2 تا 5 اپریل 1974ء کو اجلاس میں شرکت سے معذور رہا ہوں ۔ استدعا ہے کہ ان ایام کی چھٹی دی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری ممتاز احمد کاھلوں

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری ممتاز احمد کاھلوں صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I had to go to Islamabad on 4-4-74 to see the

Prime Minister of Pakistan. The leave for that day may please be sanctioned.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک شاہ محمد محسن

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک شاہ محمد محسن صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ ذاتی کام آج کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکوں گا ۔ اس لیے میں 8 اپریل 1974ء کی چھٹی کی درخواست کرتا ہوں ۔ از راہ کرم منظور فرماویں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس دربارہ استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ سردار امجد حمید خان دستی صاحب رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 23 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اپریل 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

اور سوال یہ ہے :

کہ سردار امجد حمید خان دستی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر 23 کے بارہ میں مجلس برائے استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 15 اپریل 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ۔ تحریک التوا نمبر 17 آج کے لیے رکھی گئی تھی ۔ مجھے اس کے متعلق کچھ کہنا ہے ۔ اس کے متعلق پچھلی تاریخ پر میں نے کچھ observations دی تھیں جس کو روزنامہ "نوائے وقت" نے اس طرح نوٹ کیا ہے :

> سپیکر شیخ رفیق احمد نے اس مرحلہ پر کہا کہ انھیں ذاتی طور پر علم ہے کہ مذکورہ جائداد کی فروخت کے وقت فروخت کنندگان سے یہ معاہدہ طے ہوا تھا کہ جائداد کو ہسپتال کے طور استعمال کیا جائے گا ۔ انھوں نے اس سلسلے میں دستاویزات خود تیار کی تھیں ۔

میں نے کبھی کوئی ایسی بات نہیں کہی اور یہ واضح طور پر صحیح رپورٹنگ نہیں ۔ جوکچھ میں نے کہا تھا میں اسے دھراتا ہوں ۔ میں نے اسمبلی کا ریکارڈ منگوایا ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ چونکہ وزیر متعلقہ نے محکمہ صحت کی طرف سے یہ بیان دیا تھا کہ محکمہ صحت اور مالکان کے درمیان ایسا کوئی معاہدہ نہیں تھا جس کے تحت مالکان پر اس جائداد کی فروخت کے متعلق کوئی پابندی ہو ۔ تو میں نے یہ کہا تھا :

The member is not concerned with this. It is

actually the concern of the Rehabilitation Department. I know as a fact that there was an agreement between the Custodian and Dr. Ilahi Bakhsh on the Ilahi Clinic and I was one of the persons who prepared that document. May be that there are similar agreements in other cases also.

میاں خورشید انور ۔ یہ اس سے ملتی جلتی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں بڑا فرق ہے ۔ میں نے کہا تھا کہ اگر اس کیس سے ملتے جلتے کیس ہوں تو محکمہ رھیبلیٹیشن سے معلوم کیا جا سکتا ہے ۔

Minister for Education. I would like to submit for the information of the House that this case is sub-judice. I want your opinion whether we can discuss it or not.

Mr. Speaker. Which aspect of the case is sub-judice.

Minister for Education. It is lying in a Civil Court and the hearing is on the 10th. I have some information ...

مسٹر سپیکر ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ litigation کی نیچر کیا ہے ؟

Minister for Education. The nature of litigation is that some employees of that Clinic, alongwith other citizens, have filed a suit that such people cannot dispose of this property.

Mr. Speaker. Then this matter is clearly sub-judice and I don't think we are in a position to discuss it.

میاں خورشید انور ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور نہ ہی کسی پریس میں یہ خبر آئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب کے پاس اس کی اطلاع ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے ۔ ان کے پاس کوئی اطلاع نہیں ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں

عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنی ذاتی معلومات کے لیے کہیں تو میرے پاس اطلاع ہے اور میں ان کی تسلی کرا سکتا ہوں۔ لیکن اس ایوان کے کچھ قاعدے اور ضابطے ہیں اور ان کے مطابق یہ ہے کہ جو کیس sub-judic ہو اس کے متعلق یہاں کچھ نہ کہیں۔ جب مسٹر سپیکر نے کیس کی نیچر پوچھی تھی تو میں نے بتائی اور مسٹر سپیکر کی بھی رولنگ ہے کہ یہاں پر یہ معاملہ زیر بحث نہیں آ سکتا۔

میاں خورشید انور ۔ ڈاکٹر صاحب نے اس دن بتایا تھا کہ میرے پاس اطلاع نہیں ہے۔ میرے پاس دستاویزات ہیں۔ ان میں گڑبڑ کی جا رہی ہے۔ یہ کیس پارٹیز کے مابین کسی عدالت میں چل رہا ہوگا اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ ہسپتال کی جگہ فروخت کر دیں۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ مسئلہ چونکہ عدالت میں ہے کہ یہ جو پاک پولی کلینک اور ملت پولی کلینک ہیں انہیں بیع کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ کہ انہیں بیع نہیں ہونا چاہئے۔ تو اس چیز کے متعلق دعویٰ دائر کیا گیا ہے کہ اسے فروخت نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیے ہم اس مسئلہ کو اسمبلی میں زیر بحث نہیں لا سکتے۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا اسمبلی میں یہ مسئلہ آنے کے بعد یہ دعویٰ ہوا ہے یا پہلے ہوا ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ میرا خیال ہے کہ یہ پہلے ہوا تھا۔ میرے پاس کاغذات ہیں۔ میں فاضل ممبر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان کو دیکھ لیں اور وہ مطمئن ہو جائیں گے کہ اس میں محکمہ کی کوئی کوتاہی نہیں اور اگر وہ کوئی غلط بات کرتے ہیں تو عدالت اس کا فیصلہ کر دے گی۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میرے پاس بھی کچھ کاغذات ہیں۔ اگر اس قسم کی باتیں ہوئیں تو نیک کام کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ نیا ہسپتال بنانے کی بجائے جو ہسپتال پہلے سے موجود ہیں اگر کچھ لوگوں نے انہیں بھی اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہوگی۔

تحصیل پنڈی گھیپ کے علاقہ کھنڈہ کے عوام کو بناسپتی گھی کی عدم فراہمی

مسٹر سپیکر ۔ مرزا افضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ امروز مورخہ یکم اپریل 1974ء میں شائع شدہ خبر کے مطابق تحصیل پنڈی گھیپ کے علاقہ کھنڈہ کے چالیس ہزار افراد بناسپتی گھی سے محروم ہیں ۔ پنڈی گھیپ کی دونوں ایجنسیاں کھنڈہ میں گھی کی تقسیم کی ذمہ داری قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ پنڈی گھیپ میں موصول ہونے والا گھی بلیک میں فروخت کر دیا جاتا ہے ۔ انڈسٹریل مینیجمنٹ بورڈ کے اعلیٰ عہدار بھی حالات سے باخبر ہیں ۔ اس خبر سے گھی کے صارفین میں غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں بھی یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ کوئی حالیہ واقعہ نہیں ۔ مگر میں معزز ممبر کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ حالات اس وقت ٹھیک تھے کہ گھی کافی مقدار میں نہیں ملتا تھا مگر اس کے بعد حالات بالکل درست کردیئے گئے ہیں اور اب وہاں گھی مل رہا ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ میں اسے پرس نہیں کرتا ۔

میانوالی کے تھانہ مندو کی پولیس کی طرف سے زیر حراست مزدور کسان پارٹی کے کارکن اور سیاسی راہنماؤں کے ساتھ ذلت آمیز سلوک

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت مورخہ 18 مارچ 1974ء کے مطابق میانوالی کے تھانہ مندو میں پولیس نے زیر حراست مزدور کسان پارٹی کے کارکنوں اور سیاسی راہنماؤں کے ساتھ انتہائی ذلت آمیز سلوک کیا گیا ۔ بعض کارکنوں کی مونچھیں ۔ داڑھیاں اور سر مونڈ دیئے گئے اور انہیں وحشیانہ طور تشدد کا نشانہ بنایا گیا ۔ جس سے عوام میں سخت غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مزدور کسان پارٹی کے ان کارکنوں کو دفعہ 144 کی خلاف ورزی کے لزام میں گرفتار کیا گیا تھا ۔ یہ گرفتاری تھانہ موسیٰ خیل کے علاقہ میں لائی گئی تھی ۔ یہ بات درست نہیں کہ ان کے ساتھ ذلت آمیز سلوک کیا گیا اور جیل میں ان کی داڑھیاں مونڈھی گیئں ۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ ان پر کسی قسم کا تشدد کیا گیا ۔ صرف اتنی بات درست ہے کہ دفعہ 144 کی خلاف ورزی کے الزام میں انہیں گرفتار کیا گیا تھا ۔

سید تابش الوری ۔ اگرچہ جناب وزیر اعلیٰ نے واضح طور پر اس کی تردید کی ہے لیکن تمام اخبارات نے اور مختلف راہنماؤں نے اس سلسلہ میں شدید احتجاج کیا ہے ۔ میانوالی کے جو معزز ممبر یہاں موجود ہیں وہ بتا سکتے ہیں کہ اس کیس کی نوعیت کیا ہے ۔ لیکن میں نے کم از کم چھ اخبارات میں اس سلسلے میں مختلف راہنماؤں کے بیانات پڑھے ہیں اور ان کا احتجاج پریس کانفرنس کی صورت میں ہم تک پہنچا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو فاضل وزیر اعلیٰ اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں ؟

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ اگر ان کی اطلاع کا ماخذ پولیس کے علاوہ کوئی اور ہے تو یقیناً ہم وہ تسلیم کرتے ہیں اور اگر یہ محض پولیس کی اطلاع ہے تو پھر میں درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دوبارہ تحقیقات کرائی جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ میں نے تحقیقات کرائی ہے اور ابھی مجھے میرے دائیں ہاتھ کی جانب سے یہ اطلاع دی گئی ہے کہ میانوالی جیل میں داڑھی مونڈھنے کا انتظام ہی نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ کے جواب کے پیش نظر مزید کارروائی غیر ضروری ہے ۔

صوبہ پنجاب میں بالعموم اور بہاول پور ضلع میں بالخصوص مٹی کے تیل کی گرانی اور قلت

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث

لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں بالعموم اور بہاول پور ضلع میں بالخصوص مٹی کے تیل کی گرانی اور قلت ایک سنگین عوامی مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ صوبائی حکومت کی یقین دہانی کے باوجود نہ صرف یہ کہ اس سلسلے میں صورت حال بہتر نہیں ہوئی بلکہ کئی اعتبار سے اور زیادہ خراب ہو گئی ہے۔ حال ہی میں مٹی کے تیل کی فراہمی کے سلسلے میں جو اقدامات اور انتظامات کیے گئے ہیں ان کے نتیجے میں مختلف علاقوں کے درمیان نامنصفانہ امتیاز روا رکھا جا رہا ہے جس سے عوام میں حق تلفی اور محرومی کا احساس پیدا ہو رہا ہے اور وہ زندگی کی ایک اہم ضرورت ہے۔ مٹی کے تیل کے عدم حصول کے باعث شدید اضطراب کا اظہار کر رہے ہیں۔

وزیر صنعت۔ جناب والا۔ چونکہ مٹی کا تیل باہر سے برآمد کیا جاتا ہے، اس کی ترسیل اور تقسیم کی زیادہ تر ذمہ داری وفاقی حکومت پر ہے۔ اسی لیے جب ہم نے ان سے رجوع کیا تو ہمیں یہ اطلاع ملی کہ صوبے بھر میں اور بالخصوص بہاول پور میں مٹی کے تیل کی کوئی کمی نہیں۔ وہ باقاعدہ فراہم کیا جا رہا ہے۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ جناب وزیر موصوف نے بڑی چابک دستی کے ساتھ اپنی ذمہ داری کسی اور پر ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ وہاں اس کی کمی نہیں ہے۔ لیکن وہاں تیل نایاب ہے اور لوگ قطاریں لگائے کھڑے رہتے ہیں۔ لیکن تیل نہیں ملتا۔ یہاں تک کہ سرکاری محکموں کو بھی بعض ضروریات کے سلسلے میں بڑی دقت پیش آ رہی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ کیا کوشش کی جا رہی ہے کہ جو بھی مشکل ہے۔ دور ہو جائے؟

وزیر صنعت۔ جو حقائق میرے پاس ہیں وہ میں نے پیش کر دیئے ہیں۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ تیل کی ترسیل کے سلسلے میں مسئلہ ہے۔ پہلے یہ تھا کہ صرف تیل کے ڈپو تک سپیشل ٹرینوں کے ذریعے تیل پہنچایا جائے گا۔ لیکن اب اس میں بعض شہروں لیے کے یہ تبدیلی کر دی گئی ہے کہ کراچی سے تیل کی ترسیل کا انتظام کر دیا گیا ہے اس لیے وہاں تیل کی

سپلائی کی حالت بہتر ہو گئی ہے - اور بعض شہروں کو فراہمی روکی جا رہی ہے ، کراچی سے ڈائرکٹ سپلائی نہیں ہو سکتی - یہ معاملہ چونکہ صوبائی حکومت کے مشورے سے ہوا ہے اس لیے میری درخواست یہ ہے کہ بہاول پور کے قریب سمہ سٹہ اور لودہراں جنکشنز موجود ہیں ، وہاں ویگنز آ سکتے ہیں اور unload ہو سکتے ہیں - تیل کی کمی نہیں - مسئلہ صرف یہ ہے کہ وہاں ویگن پہنچانے کی اجازت نہیں اور اس پر خاص قسم کی اجارہ داری قائم کر دی گئی ہے - اس لیے میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں ذاتی دلچسپی لے کر ضلع بہاول پور اور گردونواح کے لیے تیل کی فراہمی کا انتظام کریں -

وزیر صنعت - ذاتی دلچسپی ہی کی بات نہیں ، یہ ہماری ذمہ داری ہے - اور ہمیں اس کا احساس ہے - اسی لیے جو کوائف ہیں وہ میں نے آپ کے پیش کر دیئے ہیں - اس کے ساتھ میں یہ بھی التماس کرتا ہوں کہ آپ ان علاقوں کی نشاندہی کریں جہاں کمی ہے - میں اس کمی کو دور کرنے کی کوشش کروں گا -

سید تابش الوری - پراپر بہاول پور - ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے -

مسٹر سپیکر - چونکہ یہ تحریک اب پریس نہیں کی جا رہی اس لیے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے -

---

حکومت کی یقین دہانی کے برعکس بدوملہی اور نارووال کے سیلاب زدہ علاقے کے کسانوں سے آبیانہ اور مالیہ کی وصولی

مسٹر سپیکر - میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" یکم اپریل کی اطلاع کے مطابق سیلاب زدہ علاقے جن میں بدو ملی اور نارووال شامل ہیں ، وہاں کے کسانوں سے آبیانہ اور مالیہ وصول کیا جا رہا ہے جب کہ حکومت نے واضح یقین دہانی کرائی تھی کہ سیلاب کے متاثرہ لوگوں

سے آبیانہ اور مالیہ وصول نہیں کیا جائے گا ۔ لیکن بدوملہی اور نارووال کی انتظامیہ غریب ، مصیبت زدہ کسانوں سے زبردستی مالیہ اور آبیانہ وصول کر رہی ہے ۔ جس سے متاثرہ لوگوں میں بے چینی اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

وزیر آبپاشی ۔ جناب والا ۔ فاضل ممبر نے خود یہ فرمایا ہے : ''جب کہ حکومت نے واضح یقین دہانی کرائی تھی کہ سیلاب کے متاثرہ لوگوں سے ۔۔ ''متاثرہ لوگوں'' کے الفاظ پر میں خاص طور پر اس لیے زور دے رہا ہوں کہ میری وضاحت میں فاضل ممبر ان الفاظ پر اگر غور قائم رکھیں گے تو وضاحت ان کی سمجھ میں آئے گی ، ورنہ نہیں ۔ گزارش ہے کہ سیلاب زدہ علاقے میں متاثرین سیلاب کو آبیانے اور مالیے کی معافی اس رقبے سے دی گئی تھی ، جہاں سیلاب سے فصل کو کافی نقصان پہنچا تھا ۔ جس رقبے میں نقصان نہیں ہوا تھا ، وہ معافی کے حق دار نہیں ۔ اس لیے یہ کہنا کہ بلا تخصیص تمام تحصیل کے تمام رقبے کو معافی دی جائے ، درست نہیں ہے ۔ سیلاب سے خاص طور پر چاول کی فصل کو کلی طور پر نقصان نہیں پہنچا ، جہاں چاول کی فصل میں پانی کافی زیادہ دیر کھڑا رہا ، وہاں نقصان ہوا ۔ لیکن جہاں سیلاب گزر گیا وہاں چاول کی فصل کو نقصان کی بجائے فائدہ پہنچا ہے اسی طرح سے کئی ایسے علاقے بھی ہیں جہاں سیلاب کا پانی نہیں پہنچا اور وہاں اس قسم کی فصل پہلے سے بھی اچھی حالت میں موجود ہے ۔ اس بنا پر اس ضمن میں یہ بتا دینا بے جا نہ ہوگا کہ صوبہ پنجاب میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں سے 78 لاکھ 49 ہزار 293 روپے کا آبیانہ معاف کیا گیا ہے ۔ لیکن کل اندازے کے مطابق اس وقت تک ایک کروڑ چونتیس ہزار 732 روپے کا آبیانہ معاف کیا جا چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس میں وہ علاقے شامل ہیں جن کی وہ شکایت کر رہے ہیں ۔

وزیر آبپاشی ۔ اس میں بدوملہی اور نارووال کے علاقے شامل ہیں ۔ ان علاقوں میں متاثرہ فصلوں سے آبیانہ معاف کر دیا گیا ہے ۔ یہ مجموعی طور پر وہ رقم ہے جو چھوڑ دی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا سمجھوں کہ اس بیان کے پیش نظر تحریک التو ہریس نہیں کی جاتی ؟

میاں خورشید انور ۔ جی ہاں ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور مصدرہ 1974

(مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1974ء)

(جاری)

(کلاز ۔ 24)

مسٹر سپیکر ۔ اب ہم اگلی آئیٹم کی طرف آتے ہیں بل کی کلاز 24 زیر غور ہے ۔ اس کلاز میں یہ define کیا گیا ہے کہ سنڈیکیٹ کیا ہے اور اس کے کیا اختیارات ہوں گے ۔ اس لیے سیکنڈ سلپمنٹ میں ترمیم نمبر 44 کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ ترمیم نمبر 45 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ، علامہ رحمت اللہ ارشد ، مرزا فضل حق ، میاں مصطفیٰ ظفر قریشی ، علامہ رحمت اللہ ارشد نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ' میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 24 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ض) کی سطر 1 کے لفظ ''سینٹ'' سے قبل الفاظ اور دفعہ 30 کی تحتی دفعہ (2) جسے دفعہ 23 (الف) کے ساتھ پڑھا جاتا ہے کے مطابق ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (z) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word

"Senate and semi-colon occurring at the end, the following be inserted, namely :—

in accordance with sub-section (2) of Section 30 read with section 23 (a).

Sheikh Aziz Ahmad. Oppsed.

Mr. Speaker. Amendment No. 46 to be moved by Syed Tabish Alwari and Mian Khurshid Anwar. Other movers are not present.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی کی ضمن 24 کے تحتی ضمن (2) کے پیرا (ج ج) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That para (cc) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by StandingCommittee on Education, be delcted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari please.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹی کا موجودہ بل جن اہم ترین ہیئت حاکمہ کو تشکیل دیتا ہے ان میں سنڈ یکٹ ایک انتہائی اہم اور بنیادی ہیئت حاکمہ ہے جس کے سپرد یونیورسٹی کے تمام انتظامات معاملات ہوتے ہیں اور ایک اعتبار سے یونیورسٹی کی ساری سلطنت سنڈ یکٹ کے ذریعے چلائی جاتی ہے ۔ موجودہ کلاز سنڈیکٹ کے اختیارات اور فرائض سے متعلق ہے اور یہ اختیارات اور فرائض نہ صرف یہ کہ خاصے وسیع ہیں جامع ہیں بلکہ پہلے کے مقابلے میں بھی اس میں ایسے اضافے کیے گئے ہیں جن کی وجہ سے سنڈیکٹ پہلی سنڈ یکٹ کے مقابلے میں زیادہ با اختیار اور زیادہ طاقتور ہو جائے گی ۔ لیکن یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوتا ہے کہ سنڈیکٹ کو مرکزی ادارہ بنانے اور سمجھنے کے باوجود اسے تمام تر اختیارات دینے کے باوجود اسے اس کو موثر ۔ فعال

بنانے اور متحرک رکھنے کے لیے کوئی ایسی پروویژن موجود نہیں ہے جس کے تحت یہ ادارہ تسلسل کے ساتھ ۔ تواتر کے ساتھ اور باقاعدگی کے ساتھ اپنا کام کر سکے ۔ یہ وائس چانسلر کی صوابدید ہے کہ وہ جس وقت چاہے اس کا اجلاس طلب کرے اور جب تک چاہے اجلاس طلب نہ کرے ۔ ایسی صورت میں سنڈیکٹ کی یہ خود مختاری سنڈیکٹ کے اختیارات کی یہ حیثیت زیادہ معنی نہیں رکھتی ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک سنڈیکٹ کو تمام اہم ترین جمہوری اور عملی اداروں کی طرح اس بات کا پابند نہیں کیا جائے گا اور سال میں اس کے کتنے یقیناً اور لازمی طور پر اجلاس ہوں گے اس وقت تک سنڈیکٹ کے یہ جو اختیارات ہیں ان سے صحیح کام نہیں لیا جا سکے گا ۔ اور وہ اپنے فرائض اس تسلسل کے ساتھ ادا نہیں کر سکے گی جس کے اس مسودہ قانون میں توقع کر رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اس وقت یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد ختم کر دیا گیا ہے ۔ سینٹ پہلے سے بھی موجود نہیں تھا ۔ یہ ایک نیا ادارہ ہے جو تشکیل دیا جائے گا ۔ محض انتظامی ادارہ کی حیثیت سے یونیورسٹی میں سنڈیکٹ ہی تمام تر فرائض ادا کر رہا تھا لیکن آپ کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ جب سے یہ آرڈیننس نافذ ہوا ہے اس وقت سے لے کر اب تک یونیورسٹی سنڈیکٹ کے خاتمے کے بعد مفلوج ہو کر رہ گئی ۔ اب وہاں صرف ایک شخص کو مطلق العنان اختیارات حاصل ہیں اور وہ وائس چانسلر ہے ۔ اس اعتبار سے جناب والا ۔ اگرچہ یہ آرڈیننس کے تحت یہ گنجائش موجود تھی کہ فوری طور پر چانسلر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ لیکن ابھی تک چانسلر کمیٹی ہی تشکیل نہیں دی جا سکی اور اس طرح سے ہم عملاً ایک اتنے بڑے ادارہ کو اتنی بڑی یونیورسٹی کو مفلوج بنا کر ایک شخص کے رحم و کرم پر چھوڑے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کلاز سے آپ یہ ساری تقریر کس طرح جوڑ رہے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس وقت سنڈیکیٹ کے اختیارات کی بات کر رہا ہوں کہ اگر یہ سنڈیکیٹ کو اختیار نہ دیا جائے ۔ اس کی تشکیل نہ کی جائے تو وہ جو خلا پیدا ہوتا ہے وہ کتنا خوفناک ہوتا ہے ۔ اس لیے

میں جناب والا ۔ یہ گزارش کر رہا تھا کہ اگر یہ اختیارات سنڈیکیٹ کو تفویض کیے جا رہے ہیں یہ فرائض دیے جا رہے ہیں تو یہ یقیناً ایک خوش آئند بات ہے ۔ لیکن اس بات کی ضرورت ہے کہ سنڈیکیٹ کو اس بات پر مجبوراً پابند کیا جائے کہ باقاعدگی کے ساتھ ان اختیارات کو استعمال کر سکے ۔ وہ اس وقت بھی موجود نہیں ہے اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ اس کی تشکیل میں ابھی کتنا عرصہ لگے گا ۔

جناب والا ۔ میری اس سلسلہ میں جو بنیادی ترمیم ہے وہ خالصتاً فنی نوعیت کی ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ سینٹ کو دساتیر مرتب کرنے کا اختیار ہوگا ۔ لیکن یہ دساتیر وہ اس متعلقہ ضمن کے تحت مرتب کر سکے گا جو اس سلسلہ میں مسودہ قانون کے مختلف حصوں میں موجود ہے ۔ اس طرح سے یہ قانون اور یہ پروویژن زیادہ جامع ہو جائے گی اور قانون کی وہ جو بنیادی ضروریات ہیں جس کے تحت قانون کو بالکل واضح اور غیر مبہم ہونا چاہیے اس کی تکمیل ہو سکے گی ۔

اسی طرح سے جناب والا ۔ میری اور ایک اہم ترمیم اس میں یہ ہے کہ اصل پروویژن میں کہا گیا ہے کہ سنڈیکیٹ اپنے اختیارات میں سے کسی اختیار کو کسی ہیئت حاکمہ یا افسر یا مجلس یا ذیلی مجلس کے سپرد کر سکے گی ۔ ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس ضمنی کلاز کو حذف کر دیا جائے ۔ کیونکہ یہ ایسی خطرناک پروویژن ہے جس کے تحت کسی بھی افسر کو کسی بھی ہیئت حاکمہ کو سنڈیکیٹ کے اختیارات کلی کو منتقل کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا اور جناب والا ۔ کسی طور پر بھی یہ مناسب اور پسندیدہ بات نہیں ہے کہ کسی ایک افسر کو یا کسی ایک ہیئت حاکمہ کو سنڈیکیٹ اپنا کوئی بڑے سے بڑا اختیار دے دے ۔ جس میں کوئی تخصیص موجود نہیں ہے ۔ کوئی امتیاز موجود نہیں ہے کہ وہ کون سا اختیار کس افسر کو دے سکے گی ۔ جناب والا ۔ ایسے غیر محدود اختیارات منتقل کرنا کسی بھی افسر کے لیے یا کسی ہیئت حاکمہ کے لیے سنڈیکیٹ کی نفی کر دیتا ہے ۔ اور اس کی خود مختاری کو ختم کرکے رکھ دیتا ہے اور ایک ایسا اختیار دے دیتا ہے جو کسی بھی افسر کو اپنی ذاتی حیثیت میں بھی مطلق العنان بنانے میں مدد دے گا ۔

جناب والا ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس ترمیم کو یقینی طور پر قبول کر لیا جائے کیونکہ خود حکومت کی بھی یہ یقیناً منشاء نہیں ہو سکتی کہ وہ کسی ایک افسر کو یا کسی ایک ہیئت حاکمہ کو سنڈیکیٹ کا اختیار منتقل کر دے ۔ اگر جناب والا ۔ اس کلاز کی ضمنی کلاز حذف نہ کی گئی تو یہ اندیشہ موجود ہے کہ کسی وقت بھی اس کے کسی بھی شخص کو پسندیدہ سمجھ کر یا آلۂ کار بنانے کا ناجائز کام لینے کے لیے ایک مخصوص اختیار دے کر اس کے غلط کام لیا جا سکتا ہے ۔ تو کوئی قانون جس میں اس قسم کی گنجائش موجود ہے کسی طور پر بھی جمہوری اور عوامی اور منصفانہ نہیں کہلا سکتا ۔ میں آپ کے توسل سے درخواست کرتا ہوں کہ یہ ایوان ہماری اس ترمیم پر اس نقطہ نظر سے غور کرے کہ سنڈیکیٹ کو جو اختیارات دے رہے ہیں وہ اس اعتبار سے دے رہے ہیں کہ وہ ایک عوامی اور جمہوری ادارہ ہوگا ۔ اگر اس ادارہ کی طرف سے کسی ایک افسر کو اختیار منتقل کر دیا جائے تو اس کی نمائندگی اور اس کی خود مختاری اپنی جگہ محل نظر ہو جاتی ہے ۔ اس لیے میں یہاں نہ صرف یہ درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ان ترامیم کو جو فنی اور معنوی اعتبار سے نہایت اہم ہیں ان کو قبول کر لیا جائے بلکہ یہ بھی درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت جو سنڈیکیٹ کی عدم موجودگی کی وجہ سے خلا موجود ہے اس کو بھی دور کیا جائے ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in para (z) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Senate" and semi-colon occurring at the end, the following be inserted, namely :

in accordance with sub-section (2) of section 30 read with section 23 (a).

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That para (cc) of sub-clause (2) of Clause 24 of

the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 24 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 25)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز 25 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 47 خلاف ضابطہ ہے یہ پیش نہیں ہو سکتی ۔ ترمیم نمبر 48 سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے اجازت دیجیے کہ میں ترمیم نمبر 48 اور 49 کی بجائے 50 پیش کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 50 بھی پیش نہیں ہو سکتی ۔ یہ مطابقت نہیں کر رہی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جی ٹھیک ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 50 ، 51 ، 52 ، 53 ، 54 ، 55 ان میں سے کوئی بھی مطابقت نہیں کر رہی ہے ۔ 52 آ سکتی ہے پھر اس کے بعد 56 ، 57 ، 58 آ سکتی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم نمبر 51 پڑھ رہا ہوں اور ترمیم نمبر 50 میں (ہشتم) کی بجائے (ہفتم) ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ نے چار ایسوسی ایٹ پروفیسر لکھا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔ وہ غلط ہے ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم نمبر 51 پڑھ رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ہفتم) کی سطر 3 میں الفاظ "اور اپنے میں سے" کی بجائے الفاظ "یونیورسٹی کے تدریسی عملہ میں اکیڈیمک سٹاف ایسوسی ایشن" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. Verbal amendment is allowed.
The motion is :

That in para (vii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "and from amongst themselves" occurring in line 3, the words "the Academic Staff Association from amongst the teaching staff of the University" be substituted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ اس کے بعد کون سی ترمیم پیش ہو رہی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اب ترمیم نمبر 52 پیش ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سد تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔
کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کے تحتی ضمن (1) کے پیرا (پنجم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہاں میرے پاس تو پیرا (نہم) لکھا ہوا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ وہ غلط ہے ۔ پیرا (پنجم) ہے جناب والا ۔ پیرا (پنجم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

(پنجم) تدریسی شعبہ کے چیئرمین کے علاوہ پانچ اسسٹنٹ پروفیسر

صاحبان اور پانچ اساتذہ جن کا انتخاب اساتذہ کی ایسوسی ایشن کرے گی -

Mr. Speaker : The motion is :

That for para (v) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(v) five Assistant Professors and five teachers other than Chairman of teaching Department, to be elected by the Teachers' Association;".

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

مسٹر سپیکر - اب کون سی ترمیم پیش ہو گی -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم نمبر 53 کی بجائے 54 کو پیش کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر - ٹھیک ہے -

سید تابش الوری - جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ہشتم) میں لفظ "چانسلر" اور اختتام سے پہلے لفظ "سنڈیکیٹ سے مشورہ کر کے" ثبت کئے جائیں -

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (viii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Chancellor" and semi-colon occurring at the end, the words "on consultation with Syndicate" be inserted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اب ترمیم نمبر 55 پیش ہو گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ہشتم) میں لفظ "چانسلر" کے بعد الفاظ "سنڈیکیٹ کی سفارش پر" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in para (viii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Chancellor" and semi-colon occurring at the end, the words "on the recommendation of the Syndicate" be inserted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ باقی کوئی اور ترامیم ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ دو او ترامیم باقی ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کی تحتی ضمن (3) کی سطر 1 میں الفاظ "ایک تہائی" کی بجائے لفظ "نصف" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "one-third" occurring in line 2, the word "one-half" be substituted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کی تحتی ضمن (3) کے آخر میں الفاظ "کسر کو ایک شمار کیا جائے گا"۔ ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "members" and full-stop occurring at the end, the words "a fraction being counted as one" be inserted.

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 25 کے بعد مندرجہ ذیل نئی ضمن بطور ضمن 25 ۔ الف ایزاد کی جائے ۔

"25 ۔ الف سینٹ سنڈیکٹ اور اکیڈیمک کونسل کے لیے اساتذہ نمائندوں کا چناؤ پنجاب یونیورسٹی کے اساتذہ کی ایسوسی ایشن کرے گی ۔

جناب والا ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ لفظ "پنجاب" جو ہے وہ حذف کر دیا جائے

Mr. Speaker : Ammendment allowed.

The motion is :

That after Clause 25 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Education, the following new Clause be added as Clause 25-A, namely :-

"25-A. The representatives of the teachers on the Senate, the Syndicate and the Academic Council will be elected by the teachers, Association of the University".

Mian Manzur Ahmad Mohal : Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش لوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون کی ضمن ۔ 25 تعلیمی کونسل کی تشکیل سے متعلق ہے اور تعلیمی کونسل جسے اکیڈمک کونسل کہا جاتا ہے وہ یونیورسٹی کی علمی تدریسی اور نصابی معاملات کو طے کرنے کے لیے منبع کی حیثیت رکھتی ہے ۔ وہ تعلیم و تدریس کا سرچشمہ ہوتی ہے ۔ وہ ایک ایسا ادارہ ہوتی ہے جو یونیورسٹی کے تعلیمی حال اور مستقبل کا تعین کرتی ہے اور جو ایسی حکمت عملی طے کرتی ہے جس کے نتیجہ میں یونیورسٹی کو علمی اعتبار سے ۔ فنی اعتبار سے اور انتظامی اعتبار سے ایک بلند تر مقام اور امتیازی مقام حاصل ہو سکے گا ۔ اس لیے تعلیمی کونسل کی تشکیل کے وقت یہ دیکھنا ضروری ہے کہ اس میں جن شعبوں کو نمائندگی دی گئی ہے جن افراد کو شامل کیا گیا ہے وہ اس سلسلہ میں بنیادی طور پر اس کے کے اہل ہیں یا نہیں ۔ یہ بات یقیناً بڑی خوش آئند ہے کہ تعلیمی کونسل کی تشکیل کے وقت مختلف شعبوں کی نمائندگی کا اہتمام کیا گیا ہے ۔ اس کے نتیجہ میں بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ اگر یہ تعلیمی کونسل جلد تشکیل پا گئی تو وہ اپنے اراکین کے تجربے اور مہارت سے فائدہ اٹھا کر یونیورسٹی کے علمی و تدریسی حال و مستقبل کو بہتر بنانے کے لیے مفید کام کر سکے گی ۔

جناب والا ۔ اسی سلسلہ میں جو بات ہمیں سب سے زیادہ کھٹکتی ہے اور اس سلسلہ میں ہم نے دو ترامیم پیش کی ہیں ۔ وہ بنیادی طور پر تعلیمی کونسل میں اساتذہ کی نمائندگی اساتذہ کی ایسوسی ایشن کے ذریعے نہ ہونا ہے ۔ ہم نے اس سلسلہ میں آپ کے توسط سے اس ایوان میں پیش کیا ہے اور خود

اساتذہ و طلباء نے بھی مختلف تحریکوں کے ذریعہ ۔ مختلف یادداشتوں کے ذریعہ حکومت سے اپیل کی ہے کہ ایسوسی ایشن کو مختلف ہیئت حاکمہ میں نمائندگی دی جائے ۔ لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اساتذہ کو تمام معاملات میں ان کی انجمن کے راستہ سے طلب بھی کیا جاتا ہے ۔ ان سے مشورہ بھی کیا جاتا ہے ۔ ان کے مشورے مانے بھی جاتے ہیں لیکن جب ان کو تسلیم کرنے کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے تو اسے تسلیم نہیں کیا جاتا ۔ حالانکہ ہم حقیقتوں کو بہت تسلیم کرنے کے قائل ہیں ۔ کوئی بھی حقیقت کہیں بھی ہو اسے ہمیں تسلیم کرتے ہوئے کوئی تامل اور تذبذب نہیں ہونا چاہیے ۔ اس طرح سے جناب والا ۔ اساتذہ کی یہ انجمن یونیورسٹی میں ایک زندہ حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے اور جب تک اسے تسلیم کرکے اس کے نمائندوں پر مشتمل افراد کو تعلیمی کونسل میں نہیں بھیجا جائے گا اس وقت تک نہ صرف یہ کہ ان کے محرومی کے احساسات ختم نہیں ہوں گے ۔ بلکہ ان میں زیادہ اعتماد اور یقین بھی پیدا نہیں ہو سکے گا ۔ ہم نے انہیں ان ترامیم کے ذریعہ اس بات کی طرف ایک دفعہ پھر توجہ مبذول کروائی ہے کہ تعلیمی کونسل میں جو اساتذہ متعین کیے جائیں ان کے لیے ان کی انجمن کو اختیار دیا جائے ۔

اس طرح جناب والا ۔ اس میں ایک دوسری بات جو سب سے زیادہ محسوس کی گئی ہے وہ تعلیمی کونسل میں طلباء کی عدم نمائندگی ہے ۔ طلباء کو تعلیمی کونسل میں ایک اہم عنصر ہونے کے باوجود کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ۔ طلباء جو یونیورسٹی کے معاملات سے اب اس طرح سے متعلق ہیں ۔ خاص طور پر تعلیمی کونسل کے اغراض و مقاصد کے اعتبار سے اس قدر اہم ہیں کہ جب تک ان کو نمائندگی نہیں دی جائے گی تعلیمی کونسل کی تشکیل جامع اور مکمل نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ۔ آپ طلباء کو ہمیشہ مستقبل کا معمار کہتے ہیں ۔ آپ ہمیشہ طلباء کو اس بات کا مستحق سمجھتے ہیں کہ وہ مختلف معاملات میں مختلف مسائل کے سلسلہ میں اپنی قوتیں اور صلاحیتیں استعمال کریں ۔ جناب والا ۔ آپ ان کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لیے ان کو کوئی وقت دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ ان کو حکومت کے خلاف تحریک چلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں ۔ لیکن حکومت چلانے کے لیے

انھیں کوئی اختیار دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ۔ یہی وہ قول و فعل کا تضاد ہے جس نے طلباء میں ایک ہیجان اور اضطراب پیدا کیا ہے ۔ اور بے اعتمادی کی کیفیت پیدا کر دی ہے ۔ انھوں نے مسلسل مطالبہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں تمام یونیورسٹی کی ہیئت حاکمہ میں ان کو متناسب نمائندگی دی جائے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ اگر تعلیمی کونسل میں بھی سینٹ اور سنڈیکیٹ کی طرح کوئی ایک ہی نمائندہ لے لیا جاتا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑتی ۔ کون سا آسمان گر پڑتا ۔ کہاں زمین شق ہو جاتی ۔ بلکہ اس کے مقابلہ میں طلباء کو تعلیمی کونسل میں بیٹھ کر نہ صرف یہ کہ بہت سے معاملات کو سمجھنے کا موقع ملتا ۔ نہ صرف یہ کہ طلباء کے نقطہ نظر کو تعلیمی کونسل کے سامنے پیش کرنے کا موقع ملتا ۔ بلکہ خود تعلیمی کونسل کے سامنے پیش کرنے کا موقع ملتا اور تعلیمی کونسل کے جو نظریات اور مقاصد ہیں جو لائحہ عمل ہے اسے طلباء تک پہنچانے میں بھی ایک رابطہ کا کام لیا جا سکتا تھا ۔ اس لیے جناب ہم بڑی شدت سے اس بات پر احتجاج کرتے ہیں کہ تعلیمی کونسل میں طلباء کو کوئی نمائندگی نہیں دی گئی ۔ اور اب بھی وقت ہے کہ جناب وزیر موصوف جو ہمیشہ کسی بھی اچھی تجویز کو کسی بھی مرحلہ پر قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ۔ وہ طلباء کو اس سے محروم نہ کریں اور اس طرح سے ایک ایسی خوشگوار روائت قائم کریں ۔ جس سے طلباء میں اعتماد بحال ہو اور وہ مستقبل اور حال کے معاملات طے کرنے میں نہ صرف عملی تربیت حاصل کریں بلکہ آئندہ جو وسیع تر ذمہ داریاں ان کے سپرد ہونے والی ہیں ان کے بھی اہل ثابت ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ اگر طلباء کو تعلیمی کونسل میں نمائندگی دی گئی تو اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ تعلیمی کونسل جو پالیسی ۔ جو لائحہ عمل ۔ جو معاملات طے کرے گی وہ بعض اوقات طلباء کے لیے قابل قبول نہیں ہوں گے اور اس سے ایسی صورت حال پیدا ہو سکے گی جس میں طلباء اور تعلیمی کونسل کے درمیان تصادم کی کیفیت پیدا ہو سکے گی ۔ لہذا اس کو دور کرنے کے لیے اور طلباء کے مطالبات کی روشنی میں ان کے جذبات اور احساسات کی روشنی میں ان میں اعتماد اور یقین بحال کرنے کے لیے ان کی نمائندگی کا اہتمام کیا جائے ۔ تاکہ تعلیمی کونسل زیادہ جامع زیادہ فعال اور زیادہ طبقوں کی نمائندہ ہونے کی حیثیت سے موثر کام کر سکے ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in para (vii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "and from amongst themselves" occurring in line 3, the words "the Academic Staff Association from amongst the teaching staff of the University" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker: The amendment before the House is :

That for para (vii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

(vii) five Assistant Professors and five teachers other than Chairman of teaching Department, to be elected by the Teachers, Association,

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in para (viii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Chancellor" and semi-colon occurring at the end, the words "on consultation with Syndicate" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is.

That in para (viii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommeuded by the Standing Committee on Education, between the word "Chancellor" and semi-colon occurring at the end, the words "on the recommendation of the Syndicate be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "one-third" occurring in line 2, the word "one-half" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "members" and full stop occurring at the end, the words "a fraction being counted as one" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That after Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause be added as Clause 25-A, namely :-

25-A. The representatives of the teachers on the Senate, the Syndicate and the Academic Council will be elected by the Teachers' Association of the University.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 25 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 26)

Mr. Speaker. Now Clause 26 of the Bill is under consideration. Amendment No. 59 is ruled out.

The question is :

That Clause 26 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 27)

Mr. Speaker. Now Clause 27 is under consideration. Amendment No. 60.

Mian Khurshid Anwar. We are not moving Sir.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 27 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 28)

Mr. Speaker. Now Clause 28 of the Bill is under consideration. Amendment No. 61.

Mian Khurshid Anwar. We are not moving it Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 28 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 29)

Mr. Speaker. Now Clause 29 of the Bill is under consideration. Amendment No. 62.

Mian Khurshid Anwar. Not moving it Sir.

Mr. Speaker. Now amendment No. 63.

میاں خورشید انور ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جو کہ اس 2 بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے

سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 29 کی تحتی ضمن (2) کی سطر 2 کے الفاظ "سینیٹ" اور اس کے مابین الفاظ "یونیورسٹی کی مقننہ عظمیٰ کی حیثیت سے،، ثبت کیئے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "it" and colon occurring at the end of line 4, the comma and the words "as Supreme Legislative Body of the Univerasity" be inserted.

Minister for Education.
Sheikh Aziz Ahmad.) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

میاں خورشید انور ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 29 کی تحتی ضمن (2) کے دوسرے جملہ شرطیہ کی سطر 3,4 میں "الفاظ اور یہ اس وقت تک موثر نہیں ہوگا۔ جب تک چانسلر صاحب اس کی منظوری نہ دے دیں" حذف کر دیئے جائیں ۔ اور سطر 3,4 کے الفاظ "کو،، اور ,,پیش،، کے درمیان الفاظ "برائے منظوری،، ثبت کیے جاویں ۔

Mr. Speaker. The amendment move is :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education for the words "and shall not be effective until it has been approved by the Chencellor" occurring in lines 3-4, the words "for his assent" be substituted.

Minister for Education.
Sheikh Aziz Ahmad.) Opposed.
Mian Manzoor Ahmad Mohal.)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ کی ضمن 29 کی تحتی ضمن (2) کے دوسرے جملہ شرطیہ کے آخر میں مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کیئے جائیں ۔

بہر کیف چانسلر صاحب اپنی رسمی منظوری نہیں روکیں گے ماسوائے اس صورت کے جب کہ دساتیر یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد کے منافی ہوں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in the second Previso to sub-clauses (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after the word "Chancellor" and full-stop occurring at the end, the words whoever the Chanceller shall not withhold his formal approval except in the case when the Statutes are repugnant to the aims and objects of the University.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مسودہ قانون کی ضمن 29 یونیورسٹی کے دساتیر ۔ ضوابط ۔ اور قواعد کی ترتیب و تدوین کے متعلق ہے ۔ اور اس کے تحت یہ اختیار دیا جا رہا ہے کہ یونیورسٹی کے ملازمین کی شرائط و ضوابط ملازمت ان کی پنشن ۔ ان کی گریجوئٹی ۔ ان کے جنرل پراویڈنٹ فنڈ اور دوسرے تمام امور سے متعق ایسے قواعد و ضوابط مرتب کرسکے گی ۔ جس کے تحت یونیورسٹی کے مختلف شعبوں کو چلانے کے لیے اس میں آسانی ہوگی ۔ جناب والا ۔ یہ اختیارات عمومی طور پر ضروری ہوتے ہیں ۔ اور ہر یونیورسٹی میں مختلف ہیئت حاکمہ کو اپنے اپنے متعقہ شعبوں کے لیے قواعد مرتب کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے ۔ یہاں پر یہ بھی اختیار اکیڈیمک کونسل ۔ سنڈیکیٹ اور

سینیٹ کو مختلف مرحلوں کی صورت میں دیا گیا ہے ۔ ہمیں اس سے اتفاق ہے کہ ان اختیارات کو استعمال کرنے کے لیے مختلف ہیئت حاکمہ کو کچھ نہ کچھ حقوق و استحقاق تفویض کرنے ضروری ہیں ۔ لیکن جناب والا ۔ جہاں سینیٹ اور سنڈیکیٹ کو اختیار دیا گیا ہے ۔ وہاں اس کی تحتی ضمن کے تحت وہ اختیار معطل یا کم از کم مفلوج کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کو ایک طرف تو یہ کہا گیا ہے کہ وہ یونیورسٹی کے معاملات کے سلسلے میں جس قسم کے دساتیر مرتب کرنا چاہیں ۔ وہ منظور کرکے چانسلر کو بھیجیں گے ۔ لیکن چانسلر کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے اور یہ مطلق العنانی بخش دی گئی ہے کہ وہ اگر چاہے تو ان کو نامنظور کر سکتا ہے ۔ ان کی منظوری روک سکتا ہے ۔ اور انہیں واپس بھیج سکتا ہے اور وہ دستاتیر وہ ضوابط و قواعد اس وقت تک موثر نہیں ہوں گے جب تک کہ چانسلر ان کی منظوری نہیں دے گا ۔ جناب والا ۔ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کی خود مختاری کے دعووں کے بعد چانسلر کو یہ اختیارات دے کر اس کا مضحکہ اڑایا گیا ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی موجودہ حکومت کی یہ خواہش نہیں ہو سکتی ہے کہ وہ جو کچھ کہے ۔ اس پر خود بھی عمل نہ کرے ۔ اس ضمن کی تحتی ضمن میں یہ واضح طور پر جو پابندی عائد کی گئی ہے ۔ وہ ایسی پابندیاں ہیں جو کہ کوئی بھی عوامی ادارہ ۔ کوئی بھی جمہوری ہیئت حاکمہ قبول نہیں کر سکتی ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں ۔ جناب والا ۔ کہ اس ایوان کو بھی ایک عوامی ادارے کی حیثیت حاصل ہے ۔ یہاں پر بھی ان کو دساتیر و قوانین مرتب کرنے کا استحقاق بخشا گیا ہے ۔ لیکن اس کے لیے فارملی طور پر ۔ اسی طور پر یہ ضروری ہے کہ گورنر کے سامنے یہ قانون پیش کیا جائے ۔ تاکہ وہ ان کی رضامندی دے ۔ اور وہ بھی انہیں پابند رکھا گیا ۔ کہ سات روز کے اندر اندر ان کی رضامندی دے دینی چاہیے ۔ اور اگر یہ رضامندی سات روز کے اندر اندر نہ دی گئی ۔ تو وہ قانون خود بخود موثر ہو جائے گا ۔ لیکن یہاں پر جناب والا ۔ سینیٹ کو مقننہ عظیم کا درجہ نہیں دیا گیا ہے ۔ اگرچہ دعویٰ یہ ہے کہ وہ سپریم باڈی ہوگی ۔ وہ اعلیٰ ترین ادارہ ہوگی ۔ لیکن یہاں ان اختیارات کے ساتھ وہ محض بے اختیار ادارہ نظر آتی ہے ۔ اس لیے ہم نے ترمیم پیش کی تھی کہ اس سلسلہ میں چانسلر کو جو لا محدود اختیارات دیئے گئے ہیں ۔ ان کو

کم کیا جائے ۔ انہیں محدود کیا جائے ۔ ہم نے اس سلسلہ میں معقول حد تک یہ تجویز پیش کی تھی کہ چانسلر اپنی رسمی منظوری نہیں روکیں گے ماسوائے اس صورت کے کہ دساتیر یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد کے منافی ہوں اور ہم ان کو اس اختیار سے بھی محروم نہیں کر رہے ہیں کہ وہ اس کو مسترد کر سکیں گے ۔ ہم صرف یہ پابندی عائد کر رہے ہیں کہ وہ بلا وجہ کسی بھی قاعدے کسی بھی دستور کسی بھی ریزولیوشن کو نا منظور نہ کر سکیں البتہ اسے یہ اختیار ضرور ہونا چاہئے کہ وہ ریزولیوشن وہ دساتیر وہ کوائف اگر یونیورسٹی کے بنیادی اغراض و مقاصد سے متصادم ہوں یا منافی ہوں تو وہ ان کی منظوری روک سکتے ہیں ۔

اس طرح سے جناب والا ۔ ہم نے یہ بھی ترمیم پیش کی ہے کہ ان مختلف ہیئت حاکمہ کی طرف سے جو دساتیر کی تجاویز منظور کی جائیں ان کو سینیٹ کے سامنے ایک علیحدہ باڈی کی حیثیت سے پیش کیا جائے جو دیہی ترقی کی ہیئت حاکمہ کے قواعد کے سلسلہ میں حتمی اختیار رکھتی ہو ۔ جناب والا ۔ اگر آپ نے سینیٹ اور سنڈیکیٹ کو بے اختیار بنا دیا اور ان کے متفقہ طور پر منظور کردہ قوانین اور قواعد کو اہمیت نہ دی گئی ۔ ان کو احترام بخشا گیا تو پھر سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے ارکان نہ صرف یہ کہ بد دلی کا شکار ہو جائیں گے اور نہ صرف اعتماد بحال نہیں ہوگا بلکہ ایک طرح کی بد دلی اور یقینی کی سی کیفیت کی وجہ سے ہمارے لیے مختلف مسائل پیدا ہو سکیں گے ۔ آپ ہمیشہ ایک تجربے کو سامنے رکھئے ۔ جب کسی شخص کو کوئی فرض سپرد کیا جائے ۔ جب کسی اسمبلی کو جب کسی ہیئت حاکمہ کو اختیار دیں تو ان پر اعتماد بھی کریں ان کو اس اختیار کے استعمال کرنے کا موقع بھی دیں ۔ اگر جناب والا ۔ آپ نے اس اعتماد کا موقع نہ دیا تو صرف وہ ہیئت حاکمہ اپنے فرائض ادا نہیں کر سکے گی بلکہ وہ جمہوری قدر اور جمہوری روح جو آپ ان اداروں کے ذریعے لوگوں تک پہنچانا چاہتے ہیں اور اس کو مستحکم کرنا چاہتے ہیں تو وہ بھی کوئی جگہ نہیں پا سکے گی ۔ جناب والا ۔ ہمارے ہاں یہ المیہ ہے کہ ہم محض کاغذی طور پر اختیار بخشتے ہیں لیکن عملاً نہ صرف اختیارات چھین لیتے ہیں بلکہ ایسے مواقع پیدا کرتے ہیں کہ وہ ان اختیارات کو سرے سے ہی استعمال نہ کر سکیں

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں مختلف ادارے اپنا امتیاز اور اعزاز بر قرار نہیں رکھ سکے اور اب بھی افراد کے گرد گھومتے ہیں اور اداروں کے گرد افراد نہیں گھومتے ۔ جناب والا ۔ جب تک ہم افراد کو اداروں کے ماتحت نہ کریں گے اور افراد کی بالا دستی کو ختم کرکے اداروں کی بالا دستی ارو اداروں کا تشخص قائم نہیں کریں گے ۔ اس وقت تک ہمارے ملک میں نہ پارلیمانی روایات جنم لے سکتی ہیں ۔ نہ جمہوریت فروغ پا سکتی ہے ۔ اور نہ ترقی یافتہ معاشرہ اپنی صحیح شکل و صورت کے ساتھ جنم لے سکتا ہے ۔

جناب والا ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ہماری ان تمام ترمیم کو اس جذبےاور روح کے ساتھ قبول کیا جائے کہ جیسے ہم نے اس مسودہ قانون کی تمہید میں جس دعویٰ کا اعلان کیا ہے ۔ ہم سینیٹ اور سنڈیکٹ کو اس دعویٰ کا عملی ثبوت بنا دیں ۔ اگر عملاً ہم نے یہ ثابت نہ کیا تو ہماری تمہید محض ایک کاغذی پیراہن کی حیثیت رکھے گی اور ہمارے لیے مسلسل ایک بدنامی اور رسوائی کا باعث ہوگی ۔ شکریہ

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "it" and colon occurring at the end of line 4, the comma and the words "as Supreme Legislatlve Body of the University" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "and shall not be effective until it has been approved by the Chancellor" occurring in lines 3-4, the words "for his assent" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, after the word "Chancellor" and full-stop occnrring at the end, the words "whoever the Chancellor shall not withhold his formal approval except in the case when the statutes are repugnant to the aims and objects of the University".

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 29 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 03)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 30 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 66 ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور صاحب موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ضوابط کے متعلق یہ کلاز چونکہ کافی پہلے منظور ہو چکی ہے کہ فارم (پنجم) کے تحت ان کو ضوابط وضع کرنے کا اختیار ہوگا ۔ اس لیے میں اس کی تحریک نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 30 بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 31)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز 31 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ کلاز بھی دساتیر اور ضوابط کے متعلق ہے ۔ اس لیے میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 31 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 32)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 32 زیر غور ہے ۔ اس میں بھی کلاز کو حذف کرنے کے متعلق ترمیم ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔ یہ کلاز بھی قواعد کے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 32 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 33)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 33 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 69 اور 70 پیش نہیں کی جا رہی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز 33 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 34)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 34 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 71 کلاز کو حذف کرنے کے متعلق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جی ہاں ۔ یہ کلاز کو حذف کرنے کے متعلق ہے اور میں اس کی تحریک نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 34 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 35)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 35 زیر غور ہے ۔ یہ پروسیجر کے متعلق ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میں اس سے متعلق اپنی ترمیم کی تحریک نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 35 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 36)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 36 زیر غور ہے ۔ یہ کلاز بھی طریقہ کار سے متعلق ہے ۔ اور اس میں ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 36 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 37)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 37 زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ چونکہ میری ترمیم کلاز کو حذف کرنے کے متعلق ہے ۔ لہذا میں اس کی تحریک ہی نہیں کرتا ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 37 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 38)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 38 زیر غور ہے ۔ اس میں ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 38 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 39)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 39 زیر غور ہے ۔ اب ترمیم نمبر 76 کلاز کو حذف کرنے کے متعلق ہے ۔ اور یہ کلاز حسابات اور جانچ پڑتال سے متعلق ہے ۔ لہذا یہ ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔ ترمیم نمبر 77 سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 39 کی تحتی ضمن (3) کی سطر 2 میں لفظ "حکومت کی" بجائے الفاظ "یونیورسٹی گرانٹ کمشن" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker. I will take up amendments No. 77, 78 and 79 together.

The motion moved is :

That in Clause 39 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Education, wherever the word "Government" occurs be substituted by the words "University Grant Commission".

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Amendment No. 80 to be moved by Syed Tabish Alwari and Mian Khurshid Anwar. Other movers are not present.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 39 کی تحتی ضمن (5) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن بطور ضمن (6) ایزاد کی جائے۔

(6) یونیورسٹی کے محاسب کا تبصرہ بمعہ خزانچی کی طرف سے اپنی تشریحات کے اساتذہ کی ایسوسی ایشن کے اراکین میں متداول کیا جائے گا۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That after sub-clause (5) of Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (6), namely :-

(6) The observation of the University Auditor, together with annotation of the Treasurer shall be circulated among members of the Teachers' Association.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مسودہ قانون کی ضمن 39 یونیورسٹی کے حسابات سے متعلق ہے ۔ اس میں مالی امور کے مختلف پہلوؤں کو روشن کرتے ہوئے حکومت کو یہ اختیار دیتی ہے کہ وہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کو

اپنے طور پر مختلف مرحلوں میں نپٹائے جب کہ یونیورسٹی میں ہر دور میں یہ مطالبہ اور یہ احساس شدید رہا ہے کہ یونیورسٹی کو جب تک مالی طور پر خود مختار نہیں بنایا جائے گا ۔ جب تک یونیورسٹی کا اپنا ایک گرانٹ کمشن نہیں ہوگا ۔ جب تک یونیورسٹی کو اپنے مالیاتی معاملات میں کلیتاً خود مختار نہیں بنایا جائے گا اس وقت تک یونیورسٹی کے بہت سے معاملات کو بہتر نہیں بنایا جا سکتا ۔ یونیورسٹی میں ترقی نہیں ہو سکتی ۔ یونیورسٹی کے توسیع منصوبوں کو زیر عمل نہیں لایا جا سکتا اور اس سلسلے میں وقتاً فوقتاً جو اہم ترین اقدامات کرنے پڑتے ہیں وہ محض حکومت کی منظوری کی وجہ سے تکمیل پذیر نہیں ہو سکتے ۔ جناب والا ۔ اس صورت حال کی وجہ سے یونیورسٹی کی خود مختاری ہمیشہ معرض بحث میں رہی ہے ۔ ہمیشہ یونیورسٹی کو خود مختار کہنے کے باوجود بے اختیار کہا جاتا رہا ہے ۔ یہ مطالبہ نہ صرف یہ کہ مختلف تعلیمی حلقوں کی طرف سے ہوا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ اساتذہ اور ماہرین تعلیم نے اس پر اصرار کیا ہے بلکہ یہ ایسا مطالبہ ہے جسے خود حکومت نے بھی مختلف مرحلوں میں نہ صرف یہ کہ اہمیت دی ہے بلکہ یہ اعلان کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مالی کمشن یونیورسٹی کے لیے قائم کریں گے ۔

جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے ایجوکیشن پالیسی سے متعلق جناب وزیر تعلیم اور جناب صدر ذوالفقار علی بھٹو کی اہم تقریر کا مختصر حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے :

> Quotation from the address of the President of Pakistan on the Education, Policy, page 5.
>
> A University Grants Commission will be estabilished to coordinate the programmes of the existing as well as the new Universities so as to avoid unnecessary duplication and waste. The Commission will also determine the disciplines for which each University will develop centres of specialization and excellence. These centres will include discliplines such as (i) soil science fertilizers, salinity water-logging, irrigation and drainage, (ii) physical chemistry (iii) theoretical physics and solid state physics.....

اور اس طرح سے ایک تفصیلی پروگرام جو جناب سابقہ صدر نے اس قوم کے سامنے تعلیمی پالیسی کی صورت میں پیش کیا تھا ۔ جناب والا ۔ اس تقریر کو مارچ 1972ء سے لے کر اب تک ایک منشور اور دستاویز کی حیثیت حاصل ہے ۔ لیکن اب تک یہ گرانٹ کمشن قائم نہیں کیا جا سکا ۔ اور اس کے نتیجہ میں یونیورسٹیوں کے مالی معاملات اسی طرح سے ابتر اور خراب ہیں ۔ بار بار یقین دلایا جاتا ہے ۔ خود اس ایوان میں وزیر موصوف نے گزشتہ پنجاب یونیورسٹی بل اور ایگریکلچر یونیورسٹی بل کی منظوری کے وقت واضح طور پر یہ اعلان کیا تھا کہ ہم بہت جلد عنقریب یہ گرانٹ کمشن قائم کریں گے ۔ لیکن ابھی تک یہ وعدہ ایفا نہیں ہوا اور اس شاعر کا یہ قول ہمارے سامنے آتا ہے کہ :

وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا

میں سمجھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آج پھر وہ اس بات کا اعلان کریں گے کہ ہم عنقریب یونیورسٹی گرانٹ کمشن قائم کر رہے ہیں ۔ ہم عنقریب یونیورسٹیوں کو مالی معاملات میں خود مختار بنا دیں گے لیکن خدا جانے وہ عنقریب کی صبح کب طلوع ہوگی ۔ جناب والا ۔ ہم نے اسی لیے حفظ ما تقدم کے طور پر ترامیم پیش کر دیں کہ جہاں جہاں حکومت اور سرکاری کا لفظ استعمال ہوا ہے وہاں پر گرانٹ کمشن کی پروویژن رکھ دی جائے تاکہ عنقریب اپنے وعدے کے مطابق ۔ جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اعلان کے مطابق اور ان کی ایجوکیشن پالیسی کی روشنی میں گرانٹ کمشن قائم ہو اس سلسلے میں یہاں پہلے ایک پروویژن موجود ہو جس کے مطابق یونیورسٹی کے مالی امور پر عمل کیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ترامیم ان کی پالیسی کے مطابق ہے ۔ اساتذہ اور طلباء کے مطالبات سے متعلق ہے ۔ یونیورسٹی کے حال و مستقبل کی بہتری کے لیے ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر موصوف نظرثانی فرماتے ہوئے ہماری ان ترامیم کو قبول فرما لیں ۔

Minister for Education. Sir, I must state that the University Grants Commission is to be established by the Federal Government. The Federal Government under-took measures to legislate and I am very pleased to tell this House that both

the Houses of the Parliament have passed this legislation and it has now become an Act of the Parliament. So, I can assure the hon'ble member and other learned members that very soon this body will be established and will be managed by persons of the highest integrity in Pakistan. I am sure the Universities will get adequate financial grants and they will be able to do their functions more effectively. The learned member should feel satisfied that we are taking all steps in that direction. I thank you, Sir.

Syed Tabish Alwari. Why not a provision there ?

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educatton, wherever the word "Government" occurs be substituted by the words "University Grant Commission.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That after sub-clause (5) of Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (6), namely :-

(6) The observation of the University Auditor, together with annotation of the Treasurer shall be circulated among members of the Teachers' Association.

(The motion was lost)

Mr Sepeaker. The question is.

That Clause 39 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 40)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 40 زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر 81 ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ باقی ممبران موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 40 حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That Clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

میاں خورشید انور ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 40 کی سطر 1 کے الفاظ "ماسوائے اس صورت کے جس کے بارہ میں بصورت دیگر اہتمام کیا گیا ہو" حذف کر دیے جائیں ۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in Clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "Except as otherwise provided" occurring in line 1, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ ضمن 40 اظہار وجوہ کا موقع فراہم کرنے کے متعلق ہے جس کے تحت یہ اختیارات دیے جا رہے ہیں ۔

ماسوائے اس صورت کے جس کے بارے میں بصورت دیگر اہتمام کیا گیا ہو یونیورسٹی کے کسی افسر ۔ استاد یا دیگر ملازم کو جو

مستقل آسامی پر فائز ہو اسے ملازمت سے موقوف یا برطرف نہیں کیا جا سکے گا یا اس کے عہدے میں کمی نہیں کی جاسکے گا یا اسے ملازمت سے جبری طور پر ریٹائر نہیں کیا جا سکے گا تا آنکہ اس کے بارہ میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف اسے اظہار وجوہ کا معقول موقع فراہم نہ کر دیا جائے۔

جناب والا ۔ یہاں اظہار وجوہ کا معقول موقع فراہم کرنے کے الفاظ یقیناً بڑے خوش گوار ہیں لیکن انہی کے ساتھ اظہار وجوہ کے نوٹس کا جواب اور اس کے اعتراضات کی سماعت کا پورا موقع دیا جائے۔ یہ بنیادی اعتراض ہے جو اس سلسلے میں عائد کیا جانا چاہیے ۔ اسی طرح جو اس سے زیادہ سنگین بات اور قابل اعتراض بات جس پر ہم نے اپنی ترامیم کی بنیاد رکھی ہے وہ یہ ہے ۔ ماسوائے اس صورت کے جس کے بارے میں بصورت دیگر اہتمام کیا گیا ہو یعنی جو صفائی کا موقع فراہم کرنے کی گنجائش ہے اس کو بھی پہلی لائن میں سردست ختم کر دیا ہے ۔ اگر کسی بھی قاعدہ کے تحت کسی بھی ریگولیشن کے تحت کوئی ایسا رول بنا دیا گیا یا ایسے رولز بنا دیے جائیں جن کے تحت یہ گنجائش رکھی ہے ۔ اس کا خاتمہ بھی ہو جائے گا اور یہ دفعہ حاوی نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ یہ ایسی صورت ہے جیسے آپ کسی آدمی کو زندگی کا پروانہ دے کر پہلے ہی موت کے ایک اور پروانہ پر دستخط کرالیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمیں ملازمین میں اعتماد بحال کرنا چاہیے۔ اگر واقعی تحفظ بخشنا چاہتے ہیں ۔ اگو ہم ملازمین سے ان کی اہلیت کی بنیاد پر کام لینا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں ایسے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ تحفظات بخشنا ہوں گے ۔ جناب والا ۔ حکومت کے تمام خود مختار اداروں کو ایسے اختیارات حاصل ہوں کہ وہ بد دیانت افسر کے خلاف موثر ترین کارروائی ممکنہ عجلت کے کے ساتھ کر سکیں ۔ ملازمین کے سروں پر اس قسم کے غیر قانونی تلوار لٹکا کر ان کو ہراساں اور دہشت زدہ کرنے کی اس پالیسی کو کوئی پسندیدہ قرار نہیں دے سکتا ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ عام طور پر سرکاری ملازمت میں تحفظ ہوتا ہے ۔ احترام ہوتا ہے ۔ عزت ہوتی ہے اور سٹیٹس ہوتا ہے ۔ اگر آج کے دور میں وہ بنیادی عنصر ختم ہو گیے ہیں اور سرکاری

ملازمین غیر محفوظ محسوس کرتے ہیں اور نہ محترم سمجھتے ہیں تو جناب والا ۔ ایسی صورت میں اس یونیورسٹی میں جو تعلیم و تدریس کے اہم ترین ستون کی حیثیت رکھتی ہے اگر وہاں کے ملازمین جو ماہرین تعلیم ہیں ۔ اساتذہ ہیں ۔ کی ملازمت کو تحفظ اور حفاظت آپ فراہم نہیں کریں گے تو نہ آپ کو اچھے اساتذہ مل سکیں گے اور نہ اچھے ملازمین میسر آئیں گے ۔ جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ ہمارے بہت سے پروفیسر ماہرین تعلیم ملک سے باہر جا رہے ہیں کیونکہ نہ صرف یہ کہ اس ملک میں مناسب احترام و عزت میسر نہیں رہا بلکہ ملازمتوں کے دروازے ان پر بند ہیں اور جو ملازمت اتنی پابندیوں کے ساتھ دی جاتی ہے تو یہ اپنے آپ کو صحیح طور امانت و دیانت کے ساتھ کام کرنے کا اہل نہیں سمجھتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس پس منظر میں ہماری یہ ترمیم انتہائی اہم ہے ۔ اس میں "ماسوائے اس صورت کے جس کے بارے میں بصورت دیگر اہتمام کیا گیا ہو" ۔ اس قسم کی خطرناک لائن موجود ہے جو اس کلاز کی بنیادی روح کو ختم کر دیتی ہے اور جو اس کلاز کے ذریعے تحفظ دیا گیا اس کو سلب کر لیتی ہے ۔ ایسی صورت میں سرکاری ملازمین اور اساتذہ کے سروں پر آپ ہمیشہ خوف و دہشت کی تلوار لٹکا دیں گے ۔ جو کبھی انہیں سکون کے ساتھ یک جہتی کے ساتھ کام نہیں کرنے دے گی ۔ اس کی یہ دونوں انتظامیہ میں اور یونیورسٹی کے ماہرین تعلیم میں ایک خوف پیدا کر دے گی اور وہ اپنی آزادی رائے کے ساتھ اپنے ضمیر کے ساتھ اپنے فرائض انجام نہیں دے سکیں گے ۔ آپ یاد رکھیے کہ کوئی بھی ادارہ یونیورسٹی ہو یا کوئی صوبہ یا کوئی ملک ترقی نہیں کر سکتا جب کسی شخص کی آزادی مجروح ہو جائے ۔ جب اس کی عزت نفس ختم ہو جائے ۔ جب اس کا تحفظ ملازمت برقرار نہ رہے تو وہ ایمانداری سے اپنی رائے نہیں دے سکتا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 40 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That in Clause 40 of the Bill, as recommended

by the Standing Committee on Education, the words "Except as otherwise" occurring in line 1, be deleted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 40 do stand part of the Bill.

(The motion was carrid)

(کلاز ۔ 41)

Mr. Speaker. Now, Clause 41 of the Bill is under consideratio n.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا ہے ۔

Mr. Speaker. The House is adjourned for Maghrib prayers. We shall re-assemble at 7.05 p.m.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی نماز مغرب کے لیے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 41 زیر غور ہے ۔ تھرڈ سپلیمنٹ کی امنڈمنٹ نمبر 1 سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہم deletion کی ترمیم پیش کرنا نہیں چاہتے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 2 ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 41 کے آخر میں الفاظ ''مزید برآں سنڈیکیٹ

کے فیصلے کے خلاف سینیٹ سے اپیل کی جاسکتی ہے" ایزاد کیے جائیں اور اس طرح ترمیم شدہ ضمن 41 کو اسی ضمن کی تحتی ضمن

(1) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن (2) ایزاد کی جائے۔

(2) ملازمت سے موقوفی ملازمت سے برطرفی اور تنزلی کا فیصلہ سنڈیکیٹ اپنے کل ارکان کی چوتھائی اکثریت کے ذریعے کرے گی۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Educatson, the words and full-stop "Moreover an appeal against the decision of the Syndicate may lie before the Senate be added at the end ; and Clause 41 so amended be re-numbered as sub-clause (1) of that Clause and after sub-clause (1) as re-numbered, the following new sub-clause be added as sub-clause (2), namely :-

(2) The decision of dismissal from Service, removal from service and reversion shall be taken by the Syndicate through three-fourth majority of its total members.

Mian Manzur Ahmad Mohal. Opposed.

مسٹر سپیکر۔ ترمیم نمبر 3 سید تابش الوری۔ میاں خورشید انور۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 41 کی تحتی ضمن (الف) کے طور پر مکرر نمبر لگایا جائے اور اس طرح مکرر نمبر شدہ تحتی ضمن (الف) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن بطور تحتی ضمن (ب) ایزاد کی جائے۔

(ب) اگر وہ سنڈیکیٹ کے فیصلہ سے مطمئن نہ ہو تو سینیٹ سے

اپیل کی جاسکتی ہے۔ اس اپیل پر سینیٹ کا فیصلہ حتمی اور واجب التعمیل ہوگا۔

Mr. Speaker: The motion is:

That Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be re-numbered as sub-clause (a) of that Clause and after sub-clause (a) so re-numbered, the following now sub-clause be added as sub-clause (b), namely:

(b) If he is not satisfied with the decision of the Syndicate, and appeal shall lie to the Senate. The decision of the Senate in the appeal shall be final and binding.

Mian Manzur Ahmad Mohal. Oppsed.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ہماری یہ ترمیم اگرچہ پروسیجرل اور بڑی واضح ہے لیکن میں صرف اس میں یہ اضافہ کرنا چاہوں گا کہ مجوزہ قانون کے تحت آپ نے اپیل کا حق تو رکھا ہے۔ لیکن اس کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ کسی کو ملازمت سے برطرف کرتے وقت یا کسی کی تنزلی کا فیصلہ کرتے وقت اس کے لیے سنڈیکیٹ کے ارکان کی تین چوتھائی تعداد یقینی طور پر لازمی قرار دی جائے۔ کیونکہ ملازمت سے موقوفی اور برطرفی کے سلسلے میں کوئی کلاسیفیکیشن موجود نہیں ہے۔ کسی بھی درجے کے ملازم کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا افسر کیوں نہ ہو اور چاہے وہ کتنے بھی بڑے منصب پر فائز کیوں نہ ہو محض اظہار وجوہ کے نوٹس کے بعد برطرف یا متنزول کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے ہم نے یہاں یہ تحفظ ملازمین کے لیے فراہم کرنے کوشش کی ہے کہ سنڈیکیٹ کی تین چوتھائی اکثریت کے ذریعے اس سلسلے میں حتمی فیصلہ کیا جا سکے۔

اسی طرح سے ایک دوسری ترمیم کے ذریعے ہم نے یہ تجویز کیا ہے کہ سینٹ کو مقننہ اعلیٰ کا منصب دینے کے باوجود اسے ہیئت حاکمہ کا سب سے بڑا

مظہر قرار دینے کے باوجود کوئی اختیار نہیں دیا ۔ اس لیے ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ملازمین کو ان کی برطرفی اور معطلی کے سلسلہ میں حتمی فیصلہ کا اختیار اپیل کا اختیار سینٹ کو دے دیا جائے تو اس طرح سے عدل و انصاف کے تقاضوں کی تکمیل ہو سکے گی بالکل اس طرح سے جیسے ہائی کورٹ کے بعد سپریم کورٹ میں اپیل اور رجوع کا محدود اختیام ہوتا ہے ۔ اس طرح کا اختیار ہم نے اس ترمیم کے ذریعہ یہاں سینٹ کو دلانے کی کوشش کی ہے تاکہ ملازمین کسی بھی مرحلہ پر اپنے آپ کو کسی محرومی کے احساس سے دوچار نہ سمجھیں بلکہ انصاف کے آخری دروازے تک پہنچ کر اپنی تسلی کر سکیں ۔ (شکریہ)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That in Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and full-stop "Moreover an appeal against the decision of the Syndicate may lie before the Senate." be added at the end ; and Clause 41 of the Bill be re-numbered as sub-clause (1) of that Clause and after sub-clause (1) so re-numbered, the following new sub-clause be added as sub-clause (2), namely :

(2) The decision of dismissal from service, removal from service and reversion shall be taken by the Syndicate through three fourth majority of its total members.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The amendment before the House is :

That Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be re-numbered as sub-clause (a) of that Clause and after sub-clause (a) so renumbered, the following new sub-clause be added as sub-clause (b), namely :

(b) If he is not satisfied with the decision of the

Syndicate, an appeal shall lie to the Senate. The decision of the Senate in the appeal shall be final and binding.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 41 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 42)

Mr. Speaker. Clause 42 is under consideration. Syed Tabish Alwari to move his amendment.

Syed Tabish Alwari. Sir, I don't move.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 42 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 43)

Mr. Speaker Clause 43 is under consideration. Syed Tabish Alwari to move his amendment.

Syed Tabish Alwari. Sir, I am not moving.

Mr. Sdeaker. The question :

That Clause 43 do stand of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 44)

Mr. Speaker. Clause 44 is under consideration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I seek your

permission to move an oral amendment, to my amendment at No. 7.

Mr. Speaker. I admit this. Does the Honse allow it ?
Vices. Yes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, I move :

That in sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines 5-6, the words "it shall be filled in such manner as the Syndicate may decide" be substituted.

Mr. Speaker. The motion moved is :

That in sub clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines 5-6, the words "it shall be filled in such manner as the Syndicate may decide" be substituted.

Minister for Education. I agree with this.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, we merely wish to point out that in the original bill the complete power is vested in the Chancellor and from time to time the Chancellor could change and he could determine differant manner of filling up of the vacancies. We have laid down there that this manner may be decided by the Syndicate so that there is consistency of policy and regulated manner for fiilling up the posts.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ کسی بھی ہیئت حاکمہ میں اتفاق آسامیوں کو پر کرنا بلا شبہ ایک نا گریز ضرورت ہوتی ہے ۔ اور مختلف شعبوں میں اگر فوری طور پر ad-hoc basis پر appointments نہ کی جائیں تو اس سے اس صوبے کی کارکردگی متاثر ہونے کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے ۔ اس اعتبار

سے یہ ضمن 44 اپنی جگہ پر بہت اہم بھی ہے اور ضروری بھی لیکن اسی ضمن کے تحت چانسلر کو یہ اختیار کلی بخش دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح سے ہدایات کرے ان آسامیوں کو پر کرے ۔ ایسی صورت میں جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ چانسلر کے پاس مختلف کاغذات پہنچتے ہی نہیں اور نتیجہ کے طور پر بہت سے معاملات تعویق و تاخیر کا شکار ہو جاتے ہیں ۔ سرخ فیتے کا یہ عمل ایسے اور زیادہ الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے ۔ اس لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔ اور مجھے یقین ہے کہ اس ترمیم سے مختلف شعبوں میں کارکردگی کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی جس کے ذریعہ ہم نے چانسلر کی بجائے سنڈیکیٹ کو اختیار دیا ہے کہ وہ اتفاق آسامیوں کو پر کرنے کے سلسلہ میں فیصلہ کرسکے اور بروقت انتظامات کر سکے ۔ اس طرح سے مختلف شعبوں میں کارکردگی اور دوسرے معاملات کو سلجھانے میں مدد ملے گی ۔ اور سنڈیکیٹ ہی کی سطح پر فیصلہ کرکے مختلف شعبوں میں جو تعویق و تاخیر اور سرخ فیتہ کا عمل ہے اس سے بھی محفوظ رہا جا سکے گا ۔

Mr. Speaker. The question before the House is :

> That in sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines, 5-6, the words "it shall be filled in such manner as the Syndicate may decide" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 44 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 45)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز 45 زیر غور ہے ۔ سید قابش الوری ۔

Syed Tabish Alwari. Sir, I move the amendment :

That in Clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Authority" and comma occurring in line 2, the words "other than Senate" be inserted ; and Clause 45 so amended be renumbered as sub-clause (a) of that Clause and after sub-clause (a) so renumbered the following new sub-clause be added as sub-clause (b), namely :-

(b) In case similar dispute arrises in respect of a member of Senate the matter shall be referred to a Committee consisting of the Vice-Chancellor, the senior most Dean and two other members of the Senate and the decision of the Committee shall be final.

Mr. Speaker. The motion is :

That in Clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Edcation, between the word "Authority" and comma occurring in line 2, the words "other than Senate" be inserted and Clause 45 so amended be re-numbered as sub-clause (a) of that Clause and after sub-clause (a) so re-numbered, the following new sub-clause be added as sub-clause (b), namely :-

(b) In case similar dispute arises in respect of a member of Senate the matter shall be referred to a Committee consisting of the Vice-Chancellor, the senior most Dean and two other members of the Senate and the decision of the Committee shall be final.

Sheikh Aziz Ahmad. Opposed.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, we are not moving amendmets No. 11, 12, 13, and 14.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ضمن نمبر 45 میں کہا گیا ہے کہ اگر کسی شخص کو جو کسی بھی ہیئت حاکمہ کے رکن بننے کا استحقاق رکھتا ہو۔ وہ اگر اس کا استحقاق کسی بھی اعتبار سے چیلنج ہو جاوے ۔ تو یہ معاملہ ایک مجلس کے سپرد کیا جاوے گا ۔ جو وائس چانسلر ۔ سیکرٹری تعلیم ۔ اور ایک سینیٹر ڈین پر مشتمل ہوگا ۔ ہم نے اس پر بنیادی اعتراض یہ کیا ہے کہ یہ اختیار بھی لا محدود ہے ۔ اور اس میں کسی بھی ہیئت حاکمہ کے رکن کے استحقاق کو متاثر کرنے کے مختلف اندیشوں سے دوچار ہوا جا سکتا ہے ۔ مثال کے طور پر اس میں سینیٹ یا سنڈیکیٹ کے ممبر کی بھی ممبر شپ کے ختم کرنے کا یا برقرار کرنے کا مسئلہ ہو ۔ تو اسی نوعیت کی ایک کمیٹی اس کا فیصلہ کرے گی ۔ جس میں صرف وائس چانسلر ہوگا ۔ ایک سینیٹر ڈین ہوگا ۔ اور ایک سیکرٹری تعلیم ہوگا ۔

جناب والا ۔ ہمارا اس سلسلہ میں بنیادی اعتراض یہ ہے اور میرے خیال میں اکثر ارکان اگر اس پر غور فرمائیں ۔ تو وہ محسوس کریں گے ۔ کہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ میں بیشمار ایسے حضرات موجود ہیں ۔ جو اپنے درجہ کے اعتبار سے ۔ اپنے مرتبہ کے اعتبار سے بہت بلند مقام رکھتے ہیں ۔ خود اس مقدس ایوان کے پانچ اراکین بھی اسی کے ممبر ہوں گے ۔ اس طرح سے اس ایوان کے پانچ اراکین سنڈیکیٹ کے بھی ممبر ہوں گے ۔ اور ان کی رکنیت کے استحقاق کا فیصلہ بھی یہی کمیٹی کرسکے گی ۔ اسی طرح سے اس کمیٹی کو جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے بہت قانونی حیثیت رکھتی ہے ۔ بہت کم تر درجہ کی حامل ہے لیکن اسے ایک بالا تر ادارے کے رکن کی رکنیت کے فیصلہ کرنے کا اختیار بخش دیا گیا ہے ۔ اسی لیے ہم نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اگر سنیٹ کے کسی رکن کے استحقاق کا مسئلہ زیر بحث آئے ۔ اور اس کی رکنیت کے سلسلہ میں کوئی مسئلہ طے کیا جاوے ۔ تو پھر ایسی کمیٹی ہونی چاہیے ۔ جس میں وائس چانسلر ہو ۔ تین سینیٹر ڈین ہوں ۔ اور خود سیکرٹری تعلیم شامل ہو تا کہ وہ اپنی ہی سطح کے لوگوں کے متعلق یا رکن کے متعلق فیصلہ کر سکیں ۔ ایسی صورت میں جناب والا ۔ یہ کلاز قابل قبول ہوگی اور منصفانہ بھی ہوگی اور اس طرح سے کوئی بھی رکن اپنی سبکی بھی محسوس نہیں کرسکے گا کہ وہ ایک بالا تر ادارے کا رکن ہونے کے باوجود اس قسم کی کمیٹی کے سامنے پیش ہو کر اپنا

دفاع کرسکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ترمیم بڑی سادہ اور واضح ہے ۔ اسے قبول کر لیا جاوے ۔ تو یہ ایک رکاوٹ اور الجھن کی صورت جو پیدا ہو رہی ہے ۔ وہ دور ہوسکے گی ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in Clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word 'Authority" and comma occurring in line 2, the words "other than Senate" be inserted ; and Clause 45 so amended be re-numbered as sub-clause (a) of that Clause and after sub-clause (a) so renumbered that following new sub-clause be added as sub-clause (b), namely :

(b) In case similar dispute arises in respect of a member of Senate the matter shall be referred to a Committee consisting of the Vice-Chancellor, the senior most Dean and two other members of the Senate and decision of the Committee shall be final.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. Now the question is :

That Clause 45 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 46)

Mr. Speaker. Now Clause 46 of the Bill is under consideratian.

Mian Khurshied Anwar. We are not moving amendment No. 16.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 46 do stand part of Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 47)

Mr. Speaker. Now, Clause 47 of the Bill is under consideration.

Mian Khurshied Anwar. We are not moving amendment No. 17.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 47 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 48)

Mr. Speaker. Now, Clause 48 of Bill is under consideration. Amendment No. 18.

Mian Khurshid Anwar. Not moving Sir.

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 48 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 49)

Mr. Speaker. Now, Clause 49 of the Bill is under consideration.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Sir, we are not moving amendments No. 19, 20 and 21, in view of the fact of that amendment No. 22 will be accepted in a modified from.

Mr. Speaker : Amendments No. 19, 20 and 21 not moved. Amendment No. 22, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, for the words "till such time" occurring

in line 5, the words "till such time not exceeding one year from the date of commencement of this Act" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "till such time" occurring in line 5, the words "till such time not exceeding one year from the date of commencement of this Act" be substituted.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کلاز 49 ایسے عبوری احکامات سے تعلق رکھتی ہے جو سنڈیکیٹ کا وجود ختم ہونے کے بعد عارضی طور پر جاری کئے جاویں گے ۔ اس آرڈیننس کے نفاذ کے ساتھ ہی اس یونیورسٹی کا پہلے سے قائم شدہ سنڈیکیٹ عملاً ختم ہو گیا ہے ۔ اور اب خلا کی صورت موجود ہے ۔ اسی کو پر کرنے کے لئے ایسی پرووِیژن دی گئی ہے لیکن جب تک سینڈیکیٹ تشکیل پذیر نہ ہو جائے اس وقت تک کے لئے چانسلر صاحب ایک چانسلر کمیٹی قائم کریں گے جو عارضی طور پر سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے مجوزہ اختیارات استعمال کرے گی ۔ جناب والا ۔ انتظامی طور پر عبوری عرصہ کے لئے یہ انتظام یقیناً قابل قبول ہو سکتا ہے لیکن لا محدود عرصہ کے لئے اور غیر معینہ مدت کے لئے اس قسم کے اختیارات کو بھی اس اندیشے کی وجہ سے کسی طرح سے بھی قابل قبول قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ چانسلر کمیٹی کے لئے کسی عرصے کا تعین موجود نہیں تھا اور اصل بل میں کوئی پابندی عاید نہیں کی گئی تھی کہ چانسلر کمیٹی کب تک کام کرے گی ۔ وہ لا محدود عرصہ تک اپنے کام کو جاری کر سکتے ہیں اور سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے اختیارات کو اپنے طور پر استعمال کر سکتے ہیں بالکل اسی طرح سے جیسے اس آرڈیننس کے نفاذ کے باوجود ابھی تک چانسلر کمیٹی ساری اس میں کام نہیں کرے گی ۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ایک خلا موجود ہے ۔ نہ سینیٹ ہے ۔ نہ سینڈیکیٹ ہے اور نہ ہی چانسلر کمیٹی ۔ اسی طرح اگر چانسلر کمیٹی قائم کر دی جائے تو یہ اندیشہ موجود تھا کہ وہ غیر معینہ

عرصہ کے لئے کام کرتی رہے گی اور مطلق العنان حیثیت سے غیر نمائندہ ہونے کے باوجود یونیورسٹی کے معاملات کو طے کرتی رہے گی ۔ ہمیں جناب والا ۔ اس پر شدید اعتراض ہے کہ چانسلر کمیٹی ایک نمائندہ کمیٹی ہونے کے باوجود ایک نامزد کمیٹی ہو گی جیسے چانسلر اپنے پسندیدہ افراد پر مشتمل لوگوں کو اس میں شامل کر سکے گا ۔ جس کی نامزدگی پر بھی ہمیں بنیادی طور پر اعتراض ہے ۔ لا محدود عرصے کے لئے کام کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے ۔ ہم نے اس لئے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ چانسلر کمیٹی کو سینڈیکیٹ کے قیام تک زیادہ سے زیادہ چھ ماہ تک کام کرنے کی اجازت دی جا سکتی ہے اور اس عرصے کے اندر اندر سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے انتخابات مکمل کرائے جا سکتے ہیں ۔ اس پابندی کی وجہ سے جناب والا ۔ نہ صرف یہ کہ انتخاب کا مرحلہ اور انتخاب کا پروسیجر آسان ہو سکے گا اور اس کو عمل کے ساتھ تکمیل پذیر کیا جا سکے گا بلکہ چانسلر کمیٹی کی ایک عمر بھی متعین ہو جائے گی اور وہ اپنی من مانی کارروائی کرنے کے لئے خود ہی سینیٹ اور سینڈیکیٹ کے انتخابات کو معرض التواء میں نہیں ڈالے گی ۔ یہ جناب والا ۔ اندیشہ موجود ہے اور بعض دوسری یونیورسٹیوں کے سلسلے میں یہ ہمارے سامنے عملاً ثابت ہو رہا ہے کہ چونکہ وہاں چانسلر کمیٹیاں موجود ہیں تو انہیں اختیارات کلی حاصل ہیں اس لئے وہ بعض اوقات دیدہ دانستہ سنڈیکیٹ اور سینیٹ کے انتخابات کے سلسلے میں بہت سی الجھنوں کا شکار ہو رہے ہیں ۔ بہت سے ایسے مسائل پیدا کر رہے ہیں کہ اس کو زیادہ سے زیادہ delay کیا جا سکے اور سینیٹ اور سنڈیکیٹ جلد قائم نہ ہو سکیں کیونکہ جونہی وہ قائم ہو گئے تو چانسلر کمیٹی کا وجود اور اس کی زندگی ختم ہو جائے گی ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس ترمیم سے نہ صرف یہ کہ اس مسودہ قانون کو بہتر بنایا جا سکے گا بلکہ اس سلسلے میں جو جمہوری اور عوامی روح ہے اس کو بھی محفوظ کیا جا سکے گا ۔ میں اس پر جناب وزیر کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے امر کو اپوز نہیں کیا ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Education, for the words "till such time" occuring in line 5, the words "till such time not exceeding one year from the date of commencement of this Act" be substituted.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز 49 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 50)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 50 زیر غور ہے ۔ یہ کس طرح ترمیم پیش ہو سکتی ہے کہ کلاز 50 کا دوبارہ نمبر بطور کلاز 2 کے لگایا جائے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 50 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۔ 51)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 51 زیر غور ہے ۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 51 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(شیڈول)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا شیڈول زیر غور ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب ترمیم نمبر 24 کی تحریک نہیں کی جا رہی ہے ۔ اسی طرح ترمیم نمبر 25 کی بھی تحریک نہیں کی جائے گی ۔ ترمیم نمبر 26 میاں خورشید انور ۔

Mian Khurshid Anwar : I beg to move :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added, namely :

"(v) one associate Professor and one Assistant Professor or Lecturer to be taken by rotation in order of seniority from each department in the Faculty."

Mian Manzur Ahmad Mohal : Not opposed.

Mr. Speaker. Motion moved is :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added, namely :-

"(v) one Associate Professor and one Assistant Professor or Lecturer to be taken by rotation in order of seniority from each department in the Faculty."

مسٹر سپیکر ۔ اب ترامیم نمبر 27 تا 31 پیش نہیں کی جا رہی ہیں ۔ ترمیم نمبر 32 کی تحریک کی جا رہی ہے ۔ سید تابش الوری ۔

Syed Tabish Alwari : I beg to move :

That after sub-paragraph (2) (ii) of Paragraph 4 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the

following new sub-parapgrah be added as sub-paragraph 2(iii), namely :-

"(iii) one representative of the teachers of each affiliated College teaching at Graduate and post Graduate levels in that subject to be nominated by the Academic Council."

Mr. Speaker. The motion is :

That after sub-paragraph (2) (ii) of Paragraph 4 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph 2(iii), namely :-

"(iii) one representative of the teachers of each affiliated College teaching at Graduate and post Graduate levels in that subject to be nominated by the Academic Council."

Mian Manzur Ahmad Mohal : Not opposed.

Mr. Speaker : Ammendments No. 33 to 35 no moved. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جہاں مختلف تحتی ضمنی کے تحت مختلف شعبوں کی نمائندگی کا اہتمام تھا وہاں ملحقہ کالجوں کے اساتذہ اپنی نمائندگی سے محروم ہے ۔ اس لیے ہم نے اس ترمیم کے ذریعے اس شعبے کو بھی یہاں نمائندگی دلوانے کی کوشش کی ہے ۔ ہمیں خوشی ہے اور ہم ممنون ہیں کہ حکومتی پارٹی کی طرف سے اس ترمیم کی مخالفت نہیں کی گئی اور اسے قبول کرکے ایک ایسے شعبے کو بھی نمائندگی بخش دی گئی ہے جو یونیورسٹی سے متعلق ہو کر اپنے نقطہ نگاہ اپنے مسائل اور اپنے مطالبات کو پورے طور پر پیش کر سکے گا اور اسے محرومی کے احساس سے دو چار نہیں ہونا پڑے گا جو ان کی عدم نمائندگی کی صورت میں وہ پہلے بھی محسوس کرتے رہے ہیں اور آئندہ بھی محسوس کرتے ۔ یہ ایک اچھی اور نئی روایت ہے جس کا اساتذہ کے حلقوں میں خیر مقدم کیا جائے گا ۔ شکریہ ۔

Mr. Speaker. The question before the House is :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added, namely :

(v) one Associate Professor and one Assistant Professor or lecturer to be taken by rotation in order of seniority from each department in the Faculty.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That after sub-paragraph (2) (ii) of Paragraph 4 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph 2 (iii), namely :

(iii) one representative of the teachers of each affiliated College teaching at Graduate and Post Graduate levels in that subject to be be nominated by the Academic Council.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That Schedule as amendment
do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز ۔ 2)

Mr. Speaker. Clause 2 is under consideration. Amendment No. 36.

سید قابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے

تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 2 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ب) کی سطر 2 کے الفاظ "لیکن جس کا انتظام و انصرام یونیورسٹی کی ذمہ داری نہ ہو" حذف کر دیے جائیں۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (b) of sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "but not maintained or administered by it" occurring in lines 3-4, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 37 ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 2 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (م) کو حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker. Amendment No. 37 cannot be moved and is ruled out. Amendment No. 38 can be moved.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن 2 کی تحتی ضمن (1) کے پیرا (ف) کی سطر 2 کے الفاظ "ہمہ وقتی طور پر" حذف کر دیے جائیں۔

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (r) of sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Com- on Education, the word "whole-time" occurring in lines 1-2, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmad. I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر 39 ۔ "لاہور" کی بجائے "پنجاب" کر دیا جائے

یہ کس طرح ہو سکتا ہے - یہی پوزیشن ترمیم نمبر 40 کی ہے - اور یہی پوزیشن ترمیم نمبر 41 اور 42 کی ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - ہم نے بڑی تفصیل کے ساتھ اس سے پہلے اس بات پر احتجاج کیا تھا کہ اس یونیورسٹی کا نام پنجاب یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی ہونا چاہیے - ہماری ان گزارشات کے باوجود حکمران پارٹی نے نا معلوم کس احساس کہتری کے تحت یا احساس کم ظرفی کے تحت اسے قبول نہ کیا - ہم سمجھتے ہیں کہ اب بھی یہ مرحلہ ہے کہ یہ کلاز منظور کر لی جائے تو ہماری ان ترامیم کو اور ان ترامیم میں جو روح موجود ہے اسے قبول کیا جائے تاکہ پنجاب کو بین الاقوامی طور پر ممتاز مقام مل سکے - اور اسے علمی اور تدریسی دنیا میں ایک خاص امتیاز اور اعزاز کا حامل بنایا جا سکے -

Mr. Speaker. The question before the House is :

That in para (b) of sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "but not maintained or administered by it" occurring in lines 3-4, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question before the House is :

That in para (r) of sub-clause (1) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word "whole-time" occurring in lines 1-2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question it :

That Clause 2 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(کلاز - 1)

Mr. Speaker. Clause 1 is under consideration.

Amendments No. 43 and 44 cannot be moved and are ruled out of order.

The question is :

That Clause 1 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(تمہید)

Mr. Speaker. Preamble is under consideration. I rule out amendments No. 45 and 46 as these points have already been decided by the House that for "Lahore", "Punjab" should be substituted.

The question is :

That Preamble do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

طویل عنوان

Mr. Speaker. Now comes Long Title. The amendments No. 47 and 48 are ruled out and this Long Title forms part of the Bill. Minister for Education to move his next motion.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی
لاہور بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف انجینیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی
لاہور بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آج جبکہ ہم اس اہم بل کی تیسری خواندگی کے مرحلے سے گزر رہے ہیں ۔ میں ریکارڈ کے طور پر یہ بات کہنا

چاہتا ہوں کہ ہم نے یونیورسٹی کو خود مختار اور جمہوری ادارہ بنانے کے سلسلے میں جو بہترین تراسیم ہو سکتی تھیں ۔ جو بہترین تجاویز ہو سکتی تھیں اور جو بہترین سفارشات ہو سکتی تھیں وہ سفارشات وہ تراسیم ہم نے طلباء اور اساتذہ اور علمی حلقوں کے تعاون و مشاورت سے مرتب کی تھیں ۔ وہ اس ہاؤس میں آپ کے توسط سے پیش کی گئیں ۔ یہ وقت بتائے گا کہ ان تراسیم کی اہمیت ان کی انفرادیت کے اعتبار سے انھیں اگر اس مرحلہ پر قبول نہ کیا گیا تو مستقبل میں اس سلسلے میں جو اندیشے ہم آج محسوس کر رہے ہیں انھیں کسی طور پر دور کیا جا سکے گا ۔ لیکن ہم نے چونکہ اپنا فرض سمجھا اور ہم نے چونکہ اپنی بنیادی ذمہ داری سمجھی ۔ اس لیے جو بات ہم ایمانداری کے ساتھ محسوس کرتے ہیں اور ہم نے جو چیز اپنے اخلاص نیت سے ضروری سمجھی اس کو آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے پیش کر دیا ۔

جناب والا ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ٹیکنالوجی اینڈ انجینیئرنگ یونیورسٹی کے متعلق یہ بل بے شمار فوائد کا حامل ہے ۔ اس میں ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ اس میں پہلی دفعہ سینٹ کو اختیارات بخشنا چاہتے ہیں اور ایک ایسا تجربہ کر رہے ہیں جو ایک مدت سے عوامی مطالبے کے باوجود اس اہم ترین ادارے کو بحال نہیں کیا جا سکا ۔ آپ کو یاد ہے کہ یونیورسٹی کی خود مختاری اور سینٹ کی بحالی کے سلسلے میں یہی ایک بنیادی تحریک تھی جس نے ایوب کے دور اقتدار کو متزلزل کیا ۔ وہ اس زمانے کے طلباء تھے جنھوں نے بدنام زمانہ آرڈیننس کو ختم کرانے کے لیے قربانیاں دی تھیں ۔ جناب والا ۔ آج یقیناً یہ بات مسرت انگیز ہے کہ ان مطالبات میں سے کچھ کو شرف پذیرائی بخشا گیا ۔ سینٹ کو تشکیل دے کر پرانے مطالبے کی تکمیل ہوئی ہے ۔ سینڈیکیٹ کو یقیناً وسیع تر اختیارات دیے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہم جو بات شدت سے محسوس کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ خود مختاری اور جمہوری دعووں کے باوجود ہم نے ابھی تک یونیورسٹی کو اس خود مختاری اور جمہوری اقدار کا حامل نہیں بنایا جن کا وعدہ ہم نے اور آپ نے لوگوں سے ۔ طلباء سے اور اساتذہ سے کیا تھا ۔ ہم نے ابھی تک اس منشور کو مکمل نہیں کیا جو ایجوکیشن کی صورت میں خود اس حکومت نے نافذ کرنے کا حسین خواب دیکھا تھا ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جو چیز پاس نہیں ہوئی جو ترمیم پاس نہیں ہوئی اس چیز کو یہاں ڈسکس نہیں کیا جا سکتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے فاضل وزیر کے مشورہ سے یہ اعلان کیا تھا کہ جو چیز شروع میں وقت کی قلت کی وجہ سے نہیں ہو سکتی ۔ اب وہ تھرڈ ریڈنگ میں کر سکتے ہیں ۔

سید تابش انوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے ملک کا اور اس صوبہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے ۔ ہم جو خواب دکھاتے ہیں عملی تعبیر کرنے کی کوئی صورت فراہم نہیں کرتے ۔ ہم جو وعدے کرتے ہیں ان کی عملی تکمیل نہیں کرتے ۔ جناب والا ۔ یہ وہ صورت حال ہے جو زندگی کے مختلف شعبوں میں بے یقینی کی صورت پیدا کرتی ہے اور جس نے زندگی کے مختلف شعبوں میں احتجاجی نوعیت کی تحریکوں کو جنم دیا ہے ۔ زندگی کے مختلف شعبوں میں بے نصب العینی نے ایسے غار کی طرف دھکیل دیا ہے جس میں تاریکی کے سوا ہمیں کوئی روشنی کی کرن نظر نہیں آتی ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹی تعلیم و تدریس کے اعتبار سے ایک ایسا بنیادی محل ہوتا ہے جہاں طلباء ۔ موجودہ نسل اپنے نئے عزائم کے ساتھ اور نئے ملی تقاضوں کے ساتھ ہر دور میں موجود ہوتی ہے اور ہر صوبہ میں ہر ملک میں ہر دور میں اہم ترین مقاصد کی تکمیل کے لیے ان کو تیار کیا جاتا ہے ۔ ان کی تربیت کی جاتی ہے لیکن یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ طلباء کو ان تمام یونیورسٹی کے شعبوں میں اتنی نمائندگی نہیں دی گئی جو ان کے تناسب کے اعتبار سے ملنی چاہیے تھی ۔ اور یہاں یہ بات ہر حلقے میں ناپسندیدہ سمجھی گئی ہے لیکن جس کے لیے جس فراخدلی ۔ جس جمہوری تقاضے اور جس جمہوری عمل کا مظاہر ہونا چاہیے تھا مجھے افسوس ہے کہ وہ ابھی تک اس حکمران پارٹی کا مقدر نہیں بن سکا ۔ جناب والا ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یونیورسٹی کو خود مختار ادارہ بنا دیا گیا ہے اور طلباء اور اساتذہ کے مشوروں ۔ ماہرین تعلیم کے تعاون اور ممتاز افراد کے مشوروں سے یونیورسٹی کے معاملات کو چلانے کے لیے ایک ہیئت حاکمہ کی غیر جانبداری کے ساتھ چلانے کی تشکیل کی گئی ہے ۔ تو یقینی طور

پر بہتر نتائیج نکلیں گے لیکن اگر نا اہلیت اور کوتاہ اندیشی کے یہ مظاہرے جاری رہے جو آج جاری ہیں تو کیا لکیر کے فقیر بننے سے ہم اپنے حال و مستقبل کو سنوار سکیں گے ۔ جناب والا ۔ اس وقت جو یونیورسٹی کی صورت حال ہے وہ بہت عجیب و غریب ہے ۔ اس کی وجہ یونیورسٹی کے حکام نہیں ۔ اس کی وجہ اساتذہ نہیں ہیں ۔ بلکہ یونیورسٹی کے متعلق بہت سے لوگ عجیب پریشانی کا شکار ہیں ۔ یونیورسٹی کی ہیئت حاکمہ اس وقت نہیں ہے ۔ کوئی چانسلر کمیٹی اس وقت وجود میں نہیں ہے ۔ جس کے نتیجے میں وائس چانسلر مطلق العنان ہوکر اپنے اختیارات کو استعمال کر رہا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ فوری طور پر چانسلر کمیٹی قائم کرکے اس بلا کو دور کیا جائے بلکہ فوری طور پر ایسے اقدامات کیے جائیں کہ سینٹ اور سنڈیکیٹ کی دوسری ہیئت حاکمہ کی جلد سے جلد تشکیل ہوسکے تاکہ نئے ماحول اور نئے تقاضوں ۔ نئے قانون کے پیش نظر اپنے فرائض ادا کرسکیں اور یونیورسٹی کو نئی شکل دینے کے لیے اس ملک میں سائینسی اور فنی تعلیم کی ترقی و ترجیح کے لیے کوئی راہ عمل مرتب کرکے وہ ایسی راہ پر گامزن ہوسکے ۔ بین الاقوامی طور پر ممتاز قوم ثابت کرسکے ۔ جناب سپیکر ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ سینٹ کو بنایا گیا ہے لیکن سینٹ کو اس کے اصل اختیارات اور اصل صورت نہیں دی گئی ۔ وہ وقت دور نہیں جب لوگوں کے مسلسل مطالبے پر تجربات کی روشنی میں آئیند خود ایسی ترامیم لانے پر مجبور ہوں گے ۔ اس طرح سے اس بل کو amend کرنے پر مجبور ہوں گے جس سے اساتذہ علمی حلقوں اور طلبا کے لیے قابل قبول بنایا جاسکے ۔ جناب والا ۔ موجودہ صورت میں یہ بل بنیادی طور پر اساتذہ ۔ طلبا اور علمی حلقوں میں مطالبات اور ضروریات کی تکمیل نہیں کرتا ۔ اس لیے ہم اس کو تاریخی دستاویز یا کوئی بہترین دستاویز نہیں کہہ سکتے لیکن ہم یقیناً اس کو اچھے نصب العین کی طرف اور اچھے راہ ع ل کی طرف مفید ۔ بامقصد اور اہم قدم قرار دے سکتے ہیں ۔ اگر ہم نے اس مسودہ قانون پر جس طور پر منظور کیا گیا ہے ۔ خلوص نیت کے ساتھ عمل کیا تو مجھے یقین ہے کہ نہ صرف یہ کہ یونیورسٹی کے معاملات کو بہتر طور پر چلایا جا سکتا ہے بلکہ تجربات کی روشنی میں اس بل پر آئندہ نظرثانی کرکے نئی روایات اور نئے تقاضوں کی تکمیل کی طرف مناسب اقدامات کیے جاسکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب

بھی وقت ہے کہ وزیر موصوف طلبا کی نمائندگی کے لیے ۔ اساتذہ کی ایسوسی ایشن تسلیم کرنے کے لیے اور سینٹ کو زیادہ اختیارات دینے کے لیے اس بل پر نظرثانی کریں ۔ جب تک اس بل پر مکمل طور پر ان امور کی روشنی میں نظرثانی نہیں ہوگی یہ بل جامع نہیں ہوگا اور اساتذہ ۔ طلبا ۔ علمی حلقوں کے جذبات اور احساسات کے ساتھ پورے طور پر ہم آہنگ نہیں ہوگا ۔ شکریہ

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ دی یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی
لاہور بل 1974ء منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ دی یونیورسٹی آف انجنیئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور بل 1974ء منظور ہوگیا ہے ۔

محکمہ تعلقات عامہ نے معزز ممبران اسمبلی کے لیے اسلامی کانفرنس کی فلم دکھانے کا انتظام الفلاح سینما میں کیا ہے ۔ یہ فلم کل یعنی 9 اپریل کو ساڑھے بارہ بجے دوپہر دکھائی جائے گی ۔ تمام ارکان اسمبلی اور ان کی بیگمات کو محکمہ تعلقات عامہ کی طرف سے فلم دیکھنے کی دعوت ہے ۔ کل انٹرول نہیں ہوگا ۔

اب ایوان کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 9 اپریل 1974ء بروز منگل 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہوگیا) ۔

فہرست

(بحوالہ نشان زدہ سوال نمبر 3477)

تعداد کینال ریسٹ ہاؤس پنجاب اریگیشن ڈیپارٹمنٹ ۔

1	لاہور ریجن ۔	102
2	لائل پور ریجن ۔	192
3	ملتان ریجن ۔	169
4	بہاولپور ریجن ۔	175
	کل تعداد ۔	638

فہرست کینال ریسٹ ہاؤس محکمہ آبپاشی

لاہور ریجن ۔ لاہور

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
1 -	شیخوپورہ	نزد شیخوپورہ ڈسٹری بیوٹری
2 -	چیچوکی ملیاں	نزد اپر چناب کینال آر ڈی 260
3 -	جوئیاں والا	اپر چناب کینال ۔ آر ڈی 220/215
4 -	پھولار	شیخوپورہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی ایل/50000
5 -	بھاریاں والا	بھاریاں والا مائنر آر ڈی ایل/34000
6 -	ہڑپوکی	اپر جناب کینال آرڈی/170000 مین لائن لوئر
7 -	جیانوالی	جیانوالی ڈسٹری بیوٹری ۔ آرڈی/4000
8 -	پپرا	لوشہرہ ڈسٹری بیوٹری
9 -	بدو ردا	لوشہرہ ڈسٹری بیوٹری ۔ آرڈی ایل /98000
10 -	چک گرداس	لوشہرہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی ۔ ایل 142000
11 -	کتھیالی	کتھیالی مائنر آرڈی /59000

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
12 -	مانگٹانوالہ	مانگٹانوالہ برانچ آرڈی / 61
13 -	سکھانوالہ	سکھانوالہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی /73000
14 -	علی جاج	علی جاج مائنر آرڈی / 45000
15 -	گنیش پورہ	سکھانوالہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی /125000
16 -	مڑھ	مہادیوی مائنر آرڈی / 39000
17 -	بارہ گھر	سید والا ڈسٹری بیوٹری آرڈی/ 100000
18 -	اوڈیارہ	مانگٹانوالہ برانچ آرڈی / 10000
19 -	نفوزا	سکھانوالہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی / 52000
20 -	مرالہ	مرالہ
21 -	کھمبران والا	اپر چناب کینال آرڈی / 50000
22 -	بھانوالہ	اپر چناب کینال نزد بھانوالہ
23 -	سانگروالی	مہلن برانچ آرڈی / 59000
24 -	کلاسکے	کلاسکے ڈسٹری بیوٹری آرڈی ایل/35000
25 -	چندر	کلاسکے ڈسٹری بیوٹری آرڈی/ 130000
26 -	ولپال	نوکھر برانچ آرڈی / 40000
27 -	پیر کوٹ	نوکھر برانچ آرڈی / 90000
28 -	مریدکے	مریدکے ڈسٹری بیوٹری آرڈی/142000
29 -	شاہدرہ	شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/100000
30 -	پٹیالہ	مریدکے ڈسٹری بیوٹری آرڈی/ 100000
31 -	احدیاں	کالا شاہ کاکو برانچ آرڈی/22000
32 -	مہتا سوجا	بی آر بی ڈی روک آرڈی 180000
33 -	لونگ واچلا	شاھدرہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/41000
34 -	بابکوال	شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/138000
35 -	دھامکے	شاہدرہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/229000
36 -	میانوالی	بی آر بی لنک آرڈی آر/95000
37 -	مالوکی	بی آر بی لنک آرڈی آر/135000
38 -	گوجرانوالہ	گوجرانوالہ

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
39 -	نندی پور	مین لائن لوئر آرڈی/47000
40 -	تلونڈی	تلونڈی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/51000
41 -	نور پور	نور پور ڈسٹری بیوٹری آرڈی/28000
42 -	ارگن	ارگن مائنر آرڈی/40000
43 -	منڈیالہ	کامونکی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/52000
44 -	لالو پور	سادھوکی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/97000
45 -	سادھوکی	سادھوکی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/138000
46 -	چک رام داس	سادھوکی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/45000
47 -	ڈھلیانوالی	ڈھلیانوالی ڈسٹری بیوٹری آرڈی/45000
48 -	جلیکی	نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/160000
49 -	کاموکی	نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/105000
50 -	چھبیل	لاہور واہگہ روڈ
51 -	امر سدھو	خیرہ ڈسٹری بیوٹری کراسنگ فیروز پور روڈ
52 -	نیاز بیگ	ڈھیل لاہور برانچ آرڈی/314000
53 -	رام کوٹ	نیاز بیگ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/45000
54 -	لاہور	لاہور برانچ آرڈی/270000
55 -	جیڈو	بوچوکانہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/135000
56 -	مال	بوچوکانہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/190000
57 -	جوڈھو ڈھیر	رائے ونڈ ڈسٹری بیوٹری 70000/آر
58 -	روکھانوالہ	اٹھیل پور مائنر آرڈی/48000
59 -	کتھوئی	لاہور قصور روڈ ۔
60 -	بھمبا	ایم بی ایل بالمقابل ہیڈ ریگولیٹر ظفرکے ڈسٹری بیوٹری
61 -	چھیندا	چھیندا ڈسٹری بیوٹری آرڈی 35000/آر
62 -	ظفرکے	ظفرکے ڈسٹری بیوٹری آرڈی/25000
63 -	گاندھیاں	ایم بی ایل بالمقابل پینٹر مائنر

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
64 -	واں	بالمقابل ٹی آرڈی/465000 ایم بی ایل
65 -	پتوکی	مائنر نمبر 1 آرڈی/ 7000 واں ڈسٹری بیوٹری
66 -	شیخم	رکھ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/60000
67 -	حجرا	رکھ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/95000
68 -	گنڈا سنگھ والا	بالمقابل گنڈا سنگھ والا ریلوے سٹیشن
69 -	حسین خان والا	دیپال پور کینال آرڈی/45000
70 -	کھڈیاں	نزد کھڈیاں ریلوے سٹیشن
71 -	ڈھلا	شور کوٹ ڈسٹری بیوٹری آرڈی/85000
72 -	ڈھلبلی	چونیاں ڈسٹری بیوٹری آرڈی/53200
73 -	ہلوکی	دیپال پور کینال آرڈی/90000
74 -	جاجل	اٹاری ڈسٹری بیوٹری آرڈی/55000
75 -	لاڈیاں	مستو مائنر آرڈی/5000 اٹاری ڈسٹری بیوٹری
76 -	نجابت	دیپال پور کینال آرڈی/140000
77 -	کنگن پور	183/آر دیپال پور کینال
78 -	فتح جھ	30/آر فتح جھ ڈسٹری بیوٹری
79 -	ہیرا سنگھ والا	332/آر دیپال پور کینال
80 -	نور پور	نور پور ڈسٹری بیوٹری آرڈی 12009
81 -	گردنہ	ٹیل نظام ڈسٹری بیوٹری آرڈی 15779
82 -	کیوال	نظام ڈسٹری بیوٹری آرڈی 10000
83 -	طاہر	سہاگہ برانچ
84 -	شہامد	ہیڈ ریگولیٹر عدلیکی ڈسٹری بیوٹری لوئر سہاگ
85 -	لدھیوال	بونگا حیات ڈسٹری بیوٹری آرڈی 35000
86 -	بونگا حیات	بونگا حیات ڈسٹری بیوٹری آرڈی 11000

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
87 -	حویلی	گیلانوالہ ڈسٹری بیوٹری آرڈی 5000
88 -	دیپال پور	دیپال پور ڈسٹری بیوٹری آرڈی 65000
89 -	شاہ یکہ	دیپال پور ڈسٹری بیوٹری آرڈی 120000
90 -	حجرہ	بالمقابل ٹیل خانواہ برانچ آرڈی 135613
91 -	ڈلیانہ	بے جان پور ڈسٹری بیوٹری آرڈی 5000
92 -	گدھ پور	چونیاں ڈسٹری بیوٹری آرڈی 122000
93 -	ایک	نزد جھامکر ولیج
94 -	ڈیک	ڈیک کراسنگ آرڈی 220112 ایم آر لنک
95 -	سب ریسٹ ہاؤس	ایم آر لنک آرڈی 313000
96 -	لورکی	بالمقابل گل شیر ریلوے سٹیشن
97 -	گل شیر	نزد ہیڈ ریگولیٹر اپر سہاگ برانچ
98 -	بیدیاں	کراسنگ بی آر بی ڈی لنک اور خیرہ ڈسٹری بیوٹری
99 -	راوی سائفن	بی آر بی ڈی لنک آرڈی 280000
100 -	چوہڑکانہ	لنک کینال کالونی چوہڑکانہ
101 -	حافظ آباد	لنک کینال کالونی حافظ آباد (شیخوپورہ)
102 -	قادر آباد بیراج	بیراج کالونی پوسٹ آفس قادر آباد (گوجرانوالہ)

فہرست کینال ریسٹ ہاؤسز چیف انجینئر ایریگشن لائل پور ریجن

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
1 -	چوہڑکانہ	چوہڑکانہ آر ڈی 125000 اپر گوگیرہ برانچ
2 -	اجنیا نوالہ	آر ڈی 125000 اپر گوگیرہ برانچ
3 -	جوریاں	آر ڈی 25000
4 -	گجیانہ	مانانوالہ راجباہ آر ڈی 55000
5 -	کرکن	راجباہ کرکن آر ڈی 35000
6 -	فیروز	آر ڈی 180,000 اپر گوگیرہ برانچ

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
7 -	موہلن	آر ڈی 2,30,000 اپر گوگیرہ برانچ
8 -	بھیانہ	آر ڈی 282000 اپر گوگیرہ ٹیل
9 -	ماہوالی	ماہوالی ریلوے اسٹیشن
10 -	نبی پور	آر ڈی 14000 راجباہ شرقپور
11 -	لنڈیانوالہ	آر ڈی 95000 نابرہ راجباہ
12 -	سالار	خانقاہ ڈوگراں
13 -	پکہ ڈلہ	ڈھاباں سنگھ ریلوے اسٹیشن
14 -	بد والی	راجباہ کھڑڑیانوالہ آر ڈی 26000
15 -	لکڑ منڈی	شاہ کوٹ قصبہ
16 -	مدوآنہ	آر ڈی 70,000 کھڑڑیا نوالہ راجباہ
17 -	مطار والی	شاہ کوٹ راجباہ آر ڈی 120000
18 -	پاو لیانی	آر ڈی 2,20000 جڑانوالہ چک جمہیرہ روڈ
19 -	اداگت	لائل پور جڑانوالہ روڈ
20 -	جوآنہ	لوئر گوگیرہ آر ڈی 99,5000
21 -	ستیانہ	لائل پور ستیانہ روڈ
22 -	خانوالہ	" " "
23 -	ترکھانی	لوئر گوگیرہ نہر گوجرہ
24 -	رڈوکورو	لوئر گوگیرہ آر ڈی 2,18000
25 -	کھدروالہ	سمندری ، رجانہ سڑک
26 -	مرید والا	" " "
27 -	سوروئی پور	سونگی راجباہ آر ڈی 52000
28 -	سناری	" " 109000
29 -	بھاگٹ	کھیکہ راجباہ آر ڈی 11000
30 -	کھڑیالوالہ	شورکوٹ روڈ
31	سگینجہ	آر ڈی 19000 سگینجہ
32	جونیجوالہ	آر ڈی 46000 جونیجوالہ مائنر

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
33 -	مونگی	آر ڈی 324300 لوئر گیرہ برانچ
34 -	فریدہ	آر ڈی 52000 برالہ برانچ
35 -	روڈالہ	" " 110000 " "
36 -	بورالہ	" " 168000 " "
37 -	باھلک	" " 500000 باھلک برانچ
38 -	کھائی	" " 100000 باھلک برانچ
39 -	کانیاں	" " 230000 برالہ برانچ
40 -	کنجوانی	" " 7000 کنجوانی برانچ
41 -	منیانوالہ	" " 283000 برالہ برانچ
42 -	سندھانوالہ	" " 40000 بھوجہ راجباہ
43 -	محمد شاہ والہ	" " 439000 برالہ برانچ
44 -	جھکڑ	" " 41000 کبیر والہ راجباہ
45 -	سلطان پور	" " 73000 " "
46 -	جرولہ	" " 116775 " "
47 -	کمھکیکہ	" " 15000 شورکوٹ مائیر
48 -	دانگلی	اپر گوگیرہ ڈویژن ضلع شیخوپورہ
49 -	چونیاں والا	لوئر گوگیرہ " لائل پور
50 -	ہونہر	برالا ڈویژن "
51 -	کھیٹالہ	اپر گوگیرہ ڈویژن شیخو پورہ
52 -	تاشپور	" " " "
53 -	خانکی مین ریسٹ ہاؤس	خانکی ہیڈ ورکس
54 -	خانکی سب ریسٹ ہاؤس	" "
55 -	چھناول	آر ڈی 40000 ساگر
56 -	ساگر	" " 40000 ساگر ریگولیٹر

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
57 -	قلعہ رام کور	قلعہ کور
58 -	کوٹ چیاں	آر ڈی 123000 کوٹ
58 -	رسال پور	،، ،، 38000 رسال پور
60 -	شاہ جمال	،، ،، 90000 کوٹ کا برانچ
61 -	جنڈوکی	،، ،، 50000 جندوکی راجباہ
62 -	ٹھٹہ جاہد	،، ،، 50000 دوہوار راجباہ
63 -	چک کھرل	،، ،، 35000 گجرگوار راجباہ
64 -	سید مگر	،، ،، 25000 ونیکے راجباہ
65 -	ونکے	،، ،، 75000 ،، شہر
66 -	لائل پور	لائل پور شہر
67 -	عقبانہ	آر ڈی 224000 رکھ برانچ
68 -	سلار والہ	،، ،، 170000 ،، ،،
69 ـ	مجد والا	،، ،، 36813 لکھو آنہ راجباہ
70 ـ	گید والا	،، ،، 100000 ڈجکٹ راجباہ
71 ـ	سیال والا	،، ،، 170000 ر ـ ب
72 ـ	موچی والا	،، ،، 41000 ر ـ ب
73 ـ	نانوآنا	،، ،، 20000 لوئر چناب مین لائل پور
74 ـ	سکھیکی	،، ،، 29000 راجباہ سکھیکے
75 ـ	ہندو آنا	،، ،، 126400 جھنگ برانچ
76 ـ	پیرانوالہ	،، ،، 161422 ،، ،،
77 ـ	سارنگ والا	،، ،، 42500 راجباہ سارنگ والا
78 ـ	کوٹ خایار	،، ،، 218000 جھنگ برانچ
79 ـ	سیران والا	آر ڈی 56500 راجباہ کھائی
80 ـ	نٹہ والا	آر ڈی 50220 راجباہ نصرانہ
81 ـ	بتی	،، ،، 96500 راجباہ نصرانہ
82 ـ	پکا انا	،، ،، 149500 ،، ،،

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
83 ۔	نیون	،، ،، 260035 جھنگ برانچ
84 ۔	امین پور	،، ،، 308426 ،، ،،
85 ۔	کوٹ احمد یار	،، ،، 40430 راجباہ چینوٹ
86 ۔	کوٹ وساوا	،، ،، 30630 کوٹ وساوا سائنر
87 ۔	تاب پیران والا	،، ،، 164650 راجباہ بھوانہ
88 ۔	جوڑا	،، ،، 35500 راجباہ بھنگو
89 ۔	ویڑہ	،، ،، 87745 ٹیل فیڈ راجباہ
90 ۔	شیخ چوہڑ	،، ،، 162000 راجباہ سلطان
91 ۔	بلوآنا	،، ،، 000 : ٹرکرہ سائنر
92 ۔	چمرانوالی	،، ،، 42000 راجباہ گھنو
93 ۔	مراد والا	،، ،، 11000 راجباہ سلطان پاکھڑا
94 ۔	عادل والا	،، ،، آر ڈی 55000 راجباہ ،، اکھڑا
95 ۔	چانی والا	،، ،، 189500 جھنگ برانچ ٹیل
96 ۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	،، ،، 24000 سیو وال مائنر
97 ۔	بھیلاں	،، ،، 31000 راجباہ بھنگو
98 ۔	اکال والا	،، ،، 70000 راجباہ کیوڑہ
99 ۔	وریام	،، ،، 80000 راجباہ بھنگو
100 ۔	کھیوڑہ	،، ،، 124000 راجباہ کھیوڑہ
101 ۔	گوجرہ	،، ،، آر ڈی 139000 جھنگ برانچ
102 ۔	خیر والا	،، ،، 48000 ،، ،،
103 ۔	ٹاؤن	،، ،، 94000 ،، ،،
104 ۔	دھولسر	،، ،، 23000 دھولسر راجباہ
105 ۔	درسانہ	ٹیل راجباہ درسانہ
106 ۔	لکھلانہ	برجی 96000 دھولسر راجباہ
107 ۔	اسہابہ	آر ڈی 149000 راجباہ
108 ۔	منگلا	،، ،، صفر منگلا ضلع جہلم

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
109 ۔	جاتلی	،، ،، 74000 گجرات
110 ۔	حکو	،، ،، 124500 ،،
111 ۔	راجڑ	،، ،، 15100
112 ۔	بوڑانوالا	،، ،، 290000
113 ۔	کڑاری والا	،، ،، 324250
114 ۔	شادی والا	،، ،، 428000
115 ۔	چکوری	،، ،، 367000
116 ۔	بسال	،، ،، 1000 بسال برانچ
117 ۔	بھچر	،، ،، 142000 گجرات برانچ
118 ۔	بیکنا والا	،، ،، 22600
119 ۔	چمحاں	،، ،، 1500
120 ۔	کھدھر	،، ،، 60750 میانوالی برانچ
121 ۔	رکن	،، ،، 72374 بلو والی برانچ
122 ۔	بھکو	،، ،، 15000 پھالیہ برانچ
123 ۔	پاڑیانوالی	،، ،، 53000 پاڑیانوالی برانچ
124 ۔	کالو پنڈی	،، ،، 10900 ،، ،،
125 ۔	مٹھ چک	،، ،، 71073 مگو وال
126 ۔	چھنی	،، ،، 24000 توپوالیہ خواجہ مائنر
127 ۔	چھرنڈ	آر ڈی 13094 چھرنڈ مائنر
128 ۔	ہمبر	،، ،، 14000 ہمبر مائنر
129 ۔	حاصلاں والا	،، ،، 32500 ،، ،،
130 ۔	پھالیہ	،، ،، 1,00,000 پھالیہ مائنر
131 ۔	راول ڈیم	اسلام آباد
132 ۔	مین ریسٹ ہاؤس	ہیڈ رسول
133 ۔	ریور دیو	،، ،،
134 ۔	فقیریاں	آر ڈی 196330 ٹیل لوئر جہلم

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
135 ۔	ریب	" " 140000 " "
136 ۔	ست گھڑا	" " 65000 شہالی برانچ
137 ۔	بیری والا	" " 114000 " "
138 ۔	لڈے والا	" " 169000 " "
139 ۔	ماڑی	" " 45000 لک برانچ
140 ۔	اوپی	" " 32000 ہوجن "
141 ۔	مرولیانوالی	" " 83000 " "
142 ۔	سلام	" " 30000 دیو والا برانچ
143 ۔	پھارون	" " 45000 رتو کالا "
144 ۔	بھاگا والا	بھاگا کیوٹری
145 ۔	وال	آر ڈی 54000 جنوبی برانچ
146 ۔	ہلال پور	" " 45000 کھاد برانچ
147 ۔	بھکھو والا	" " 95000 " "
148 ۔	کوٹ ناجہ	" " 32000 " "
149 ۔	اچھر والا	" " 80000 " "
150 ۔	یکو والا	" " 122000 " "
151 ۔	وینوکہ	" " 180,000 " "
152 ۔	غوشے والا	آر ڈی 236000 کھاد برانچ
153 ۔	گلہ پور	" " 2,000 لالیاں برانچ
154 ۔	لالو والی	" " 60000 " "
155 ۔	کانڈی والا	" " 103,000 " "
156 ۔	ٹنوکہ	" " 155500 " "
157 ۔	چوکیرہ	" " 78500 چولکیرہ برانچ
158 ۔	گھوڑیوالہ	" " 43750 " "
159 ۔	ھڈا	" " 91000 کڑانہ "
160 ۔	روڈیاں	" " 156000 " "

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
161 ۔	جوڑا	" " 191500 " "
162 ۔	عامیاں والا	" " 24000 مائیئر
163 ۔	سرگودھا	سرگودھا شہر
164 ۔	سہانا آباد	آر ڈی 59,000 سلکی برانچ
165 ۔	نوریوالہ	" " 63500 نوریوالہ برانچ
166 ۔	سلطان پور	" " 500 غربی برانچ
167 ۔	بودھی والا	" " 52000 فروقہ "
168 ۔	شامان	" " 500 نور یوالا برانچ
169 ۔	ڈھولکا	" " 107000 " "
170 ۔	بہک	" " 52000 بہک "
171 ۔	رورلا	" " 224500 شالی برانچ
172 ۔	مکھوانا	" " 278000 " "
173 ۔	رحمدانہ	" " 331000 " "
174 ۔	مکھو وانہ	" " 24500 نارنگ "
175 ۔	مگووالی	" " 73000 " "
176 ۔	سہسام	" " 128000 " "
177 ۔	کوٹ مہولہ	" " 31000 برانچ جنڈ
178 ۔	کیری والا	" " کوٹ سلطان برانچ
179 ۔	شیخان	" " 40000 نسن برانچ
180 ۔	شاہ جیونہ	" " 98500 " "
181 ۔	حسین خان	" " 148500 " "
182 ۔	میانی	آر ڈی 41700 شاہ پور برانچ
183 ۔	چک قاضی	" " 98000 " "
184 ۔	نابہ	" " 58600 " "
185 ۔	سیعدل شاہ	" " 2010000 " "
186 ۔	حسین شاہ	" " 18000 حسین شاہ برانچ

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
187 ۔	شاہ پور	شاہ پور شہر
188 ۔	واسو	منڈی بہاوالدین
189 ۔	پیلاں	پھالیہ گجرات روڈ ۔کیو بی لنک
190 ۔	مگووال	مگووال گاؤں گجرات پھالیہ روڈ
191 ۔	موانہ	گجرات برانچ گوجرہ شہر
192 ۔	فاروقہ	سرگودھا میدن والی روڈ راجباہ فاروقا

فہرست کینال ریسٹ ہاؤس محکمہ آبپاشی

ملتان ریجن ۔ ملتان

ڈیرہ جات سرکل

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
1 -	گجانی	تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خاں
2 -	کھڑک والا	آرڈی/1500 سابقہ منکا کینال ڈیرہ غازی خاں
3 -	میرو (پناہ گاہ)	آرڈی/92000 لنک نمبر 1 ڈیرہ غازی خاں
4 -	مہتم	آرڈی /6000 دھوگانہ ڈسٹری بیوٹری ڈیرہ غازی خاں
5 -	جھوک	آرڈی /13500 جھوک ڈسٹری بیوٹری ڈیرہ غازی خاں
6 -	مانا	تحصیل و ضلع ڈیرہ غازی خاں
7 -	پیگاں	آرڈی/68000 شورٹا کینال
8 -	چھوٹی واٹر لارجڈ ایریا	آرڈی/18000 سابقہ منکا کینال
9 -	ڈیرہ غازی خاں	ضلع ڈیرہ غازی خاں
10 -	تال پور	تحصیل جام پور ڈیرہ غازی خاں
11 -	داجل	تحصیل جام پور ۔ ڈیرہ غازی خاں
12 -	مینا پور	حاجی پور تحصیل جام پور
13 -	راجن پور	ضلع ڈیرہ غازی خاں

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
14 -	فضل پور	تحصیل راجن پور ضلع ڈیرہ غازی خان
15 -	جلال پور	ضلع ڈیرہ غازی خان
16 -	جام پور	ضلع ڈیرہ غازی خان
17 -	فتح پور	تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان
18 -	ریکھ	تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خان
19 -	گبول	ضلع ڈیرہ غازی خان
20 -	ڈھینان	ضلع ذیرہ غازی خان
21 -	کوٹلہ حسین شاہ	ضلع ڈیرہ غازی خان
22 -	کوٹلہ ھدایت	ضلع ڈیرہ غازی خان
		تھل سرکل
23 -	خوشاب	خوشاب ۔ میانوالی سرگودھا روڈ
24 -	مٹھا ٹوانہ	مٹھا ٹوانہ ٹاؤن ۔ ضلع سرگودھا
25 -	گنجیل	مہاجر برانچ تحصیل خوشاب
26 -	واں	واں بھاچراں ٹاؤن تحصیل میانوالی
27 -	کار کوٹ	نزد کار کوٹ ٹاؤن تحصیل میانوالی
28 -	بخت	آرڈی/212 مین لائن لوئر بھکر
29 -	بھکر	بھکر ٹاؤن ضلع میانوالی
30 -	شہید	آرڈی/54000 کواری مائنر
31 -	آصف	آرڈی/34000 آصف ڈسٹری بیوٹری
32 -	فردوسی	آرڈی/419 مین لائن لوئر
33 -	ٹالو	ٹیل مین لائن لوئر تحصیل لیہ
34 -	بھیل	نزد بھیل ریلوے سٹیشن
35 -	داؤد خیل	کینال کالونی داؤد خیل ضلع میانوالی
36 -	لیہا	نزد ولیج ڈھولے والا ضلع میانوالی
37 -	میانوالی	کینال کالونی میانوالی
38 -	کندنان	کینال کالونی کندیاں

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
39 -	پپلاں	کینال کالونی پپلاں
40 -	روڈی	کینال کالونی روڈی
		حویلی سرکل
41 -	ملتان	ملتان بہاولپور روڈ
42 -	نواب پور	نواب پور ضلع ملتان
43 -	انعام پور	آرڈی/25000 کھادل ڈسٹری بیوٹری
44 -	بھنڈا	ہیڈ میٹیٹال ڈسٹری بیوٹری
45 -	شجاع آباد	شجاع آباد ضلع ملتان
46 -	پنجانی	ہیڈ حافظ والا مائنر ضلع ملتان
47 -	ست برجی	آرڈی/56000 ست برجی ضلع ملتان
48 -	بہالی	ٹیل پنجانی ضلع ملتان
49 -	آدھی باغ	آرڈی/20000 سکندر آباد ڈسٹری بیوٹری
50 -	سدھنائی	سدھنائی ضلع ملتان
51 -	جہانا	ٹیل کرونگا ڈسٹری بیوٹری ضلع ملتان
52 -	بھاٹی	ٹیل فاضل شاہ ڈسٹری بیوٹری
53 -	مخدوم پور	آرڈی/57000 عبدالحکیم ڈسٹری بیوٹری
54 -	رانا	ضلع ملتان (ناقابل استعمال)
55 -	جودھپور	آرڈی/17000 وینائی ڈسٹری بیوٹری
56 -	وینائی	آرڈی/80000 وینائی ڈسٹری بیوٹری
57 -	کوکورتہ	آرڈی/128000 سدھنائی کینال
58 -	لالی پور	آرڈی/22000 مخدوم رشید ڈسٹری بیوٹری
59 -	ساہو	ہیڈ ساہو مائنر ضلع ملتان
60 -	دیوان	دیوان ضلع ملتان
61 -	پنج کوھاں	ٹیل مدینہ ڈسٹری بیوٹری
62 -	میانی	آر ڈی /5000 میانی ڈسٹری بیوٹری
63 -	بلی والا	آر ڈی /30000 خیر پور ڈسٹری بیوٹری

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
64 ۔	مبارک پور	آر ڈی /90000 خیر پور ڈسٹری بیوٹری
65 ۔	قصبہ	آر ڈی /88000 ولی محمد ڈسٹری بیوٹری
66 ۔	ریمو	کینال کالونی ریمو ہیڈ ورکس ضلع جھنگ
67 ۔	لاشاری	آر ڈی /49000 رنگ پور کینال
68 ۔	ڈیالہ	آر ڈی /138000 رنگ پور کینال
69 ۔	کوٹ بہادر	(رہائشی استعمال ایس ۔ ڈی ۔ او)
70 ۔	پیر عبدالرحمن	آر ڈی /25000 ۔ 1 ایل/3 ایل مائز
71 ۔	جیونا	آر ڈی /281500 رنگ پور کینال
72 ۔	فرید محمود	تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ
73 ۔	راجبانہ	تحصیل شور کوٹ ضلع جھنگ
74 ۔	دوران پور	" "
75 ۔	درکھانہ	" "
76 ۔	یاسمین	آر ڈی /218000 رنگ پور کینال
77 ۔	ککی	حویلی میاں لائن ضلع جھنگ (رہائش ایس ۔ ڈی ۔ او شور کوٹ)
78 ۔	جلال پور	تحصیل شور کوٹ
		مظفرگڑھ سرکل
79 ۔	لیہ	مقام لیہ ضلع مظفرگڑھ
80 ۔	ٹیل انڈس	انڈس برانچ ضلع مظفرگڑھ
81 ۔	فتح پور	داسو ڈسٹری بیوٹری مظفرگڑھ
82 ۔	عنایت	چوک اعظم اور لیہ کے درمیان
83 ۔	پاٹل منڈ	چوک منڈا ضلع مظفرگڑھ
84 ۔	میر پور بگل	بگل ڈسٹری بیوٹری چوک منڈا
85 ۔	کوٹ ادو	کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ (رہائش ایس ۔ ڈی ۔ او)
86 ۔	کوٹ سلطان	اوٹ ادو اور لیہ کے درمیان

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
87 ۔	ہنجرائے	اپر کوٹ سلطان ڈسٹری بیوٹری
88 ۔	سناواں	اپر سردار واہ ڈسٹری بیوٹری
89 ۔	چوھدری	اپر سردار واہ ڈسٹری بیوٹری
90 ۔	بسیرا	قریشی پکا روڈ مظفرگڑھ
91 ۔	گجرات	قریشی اورکوٹ ادو کے درمیان ۔ مظفرگڑھ
92 ۔	راؤ بیلا	گجرات اور کوٹ ادو کے درمیان
93 ۔	ماچھی	غلام واہ مائنر (ضلع مظفرگڑھ)
94 ۔	تلاری	تھل برانچ ضلع مظفر گڑھ
95 ۔	سلطان	(مظفرگڑھ اور چوک مندھا کے درمیان)
96 ۔	مظفرگڑھ	مظفرگڑھ
97 ۔	سجانا	ہرنام ڈسٹری بیوٹری
98 ۔	کنجھر	خان گڑھ اور کنجھر کے درمیان
99 ۔	لانگو سرائے	مظفرگڑھ اور جھنگ کے درمیان
100 ۔	خان گڑھ	مظفرگڑھ اور علی پور کے درمیان
101 ۔	روحیلانوالی	مظفرگڑھ اور علی پور کے درمیان
102 ۔	حمزا والا	مظفر گڑھ اور علی پور کے درمیان
103 ۔	دھال والا	کچا روڈ ضلع مظفرگڑھ
104 ۔	جتوئی	کچا روڈ براستہ علی پور
105 ۔	بکانی	مظفرگڑھ کینال
106 ۔	باڑہ	کچا روڈ علی پور تا خیر پور
107 ۔	بٹواریاں	کور خان ڈسٹری بیوٹری
108 ۔	خدائی	پکا روڈ مظفرگڑھ اور جھنگ کے درمیان

لوئر باری دوآب کینال سرکل

109 ۔	بلوکی	بلوکی ہیڈ ورکس ضلع لاہور
110 ۔	ھلہ	آر ڈی /56000 ۔ آر/ایم ایل
111 ۔	موہل کی	آر ڈی /48000 گجیرا ضلع لاہور

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
112 ۔	رینالہ	رینالہ آر ڈی /162000/ایم ۔ ایل
113 ۔	اوکاڑہ	آر ڈی /209000 ایل/ایم ایل (اوکاڑہ)
114 ۔	ایچ ۔ پلاٹ	پمپنگ سٹیشن ضلع ساہیوال
115 ۔	کھوکھر	آر ڈی /11000/ایم ۔ ایل ساہیوال
116 ۔	ڈھلیانی	آر ڈی /1/25000 ۔ ایل ساہیوال
117 ۔	شاہ پور	آر ڈی /2/12000 ۔ ایل/ 4 ایل
118 ۔	ساہیوال	ساہیوال شہر
119 ۔	محمد پور	ضلع ساہیوال
120 ۔	کلاسان	آر ڈی/2/83000 ۔ ایل ڈسٹری بیوٹری
121 ۔	بھالی والا	آر ڈی /350000 آر ۔ I ۔ ایل/9 ایل
122 ۔	بدھ والا	آر ڈی /2/67000 ایل/9 ایل
123 ۔	یوسف والا	آر ڈی /221000 ۔/ 5 آر ڈسٹری بیوٹری
124 ۔	کمر	آر ڈی /356/ایل/ ایم ایل ایل بی ڈی سی
125 ۔	جھیل والا	آر ڈی /4/35000 آر
126 ۔	پکھی	آر ڈی /7000 ایل/5/22 ایل
127 ۔	میر شینکہ	آر ڈی /73000 ایل /5 ایل
128 ۔	راٹور والا	آر ڈی /1/56000 آر /5 ایل
129 ۔	نیا والا	آر ڈی /9/93000 ایل
130 ۔	شیروالا	آر ڈی /9/143000 ایل ضلع ساہیوال
131 ۔	نتھو والا	آر ڈی /9/203000 ایل ضلع ساھیوال
132 ۔	اٹکیریان	آر ڈی /16000/آر/11 ایل
133 ۔	سلانوالی	آر ڈی /420000 ایک /9 ایل
134 ۔	کوھا والا	آر ڈی /491000 آر / ایم ایل ایل بی ڈی سی
135 ۔	داد فتانہ	آر ڈی /433000 ایل /3 ایل
136 ۔	کھنگوا والا	آر ڈی /14000/ جی ڈی
137 ۔	جویا	آر ڈی /94000 ایل/جی بی

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
138	اکبر	آر ڈی /192000 ایل/جی ڈی
139	کوڑے شاہ	آر ڈی /243000 ایل/جی ڈی
140	چیچہ وطنی	آر ڈی /47600 ایل/ایم ایل
141	کسو وال	آر ڈی /524000 ایل/ایم ایل
142	پھاری	آر ڈی /1/5000 لایل/12 ایل
143	اوکا والا	آر ڈی /12/10000 ایل
144	اکوانوالہ	آر ڈی /12/152000 ایل
145	تمانوالی	آر ڈی /1/62000 آر/12 ایل
146	مکھونی	آر ڈی /14/64000 ایل ضلع ساہیوال
147	عمرانہ	آر ڈی /14/90000 ایل ضلع ساھیوال
148	لنڈا	آر ڈی /615500 ایل/ایم ایل ضلع ملتان
149	جوری	آر ڈی /2/47000 لالے/15 ایل
150	چھاب	آر ڈی /15/14800 ایل ضلع ملتان
151	جھنڈیالی	آر ڈی /15/105000 ایل ضلع ملتان
152	تھا کیبل	آر ڈی /194000/15 ایل ملتان
153	دھلوان	آر ڈی /571000/ایم ایل ضلع ملتان
154	ھمند	آر ڈی /15/56000 ایل ضلع ملتان
155	چوفتہ	آر ڈی /8/54000 آر ضلع ملتان
156	کچا کوہ	آر ڈی /660000/ایم ایل ضلع ملتان
157	عاقل	آر ڈی /8/105800 آر ضلع ملتان
158	خانیوال	خانیوال سٹی
159	مھمورا	آر ڈی /3/46000 آر برانچ
160	درکانہ	آر ڈی /1/9000 ایل/10 آر ضلع ملتان
161	جینتھل	آر ڈی /10/89000 آر ضلع ملتان
162	چک شھانہ	2 ایل/10 آر ماینو ضلع ملتان
163	وھی وال	آر ڈی /10/144000 آر ضلع ملتان

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
164 ۔	مریالہ	آر ڈی /10/50000 آر ضلع ملتان
165 ۔	جہانیاں	آر ڈی /10/192700 آر ضلع ملتان
166 ۔	قریشی والا	آر ڈی /6/17000 آر/10 آر ضلع ملتان
		ٹی ایس ایم بی لنک سرکٹ
167 ۔	ٹونسہ بیراج	تونسہ بیراج کالونی تحصیل کوٹ ادو
168 ۔	ٹھنگی	تھنگی تحصیل وھاڑی ضلع ملتان
169 ۔	خیر پور	تنا والی ضلع بہاولپور

فہرست کینال ریسٹ ہاؤس محکمہ آبپاشی

بہاولپور ریجن ۔ بہاول پور

نمبر شمار	ریسٹ ہاؤس کا نام	مقام
1 ۔	خیر پور ٹموالی	بہاول پور
2 ۔	امرانی	"
3 ۔	لال سوہارہ	"
4 ۔	ڈیرہ بکھا	"
5 ۔	بہوا والا	"
6 ۔	یازمان	"
7 ۔	کھڈ ہوالا	"
8 ۔	ٹائل ڈیسرٹ برانچ	"
9 ۔	خیبر والا	"
10 ۔	شاہی والا	"
11 ۔	شاہ پور	"
12 ۔	غنائتی	"
13 ۔	لادامسار	"
14 ۔	قائم پور	"
15 ۔	سمہ سٹہ	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
16 ۔	احمد پور ایسٹ	"
17 ۔	مبارک پور	"
18 ۔	مسافر خانہ	"
19 ۔	اوچ شریف	"
20 ۔	کوٹہ موسے خان	"
21 ۔	نوسہرہ	"
22 ۔	خیر پور ڈاھا	بہاول پور
23 ۔	لیاقت پور	رحیم یار خان
24 ۔	چن گھوٹ	بہاول پور
25 ۔	میٹلا	رحیم یار خان
26 ۔	فیروزہ	"
27 ۔	قاسم والا	"
28 ۔	کلار والا	"
29 ۔	پھلا نمبر 1	ملتان
30 ۔	پھلا نمبر 2	"
31 ۔	میلسی	"
32 ۔	شیر گڑھ	"
33 ۔	کرام پور	"
34 ۔	چلی موان	"
35 ۔	کیکوی	"
36 ۔	دھامکے	"
37 ۔	کرورپکا	"
38 ۔	جامرانی	"
39 ۔	لودھران	"
40 ۔	قریشی والا	"
41 ۔	ماجھا کولہ	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
42 ۔	بستی ارائین	"
43 ۔	واہی مقتون مال	"
44 ۔	جکو والا	"
45 ۔	پٹی	"
46 ۔	میران پور	"
47 ۔	لطف پور	"
48 ۔	سدا	"
49 ۔	بسنت پور	"
50 ۔	چوگی سوب خان	"
51 ۔	جلہ	"
52 ۔	حمید پور	"

رحیم یار خان سرکل رحیم یار خان

53 ۔	نمبر 1 پنجاب کینال کالونی پنجاب	مظفر گڑھ
54 ۔	نمبر 2 ۔ " "	"
55 ۔	خان پور	"
56 ۔	اللہ آباد	رحیم یار خان
57 ۔	پکا لارن	"
58 ۔	خان بیلا	"
59 ۔	تھل حمزہ	"
60 ۔	باغ و بہار	"
61 ۔	نواں کوٹ	"
62 ۔	گل مرگ	"
63 ۔	بھٹہ شیخان	"
64 ۔	تارندا گوگیز	رحیم یار خان
65 ۔	مسٹول	"
66 ۔	رحیم یار خان	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
67 ۔	صادق آباد	رحیم یار خان
68 ۔	واہ فقیران	"
69 ۔	مانتھو	"
70 ۔	تیلو گتھ	"
71 ۔	مالکانی	"
72 ۔	چک عباس	"
73 ۔	میانوالی	"
74 ۔	کوٹ سمابہ	"
75 ۔	شیخاں	"
76 ۔	شاہ شیراں	"
77 ۔	ججا	"
78 ۔	گڑھی اختیار خان	"
79 ۔	آدم والی	"
80 ۔	احمد پور لمبا	"
81 ۔	پالو شاہ	"
82 ۔	رکن پور	"
83 ۔	شہباز پور	"
84 ۔	شیریاں	"
85 ۔	بھونگ	"
86 ۔	ڈا والا	"
87 ۔	کاسانی	"
88 ۔	ڈیگی	"
89 ۔	والہو	"
	بہاول نگر سرکل	
90 ۔	صوبہ والا	بہاولنگر
91 ۔	بھولیوالا	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
92 ۔	چال والا	بہاولنگر
93 ۔	ڈونگا بونگا	"
94 ۔	کوٹ شیر محمد	"
95 ۔	کھوپر	"
96 ۔	گجیانی	"
97 ۔	چاندنا	"
98 ۔	ٹوبہ رحمان والا	"
99 ۔	لاکھن والا	"
100 ۔	سدھران والا	"
101 ۔	نانتھال	"
102 ۔	لودھران والا	"
103 ۔	دھاران والا	"
104 ۔	کنجان ڈنگا	بہاولپور
105 ۔	چنن والا	"
106 ۔	کوریان والا	"
107 ۔	گلاب علی	"
108 ۔	میاں والا ٹوبہ	"
109 ۔	کامرانی	"
110 ۔	والار	"
111 ۔	قاضی والا	"
112 ۔	جورکھان والا	"
113 ۔	ہارون آباد	"
114 ۔	فقیر والا	"
115 ۔	یتیم والا	"
116 ۔	کھیجی والا	"
117 ۔	شہباز والا	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
118 ۔	سرداروں والا	بہاولپور
119 ۔	فورٹ عباس	"
120 ۔	قریشی	"
121 ۔	راساقا	"
122 ۔	ماروٹ	"
123 ۔	6 ۔ آر ڈسٹری	"
124 ۔	امروکا	"
125 ۔	منچن آباد	"
126 ۔	احمد پور	"
127 ۔	چھینا	"
128 ۔	بہاولنگر	بہاولنگر
129 ۔	اکوکا	"
130 ۔	تخت محل	"
131 ۔	عام گڑھ	"
132 ۔	چک عبداللہ	"
133 ۔	چشتیاں	"
134 ۔	شہر فرید	"
135 ۔	حاصل پور	بہاولپور
136 ۔	بہرام سر	بہاولنگر

لیلی پار کینال سرکل ساہیوال

137 ۔	سلیانکی	ساہیوال
138 ۔	گھویر والا	"
139 ۔	واریاں	"
140 ۔	حاراتھ	"
141 ۔	کالیاں	"
142 ۔	ٹبی	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
143 ۔	جام لیرا	ساہیوال
144 ۔	پاک پتن	"
145 ۔	دریا ڈنگ	"
146 ۔	جیون شاہ	"
147 ۔	کوٹ کانگو	"
148 ۔	باہو والا	"
149 ۔	دلو والا	"
150 ۔	تریکھانی	"
151 ۔	دلان	"
152 ۔	ناگ والی	"
153 ۔	شیخ فیضل	"
154 ۔	بورے والا	ملتان
155 ۔	عمر پور	ساہیوال
156 ۔	رسول پور	"
157 ۔	شیشانوالا	ملتان
158 ۔	میچیانوالا	"
159 ۔	ماری	"
160 ۔	شہتاب گڑھ	"
161 ۔	واں والا	"
162 ۔	خیرالہ	"
163 ۔	جویا	"
164 ۔	کوتھالہ	"
165 ۔	میاں فکن	"
166 ۔	گھو	"
167 ۔	گودر والا	"
168 ۔	لال ساگو	"

نمبر شمار	نام ریسٹ ہاؤس	مقام
169 ۔	قطب پور	"
170 ۔	مقبول واہ	"
171 ۔	کوٹ مصری خان	ملتان
172 ۔	پونیاں	"
173 ۔	رتا ٹبا	"
174 ۔	سرگانا	"
175 ۔	لکھا	"

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

(منگل - 9 اپریل 1974ء)

(سہ شنبہ - 15 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ
مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ
بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ ۠
وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ
اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

قرآن حکیم: س ۲ - پ ۱ - رکوع ۳ - آیات ۲۶ و ۲۷

اللہ اس بات سے نہیں شرم محسوس کرتا کہ مچھر یا اس سے بڑھ کر کسی چیز (کھٹمل مکڑی) وغیرہ کی مثال بیان فرمائے جو ایمان والے ہیں وہ تو یقین کرتے ہیں کہ وہ ان کے پروردگار کی طرف سے مناسب و صحیح ہے اور جو کافر ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس مثال سے نہ جانے اللہ کی کیا مراد ہے (اللہ) اس کے ذریعہ بہتوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعہ ہدایت عطا کر دیتا ہے اور گمراہ تو صرف نافرمانوں ہی کو کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ کے عہد کو مضبوط کرنے کے بعد توڑ دیتے ہیں اور (رشتہ ہائے قرابت) کو اللہ جوڑے رکھنے کا حکم دیتا ہے اس کو وہ منقطع کر ڈالتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ منصوبہ بندی میں خالی آسامیوں کو پر کرنا

*4091 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی میں Economic Investigators کی کچھ آسامیاں مارچ اپریل میں پنجاب سیکرٹریٹ سلیکشن بورڈ نے پر کی تھیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان آسامیوں کی تعداد کیا تھی اور ان میں سے کتنے امیدواروں کے نام متعلقہ appointing authority کو بھیجے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حاکم تقرری متعلقہ نے ابھی تک ان سے منتخب امیدواروں کا تقرر نہیں کیا ۔ اگر ایسا ہے تو کتنے امیدواروں کا تقرر کیا گیا ہے اور باقی منتخب شدہ امیدواروں کی ابھی تک تقرری نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں ۔ اور حکومت کب تک ان کی تقرری کرنا چاہتی ہے ۔ اگر نہیں کرنا چاہتی تو کیوں نہیں ۔

(ج) مذکورہ بالا آسامیوں پر جن کی تقرری کی گئی ہے اور جن کی تقرری نہیں کی گئی ان کے تعلیمی کوائف اور عمریں علیحدہ علیحدہ کیا ہیں ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) سیکرٹریٹ کے سیلیکشن بورڈ کے فرائض میں خالی آسامیوں پر بھرتی کرنا شامل نہیں ہے ۔ سیلیکشن بورڈ تو صرف انتظامی محکمہ ہائے متعلقہ کو اپنی سفارشات بھیجتا ہے ۔ اپریل 1973ء میں سیلیکشن بورڈ نے محکمہ منصوبہ بندی و معاشی ترقی کے پاس محققین معاشی (Economic Investigators) کی خالی آسامیوں کو پر کرنے کے سلسلے میں اپنی سفارشات بھیجی تھیں ۔ یہ خالی آسامیاں

چار حلقہ نمبر 1 میں اور دو حلقہ نمبر 2 میں تھیں ۔ جن ناموں کی سیلیکشن بورڈ نے سفارش کی تھی ان میں آٹھ حلقہ نمبر 1 سے تھے اور ایک حلقہ نمبر 2 سے ۔

(ب) جی ہاں ۔ تقرری کی پیشکش بربنائے قابلیت حلقہ نمبر 1 چوٹی کے دو امیدواروں کو بھیجی گئی تھی ۔ ان میں سے ایک نے پیشکش کو قبول کر لیا اور قبول کنندہ کی تقرری بحیثیت محققین معاشی (Economic Investigators) ہو چکی ۔ ہے دوسرے امیدوار نے پیشکش قبول نہیں کی ۔ اس لیے ان کی تقرری عمل میں نہیں آئی ۔ باقی ماندہ خالی آسامیوں کو پر نہیں کیا گیا ۔ جن کی وجوہ درج ذیل ہیں :

(i) محققین معاشی (Economic Investigators) ریسرچ آفیسرز اور معاونین چیف کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں اور موخرالذکر افسروں کو مدد مہیا کرتے ہیں چونکہ ریسرچ افسروں کی دو اور معاونین چیف کی تین آسامیاں خالی تھیں ۔ اس لیے یہ غیر ضروری اور غیر مناسب سمجھا گیا کہ افسروں کی جگہیں تو خالی رہیں اور ان کے معاونین کی جگہیں پر کر لی جائیں ۔

(ii) یہ بھی محسوس کیا گیا کہ عنقریب یونیورسٹیوں سے تازہ سندیافتہ نوجوان نکلیں گے ۔ جن میں سے بعض کو محکمے کی ملازمت کی طرف راغب کیا جا سکے ۔ یہ مناسب سمجھا گیا کہ تمام خالی آسامیوں کو بیک وقت پر کیا جائے اور اس طرح تازہ سند یافتگان کا داخلہ مسدود ہو جائے ۔

(iii) حلقہ نمبر 2 سے صرف ایک امیدوار کے نام کی سفارش سیلیکشن بورڈ نے کی تھی جو ایم اے کی سند شاریات میں رکھتے تھے ۔ محکمے کو ضرورت ایم ۔ اے معاشیات کی

تھی - اس لیے ایم اے شماریات کو پیشکش تقرری کی نہیں بھیجی گئی -

(iv) اس وقت محکمے میں محققین معاشی کے درجے کی بنیادی افادیت پر غور و خوض ہو رہا ہے - مثلاً ہو سکتا ہے کہ یہ زیادہ مناسب اور مفید ہو کہ کثیرالتعداد محققین معاشی کی بجائے نسبتاً قلیل التعداد ریسرچ آفیسر رکھے جائیں چونکہ محققین معاشی کا گریڈ نمبر 10 ہے - جو اڑھائی سو روپے سے شروع ہو کر پانچ سو چالیس تک جاتا ہے اور جس میں سالانہ ترقی اٹھارہ یا بیس روپے ہے - درانحالیکہ ریسرچ آفیسر کا گریڈ نمبر 17 ہے - جو پانچسو روپے سے شروع ہو کر ساڑھے بارہ سو تک جاتا ہے اور جس میں سالانہ ترقی پچاس روپے ہے - اس لیے بجا طور پر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ ریسرچ آفیسر کے گریڈ میں تقرری کے لیے زیادہ قابل اور باصلاحیت نوجوان اپنے آپ کو ملازمت کے لیے پیش کریں گے -

(ج) مطلوبہ معلومات گوشوارہ (الف) اور گوشوارہ (ب) میں درج ہیں جو منسلک ہیں -

---

گوشوارہ الف

کوائف منتخب امیدوار

نمبر شمار	نام	تاریخ پیدائش	تعلیمی قابلیت		
			ثانوی	بی اے	ایم اے
			حلقہ نمبر 4		
1 -	غلام محمد	1-3-1942	1958ء	1962ء	1964ء
			درجہ اول	درجہ دوم جون 1963ء درجہ دوم آنرز (معاشیات)	درجہ دوم (معاشیات)

گوشوارہ (ب)

کوائف غیر منتخب امیدواران

نمبر شمار	نام	تاریخ ولادت	تعلیمی استعداد				
			ثانوی	بی۔اے	ایم۔اے	کیفیت	
1	آنسہ سائرہ نظامی	18-2-1949	1965ء	1969ء	1971ء	تقرری کی گئی۔	
			درجہ اول	درجہ اول	درجہ دوم	مگر اس نے سرکاری ریاضی و معاشیات قبول نہ کیا۔	
			تعلیمی	معاشیات			
			وظیفہ پایا	سرکاری			
			وظیفہ پایا				
2	آنسہ شہناز حیدر	15-5-1950	1965ء	1969ء	1971ء		
			درجہ دوم	درجہ دوم	درجہ دوم		
			معاشیات و شماریات	معاشیات			
3	نذیر احمد	1-7-1942	1960ء	1964ء	1966ء		زائدالعمر
			درجہ اول	درجہ اول	درجہ دوم		
			معاشیات				
4	محمد شبیر	19-4-1943	1960ء	1964ء	1966ء		ایضاً
			درجہ اول	درجہ اول	درجہ دوم		
			معاشیات				
5	عبدالودود خان	14-1-1949	سن نامعلوم	1969ء	1971ء		
			درجہ اول	درجہ اول	درجہ دوم		
			معاشیات	معاشیات			

6 - محمد شفیق 9-12-1949 1955ء 1969ء 1971ء
درجہ اول درجہ دوم درجہ دوم
معاشیات معاشیات

7 - حبیب الرحمان 5-5-1945 1961ء 1965ء 1967ء زائدالعمر
درجہ اول درجہ دوم درجہ دوم
معاشیات

حلقہ نمبر 4

8 - غلام رسول 14-4-1943 1960ء 1967ء 1969ء زائدالعمر
درجہ دوم درجہ دوم شماریات میں
پوسٹ گریجویٹ
ڈپلوما 1971ء
ایم-اے شماریات
درجہ دوم

نوٹ :- اس آسامی کے لیے زیادہ سے زیادہ عمر 25 سال مقرر ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ جس وقت یہ درخواستیں تقرری کے لیے طلب کی گئی تھیں اور سیلیکشن بورڈ کے سامنے جو حضرات پیش ہوئے تھے ۔ اس سے قبل ریسرچ آفیسر اور معاونین کی آسامیاں خالی تھیں یا کہ بعد میں خالی ہوئیں ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ ریسرچ آفیسر اور معاونین کی جو آسامیاں ہیں ۔ اس کے متعلق میں پورے وثوق سے اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ آسامیاں پہلے سے موجود تھیں ۔ یا نہیں مگر جیسا کہ میں نے عرض کی ہے جب وہ خالی تھیں تو دوسرے یہ جو چھوٹے گریڈ کے آدمی تھے جنہوں نے مدد کرنی تھی یعنی معاونین ان کی تقرری کا سوال پیدا نہیں ہوتا تھا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے عرض کی ہے کہ انہوں

نے یہ بہانہ کیا ہے کہ ریسرچ آفیسر اور معاونین کی آسامیاں نہیں تھیں۔ اس لیے ان کو تقرری کے احکام جاری نہیں کئے گئے تھے۔ کیونکہ ان کو معاونین کی ضرورت نہیں تھی۔ تو میں نے اس سلسلے میں یہ استدعا کی ہے۔ یہ گزارش کی ہے کہ اس وقت بھی آسامیاں موجود تھیں۔ لیکن اس کے باوجود یہ جواب دیا گیا ہے۔ تو کیا اس کے متعلق وزیر موصوف وثوق سے فرما سکیں گے کہ ان آسامیوں کے خالی ہونے کے آثار تھے یا نہیں ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ یہ میں نے عرض کی ہے کہ آسامیاں خالی ہوتی رہتی ہیں ۔ اور ہمیشہ محکمہ review کرتا رہتا ہے کہ کونسا طریقہ انتخاب یا کونسا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے ۔ اس لیے یہ عمل جو ہمارے سامنے آیا ہے ۔ اور ہم نے یہ کہا ہے کہ باقی آسامیاں پر نہ کی جانی چاہیے تھیں تاکہ اس پر معاونین اور دوسرے بہتر کوالیفائیڈ آدمی جو یونیورسٹیوں سے ملیں گے ان کو آزمانا چاہیے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ ریسرچ آفیسر کا مسئلہ جو حکومت کے زیر غور ہے ۔ اس پر عملدرآمد کب تک ہو سکے گا ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ یہ محکمہ اس بات کا جائزہ لے رہا ہے ۔ اور توقع ہے کہ جلد از جلد فیصلہ ہو جائے گا ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں ایک استدعا کروں گا کہ وزیر موصوف کے "جلد از جلد" اور "بہت جلد" یہ دو ایسے الفاظ ہیں ۔ جن کی ہم نہ کوئی تاویل کر سکتے ہیں اور نہ تعبیر کر سکتے ہیں ۔ تو میں آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ آپ بھی فاضل آدمی ہیں ۔ آپ کی اپنی ڈکشنری میں یعنی جو یہاں ایوان میں نافذالعمل ہے ۔ اس میں "جلد از جلد" اور "بہت جلد" سے کیا مراد ہے ۔ اس کی وجہ سے ہماری تمام تر کوششیں جو ہیں وہ رائیگاں جاتی ہیں ۔ دوسرے میری یہ استدعا ہے کہ وزیر موصوف وضاحت کریں ۔ کہ جلد از جلد سے کیا مراد لیتے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ یہ جو نکتہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں فاضل وزیر کی توجہ چاہیئے ۔ انہوں نے کہا ہے کہ یہ ایک vague سی phrase ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ اب میں اس جلد از جلد سے کیا مراد لے کر جاؤں ۔

مسٹر سپیکر ۔ "جلد از جلد" سے مراد جلدی ہے ۔ دیر سے تو اس کی مراد نہیں ہو سکتی ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ "جلد از جلد" سےمراد ایک ماہ لے لوں تو ٹھیک ہوگا یا کتنا عرصہ مراد ہوگا ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ "جلد از جلد" سے مراد یہ ہے کہ جب بھی محکمہ کو مستند حضرات ملیں گے ان کی تقرری کر دی جاوے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تقرری کے متعلق نہیں پوچھ رہے ہیں ۔ سوال اس پالیسی سے متعلق ہے جو زیر غور ہے کہ حکومت اس کو کب تک نافذ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ میں نے جناب سے عرض کی تھی کہ بہت جلد سے ان کی کیا مراد ہے ۔ اس کی مجھے سمجھ نہیں آ رہی ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت جلد سے بہت جلد مراد ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب سپیکر ۔ آپ تو فاضل آدمی ہیں اور وکیل بھی ہیں ۔ آپ ان چیزوں پر بڑے حاوی ہیں ۔ کیا جلد از جلد ایک ماہ کے بعد ختم ہو جائے گا ۔ آپ فرما دیجیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر معقول وقت گزر جائے تو پھر آپ دوبارہ پوچھ سکتے ہیں ۔ ہاؤس میں یقین دہانیوں کا سلسلہ بھی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کیا 15 روز کے بعد معقول کا لفظ حاوی ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ معقول وقت تک ۔

چودھری محمد انور سمہ ۔ ان کو معقولیت کی تعریف بھی بتا دیں آپ نیا لفظ نکال لیتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال اس میں وہ جلد کرنے کی کوشش کریں گے اور وہ اس پر غور کریں گے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ آپ فاضل آدمی ہیں ۔ اگر آپ ایک پیمانہ مخصوص کر دیں تو زیادہ موزوں اور بہتر ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگلے سیشن تک ۔

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ۔ جناب والا ۔ انتظامی طور پر جلد از جلد کی تعریف کر دی ہے ۔ جب راستے سے رکاوٹیں دور ہو جائیں گی تو وہ وقت وہ ہے جس کو جلد از جلد کہا جا سکتا ہے ۔

صوبہ میں معدنیات کی پیداوار

*4130 ۔ **سردار محمد عاشق** ۔ کیا وزیر صنعت و معدنیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبے میں کون کون سی معدنیات ہیں اور یہ کن مقامات سے نکالی جا رہی ہیں ۔

(ب) حکومت نے ان کی کھدائی پر سال 1970ء ، 1971ء اور 1972ء میں کل کتنا روپیہ خرچ کیا اور ان سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تانبہ بھی موجود ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کن جگہوں سے نکالا جا سکتا ہے اور حکومت اسے نکالنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ۔ اگر حکومت کے زیر غور ابھی تک کوئی ایسی تجویز نہیں جس سے متوقع جگہوں سے تانبہ نکالا جائے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ غیر ملکی ماہرین نے جن میں انگریز اور جرمن بھی شامل ہیں ۔ آج سے تقریباً 10 ۔ 12 سال پیشتر یہ بتایا تھا کہ پنجاب میں کٹھہ کے پہاڑ میں تانبہ موجود ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کو ابھی تک نہ نکالنے کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) مطلوبہ معلومات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔

(ب) حکومت خود معدنیات کی کھدائی نہیں کرتی ۔ لہذا اس مقصد کے لیے سرکاری خرچے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ البتہ حکومت معدنیات کے رقبہ جات نجی یا نیم سرکاری شعبوں کو پاکستان مائیننگ کنسیشن رولز 1960ء Pakistan Mining Concession Rules, 1960 کے تحت معدنیات کی نکاسی کے لیے پٹہ پر دیتی ہے ۔ اور ان پٹہ داروں سے معاوضہ (رائلٹی اور رینٹ) وصول کرتی ہے ۔ اس مد میں حکومت پنجاب کو مالی سال 71 ۔ 1970ء دوران 17,70,850 لاکھ روپے اور 71 ۔ 1972ء کے دوران 11,83,581 لاکھ روپے آمدنی ہوئی ۔

(ج) و (د) پچھلے دس بارہ سال کے عرصے میں جیولاجیکل سروے آف پاکستان کے ماہرین ارض کے علاوہ انگریز ، جرمن ۔ امریکن اور فرانسیسی ماہرین ارض نے بھی سلسلۂ کوہستان نمک (جس میں کٹھہ کا پہاڑ بھی شامل ہے) کے تقریباً پچاسی میل لمبے علاقے میں تانبے کے آثار اور نشانات کی موجودگی کا پتہ دیا ہے ۔ مگر ابھی تک کسی نے بھی تانبے کی کسی اقتصادی نوعیت کے قابل ذکر ذخیرے کی دریافت نہیں کی ۔ لہذا کٹھہ کے پہاڑ یا دیگر متوقع جگہوں سے تانبے کی نکاسی کا مرحلہ تا حال پیش نہیں آیا ۔

———

ضمیمہ

صوبہ پنجاب میں جو معدنیات موجود ہیں اور جن جن مقامات سے نکالی جا رہی ہیں ان کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

نام ضلع	معدنیات
لاہور	عام ریت
شیخوپورہ	عام ریت اور عام پتھر

نام ضلع	معدنیات
گوجرانوالہ	عام ریت
سیالکوٹ	عام ریت اور بجری
گجرات	عام ریت
جہلم	کوئلہ ، نمک ، باکسائیٹ ، بینٹونائیٹ ، چونے کا پتھر ، جپسم ، برامن ، فائر کلے ، ملتانی مٹی ، بجری ، عام ریت ، اوکر ، سلیکا سینڈ ، چائینا کلے ، چاک ، ڈولومائیٹ ۔
راولپنڈی	عام ریت ، عام پتھر ، بجری ، چونے کا پتھر ، جپسم اور کوئلہ ۔
کیمبل پور	باکسائیٹ ، بینٹونائیٹ ، کوئلہ ، چائینا کلے ، جپسم ، بجری ، چونے کا پتھر ، سنگ مرمر ، عام پتھر ، اوکر ، خام لوہا ، چاک ، سلیکا سینڈ ۔
لائل پور	عام پتھر ۔
جھنگ	عام ریت اور عام پتھر ۔
سرگودھا	کوئلہ ، اوکر ، بجری ، عام ریت ، عام پتھر ، چونے کا پتھر ، باکسائیٹ ، سلیکا سینڈ ، جپسم ، وائر کلے ، چائنا کلے ، بینٹونائٹ ، خام لوہا ، کیلسائیٹ ، سلٹ میگنا سائیٹ ، معدنی نمک چاک ، ملتانی مٹی اور ڈولومائیٹ ۔

میانوالی کوئلہ ، کیلسائیٹ ، ڈولومائیٹ ، فائر کلے ، جپسم ، خام لوہا ، معدنی نمک ، چونے کا پتھر ، میگناسائیٹ ، اوکر ، سلیکا سینڈ ، عام ریت ، عام پتھر ، بجری اور نیٹونائیٹ ۔

ساہیوال عام ریت

ملتان عام ریت

ڈیرہ غازی خان کوئلہ ، بجری ، عام ریت ، خام لوہا ، عام پتھر ، چکیوں کا پتھر ، چونے کا پتھر ، جپسم ، فائر کلے اور ملتانی مٹی ۔

بہاول پور عام ریت ۔

رحیم یار خان عام ریت ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اینٹوں کی مقررہ قیمت پر فروخت

*4387 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر صنعت و معدنیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے ضلع ساہیوال میں اینٹوں کا نرخ 75 روپے فی ہزار مقرر کیا ہوا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مالکان بھٹہ مذکورہ نرخوں پر اینٹیں فراہم نہیں کر رہے جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اینٹوں کو مقررہ قیمت پر فروخت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) ڈپٹی کمشنر ساہیوال کی رپورٹ کے مطابق یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(ج) حکومت نے اینٹوں کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کو ضروری اشیاء کنٹرول ایکٹ مجریہ 1973ء کے شیڈول میں درج کیا ہوا ہے ۔ مگر چونکہ اینٹوں کی قیمت میں اضافے کی بڑی وجہ کوئلے کی قیمتوں میں اضافہ ہے اور کوئلے کی زیادہ مقدار بلوچستان سے حاصل کی جاتی ہے ۔ اینٹوں کی قیمت مقرر کرنے سے پہلے کوئلہ کی مناسب فراہمی کا انتظام کرنا ضروری ہے ۔ اس سلسلے میں صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے رجوع کر رہی ہے ۔ تاکہ ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی (W.P.I.D.C) کی کانوں سے کوئلہ مناسب داموں پر حاصل کیا جا سکے اور اسی طرح بلوچستان سے حاصل ہونے والے کوئلے کی قیمت مناسب حد تک کم کی جا سکے ۔ امید ہے مرکزی حکومت اس سلسلے میں جلد موثر اقدام کرے گی ۔

اس کے علاوہ اور بھی حال ہی کی کچھ چیزیں ہیں جو میں عرض کیے دیتا ہوں ۔ حال ہی میں ہماری میٹنگ بلوچستان میں ہوئی تھی جو انڈسٹریز سے متعلق تھی ۔ تو انھوں نے ہمیں کوئلے کی ویگنوں کی offer کی ہے جو مزید ملنے کے یا حاصل کرنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں ۔ تو ان کے ملنے پر کوئلے کی فراہمی میں امید ہے کہ اضافہ ہو جائے گا ۔

چودھری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ ڈبلیو ۔ پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے تحت کوئلے کی کانیں کہاں کہاں پر ہیں ؟

وزیر صنعت و معدنیات ۔ جناب والا ۔ اس کے لیے الگ سوال فرمائیے ۔

چودھری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ امید ہے ۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کس امید سے ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ کرنل صاحب آپ کا ایک سپلیمنٹری تھا ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی ۔ حضور میرا سپلیمنٹری نہیں بلکہ ایک پوائنٹ آف انفارمیشن ہے ۔ ایک تو سب سے بڑی کوئلے کی کان مکڑوال ویسٹ پاکستان میں ہے ۔ دوسری کوئٹہ میں ہے اور تیسری ڈسٹرکٹ میانوالی میں ہے ۔ وہ بہت کافی بڑی ہے ۔ لیکن خیر اتنی بڑی نہیں ہے یعنی دوسروں کے برابر کی نہیں ہے ۔ تو ہمارے ہاں ویسٹ پاکستان میں 2 جگہوں پر ہیں ۔ پھر کٹھہ تحصیل خوشاب میں بھی کوئلے کی کان ہے ۔

چودھری غلام قادر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * * * * *

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ "وکیل" سے لے کر جتنی بحث ہوئی ہے وہ اسمبلی کی کارروائی سے حذف کی جاتی ہے ۔

صنعتی ترقیاتی کارپوریشن کا صنعتوں کے لیے قرضہ فراہم کرنا

*4797 ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال 1967ء ، 1968ء ، 1969ء ، 1970ء ، 1971ء ، 1972ء اور 1973ء کے دوران صنعتی ترقیاتی کارپوریشن نے مختلف اقسام کی صنعتوں کو کتنی رقم بطور قرضہ دی ۔

(ب) بطور قرض دی گئی رقم میں سے کتنی رقم واپس وصول ہوئی اور کتنی رقم کے قرضے قابل وصول ہیں ۔ نیز کتنی رقم قلم زد کر دی گئی ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) صنعتی ترقیاتی کارپوریشن صنعتوں کو قرض فراہم نہیں کرتی ۔ اس کے فرائض میں شامل نہیں ۔ کارپوریشن خود صنعتیں لگاتی ہے جو سرکاری شعبہ میں چلائی جاتی ہیں

(ب) حصہ (الف) کے جواب کی روشنی میں یہ سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ Sir there is an explanation. ۔ جناب والا۔ وزیر موصوف نے اپنے جواب لکھا ہے " صنعتی ترقیاتی کارپوریشن" لیکن میرے اصل سوال میں " انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بینک " تھا ۔ کارپوریشن کے متعلق سوال نہیں تھا ۔ تو یہ verify کروا کے دیں ۔

Mr. Deputy Speaker. This is not the fault of the Department concerned.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا میرے سوال کو آپ repeat کروا دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس کو نئے سرے سے دیں ۔ آپ کے سوال میں یہ "بینک" کا لفظ موجود تھا تو میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ اس سوال کو repeat کر دیا جائے

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ آپ repeat کرا دیں ۔

پنجاب میں بناسپتی گھی کی ماہوار پیداوار

*4879 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب میں آج کل بناسپتی گھی بنانے کی ملیں کتنے ٹن ماہوار گھی تیار کرتی ہیں اور 1972ء میں کتنے ٹن تیار کرتی تھیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ قومیائے جانے سے قبل کے تمام کاغذات کی پڑتال ہو رہی ہے ۔ اس لیے صحیح ماہانہ مقدار کا تعین مشکل ہے ۔ ستمبر 1973ء میں جب ان ملوں کو قومی تحویل میں لیا گیا تو اس وقت اوسطاً پیداوار 6250 ٹن ماہانہ ہے ۔ اب اوسطاً پیداوار 8750 ٹن ماہانہ ہے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ بناسپتی گھی کی ماہانہ پیداوار کافی ہے ؟

وزیر صنعت ۔ جی ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ پنجاب کے لیے ماہانہ کتنی پیداوار کی ضرورت ہے ؟

وزیر صنعت ۔ جو ہے وہ ٹھیک ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ چوہدری صاحب ۔ یہ غیر متعلقہ بات ہے ۔ اگر آپ پنجاب کے متعلق سوال پوچھیں گے تو جواب دینا بہت مشکل ہو جائے گا ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ جناب والا : پنجاب کے متعلق اگر نہ پوچھیں تو پھر کس کے متعلق پوچھیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ جیسا کہ ابھی آپ نے سوال کیا ہے اور اس کا جو

بنیادی سوال ہے جس سے یہ ضمنی سوال جنم لے رہا ہے اس کے ساتھ relevancy نہیں بن رہی ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جواب دیا ہے "کہ پیداوار کافی ہے" ۔ میں نے صرف تعداد پوچھی ہے کہ کتنے ٹن چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو ان کی مہربانی تھی اور آپ آگے چلے گئے ۔

چوہدری محمد انور سمہ ۔ ٹھیک ہے ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ اس جواب میں بتایا گیا ہے کہ ابھی تک تحقیقات ہو رہی ہے اور ماہانہ اندازہ نہیں ہو سکتا ۔ اور پھر جواب کے آخر میں کہا ہے ماہانہ اوسط نکالی گئی ہے ۔ تو کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ اوسط کس طرح نکالی گئی ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ لفظ "تعین" استعمال کیا گیا ہے اس کے بعد اوسط کا ذکر ہے اس کی اوسط نکالی جا سکتی ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ پنجاب کی جو گھی ملیں ہیں ان میں پنجاب کی ضرورت کے مطابق پروڈکشن ہو سکتی ہے ؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ پروڈکشن پنجاب کی ضرورت کے مطابق ہے ۔ اگر خام مال اور مل جائے تو پیداوار اور بھی بڑھ سکتی ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ بعض جگہوں پر اب بھی گھی کی کمی ہے اور جب پروڈکشن پوری ہو رہی ہے تو پھر یہ کمی کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں نے ایک تحریک التوا کے جواب میں کہا ہے کہ کمی اگر کہیں ہے تو وہ شائد circulation کی وجہ سے ہو ۔ وہ ہمیں اس سلسلے میں نشاندھی کریں میں اس کا ازالہ کر دونگا ۔

درآمد شدہ کھانے کے تیل یا مکھن کی فراہمی

*4879 ۔ (الف) ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وفاقی حکومت نے درآمد شدہ کھانے والا تیل یا مکھن صوبائی حکومت کو مہیا کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو 1973ء میں صوبائی حکومت کو کتنا تیل اور مکھن فراہم ہوا اور عوام کو مہیا کرنے لیے کے لیے کیا انتظامات کیے گئے ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ جی نہیں ۔

وفاقی حکومت نے جو Butter oil ٹریڈنگ کارپوریشن کے ذریعے سے درآمد کیا تھا ۔ وہ ٹریڈنگ کارپوریشن کی وساطت سے مختلف مقامات پر بذریعہ نیلام تھوک فروش بولی دھندگان کو فروخت کیا گیا تاکہ وہ عوام کو پرچون دکانوں کے ذریعہ مہیا کر سکیں ۔

پسرور میں شوگر مل کا قیام

*4881 ۔ ملک شاہ محمد محسن ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وفاقی حکومت نے صوبائی حکومت کو پسرور ضلع سیالکوٹ میں شوگر مل کے قائم کرنے کی منظوری دے دی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ شوگر مل پسرور کے کس مقام پر کب قائم کی جائے گی ۔

(ج) مذکورہ مل کب کام شروع کر دے گی ۔ اس کے قائم کرنے پر کیا لاگت آئی اور اس کی مشینری کس ملک سے منگوائی جائے گی یا منگوائی جا چکی ہے ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) جی ہاں

(ب) ابھی تک صحیح مقام کا تعین نہیں ہوا ۔ مجوزہ مقام سیالکوٹ

پسرور روڈ کے اٹھارویں میل کے قریب بطرف پسرور واقع ہے۔ جونہی اس سلسلہ میں آخری فیصلہ ہو گیا باقاعدہ کام شروع ہو جائے گا۔

(ج) اندازہ ہے کہ مذکورہ مل 1977-78ء تک کام شروع کر دے گی۔ اس پر ابتدائی تخمینہ کے مطابق تقریباً سات کروڑ گیارہ لاکھ روپے لاگت آئے گی۔ مل کی مشینری کا بیشتر حصہ ٹیکسلا میں بھاری صنعتوں کا کارخانہ تیار کرے گا۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ غیر ملک سے یہ مشینری منگوائی جائے گی تو اس کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے مل کی مشینری کا بیشتر حصہ ٹیکسلا میں بھاری صنعتوں کا کارخانہ تیار کرے گا۔ تو وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ جو باقی کم حصہ ہے وہ کس ملک سے منگوایا جائے گا؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ ابھی اس بات کا تعین نہیں کیا گیا۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ زمین کے حاصل کرنے کا جو آخری فیصلہ ہے وہ کب ہوگا؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ میں نے جیسے عرض کی ہے کہ اس کے لیے پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ جس کے پاس اس مل کے لگانے کی ذمہ داری ہے اس کا تعین نہیں کر چکی۔ جونہی تعین ہوگا میں شیخ عزیز احمد صاحب کو اس کی اطلاع دے دوں گا اور اس کے متعلق بات کروں گا۔ کیونکہ یہ سوال ان کے حلقہ نیابت سے متعلق ہے۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ ڈائریکٹر صاحب کی طرف سے کوئی نمائندہ کس وقت پسرور جاکر اس مقام معائنہ کر چکا ہے۔ اگر کر چکا ہے تو کب؟

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب ابھی میرے پاس نہیں ہے۔

سید قاسم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ مل جو پسرور میں قائم کی جا رہی ہے ماہانہ کتنے ٹن پروڈکشن ہوگی؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے متعلق تو instalation کے بعد ہی پتا چل سکتا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ installation کے بعد تو پتا چلے گا لیکن پہلے feasibility ہوتی ہے ۔ feasibility تو انہوں نے لازمی بنائی ہوگی ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس مل میں 15 سوٹن گنا پیلنے کی استطاعت ہو گی ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میں نے پروڈکشن کے متعلق پوچھا ہے کہ ماہانہ کتنی ہوگی گنے کے پیلنے کے متعلق میں نے نہیں پوچھا ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس کا جواب میں نہیں دے سکتا ۔

سیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 7 کروڑ گیارہ لاکھ روپے کا جو تخمینہ لگایا گیا تھا وہ آج سے دو سال پہلے کا تھا ۔ اگر یہ صحیح ہے تو 78-1977ء میں اس میں کیا ایزادی ہوگی جب کہ تیل کی قیمتوں اور مشینری کی قیمتوں میں بے حد اضافہ ہوگیا ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق پہلے ہی محکمہ سے کہا گیا ہے کہ اس کا تخمینہ revise کریں تاکہ اس کا جائزہ لیا جا سکے کہ شائد زیادہ رقم درکار ہو ۔

سال انڈسٹریز کارپوریشن کو بطور امداد سرمائے کی فراہمی

***5114** ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال انڈسٹریز کارپوریشن کے قانون کے نفاذ سے اب تک کارپوریشن مذکور کو بطور امداد کن کن ذرائع سے کتنی کتنی رقم مل چکی ہے ۔

(ب) مذکورہ کارپوریشن کی کتنی شاخوں نے کام کرنا شروع کر دیا ہے ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) جولائی 1972ء سے تاحال کارپوریشن کو حکومت پنجاب سے ملنے والی امداد کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

1972-73ء	193-74ء
41·94	70·84

(ب) کارپوریشن کے صدر دفتر کے علاوہ تین ریجنل آفس (زونل آفس) ایک سال ایڈوائزری سروس اور ایک ڈیزائن سنٹر ہیں جو کہ باقاعدہ روز اول سے کام کر رہے ہیں ۔

ضروریات زندگی کی مہنگے داموں فروخت

*5164 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور شہر میں مارچ 1973ء اور جولائی ، اگست 1973ء میں دیسی گھی ، اور بناسپتی گھی ، دالیں اور سبزیوں کے پرچون کے نرخ اچانک بڑھ گئے ہیں جس سے مذکورہ اشیاء کمیاب اور نایاب ہو کر غریب و متوسط الحال عوام کے لیے پریشانی پیدا کرنے کا باعث ہوئیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کمیابی ، نایابی اور گرانی کی وجوہات کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے اور اشیاء خوردنی کی کمیابی اور گرانی سے غریب و متوسط الحال عوام کو بچانے کے لیے کیا قدم اٹھایا گیا ہے ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ بناسپتی گھی کے سوا باقی چیزوں کی قیمتیں قدرے بڑھ گئی ہیں ۔ جب سے حکومت نے گھی کی صنعت کو اپنی

تحویل میں لیا ہے گھی کی قیمت چھ روپے فی سیر مقرر کر دی گئی ہے اور اس وقت گھی پنجاب کے تمام اضلاع میں مقرر کردہ قیمت پر دستیاب ہے۔ پنجاب انڈسٹریل ڈویلپمنٹ بورڈ جو کہ گھی کی صنعت کا ذمہ دار ہے۔ اس کی پیداوار بڑھانے کی پر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دالوں اور سبزیوں کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔ پچھلے سال سیلاب کی وجہ سے دالوں اور سبزیوں کے زیر کاشت رقبہ خاصہ بری طرح متاثر ہوا تھا۔ لہذا ان کی پیداوار میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی تھی۔ گوشت کی قیمتوں کے بڑھ جانے سے لوگوں نے دالوں اور سبزیوں کا استعمال زیادہ کر دیا ہے۔ محکمہ زراعت سے دریافت کرنے پر پتہ چلا ہے کہ ان اشیاء کی پیدائش میں اضافہ کرنے کے لیے انھوں نے مختلف قسم کی سکیمیں تیار کر لی ہیں جن کو عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ ان اشیاء کی پیداوار بڑھ جانے سے قیمت خود بخود گرنا شروع ہو جائے گی۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ :

> کمیابی ، نایابی اور گرانی کی وجوہات کیا ہیں اور اس کا ذمہ دار کون ہے اور اشیائے خوردنی کی کمیابی اور گرانی سے غریب و متوسط الحال عوام کو بچانے کے لیے کیا قدم اٹھایا گیا ہے۔

اس کے بارہ میں کچھ نہیں کہا گیا کہ واقعی پریشانی کا باعث بنی ہوئی ہے۔

وزیر صنعت ۔ ظاہر ہے کہ جب قیمتیں بڑھتی ہیں تو لوگ پریشان ہوتے ہیں۔

درآمد شدہ بیڑی کا پتہ

*5201 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) 1973ء میں وفاقی حکومت نے سری لنکا سے درآمد شدہ بیڑی کا پتہ حکومت پنجاب کو کتنی مقدار میں مہیا کیا۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وفاقی حکومت نے پنجاب میں بیڑی بنانے والے مزدوروں اور آبادی کے تناسب کے مطابق صوبائی حکومت کو بیڑی کا پتا مہیا نہیں کیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت سے اس بارے میں کوئی رابطہ قائم کیا ہے ۔ اگر کیا ہے تو کب اور وفاقی حکومت نے اس بارے میں کیا جواب دیا ہے اور اگر کوئی رابطہ قائم نہیں کیا تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ جی ہاں ۔ بین الاصوبائی بیڑی پتے کی تقسیم نہ آبادی کے تناسب سے اور نہ ہی بیڑی بنانے والے مزدوروں کے تناسب سے مختلف صوبوں میں کی گئی ہے ۔ بلکہ 1964ء کی درآمدی کیٹگری کی بنیاد پر پتے کی تقسیم کا فیصلہ کیا گیا ۔ جس میں پنجاب کا حصہ کل مغربی پاکستان کا تقریباً 20 فیصد بنتا تھا ۔ اس کے باوجود پنجاب کو درآمد شدہ پتے کا تقریباً 24.3 فیصد ملا ہے ۔ جز (ب) مذکورہ کے جواب کی روشنی میں وفاقی حکومت سے پتا کی تقسیم کے بارے میں کوئی رابطہ قائم کرنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

صوبہ میں چھوٹے صنعتی منصوبوں پر صرف شدہ سرمایہ

*5244 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے صوبہ میں چھوٹے صنعتی منصوبوں پر 1973-74ء کے دوران آج تک کتنا سرمایہ صرف کیا اور اس میں سے قالین سازی پر کتنا سرمایہ خرچ کیا گیا ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن

نے دوران سال 1973.74ء منظور شدہ درج ذیل منصوبوں پر جو رقم/سرمایہ صرف کیا ہے اس کی تفصیل خرچ ماہ مارچ 1974ء تک یہ ہے :-

نمبر شمار	نام منصوبہ	مقام	سرمایہ صرف شدہ
1 ۔	ہینڈی کرافٹس ڈویلپمنٹ سنٹر	راولپنڈی	42 ہزار روپے
2 ۔	" " " " "	مری	32 ہزار روپے
3 ۔	سٹیل انڈسٹریز " "	سیالکوٹ	ایک لاکھ 86 ہزار روپے
4 ۔	ماڈل ٹیننگ اینڈ فٹ ویر سنٹر	گوجرانوالہ	دو لاکھ 67 ہزار روپے
5 ۔	ربڑ اینڈ پلاسٹک ریسرچ سنٹر	سیالکوٹ	ایک لاکھ 85 ہزار روپے
6 ۔	سال انڈسٹریز اسٹیٹ	"	ایک لاکھ 10 ہزار روپے
7 ۔	35 عدد مراکز قالین سازی	صوبہ بھر میں	سولہ لاکھ 14 ہزار روپے
8 ۔	ہینڈی کرافٹس ڈویلپمنٹ سنٹر (کنڈرٹینگ)	علی پور	29 ہزار روپے
9 ۔	پاکستان ہینڈی کرافٹس شاپ	لاہور لائلپور سرگودھا	دو لاکھ 9 ہزار روپے
10 ۔	پروٹو ٹائپ ڈویلپمنٹ شاپ منسلکہ کٹلری سنٹر نظام آباد	نظام آباد	چھ لاکھ روپے
11 ۔	سیلاب متاثرہ مراکز کی مرمت کیلئے	"	پانچ لاکھ 34 ہزار روپے

صنعت قالین سازی پر ابتک 16 لاکھ 14 ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ملتان میں قالین سازی کی صنعت اچھی خاصی ہے اور یہاں ملتان کو کچھ بھی allocate نہیں کیا گیا ۔ اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر صنعت ۔ قالین سازی کے متعلق میرے پاس اس وقت فہرست موجود نہیں ہے ۔ 35 مراکز قائم کیے جاچکے ہیں اور ایک درجن سے زائد مراکز 75 ۔ 1974 میں قائم کرنے والے ہیں ۔ اگر اس میں ملتان شامل نہیں ہے تو شامل کر لیا جائے گا ۔

ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز کے دفاتر کی لائل پور میں منتقلی

*5269 ۔ ملک خلق داد خان بندیال ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ سرگودھا ڈویژن کے ڈپٹی رجسٹرار جائنٹ اسٹاک کمپنیز اور ڈپٹی ڈائریکٹر انڈسٹریز کے دفاتر کو لائل پور منتقل کر دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ دفاتر سرگودھا کے علاوہ میانوالی اور جھنگ کے اضلاع کے لیے بھی مفید تھے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ دفاتر کی تبدیلی اور لائل پور میں منتقلی سے سرگودھا ڈویژن کے عوام کے مفاد متاثر ہوں گے ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ سیکرٹری انڈسٹریز کو مذکورہ دفاتر کو گورنر و وزیر اعلیٰ پنجاب کی مرضی کے بغیر سرگودھا سے لائلپور منتقل کرنے کا اختیار نہ تھا ۔

(ھ) اگر جزو (الف) تا (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سیکرٹری انڈسٹریز کے مذکورہ احکام منسوخ کرکے دفاتر مذکورہ کو سرگودھا میں رکھنے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) جی ہاں ۔ عارضی طور پر ۔

(ب) جی ہاں ۔ مگر جھنگ سرگودھا اور میانوالی کے لیے سرکل آفس موجود ہیں ۔ جھنگ کا سرکل آفس لائل پور میں ہے جب کہ سرگودھا اور میانوالی کے سرکل آفس انہیں اضلاع میں واقع ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ کیونکہ ڈپٹی ڈایکٹر کا ادارہ سرگودھا ڈویژن کے تمام اضلاع میں صنعت کی ترقی کا نگہبان اور معاون ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ مگر یہ عارضی منتقلی گورنر کے زبانی احکام پر عمل میں آئی ۔

(ہ) اس سلسلے میں ڈائریکٹر انڈسٹریز سے رپورٹ طلب کر لی گئی ہے ۔ حالات کا جائزہ لینے کے بعد وزیر اعلیٰ اور گورنر سے حکم حاصل کیا جائے گا ۔

تحصیل لیاقت پور میں سیلاب سے متاثرہ صنعتی ادارے

*5302 ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حالیہ سیلاب میں تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کے کتنے صنعتی اداروں کو نقصان پہنچا ۔ ان اداروں کے نام کیا ہیں اور محکمہ صنعت کی سروے رپورٹ کے مطابق نقصان کا اندازہ کتنی مالیت ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مندرجہ بالا نقصان یافتہ صنعتی ادارے ابھی تک بند پڑے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ اداروں کو دوبارہ چالو کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے اور کس قسم کے مالی ذرائع فراہم کر رہی ہے ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) محکمہ صنعت پنجاب کے ستمبر 1973 کے سروے کے مطابق تحصیل لیاقت پور ضلع رحیم یار خان کا صرف ایک صنعتی ادارہ سیلاب سے متاثر ہوا ۔ اس کا نام محمدی کاٹن جیننگ فیکٹری لیاقت پور ہے ۔ ان کے نقصان کی مالیت کا اندازہ مندرجہ ذیل ہے ۔

بلڈنگ	5,10,100 روپے
مشینری	1,48,000 روپے
دیگر	1,44,000 روپے
	8,02,000 روپے

(ب) یہ ادارہ صرف موسم سرما میں فصل کپاس کی برداشت پر کام کرتا ہے ۔ اطلاع کے مطابق وہاں کام کلی طور بند نہیں ہوا ۔

(ج) سنٹرل بورڈ آف ریونیو نے از خود کمشنر انکم ٹیکس کو ہدایات جاری کی تھیں ۔ کہ وہ واجبات انکم ٹیکس کا تخمینہ لگاتے وقت سیلاب زدہ اداروں کے نقصانات کو مد نظر رکھیں ۔ چنانچہ کمشنر انکم ٹیکس کو سیلاب زدہ اداروں کے نقصانات کی تفصیل مہیا کر دی گئی تھی ۔ مزید برآں مالیاتی اداروں کو بھی غیر سرکاری طور پر کہا گیا ہے کہ وہ ایسے اداروں کے نقصانات کا تخمینہ لگا کر ان کو قرضہ جات مہیا کریں ۔

جلال پور پیروالہ میں صنعتی کارخانے کا قیام

*5318 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے جلالپور پیروالا (ملتان) ایک دور افتادہ اور سیلابی علاقہ ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں ہر سال سیلاب آتے ہیں جس سے کاشت شدہ فصلیں تباہ ہو جاتی ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے مذکورہ علاقہ میں کپاس کی بکثرت کاشت ہوتی ہے جو سیلاب سے متاثر نہیں ہوتی ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ میں ابھی تک کوئی صنعتی کارخانہ قائم نہیں کیا گیا ؟

وزیر صنعت (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ تحصیل شجاع آباد میں کسی حد تک گنے کی کاشت ہوتی ہے ۔

(د) جی ہاں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ملتان ضلع وار تیسرے نمبر پر ہے اور ڈویژن وار گنے کی کاشت میں نمبر 2 پر ہے۔ لیکن آج تک وہاں کوئی شوگر مل نہیں لگائی گئی ۔ اس کی وجہ بتائیں گے ؟

وزیر صنعت ۔ شوگر مل قائم کرنے کے لیے پندرہ سو سے لے کر دو ہزار تک بیلنے کی کھپت ہوتی ہے کیونکہ ایک شوگر مل کو گنا بیلنے کے موسم میں کم از کم دو لاکھ چالیس ہزار ٹن گنے کی ضرورت پڑتی ہے ۔ یہ سوال جلال پور پیر والہ سے متعلق ہے ۔ اور اوسطاً جو ہمارے پاس اعداد و شمار ہیں اس کی روشنی میں اس علاقہ میں شوگر مل لگانے کا کوئی امکان پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اتنا گنا جتنا ذکر کیا گیا ہے مہیا نہیں ہو سکتا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا یہ درست ہے کہ مظفر گڑھ میں 54 ہزار ایکڑ رقبہ کاشت ہوتا ہے اور وہاں ایک شوگر مل ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع رحیم یار خان میں 30 ہزار ایکڑ رقبہ کاشت ہوتا ہے ۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ بہاولنگر میں 29 ہزار ایکڑ گنے کی کاشت ہوتی ہے ۔ وہاں شوگر مل ہے۔ جب کہ ضلع ملتان میں 81 ہزار ایکڑ گنے کی کاشت ہوتی ہے وہاں کیوں نہیں مل لگائی جا سکتی ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی شکایت کیا ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ ۔ آپ کو معلوم ہے کہ 81 ہزار ایکڑ وہاں گنے کی کاشت ہوتی ہے ۔ وزیر موصوف فرما رہے ہیں گنے مل کے لیے یہ ناکافی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ سوال کیسے پیدا ہو گیا آپ یہ پوچھیں کہ کوئی کارخانہ قائم نہیں کیا گیا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہاں کارخانہ نہ قائم کرنے کی وجہ کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ تو کارخانہ کاردار صاحب نے قائم کرنا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ یہ وزیر صنعت ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ وہاں قائم کرلیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ یہ اجازت دیں گے تو قائم ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ سپلیمنٹری کر سکتے ہیں کہ اگر ہم دراخوست دیں تو کیا آپ اس پر ہمدردانہ غور کریں گے ۔ یہ تو سوال ہوا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ ہمدردانہ غور کے لیے تو پچھلے بجٹ میں بھی کہا گیا تھا ۔ لیکن آج تک کچھ نہیں ہوسکا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اجازت کا سوال تب پیدا ہو جب آپ نے کوئی درخواست دی ہو ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ملتان میں شوگر مل نہ لگانے کی کیا وجہ ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا کاردار صاحب نے مل لگانی ہے ؟

سید ناظم حسین شاہ ۔ یہ لائیسنس جاری کریں وہاں مل کیسے نہیں لگ سکتی ۔

مسٹر سپیکر ۔ لائیسنس پہلے تو جاری نہیں ہوتا ۔ کوئی درخواست دے اس کے بعد سوال پیدا ہوتا ہے کہ فلاں آدمی نے درخواست دی تھی اور آپ نے اجازت نہیں دی ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ یہی جواب وزیر موصوف پہلے دیتے ۔

جناب والا ۔ میں نے یہ پوچھا ہے کہ مظفر گڑھ میں 54 ہزار ایکڑ اراضی پر گنے کی کاشت ہوتی ہے اور وہاں پر ایک شوگر مل پہلے ہی کام کر رہی ہے ۔ اب دوسری مل کی اجازت کوٹ ادو میں لگانے کی بھی مل چکی ہے ۔ تو ملتان میں شوگر مل لگانے کی اجازت نہ ملنے کی کیا وجہ ہے ۔ ملتان کے عوام نے کیا قصور کیا ہے ۔ کیا وہ پاکستان کے شہری نہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ یہ پوچھیں کہ اجازت کیوں نہیں دی گئی تو یہ متعلقہ سوال بنتا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب ۔ میں یہی پوچھ رہا ہوں کہ بہاولنگر میں بھی شوگر مل ہے اور کئی دوسری جگہوں میں بھی ہے تو ملتان میں مل لگانے کی کیوں اجازت نہیں ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ میں وزیر صنعت سے کہوں گا کہ وہ بتائیں کہ ملتان میں شوگر مل لگانے کی اجازت کیوں نہیں دی گئی ۔

وزیر صنعت ۔ مجھے معلوم ہے کہ ملتان سے ابھی تک کوئی ایسی درخواست نہیں آئی اور درخواست اس لیے نہیں آئی کیونکہ وہاں پر گنا اتنا وافر نہیں ہے کہ مل لگ سکے ۔ بہر حال میں یہ یقین دہانی کرا سکتا ہوں کہ اگر وہاں سے کوئی صاحب درخواست دیں تو ہم اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب سپیکر ۔ اگر سید ناظم حسین شاہ صاحب اس طرح سے حق مانگتے کہ ملتان میں شوگر مل لگائی جائے تو یہ بات ٹھیک تھی ۔ لیکن انہوں نے اس طرح فرمایا ہے کہ مظفرگڑھ میں شوگر مل ہے تو ملتان میں کیوں نہیں ۔ سید صاحب ۔ جب آپ خود قلمدان وزارت سنبھالیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ پنجاب کو بلحاظ پیداوار مختلف حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ کچھ علاقے کپاس زیادہ پیدا کرتے ہیں ۔ کچھ علاقے گندم زیادہ پیدا کرتے ہیں ۔ تو ملتان میں اس لیے شوگر مل نہیں لگائی گئی کہ وہ کپاس پیدا کرنے والا علاقہ شمار ہوتا ہے اور گنا پیدا کرنے والا علاقہ شمار نہیں ہوتا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ اگر ملتان کپاس پیدا کرنے والا علاقہ ہے تو کیا وہاں اور کوئی انڈسٹری نہیں لگائی جا سکتی ۔

Mr. Speaker. It is question hour.

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب ۔ میں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ ملتان میں شوگر مل لگانے کے لیے درخواست کیوں مانگی جائے اور درخواست کیوں دی جائے ۔ جیسے وزیر متعلقہ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص درخواست دے اور اجازت لے ۔ جب باقی جگہوں پر حکومت اپنے فنڈز سے صنعتیں لگاتی ہے تو کیا وہاں بھی حکومت خود نہیں لگا سکتی ؟

وزیر صنعت ۔ میں نے حکومت کا نقطہ نظر پیش کر دیا ہے کہ ایک تو وہاں گنا اتنا نہیں ہوتا کہ حکومت وہاں شوگر مل لگائے۔ دوسرے جیسے فاضل ممبر نے کہا کہ یہ کپاس کا علاقہ ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ کپاس سے حکومت کو زر مبادلہ حاصل ہوتا ہے تو وہاں گنے کی زیادہ کاشت کہیں کپاس کی فصل پر اثر انداز نہ ہو۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پہلے نمبر پر سرگودھا ہے۔ دوسرے نمبر پر لائل پور ہے اور تیسرے نمبر پر ملتان آتا ہے۔ وزیر موصوف کا یہ کہنا کہ وہاں گنے کی اتنی کاشت نہیں ہوتی کہ جس سے مل چل سکے۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ آپ دیکھ لیں کہ اگر میری عرض صحیح ہے کہ ملتان ڈویژن وار دوسرے نمبر پر ہے اور ضلع وار تیسرے نمبر پر ہے تو پھر مہربانی کرکے وہاں مل لگائی جائے۔ یہ سیلاب زدہ علاقہ ہے اور وہاں گنے کی وافر کاشت ہوتی ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ اس وقت یہ بحث کا موقع نہیں ہے۔ آپ نے ایک سوال کیا اور آپ کو اس کا جواب دیا گیا۔ آپ نے اس کے حقائق کے متعلق سوال اٹھایا ہے تو اس کے متعلق رولز میں طریقہ کار دیا ہوا ہے کہ اگر کوئی اس قسم کا سوال پیدا ہو جائے تو رولز اس کے مطابق طریقہ اختیار کر سکتے ہیں۔ اگر اسی طرح بحث ہوتی رہی تو تمام وقت اسی پر لگ جائے گا اور کوئی دوسرا کام نہیں ہو سکے گا۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر۔ آپ خود ہی وزیر متعلقہ سے کہہ دیں کہ ملتان میں شوگر مل لگانے کی یقین دہانی کرا دیں۔ میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں۔ میں آپ سے اور پورے ایوان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ وزیر موصوف سے درخواست کریں کہ ملتان میں شوگر مل لگائی جائے۔

وزیر صنعت ۔ فاضل ممبر کہتے ہیں کہ ملتان میں کوئی مل نہیں ہے۔ وہاں کتنا بڑا فرٹلائیزر پلانٹ لگا ہوا ہے۔

Mr. Speaker. There will be opportunity for you during the Budget Session to voice your feelings.

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں نے آپ سے درخواست کی ہے اور یہ کرسی اتنی بے رحم نہیں ہو سکتی کہ کسی کی درخواست کو ٹھکرا دے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور صاحبہ نے نشان زدہ سوال نمبر 4797 کے متعلق اعتراض کیا تھا ۔ اصل میں وہاں 'بنک' کا لفظ نہیں ہے بلکہ کارپوریشن کا لفظ ہے ۔ شاید یہ لکھنے والے سے کلیریکل غلطی ہو گئی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ تو ہم دوسرا سوال دے دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ہاں ۔ کیوں نہیں ۔ اب ممبران کی درخواست ہائے رخصت منظوری کے لیے پیش کی جائیں گی ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

چودھری محمد ارشاد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد ارشاد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> جناب عالی ! گزارش ہے کہ میں مورخہ 8 ۔ 9 اور 10 اپریل 1974ء کو بوجہ بیماری حاضر اجلاس نہیں ہو سکتا ۔ تین یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی (ریٹائرڈ)

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Yesterday (8-4-1974) I had to receive Shahzadah Muhammad Raza of Iran. Therefore, I could not attend the Session. Kindly grant leave and oblige.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اکرم چیمہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اکرم چیمہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the meeting of the Standing Committee on Revenue held on 7th March, 1974, due to un-avoidable circumstances. Leave for the said date may please be granted to me.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ علالت طبیعت مورخہ 1974 ۔ 4 ۔ 2 اور

1974 ۔ 4 ۔ 3 کو اجلاس میں شامل نہیں ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر دو یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

ریسٹ ہاؤس دھرم پورہ میں مسٹر عبدالغنی ایم پی اے کے کمرہ کا تالہ توڑ کر مسٹر محمد مظفر ایم ۔ پی ۔ اے کا زبردستی قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ جناب عبدالغنی صاحب اس معزز ایوان میں تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی ہذا کی دخل اندازی کی متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 8 مارچ 1974ء سے ریسٹ ہاؤس دھرم پورہ کے کمرہ نمبر 5 میں اقامت پذیر تھا کیونکہ پیپلز ہاؤس میں کمرہ خالی نہ تھا ۔ موجودہ اجلاس کے آغاز سے قبل میں نے پیپلز ہاؤس میں کمرہ کی الاٹمنٹ کے لیے درخواست دی ۔ مجھے کوئی کمرہ نہ مل سکا لہذا میں دھرم پورہ کے ریسٹ ہاؤس میں ہی مع فیملی مقیم رہا ۔ مورخہ 6 اپریل 1974ء کو میرے کمرہ کا قفل محمد مظفر ایم پی اے نے زبردستی توڑ دیا اور کمرہ پر قبضہ کر لیا ۔ ان کے اس اقدام سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کے جملہ اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا اس پر فوری بحث کی جاوے ۔

کیا یہ جگہ مظفر صاحب کو الاٹ ہوئی تھی ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ اگر الاٹمنٹ ہے تو آپ کے ریکارڈ میں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ فاضل ممبر کو بھی علم تھا ۔ وہ میرے کمرے میں تشریف لائے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ وہ پانچ تاریخ کو چار بجے کمرہ خالی کر دیں گے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب ۔ اس میں قفل توڑنے کی بات بھی ہے ۔ یہ بھی دیکھیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ الگ بات ہے ۔ مگر یہ بات واقعاتی طور پر درست نہیں ۔ یہ الاٹمنٹ ان کے نام ہوئی تھی اور میرے کمرے میں یہ وعدہ ہوا تھا کہ پانچ تاریخ کو چار بجے جناب عبدالغنی اس جگہ کو خالی کر دیں گے ۔ اب چونکہ وہ کہتے ہیں کہ تالہ توڑا گیا ہے تو اس محدود واقعہ کے لیے میں اس تحریک استحقاق کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں اور اس کی رپورٹ ایک ہفتے کے اندر آنی چاہئے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Is it fair for a Member to get into a room without allotment.

Mr. Speaker : I agree. There is a point. The Privilege Committee will give its findings. It will serve the purpose.

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ یہ ایک معزز ممبر اور دوسرے معزز ممبر کا معاملہ ہے ۔ آپ یہ کیوں نہیں کرتے کہ یہ جو مشکل پیش آتی ہے اس کا کوئی مستقل حل تلاش کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے ساتھ بیٹھیں ۔ میں اس مشکل کو حل کرنے کے لیے تیار ہوں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہوں گے کہ جتنی تکالیف یہاں لاہور آکر ممبران کو پیش آتی ہیں وہ شاید کسی اور کو نہ پیش آتی ہوں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

میاں خان محمد ۔ آپ اس تکلیف کی طرف توجہ دیں اور اتنا کافی انتظام کریں کہ ممبران یہاں ٹھہر سکیں ۔ دو دو تین تین چار چار ممبران ایک ایک کمرے میں ٹھہرے ہوئے ہیں ۔ ڈربے بنے ہوئے ہیں ۔ اگر اس طرح اسمبلی کی کارروائی چل سکتی ہے تو یہ ایک اچھی روایت قائم نہیں ہو سکے گی ۔

آپ کے پاس اتنے ریسٹ ہاؤس ہیں ، سب کچھ ہے اور انتظامات ہو سکتے ہیں ۔ لیکن اس پر آپ توجہ دیں تو سب کچھ ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ تشریف رکھیں ۔ میں ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ایک منصوبہ بنا تھا کہ پیپلز میں پچاس کمرے بنائے جائیں ۔ ایک سال کے اندر اندر ان کے بن جانے کی توقع تھی اور آج بہت حد تک یہ تکلیف دور ہو گئی ہوتی ۔ لیکن ممبران کی اکثریت کو یہ بات پسند نہ آئی ۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک بڑی کھلی جگہ پر ایک نئی بلڈنگ بنائی جائے ۔ یہ پانچ سالہ منصوبہ ہے اور ظاہر ہے کہ اگلے انتخاب میں لوگ منتخب ہو کر آئیں گے ان کو وہ جگہ مل سکے گی ۔ اب یہ میری مجبوری ہے کہ جیسے میں نے کہا تھا اس میں ممبران کی اکثریت نے اس ہاؤس میں بیٹھ کر میرے ساتھ اتفاق نہ کیا ۔

دوسری بات جو فاضل ممبران کی توجہ کی مستحق ہے ۔ وہ یہ ہے کہ وی ۔ آئی ۔ پی کے طور پر یہ ممبران کو حق حاصل ہے کہ وہ ریسٹ ہاؤس کی الاٹمنٹ کروا سکیں جب بھی وہ کسی کام کے لیے کسی جگہ جائیں ۔ سیشن کے دوران مناسب تو یہ تھا کہ تمام الاٹمنٹیں دفتر کے ذریعے ہوں تاکہ مناسب جگہ سب کو مل سکے ۔ لیکن ہو یہ رہا ہے کہ جو زیادہ بڑی جگہیں ہیں وہ ممبران براہ راست الاٹمنٹ کروا لیتے ہیں ۔ تین یا چار کمرے کے ریسٹ ہاؤس کے کسی ایک حصے میں ایک ممبر رہتا ہے ۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو ممبران اس طرح تالا توڑ کر ، یا الاٹمنٹ کے بغیر یا کسی ذریعے سے الاٹمنٹ کرا کے وہاں جانا مناسب نہیں سمجھتے وہ ان سے محروم رہتے ہیں ۔ اس لیے اگر فاضل اراکین میرے ساتھ تعاون کریں تو رہائش ہماری ڈسپوزل پر پنجاب گورنمنٹ نے رکھی ہوئی ہے ۔ تمام فاضل اراکین بڑے آرام سے سیشن کے دنوں میں وقت گزار سکتے ہیں ۔ آپ سرکٹ ہاؤس ہی کو لے لیجیے ۔ جو فاضل رکن وہاں رہتے ہیں ماسوائے ایک کے غالباً ، پورا سیٹ الاٹ کروایا ہوتا ہے ۔ اگر فاضل اراکین یہی طریقہ مناسب سمجھتے ہیں تو یہ تکلیف مسلسل رہے گی ۔ میرے پاس کوئی ایسا انتظام نہیں ہے ۔ میرے اختیارات اخلاقی اور رولز کے مطابق ہیں جس میں آپ کا

قانون بہت ضروری ہے ۔ گورنمنٹ کے پاس ایگزیکٹو اختیارات بھی ہیں ۔ کم از کم فاضل اراکین اسمبلی کے خلاف کوئی حکومت ، چاہے وہ حکومتی پارٹی کے ہوں ، چاہے وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں ، کبھی بھی استعمال کرنا مناسب نہیں سمجھتی ۔ اس میں ایک ممبر کے طور پر ہماری جو morality ہے ، جو سپرٹ ہے ، اس کے مطابق اگر عمل کریں تو یہ مشکل بہت حد تک دور ہو سکتی ہے ۔ اس کے باوجود میں نے فاضل چیف منسٹر صاحب سے بات کی تھی ۔ وہ کہہ رہے تھے کہ اس سلسلے میں ان سے جو کچھ ہو سکے گا ، وہ کریں گے ۔ ایک دو بلڈنگیں ہم نے اسمبلی کے قریب دیکھی ہیں ۔ ہم ماہرین سے مشورہ کریں گے کہ اگر ان کو convert کیا جا سکے تو شاید دس بارہ اراکین کے لیے گنجائش نکل آئے ۔

دوسری بات جو چیف منسٹر صاحب نے بطور فنانس منسٹر میرے ساتھ کی ہے اور انہوں نے امداد فرمائی ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی فاضل رکن کو جگہ نہیں ملتی تو اسے subsidiary دی جاتی ہے جو فی الحال ساڑھے بارہ روپے ہے ۔ لیکن ایک دو دن میں میری اور چیف منسٹر صاحب کی میٹنگ ہونے والی ہے ۔ اس میں شاید کوئی معقول انتظام ہو سکے اور ممبر معقول ہوٹل میں بھی جا کر رہ سکیں ۔ فاضل اراکین کی ایک بڑی اکثریت مناسب نہیں سمجھتی کہ وہ ہوٹل میں رہے ۔ ان کے پاس ملنے والے بہت اصحاب آتے ہیں ۔ ان کے حلقوں سے آتے ہیں ۔ اپنے شہروں سے آتے ہیں اور دوسرے لوگ آتے ہیں ۔ سو ۔ پچاس ۔ دو سو میل چل کر آتا ہے تو کسی کو ہم چائے پوچھتے ہیں ، کسی کو ہم کھانا کھلاتے ہیں ، کسی کا ہم رات ٹھہرنے کا انتظام کرتے ہیں ، کسی کا دوپہر ٹھہرنے کا انتظام کرتے ہیں ۔ لیکن ہوٹلوں میں یہ باتیں نہیں ہو سکتیں ۔ کیونکہ ہمارے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا ۔ اگر کوئی انٹر کنٹی نینٹل یا انٹرنیشنل میں ٹھہرتا ہے ، اگر میں ٹھہروں تو غالباً اپنا کھانا بھی نہ سکوں ، کسی اور کو کھانا یا چائے کیا پیش کر سکوں گا ۔ تو اس وقت یہ کیفیت ہے ۔ میرے خیال میں ایک آدھ دن میں میری ان سے میٹنگ ہے ۔ توقع ہے کہ ایک آدھ دن میں میٹنگ ہو سکے گی اور آئندہ سیشن میں اللہ نے چاہا تو اس میں بہت سی تکلیف دور ہو جائیں گی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں ۔ میرا خیال ہے کہ اس ایوان کے بہت سے فاضل اراکین بھی اس سے اتفاق کریں گے کہ اگر ریسٹ ہاؤسز کی الاٹ منٹ آپ کے دفتر کی وساطت سے ہو تو یہ confusion ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گا ۔ بجائے اس کے کہ انفرادی طور پر الاٹمنٹ لیں ۔ اس کا نتیجہ تو بعض اوقات یہی تصادم کی صورت میں نکلتا ہے جو انتہائی نامناسب ہے ۔ تمام ممبر صاحبان قابل احترام ہیں اور ان کا احترام برابر کا ہے ۔ اس لیے میں تو اسی بات کی حمایت کروں گا کہ جو بھی ممبر صاحبان سیشن کے دنوں میں الاٹ منٹ لینا چاہیں وہ آپ کے دفتر کی وساطت سے لیں تو میرا خیال ہے اس سے سبھی مطمئن ہو جائیں گے ۔

جو آپ نے کہا ہے کہ چیف منسٹر صاحب سے آپ کی میٹنگ ہوئی ہے ۔ وہ بھی آپ ان سے گفتگو فرمالیں ۔ یہ بالکل صحیح ہے کہ موجودہ الاؤنسز کے ماتحت آپ جو امداد دیتے ہیں ہوٹل میں ٹھہرنے والوں کو وہ کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ۔ اور نہ ہی مکتفی ہے ۔ جیسا کہ آپ نے مشکلات کا ذکر فرمایا ہے کہ مہمان بھی آتے ہیں ، ملنے والے بھی آتے ہیں ، کسی کو کھانا کھلانا پڑتا ہے ، کسی کو چائے دینی پڑتی ہے ۔ یہ بھی اسی طرح ہو سکتا ہے کہ جب کوئی پیپلز میں ہو یا کسی ریسٹ ہاؤس میں ہو جس کا کھانا پکانے کا انتظام ہو اور وہ ان کی مہمان داری اور تواضع کرسکے ۔

وزیر تعلیم ۔ میں جناب قائد حزب اختلاف کی تائید کرتا ہوں کہ آپ ہی کے پاس یہ الاٹمنٹ ہونی چاہیے ۔ ریسٹ ہاؤسز کے آفیسرز انچارج بھی ہمیں یہ کہتے رہے ہیں کہ آپ یہ ہم پر نہ ڈالیں اور سنٹرلائز کریں ۔ دوسرے اس سے کوآرڈینیشن بھی اچھی ہوگی اور تمام اراکین آپ کے سامنے ہوں گے اور آپ سب کو اکاموڈیٹ کرسکیں گے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر سپیکر صاحب کے پاس اسمبلی سیکرٹریٹ میں یہ اختیارات ہوں تو یہ زیادہ مناسب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اختیارات تو ہیں ، مگر یہ بڑا مشکل ہوتا ہے جب کوئی فاضل رکن اپنے آپ وہاں چلا جاتا ہے ۔

میاں عبدالرؤف ۔ جناب سپکر ۔ جو نئی بلڈنگ بنانے کے لیے آپ کی تجویز

تھی ، کیا وہ ڈراپ ہوچکی ہے ؟ ادھر بھی جگہ پڑی ہے ، شادمان کالونی میں بہت جگہ گورنمنٹ کی پڑی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو پانچ سالہ منصوبہ ہے ۔ اس سے آپ کو فائدہ نہیں پہنچے گا ۔ جو ہمارے جانشین ہوں گے ، چاہے ہمیں ہوں ، ان کو اس کا فائدہ ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ اگر نئی جگہ پہ بنائیں گے ، پھر تو وہ پورا ہوسٹل بنے گا ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ ممبران کی رہائش کے لیے پانچ سالہ پروگرام تو پہلے بھی اسمبلی میں بنایا گیا تھا ۔ اس کے بعد دوسری اسمبلی آگئی تیسری اسمبلی میں بھی شاید یہ تجویز پیش کی جائے گی ۔ یہ تکلیف پہلے بھی پیش آتی رہی ہے ۔ اس کا صحیح حل تو وہی ہے جس طرح قومی اسمبلی میں ہوا ہے ۔ اگر گورنمنٹ ہوسٹل میں کوئی ایم ۔ این ۔ اے رہتا ہے تو اس کو پچھتر روپے ملتے ہیں اور اگر کوئی باہر رہتا ہے تو اس کو چالیس روپے ۔ ہوٹلوں کے کرایے ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کے یکساں ہی ہیں اس لیے میں گزارش کروں گا کہ آپ ہمیں پینسٹھ روپے روزانہ دے دیں تو ہماری یہ تکلیف دور ہوسکتی ہے ۔ ساڑھے بارہ روپے میں مسئلہ حل نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرا اپنا اندازہ بھی یہی ہے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پینسٹھ روپے روزانہ دینا سینیٹ نے بھی منظور کر لیا ہے ۔ اور یہی حقوق ہمارے بھی ہونے چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے وہ پڑھا نہیں کہ وہ بل کس صورت میں پاس ہوا ہے ۔ بہر حال اس کا بھی مطالعہ کریں گے اگر ایوان مناسب سمجھے تو جیسے میں نے کہا ہے کہ پچاس کمرے بنانے کا منصوبہ پہلے منظور ہوچکا تھا اور جس کے لیے اگلے سال ، یعنی 75 ۔ 1974ء کے بجٹ میں بیس لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ اس سے یہ پچاس کمروں کا بلاک موجودہ پیپلز ہاؤس میں بن سکتا ہو تو اگر ایوان کے رائے یہ ہو تو پھر میں اس کے ساتھ پروسیڈ کروں ۔

آوازیں ۔ ہمیں اتفاق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سید تابش الوری صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ چیف منسٹر صاحب تو آج نہیں ہیں ۔ اسے کل پر رکھ لیتے ہیں ۔ کیا وہ کل آئیں گے ؟

وزیر تعلیم ۔ کل وہ تشریف لائیں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مسئلہ اس نوعیت کا ہے کہ اگر آج اس پر فیصلہ ہو جائے اور کل اس سلسلے میں کوئی عملی کام ہو سکے تو یہ مناسب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال ان سے میں زبانی طور بات کر لوں گا کہ آپ کی یہ تحریک آگئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ بہتر جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ غالباً انہیں اطلاع بھی ہوگی ۔ سردار صغیر احمد صاحب آپ کو موقع ملے تو چیف منسٹر صاحب سے اس کا ذکر کر دیں ۔

وزیر قانون پارلیمانی امور ۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ذکر کروں گا ۔

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق تھی جس پر پرولیج کمیٹی نے اپنا ایک فیصلہ دیا تھا اور میں نے دو مرتبہ لکھ کر بھی دیا ہے کہ اس مسئلے کو اسمبلی میں زیر بحث لایا جائے ۔ خاصی مدت ہو چکی ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی عمل نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سات دن کا نوٹس ہوتا ہے اس لیے یہ 11 تاریخ کے ایجنڈے پر ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ تحریک التوائے نمبر 70 غلطی سے رہ گئی ہے اس لئے میں اس کو کل کے لیے رکھ رہا ہوں ۔ اور اس کے ساتھ 72 بھی کل آئے گی اب سید تابش الوری صاحب کی تحریک التوا نمبر 75 لی جارہی ہے ۔

ضلع میانوالی کے دو سو کاشتکاروں کو زمینوں سے بے دخل کرکے بیکار کیمپ میں بند کرنا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 30 مارچ کے مطابق ضلع میانوالی کے دو سو کاشت کاروں کو زمینوں سے بے دخل کرکے بیگار کیمپ میں بند کر دیا گیا ہے ۔ اور بعض جاگیردار ان سے جبری مشقت لے رہے ہیں ۔ رات کے واقت ان افراد کو بھیڑ بکریوں کی طرح تنگ و تاریک کوٹھڑیوں میں دھکیل دیا جاتا ہے ۔ پنجاب جیسے ترقی یافتہ صوبے میں جاگیردارنہ سامراجیت کے ان شرمناک واقعات نے عوام میں ہیجان و اضطراب پیدا کر دیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ اس واقعے کی میں نے تحقیقات کرائی ہے اور پتہ چلا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔

Mr. Speaker: In view of the statement of the Minister, it is not entertained.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ واقعہ اتنا اہم ہے کہ نیشنل اسمبلی کے رکن جناب مولانا شاہ احمد نورانی نے بھی اس مسئلہ کو اٹھایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہے مگر وہ بھی تو شاہد نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ وہ وہاں موقعے پر گئے ہیں ۔ جناب والا ۔ انہوں نے وہاں موقعے کا مشاہدہ کرنے کے بعد تقریر کی ہے اور مطالبہ کیا ہے کہ اس سلسلے میں حکومت کوئی عملی قدم اٹھائے ۔ یہ انتہائی شرمناک صورت حال ہے ۔ اس لیے حکومت فوری طور پر اس کا نوٹس لے اور یہ جبری مشقت کا جو سلسلہ ہے اس کو بند کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حکومت تو یہ کہہ رہی ہے کہ ایسا کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا ۔

خان امتیاز عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ ہم تو انکوائری چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم کہہ رہے کہ ہم نے تحقیقات کروائی ہے ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ کون سے افسر سے تحقیقات کروائی ہے ذرا اس کا نام بتا دیں ۔

سید تابش الوری ۔ دو سو کاشت کاروں کو زمین سے بے دخل کرکے ایک بیگار کیمپ بنا دیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ کی سٹیٹمنٹ سے اختلاف کر رہے ہیں ۔ وہ تسلی چاہتے ہیں کہ انکوائری کی تفصیلات کیا ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ ڈسٹرکٹ ایڈمنسریشن سے پوچھا ہے اور وہ کہتی ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ ان کے نوٹس میں نہیں ہے ۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا جناب والا ۔ آپ کی وساطت سے کہ اگر کوئی فاضل رکن رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کریں تو ہم ان کو اپنا کوئی ذمہ دار افسر دے سکتے ہیں ۔ اس جگہ پر جا کر وہ دیکھا دیں ۔ تو میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس قسم کی غلط بات پنجاب میں قائم نہیں ہونے دیں گے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. The offer is there.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب اس وقت تو انہوں نے آدمی نہیں بٹھائے ہوئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہ بھی بیٹھے ہوں But you can go and make an enquiry کہ ایسا کوئی واقعہ ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ بالکل ٹھیک ۔ تو پھر میں تیار ہوں ۔

وزیر تعلیم ۔ بہت اچھا ۔

وفاقی دارالحکومت میں چار سالہ بچی کا اغوا اور اس کی ہلاکت

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے

ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ راولپنڈی مورخہ 18 مارچ 1974ء کے مطابق وفاقی دارلحکومت میں بچوں کے اغوا کی وارداتیں گذشتہ کئی ماہ سے جاری ہیں اور ان کی روک تھام کے لیے پولیس نے کوئی کارروائی نہیں کی۔ گذشتہ روز ایک چار سالہ بچی کی لاش ملی ہے۔ کسی درندہ صفت نے نہ صرف سونے کی بالیاں حاصل کرنے کے لیے پتھروں کے نیچے دبا دیا جہاں اس نے تڑپ تڑپ کر جان دے دی پولیس ابھی تک ملزموں سراغ نہیں لگا سکی۔ اس خبر سے عوام میں سخت بے چینی اور خوف و ہراس پایا جاتا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ 16 مارچ کو تھانہ سول لائن راولپنڈی میں ایک تین سالہ بچی کی لاش ایک کھائی سے برآمد ہوئی اور اسی روز اس سلسلے میں مقدمہ زیر دفعہ 302 اور 141 درج کیا گیا اور تفتیش پر یہ پایا گیا کہ اس بچی کو بھابھڑا بازار راولپنڈی سے اغواء کیا گیا ہے اور اس کے بعد متعدد مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا گیا ہے لیکن ابھی تک ملزموں کا سراغ نہیں مل سکا پولیس سرگرداں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ڈاکٹر صاحب یہ جواب کافی نہیں ہے۔

مرزا فضل حق۔ مسلسل یہ واقعات ہو رہے ہیں۔ آج تین دن سے پاکستان ٹائمز میں ایک سیریز بھی نکل رہا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ان وارداتوں کی روک تھام کے لیے کوئی سپیشل سکواڈ لگایا ہے۔ کوئی خاص کارروائی کی جا رہی ہے یا کوئی خاص امر میں فورس ہے جو ان کو تلاش کر رہی ہے۔

وزیر تعلیم۔ کوئی سپیشل سکواڈ عام طور پر تو سارے صوبے میں نہیں۔ لیکن اس کیس کے لیے ضرور ہے۔ ویسے یہ ہے کہ اگر اس قسم کے واقعات زیادہ ہو رہے ہیں تو ہم اس مسئلے پر اور زیادہ توجہ دیں گے۔

مسٹر سپیکر۔ کیونکہ راولپنڈی میں جو کچھ ہوا ہے اس کے متعلق پاکستان ٹائمز میں تو اب ایک سیریز بھی نکل رہا ہے۔

Does the Government give an assurance that every possible step will be taken to eradicate the repetition of any such incident ?

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ پولیس سرگرداں پھر رہی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آوارہ گرد پھر رہی ہے ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر ۔ ڈاکٹر صاحب تو اردو فارسی اور عربی کے عالم ہیں ۔ اگر مجھ سے ایسی بات ہو جائے تو کوئی حرج کی بات نہیں تھی ۔

مرزا فضل حق ۔ یہ تو اردو کا لفظ ہے ۔ دوسرے ابھی تک جناب وزیر موصوف نے کچھ فرمایا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو میں نے کہا ہے انھوں نے بڑے زور سے کہا ہے کہ یہی کریں گے ۔ گورنمنٹ اپنی تمام تر توجہ اس مسئلے کی طرف مرکوز کرے گی اور پوری کوشش کرے گی کہ ایسے واقعات دوبارہ نہ ہوں اور جو اس میں ملزم ہیں ان کو قانون کے مطابق قرار واقعی سزا دی جائے گی ۔

سید تابش الوری ۔ پولیس سرگرداں ہے وزیر موصوف سرگراں ہیں اور عوام سر درد میں مبتلا ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب یہ فارسی اور اردو کہاں سے سیکھیں سکول جانے کا تو اب وقت نہیں رہا ۔

(قہقہہ)

تحریک التوا نمبر 84 مرزا فضل حق ۔

مرزا فضل حق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ چار پانچ تحاریک التوائے کار گھی کے متعلق میری طرف سے آئی ہوئی ہیں اور سید تابش الوری صاحب کی طرف سے بھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر کوئی خاص بات ہو تو میں اس کو پیش کروں ۔ اب

تو گھی کے متعلق اتنی تحاریک التوائے کار آ چکی ہیں کہ ان کی اہمیت وہ نہیں رہی جو عام طور پر ہوتی ہے -

سید تابش الوری - آپ کے نزدیک یا ان تحریکوں کی اہمیت نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - تحریکوں کی اہمیت نہیں رہی -

سید تابش الوری - میرے خیال میں آپ سمجھتے ہیں کہ - ع

درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا

ضلع راولپنڈی کے مختلف مقامات پر چیچک کی وبا کا پھوٹنا

مسٹر سپیکر - مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ تعمیر راولپنڈی مورخہ 29 مارچ 1974ء کے مطابق ضلع راولپنڈی کے مختلف مقامات میں چیچک پھوٹ پڑی ہے - تحصیل مری کی یونین کونسل پھگڈ ڑی میں 29 کیس ہوئے - اسی طرح اسلام آباد میں چار اور سیٹلائٹ ٹاؤن میں دو کیس ہوئے ہیں - لیکن بلدیہ راولپنڈی اور محکمہ صحت نے اس سلسلہ میں کوئی قدم نہیں اٹھایا - اس خبر سے عوام میں بے چینی اور مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے -

مرزا صاحب - بلدیہ سے کیا مراد ہے ؟

مرزا فضل حق - میونسپل کمیٹی -

مسٹر سپیکر - مری میں ایک واقعہ ہوتا ہے تو راولپنڈی کی میونسپل کمیٹی اس میں کیا کر سکتی ہے -

مرزا فضل حق - راولپنڈی کا کیس میں نے درج کیا ہے -

مسٹر سپیکر - اسلام آباد تو راولپنڈی میں نہیں ہے -

مرزا فضل حق ۔ اسلام آباد الگ ہے ۔ راولپنڈی کا کیس میں نے درج کیا ہے ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن کا کیس میں نے درج کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تحریک التوا میں واقعہ کو specify کیا کریں ۔ میں نے یہ بات اس لیے کہی ہے کہ تحریک التوائے کار کے لیے ذرا زیادہ محنت کی ضرورت ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے پچھلے دنوں بھی ایک تحریک التواء کے سلسلے میں عرض کی تھی کہ چند واقعات ہوئے ہیں ۔ لیکن زیادہ cases جو ہوئے ہیں وہ chicken pox کے ہیں جو اس سے کافی ملتی جلتی ہے اور عام اسے چیچک ہی سمجھتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا اس کا preventive نہیں ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ preventive تو اس کا کوئی خاص نہیں ہے لیکن وہ اتنی خراب مرض بھی نہیں ہے ۔ بہر حال وہ اکثر confused ہوتی ہے لیکن یہ ہے کہ جب کبھی اس قسم کے کوئی cases ہوں تو فوراً vaccination کی مہم شروع کی جاتی ہے اور یہ مہم سارے پنجاب میں ہو رہی ہے ۔ اور جس جگہ پر کوئی ایسے cases ہو جاتے ہیں تو اس کے surrounding areas کو تو خاص توجہ دی جاتی ہے کہ وہاں ہر خاص و عام کو ٹیکہ لگا دیا جائے اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جا رہی ۔ پچھلی تحریک التواء جو ایک فاضل رکن نے پیش کی تھی اس کے بعد بھی میں نے اس پر استفسار کیا تھا اور پتہ چلا تھا کہ پورے انہماک سے کام جاری ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ وزیر موصوف راولپنڈی سے تعلق رکھتے ہیں اور میں نے یہ راولپنڈی کا واقعہ پیش کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لیے زیادہ ضروری ہے کہ اس پر توجہ دیں ۔

مرزا فضل حق ۔ اس پر ذرا زیادہ توجہ فرمائیں ۔

قرارداد

Mr. Speaker. Now we go on the next item.

ات یہ جو سب کی رائے سے ریزولیوشن آ رہا ہے یہ پہلے لینا ہے یا بعد میں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ پہلے لینا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ قراردار ہے جو لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی آپوزیشن کی متفقہ رائے سے آرہی ہے ۔ جس کے محرک مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میاں خان محمد ۔ سید تابش الوری ۔ میاں خورشید انور ۔ مسٹر محمد خان خاکوانی ۔ خان زادہ تاج محمد ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ کنور محمد یاسین اور شیخ عزیز احمد ہیں ۔

کپاس کے نرخوں کو بہتر بنانا

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ۔ میں یہ قراردار پیش کرتا ہوں :

> کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کپاس کے نرخوں کو بہتر بنانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ قراردار پیش کی گئی ہے :

> کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کپاس کے نرخوں کو بہتر بنانے کے لیے فوری اقدامات کیے جائیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں کہ "فوری اور موثر کارروائی" کی جائے

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ کیا ایوان اس ترمیم سے اتفاق کرتا ہے کہ "فوری اور موثر" کے الفاظ ایزاد کیے جائیں ۔

آوازیں ۔ اتفاق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ اس پر تقاریر کا سلسلہ شروع ہو۔ میں سردار صغیر احمد صاحب اور لیڈر آف دی آپوزیشن سے یہ مشورہ چاہتا ہوں کہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے۔ تو پرائیویٹ ممبرز کے کام کے لیے بھی کچھ وقت رہنا چاہیے جو ممبران اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے مجھے ان کے متعلق کچھ اندازہ ہو جائے کہ اس پر کتنا وقت لگے گا؟

وزیر قانون ۔ اس میں پانچ ۔ دس منٹ لگیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دس دس منٹ کا مطلب تو یہ ہوا کہ دو گھنٹے لگیں گے ۔

وزیر قانون ۔ نہیں جناب والا ۔ ہر محرک کو آپ دو دو منٹ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں دو دو منٹ کی تو پابندی نہیں لگا سکتا اور تقریر پانچ منٹ کی بھی ہوسکتی ہے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ اس ریزولیوشن پر آپوزیشن اور حزب اقتدار دونوں میں سے کسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے اس لیے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ یہ متفقہ طور پر ریزولیوشن آ رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud : How much time is allowed ?

Mr. Speaker. Five to seven minutes.

Makhdumzada Syed Hassan Mahmud. Briefly, I would say that cotton is the major cash crop of Punjab and it is the biggest export commodity from Pakistan abroad on which Pakistan earns foreign exchange. Nearly 26 lac bales of cotton are exported from Punjab but, unfortunately, our crop comes later in the season while there are certain areas of this country which have an earlier crop. For this area, unfortunately, the taxation and the credit squeeze has come at a time when the cotton growers were to receive their contracted prices. We have reached a stage where three times rise of duty on cotton

and the subsequent cotton credits squeeze has brought downward trend in cotton prices. Yesterday, it has fallen by another Rs. 10 and I am quite alarmed about the situation that by the time this resolution is passed.

(At this stage Mr. Chairman Col. Muhammad Aslam Niazi occupied the chair).

(applause)

....today, there is going to be a further fall of another Rs. 5. It is in view of these factors that the Leader of the Opposition has suggested an amendment to the resolution. It is the last contracting month and, after this, the crop will become a year old and will lose the premium on 4 lac bales accumulated in Karachi and elsewhere Then the textile mills have piled up stocks of yarn and they are not in a position to buy any more cotton. This accumulated stock is going to affect the rates of the future cotton crop adversely. According to my estimate, the growers of this area are going to sustain a loss of 100 crore, of rupees and this sum will not be in circulation in the rural areas of Punjab. This is not only desirable that this resolution be unanimously passed but I would also emphasize upon another factor that a high-powered delegation, preferably led by the Chief Minister or at least two or three senior Ministers and some delegates from the Opposition, should wait on the Central Government and ask them to adopt remedial steps immediately not only to arrest the downward trend of rates in cotton but to bring reasonable prices to the growers. The Central Government should also be requested to see that the stocks piled up in Karachi and elswhere are immediately exported through barter agreement or bilateral agreement or trough the fulfillment of previous commitments when the letters of credit were opend.

Another important factor is that it is a major cash crop and the duty structure should not be changed during the season because foreign buyers are no longer interested in buying our cotton. Due to repeated changes in duty, they do not trust our banks at all. Secondly, I would point out that because

the cotton credits have been reduced, the ginners and the intermediary cannot pay the price of cotton to the grower. Hence for the new crop they don't have money to purchase fertilizers. This immediate remedial step is requested for. This delegation must go to Islamabad and see that there is no question of personal prestige involved in the reduction of taxes and the re-arrangement of credit facilities in this regard.

I request the Government of the Punjab to realise that if they wish to increase the cotton target for the future crop as has been mentioned a few days earlier, you could not achieve it unless the total stock is disposed of by way of export. The mere purchase by Government will not do because the very presence of the stock in the country will discourage the grower from growing more cotton. In order to see that this resolution is passed as quickly as possible, I will resume my seats with the request to the members that they must insist that there must be a delegation sent to the Central Government to pursue the request contained in this resolution for removal credit squeez and for reduction of export duty.

Mr. Chairman. I have get a note over here which is of top priority with no opposition on the point. So I would request that if there is any opposition, the members can talk, otherwise this resolution is carried unanimously.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, I want to say something on the matter.

Mr. Chairman. You should kindly be brief. I think it has no opposition as this is not the matter only of a few members mentioned over here but it is the matter of all the growers and tillers of West Pakistan or atleast of the Punjab.

سید تابش الوی ۔ جناب والا ۔ عرض کروں گا آج آپ کو انگریزی ہو گئی ہے کیا ؟

مسٹر چیئرمین ۔ جناب آپ کی اردو ہوتی رہے تو ٹھیک ہے ۔ ہماری انگریزی آج ہو گئی ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ اس میں ترمیم کر لیں ۔ آپ کو فوج سے انگریزی ہو گئی ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, the resolution being passed by the House is a welcome resolution. Sir, the matter is more serious than the mere passing of the resolution because this down-ward trend in cotton for Punjab is not only affecting a few but practically more or less 89% population of the Punjab whose economic viability and stability is at stake.

Sir, we in Pakistan produce approximately 40 lac bales of cotton. The World production of cotton is 4 crore bales. In other words, we produce 1/10th of the total production of the world. Now, Sir, out of the 40 lac bales that we produce, 30 lac bales are used internally by 30 lacs of spindles which are at the moment in operation in Pakistan. Out of the consumption of 30 lac of spindles at the rate of 16 yards per person, for 7 crore of population we need 10 lac bales of cotton. That leaves us with the balance of 20 lacs of bales of cotton, which is converted into yarn and cloth, which is exported to foreign countries like Hong Kong, Indonesia, China and Malaysia and so many other countries.

Sir, the matter for consideration is, as already declared by the Finance Minister of Pakistan, that 100 crores worth of yarn, 75 crores worth of cloth is lying in the godowns of the textile mill owners and this yarn and cloth is not finding its way into the world market along with 7 lac bales of cotton which are lying from this year unexported and is still in the country. In July and early August the new crop will come into the market and the estimated crop for next year is 45 lac bales for Pakistan. Now, Sir, after listening to these figures you can think for yourself what is going to be the condition of the cotton growers. It is bad as it is but is going to be worse in some months.

Sir, the people, the farmers in Sind sold their raw phuti, what they call phuti, at Rs. 120 and Rs. 140 per maund. At

that time the conditions in the international market were favourable because yarn was selling at 400 per bale i.e. 400 lbs. Cotton in America was selling at 95 cents per pound. Sir, today the price of international cotton has gone down from 95 cents to 60 cents. We, as the producers of 1/10th of cotton, cannot but abide by the cotton policy in the international market. We have to toe the line of the international market. Therefore, any step that the Government of Pakistan takes which does not go in consonance but goes in contravention of the international economic forces is going to bring miseries to the population of this country. (Applause).

Sir, I say that the prices of yarn and cotton have fallen in the international market. When the market was rising, in a period of three months, we inereased the duty from 20 to 40% on yarn ; we increased the duty on cloth from 10 to 15% and on export of raw-cotton to 45%, and, at the same time, we made decisions that from henceforth a Control Cotton Export Board will be established under a senior bureaucrat and all cotton of the country will go into the international market through this gentleman. Now, Sir, in theory it may be very good. I ask the House to find for themselves, and to some of the friends, if they do not know, let me tell them that very little has moved through this Agency. The result is that 7 lacs of bales which normally used to find their way out of the country are lying on our head today under the control of a bureaucrat whom we day in and day out condemn. You say that you do this for the larger good of the people but in this case the good has not been delivered. In fact, the object has been defeated. I don't object to the mode or measures taken by the Government and the way they will adopt but practice has shown that this method has paid no dividend. So, Sir, my submission is that when our delegation goes should highlight this point.

Sir, the other thing, as I have pointed out, is that if the international market goes up, it is but natural that our other duties should also go up and the Government treasury should get more money. But, Sir, if international market goes down, you cannot avoid it and you have to go down with it.

Why our yarn is not sold today ? Because we have contracted with Japan who is the major buyer of our cotton, and when we enhanced the duty we didn't stick to it. The result is that today 125 crore worth of yarn and cloth is lying locked up in the godowns of the textile mill owners. They are not in a position to pay on account of credit equeeze. What is the result ? The consequence of that is that the ginners are not able to pay to the farmers and the farmer is not able to sell. The result is that there is a complete deadlock in the cotton market.

Sir, it doesn't only concern the cotton. You will bear with me, because it is a matter of vital importance and also very serious. It is a matter of life and death for every individual of Punjab. Sir, out of 40 lac bales Punjab produces 29 lac bales while only 11 lac bales are produced by Sind. We have thirteen lac spindles of cotton working in Punjab and twenty lac spindles working in Karachi. Why the Punjab has been denied this privilege of not having more textile mills in their own regions when they are the prime producers of raw materials ? Sir, it is a matter which requires your deep thoughts. Sir what has happened to wheat in India .....

Mr. Chairman. Please don't go on wheat. It is too late to go on wheat. Mr. Khanzada you have already taken enough time and took pains in gathering valuable figures which are quite useful to the House. I think there is no opposition to the resolution, and if there is any opposition, then the Hon'ble member or the Hon'ble the lady member can talk, otherwise I will certainly give top priority to the resolution and I will recommend it to the Central Government.

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب اس پر بولنے کا حق تو محرک کو ہونا چاہیے تھا ۔ کیا محرک جس نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔ وہ اس پر کچھ کہہ چکے ہیں ۔

Mr. Chairman. Please conclude your speech in two seconds.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, you can say "few

minutes" but you cannot say "few seconds" because you have taken already few seconds in telling me.

Mr. Chairman. Mr. Khanzada, please continue.

Mr. Taj Muhammad Khanzada. Sir, I have been asked to conclude my speech in few seconds while I understand that these are few minutes. Sir, I know that in such a little time I cannot proceed further but I do want to bring in one point. Sir it is not because I want to criticise any particular personnel in Government but it is the agricultural policy of the country. Sir, India took over hundred per cent distribution of wheat and they said after total procurement that they will supply wheat to all the population in India at Rs. 1·28 per kilo. Sir, India in one year has realised and they have gone back on the wheat distribution because they just could not meet the demand and they could not keep their promise. Sir, before I take my seat I would like to warn here on the floor of the House that all those policies, which concern the 85 per cent of the tillers of this land should not be controlled in such hypothetical and theoretical methods that the results are impracticable. Sir, anything of that nature is going to bring humiliation to the Punjab people who are the prime producers of all agricultural raw material.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ مجھے خوشی ہے کہ ہم آج پنجاب کی ایک عظیم آبادی کے ایک بہت بڑے مسئلہ کی طرف یہاں بحث کر رہے ہیں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا جناب آپ نے ان کو کال کیا ہے ۔ یا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں خورشید انور صاحب میرے پاس ایک لسٹ ہے ۔ اس فہرست کے مطابق نام آ رہے ہیں ۔ اور اس طرح آپ کی بھی باری آ جائے گی ۔ محمد خان خاکوانی صاحب نہیں ہیں ۔

Syed Tabish Alwari is next on the list. You can have two minutes. It is a unanimous resolution, so I don't want to waste the time of the House.

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ اس قراردار کے جو محرک ہیں ۔ ان ناموں کی فہرست آپ کے سامنے موجود ہے ۔ اس میں ترتیب نہیں ہے ۔ جیسے اب آپ پڑھ رہے ہیں ۔ جو چھپی ہوئی لسٹ آپ کے پاس ہے اس حساب سے آپ نام پڑھیں ۔ اب اگر آپ چھپی ہوئی فہرست کو دیکھیں تو اس کے مطابق جناب محمد خان خاکوانی صاحب کا نام آخر میں تھا ۔ وہ باہر چلے گئے ہیں ۔ کیونکہ ان کو پتہ تھا کہ ان کی باری ابھی نہیں آئے گی ۔ اس لیے آپ اسی ترتیب سے یہ نام پکاریں ۔ جس طرح نام مقررین کی چھپی ہوئی فہرست میں ہیں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں خان محمد صاحب ۔ مگر آپ کے لیے صرف دو منٹ کا وقت ہوگا ۔

میاں خان محمد ۔ مگر آپ کا ایک منٹ کتنا لمبا ہوگا ۔ اس پر رولنگ دے دیں ۔

مسٹر چیئر مین ۔ میں اس پر رولنگ نہیں دوں گا ۔

(قہقہہ)

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ آج کل اس صوبہ میں کاشت کاروں کی حالت کپاس کے گرے ہوئے نرخوں کی وجہ سے نہایت ہی ناگفتہ بہ ہو گئی ہے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کا کہ اگر یہ اندازہ لگایا جاوے ۔ اور جو بالکل صحیح ہے ۔ کہ ایک من کپاس پیدا کرنے پر کاشت کار کا جو خرچ آتا ہے ۔ وہ 85 روپے ہے ۔ اور اس وقت منڈی ادھار پر جو کاشت کار لے رہے ہیں ۔ وہ 85 روپے بنتے ہیں ۔ اور پھر ان کی وصولی کے لیے جو چالیس پچاس چکر لگانے پڑتے ہیں ۔ اور ان پر جو کرایہ خرچ آتا ہے ۔ انہیں پر وہ 85 روپے ضائع ہو جاتے ہیں ۔ اس حالت میں جناب والا ۔ کس دقت سے کاشت کار 85 روپے خرچ کرکے ایک من کپاس پیدا کرتا ہے ۔ اور اس کو صرف 85 روپے اور وہ بھی ادھار سے ملتے ہیں ۔ تو ایسی حالت میں کسان کی یا کاشتہ کار کی کیا حالت ہوگی ۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس صورت حال کے پیش نظر وہاں پر یہ ہو رہا ہے ۔ کہ زمیندار کے پاس ۔ کاشت کار کے پاس آبیانہ اور دوسرے اس قسم کے واجبات ادا کرنے کے لیے کوئی پونجی نہیں ہوتی ہے

کوئی رقم نہیں ہوتی ہے ۔ کہ جس سے وہ تحصیلدار سے اور تحصیلدار کے پیادوں سے اپنی جان چھڑا سکیں۔ پھر ان واجبات کی وجہ سے ان کو حوالاتوں میں بند کیا جارہا ہے ۔ کام کرنے کی بجائے وہ وہاں پر حوالاتوں کی سیر کر رہے ہیں ۔ اور وہاں کی ہوا کھا رہے ہیں۔ جناب والا ۔ اسی طرح سے اور اس وجہ سے بے شمار واقعات ایسے پیش آچکے ہیں کہ بڑے بڑے کاروباری حضرات جو تھے ۔ اور جو آڑھتی حضرات تھے ۔ اس بل کی وجہ سے ان پر یہ ایک بلائے ناگہانی اس طرح سے گری ۔ کہ ان ہارٹ فیل ہو گیا ۔ اور وہ اچانک اگلی دنیا کو سدھار چلے ۔ تو جناب والا ۔ اتنے گھمبیر حالات میں اگر ہم نے اس ریزلیویشن کی طرف اور کپاس کے نرخوں کی طرف توجہ نہ دی اور اس پر غور نہ کیا اور مرکزی حکومت سے یہ استدعا نہ کی تو صورت حال کے بہتر ہونے کی کوئی امید نہیں رکھنی چاہیے ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے اپنی تقریر میں یہ کہا ہے کہ تحصیل دار اور ان کے پیادے ان کو حوالاتوں میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں حالانکہ ابھی لگان لینے کا وقت نہیں آیا وہ جون کے بعد ہوگا ۔ تو میرا خیال ہے کہ وہ حقائق سے باہر جا رہے ہیں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ میرے فاضل دوست کو غالباً یہ علم ہی نہیں ہے کہ معاملہ جات اور آبیانہ جات کب وصول کیے جاتے ہیں ۔

آوازیں ۔ وہ وصول ہو رہے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ معزز ممبر کو ان باتوں کی اطلاع ہونی چاہیے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر چیئرمین ۔ آرڈر ۔ آرڈر ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ یہ صورت صرف پنجاب ہی تک محدود ہے اور سندھ والوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہاں کپاس کی فصل پنجاب کی فصل

سے پہلے تیار ہو جاتی ہے ۔ اس لیے ان کو 150 روپے ایک من کے وصول ہوئے اور اس کے مقابلے میں اہل پنجاب کو صرف 85 روپے ملے اور وہ بھی ادھار پر جناب والا ۔ تو ایسی صورت میں اگر وہاں کے کاشت کار فائدہ اٹھا سکتے ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ ہمیں بھی اس ضمن میں امداد دی جائے ۔ سب سڈی دی جائے تاکہ ہماری گرتی ہوئی معیشت کو کچھ نہ کچھ سنبھالا مل سکے ۔

جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں اگر کاشت کار کا نقصان ہوتا ہے تو پنجاب کا نقصان ہوتا ہے تب بھی کوئی بات تھی ہم صبر کرلیتے اس کو برداشت کر لیتے اور اس بات پر کوئی نکتہ چینی نہ کرتے ۔ لیکن اس سے ساری قوم کو نقصان ہو رہا ہے اس سے سارے ملک کو نقصان ہو رہا ہے اور صرف موجودہ نقصان ہی نہیں ہے بلکہ آئندہ کے لئے بھی اس وجہ سے نقصان ہو رہا ہے اور کاشت کار اور زمیندار جو ہیں وہ کپاس کی کاشت کرنے کو تیار نہیں ہیں ۔ کسی اور فصل کی طرف جائیں ۔ کوئی اور فصل اگائیں تاکہ کچھ نہ کچھ اپنی محنت کا ثمرہ مل سکے ۔ ان کی محنت کا پھل انہیں مل سکے ۔ جناب والا ۔ اس سے میری مراد یہ ہے کہ زر مبادلہ جو کہ پاکستان زیادہ سے زیادہ کپاس کی فصل سے حاصل کرتا ہے وہ اس سے محروم ہو جائے گا اور اگر ہم کپاس سے حاصل کردہ زرمبادلہ سے محروم ہو گیے تو یہ قوم کے لیے ایک المیہ ہوگا اور ملک کے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا ۔ میں ایسے حالات میں اس اسمبلی سے اور آپ کے توسل سے مرکزی حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ اس موجودہ صورت حال کو بہتر بنانے کے لیے فوری اور موثر کارروائی کرے اور جہاں کے ہر کاشت کار کو اس کی فصل کے مطابق سبسڈی دی جائے اور حالات کو بہتر سے بہتر بنایا جائے ۔ شکریہ ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کپاس کی ملکی اور صوبائی معیشت میں ایک بنیادی حیثیت رکھتی ہے اور زرمبادلہ کی آمدنی کا ایک سب بڑا ذریعہ ہے ۔

چوہدری محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے ہاؤس کے تمام ممبران سے یہ گزارش کروں گا کہ اس ریزولیوشن پر بحث کرتے وقت پنجاب اور سندھ کا موازنہ نہ کیا جائے تاکہ علاقائی تعصب اس میں پیدا نہ ہو ۔

مسٹر چیئر مین ۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے ۔ ایسی بات سے اگر احتراز کیا جائے تو بہتر ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کپاس زرمبادلہ کے حصول کے ایک اہم ذریعے کی حیثیت سے اور ملک اور صوبائی معیشت کی بنیاد کی حیثیت سے ہمارے نقطہ نگاہ سے ایک نہایت اہم فصل ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جب ہم کپاس کا ذکر کرتے ہیں اور پنجاب کا ذکر کرتے ہیں اور اس کے ساتھ یہ بتاتے ہیں کہ سندھ میں کاشت کاران یعنی کپاس کو اگانے والے زمنیدار اور مزارعین کو کیا سہولتیں حاصل ہوئی ہیں تو اس میں علاقائی تعصب کی کوئی بات نہ تھی ۔ سندھی ہمارے بھائی ہیں اگر ان کو خوش حالی میسر آئی ہے تو ہمیں اس پر مسرت ہے ۔ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ جو ایک ارب روپیہ کے قریب منجمد ہوگیا ہے یہ صورت حال باعث تشوش ہے ۔ یہ تحریک متفقہ طور پیش کی گئی ہے ۔ پنجاب کے مزدروں ، مزارعین اور زمنداروں کو ان کا حق ملنا چاہیے ۔ ہم یہ موازنہ نہیں کرتے کہ ہم ان کے خلاف ہیں یا نخواستہ کوئی نفرت یا حقارت سے ہم دیکھتے ہیں کیونکہ ان کی خوش حالی ہماری خوش حالی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میں سمجھتا ہوں کہ نکتہ صاف ہو گیا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کپاس ہماری ملکی اور صوبائی معیشت کی بنیاد کی حثیت سے اور زرمبادلہ کی آمدنی کا ایک اہم ذریعہ ہونے کی حیثیت سے یہ فصل بے حد اہم کردار ادا کرتی ہے اور اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن اس نے ہماری معیشت کے مختلف شعبوں کو چاہے وہ تجارت اور صنعت سے متعلق ہوں چاہے زراعت سے انہیں بے حد متاثر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آئندہ حال اور مستقبل میں ہمیں کپاس کو ایک بنیاد بنا کر ہی بہت سی پالسیوں کو مرتب کرنا پڑے گا ۔ جناب والا ۔ لیکن ہمیں یہ دیکھ کر انتہائی حیرت اور افسوس ہوتا ہے کہ یہ نقرئی ریشہ زرعی اور معیشی اعتبار سے ہمارے مقدر

کی سیاہی بنتا جا رہا ہے اور ایسی صورت حال پیدا ہو گئی ہے جس نے پورے پنجاب میں ایک تجارتی اور معیشی بحران سا پیدا کر دیا ہے ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ اس وقت ہزارہا اور لا کھوں من کپاس کے انبار پڑے ہوئے ہیں اور ان کو کوئی خریدنے والا موجود نہیں ہے ۔ اس سے پہلے بارہا یہ اعلان کیا گیا تھا کہ مرکزی اور صوبائی سطح پر کپاس کے نرخ مستحکم کیے جائیں گے تاکہ آئندہ اس کی پیداوار کے سلسلے میں لوگوں کو زیادہ ترغیب ہو لیکن جناب والا ۔ عملاً جو صورت حال ہمارے سامنے ہے اس کے پیش نظر سوائے چند علاقوں کے پورے پنجاب کو اجتماعی طور پر خسارے کا شکار ہونا پڑا ہے اور اس وقت چاہے کاشت کار ہوں تاجر ہوں چاہے بڑے زمیندار ہوں وہ تمام طبقے اس بحران کا شکار ہو کر دیوالیہ ہونے کے قریب ہو گیے ہیں ۔ ظاہر ہے کہ ایسے افراد جو اتنے بڑے خسارے کے باعث ان کی یہ حالت ہوئی کہ وہ خود کشی کا شکار ہو گئے اور کچھ لوگ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تجارت یا صنعت کے میدان سے باہر نکل گئے ہیں ۔ اس کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ تجارت اور زراعت کے متعلق جب وہ کپاس کا تصور کریں گے تو ان پر لرزہ طاری ہو جایا کرے گا ۔

جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجموعی طور پر ملک میں کپاس کی جو پیدا وار ہوتی ہے اس کا 75 فیصد حصہ پنجاب کا ہوتا ہے ۔ لیکن پنجاب کا بدقسمت علاقہ جو ہے اس میں 75 فیصد پیدا وار کے باوجود 19-0 سنڈی کیڑے مارنے کے لیے حکومت جو سبسڈی دیتی ہے اس کی شرح 70 سے کم کرکے 50 روپیہ کر دی گئی ہے ۔ یہ صرف صوبہ پنجاب کے لیے ہوا ہے اور کسی صوبے کے لیے یہ سبسڈی کم نہیں ہوئی ۔ جناب والا ۔ اسی طرح جب نرخ بہتر تھے اور جب یہ علان کیا گیا تھا کہ اب حکومت خود کپاس کی فصل کو ۔ کپاس کی تجارت کو اپنے ہاتھ میں لے گی تو نتیجتاً مارکیٹ نرخ بہتر ہو گیے سندھ اور دوسرے علاقوں کی کپاس بہتر نرخوں پر فروخت ہوتی رہی ۔ اب جب کہ پنجاب کی کپاس کو فروخت کرنے کا وقت آیا تو حکومت نے اس سلسلے میں انتہائی غیر موثر کردار ادا کرنا شروع کر دیا ۔ بلکہ ایک خاموش تماشائی کا کردار ادا کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجہ میں اب پنجاب ایک بحران کا شکار ہے ۔

جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس ہاؤس میں اس سلسلے میں جو احتجاج ہوا جو اضطراب پیدا ہوا اور جن جذبات کا اظہار کیا گیا اس کے نتیجہ میں مرکزی وزیر نے یہ علان کیا تھا کہ پنجاب سے 5 لاکھ گانٹھیں خریدی جائیں گی۔ لیکن اس سلسلے میں کوئی عملی اقدام نہیں کیا گیا۔ اس طرح سے جناب والا ۔ سٹیٹ بنک کی طرف سے یہ ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ کاٹن کے سلسلے میں جو محدودات جاری کی جاتی ہیں ان کی ceiling کم سے کم کر دی جائیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ceiling کم ہونے سے لوگوں کی قوت خرید ختم ہوگئی ہے اور اب چونکہ خریدار موجو نہیں ہے اور بنکوں کی طرف سے وہ مراعات بھی حاصل نہیں ہیں اس لیے اس سلسلے میں نہ تو کوئی تاجر فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور نہ زراعت پیشہ افراد اپنی فصل کی مناسب قیمت وصول کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ یہی نہیں بلکہ ہم نے پچھلے سال سیلابوں اور بارشوں کی اجتماعی پیدا وار کو اپنے ہاں کم ہوتے ہوئے دیکھا ہے اور مجموعی طور پر ہمارے ہاں پنجاب میں رقبہ 40 لاکھ 38 ہزار ایکڑ ہے لیکن یہ جو گزشتہ سال ہے اس میں ہمارا یہ تناسب کم ہو کر 13 فیصد ایریا کم کاشت ہوا ہے ۔ اس طرح سے جناب والا ۔ ہماری کل پیداوار پنجاب میں 25 لاکھ اور 25 ہزار bales ہے ۔ لیکن اس میں بھی 11 فیصدی کی کمی ہو گئی ہے اور اگر یہی صورت حال برقرار رہی اور کپاس کے نرخ 85 روپے رہے (جو کاشت پر اس کی قیمت متعین کی جاتی ہے وہ بھی تقریباً 85 روپے ہے) تو آئندہ کے لیے کاشت کار اس سلسلے میں اپنی ضروریات کے مطابق دوسری جنس کاشت کرے گا ۔ اور کپاس کی جنس کم ہوتی چلی جائے گی ۔ اس طرح سے نہ صرف یہ کہ ملکی طور پر ہماری زرمبادلہ کی آمدنی کم ہوگی ۔ ملک کی معیشت متاثر ہوگی بلکہ صوبے کی زرعی معیشت بھی تباہ ہوکر رہ جائے گی ۔ اس لیے جناب والا ۔ ہم آپ کے توسل سے درخواست کرتے ہیں کہ سنٹرل گورنمنٹ کے پاس ایک وفد بھیجا جائے اور وہ وفد ان تمام حالات کو سامنے رکھ کر اس تمام پس منظر کے ساتھ موثر اقدامات عمل میں لانے کے اقدامات کرائے تاکہ پنجاب کی ڈوبتی ہوئی تباہ ہوتی ہوئی اور سسکتی ہوئی معیشت کو سہارا مل سکے ۔ شکریہ ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ چند ماہ قبل جب کپاس منڈیوں میں آنی شروع ہوئی تو اس معزز ایوان میں حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بروقت کوئی قدم نہ اٹھایا گیا جس کی وجہ سے لاکھوں کاروباری لوگ چھوٹے چھوٹے دکاندار جننگ فیکٹریوں میں کام کرنے والے اور چھوٹے کاشت کار بہت بری طرح تباہ ہوئے ۔ جناب والا ۔ اگرچہ اب 95 فیصد کپاس کا کاروبار تقریباً مکمل ہوچکا ہے ۔ اب صرف مشکل سے پانچ فیصد کپاس اس وقت یا تو منڈیوں یا کسانوں کے پاس پڑی ہے تاہم اگر اب بھی صوبائی حکومت مرکز پر زور دے کہ وہ اپنی پالیسی کو تبدیل کرے ۔ مرکزی حکومت پر زور دے کہ وہ موجودہ پالیسی پر نظرثانی کرے تو اس سے میں سمجھتا ہوں آئندہ کے لیے بہتری ہو جائے گی اور آئندہ سال کے لیے فائدہ ہو جائے گا ۔ اس سال جو لوگ تباہ ہو چکے ہیں میرے خیال میں ان کے لیے اس سے مدد نہیں ملے گی تاہم ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم آئندہ سال کے لیے ابھی سے حکومت پر زور دیں کہ وہ اپنی پالیسی بناتے وقت تمام ملک کے حالات کو پیش نظر رکھے ۔ جناب والا ۔ مرکزی حکومت کی ناقص پالیسی کی وجہ سے پنجاب کے عوام کو نقصان پہنچا ہے ۔ سندھ کے لوگ اگر فائدہ اٹھا گیے ہیں تو ہمیں خوشی ہے لیکن چاہئے تو یہ تھا کہ ان کے ساتھ ساتھ پنجاب کے غریب کاشت کاروں اور کسانوں کا بھی خیال رکھا جاتا ۔

جناب سپیکر ۔ اگر ہمارے ملک میں کپاس 40 لاکھ گانٹھ پیدا ہوتی ہے تو اس میں سے اڑھائی لاکھ گانٹھ ان مزدوروں کی ہوتی ہیں جو کھیتوں میں کام کرتے ہیں اور صرف چنائی کرتے ہیں جن کی کوئی زمین نہیں ہے بے وسیلہ ہیں ۔

جناب والا ۔ اگر کسی فیکٹری کے دس مزدور ہڑتال کر دیتے ہیں تو حکومت کی پوری مشینری حرکت میں آجاتی ہے ۔ تو ان تباہ حال لاکھوں کھیت مزدوروں کی کمائی پر اگر بے انصافی سے کام لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا ظلم ہوگا ۔

جناب والا ۔ اس وقت جو سب سے بڑا مسئلہ درپیش ہے وہ کپاس کی قیمتوں کی ادائیگی کا مسئلہ ہے ۔ اس وقت کروڑوں روپیہ کارخانہ داروں نے

چھوٹے زمینداروں اور کسانوں کا یا چھوٹے دکانداروں کا ادا کرنا ہے جس وجہ سے پریشانی بڑھ رہی ہے ۔ جناب والا ۔ جننگ فیکٹریوں کے مالک کہتے ہیں کہ ہم ٹیکسٹائل ملوں کے پاس پھنسے ہوئے ہیں ہمیں ادائیگی نہیں ہو رہی اگر صوبائی حکومت چاہتی ہے اور واقعی اس مسئلہ پر سنجیدہ ہے تو جب کوئی وفد مرکزی حکومت کے پاس جائے تو کپاس کے نرخوں پر ضرور بات ہو کیونکہ اس کا اثر آئندہ فصلوں پر پڑے گا ۔ لیکن فوری طور پر اس وقت لوگوں کو جو مشکل ہے وہ کپاس کی قیمتوں کی ادائیگی ہے ۔ میں جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے استدعا کروں گا کہ اگر وہ اس سلسلے میں وفد لے کر جائیں تو مرکزی حکومت پر سب سے زیادہ زور اس امر پر دیں کہ جو لوگ کپاس کم نرخوں پر فروخت کر چکے ہیں اس کی ادائیگی جلد از جلد کرائی جائے ۔ اس سلسلے میں حکومت اگر سخت اقدام کرے تو وہ بھی مناسب ہوگا ۔

جناب والا ۔ آئندہ سال کے لیے اگر ابھی سے منصوبہ بندی نہ کی گئی تو میں سمجھتا ہوں کہ کپاس کی فصل کی کاشت کم ہو جائے گی جس کا نقصان پوری قوم برداشت نہیں کرسکے گی ۔

مسٹر چیئرمین ۔ نوابزادہ محمد خان خاکوانی موجود نہیں ہیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔ وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ اس قرارداد کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دونوں طرف سے متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے ۔ چونکہ اس قرارداد پر کافی کچھ کہا جا چکا ہے اس لیے میں محض چند باتیں اس پر کہوں گا ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے کہ پنجاب کی اکثر آبادی کاشتکاری سے تعلق رکھتی ہے اور جو غیر کاشتکار ہیں وہ بھی indirectly کاشتکاری سے وابستہ ہیں ۔ جناب والا ۔ شہری آبادی کاشتکاروں کے سر پر زندگی گزار رہی ہے ۔ میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ جس قدر پنجاب کے عوام کپاس کی گری ہوئی قیمتوں سے متاثر ہوئے ہیں شاید پچھلے دس سالوں میں کبھی بھی کسی اور المیہ سے اس قدر متاثر نہیں ہوئے ہوں گے ۔ جناب والا ۔ یہ ایک حقیقت ہے اور میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک اتفاقیہ بات تھی ۔ یہاں جس طرح قائد حزب اختلاف نے کہا ہے کہ سندھ کی اگر

بات کی جاتی ہے تو قطعاً کوئی صوبائی تعصب کی بات نہیں ہے ۔ وہ ایک حقیقت پر مبنی بات ہے اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم مرکزی حکومت کو یہ realise کرائیں کہ جب سندھ میں یہ قیمتیں تھیں تو پنجاب کو کس گناہ میں کم قیمتیں دی جا رہی ہیں ۔ اگر وہ ذرا توجہ نہیں کر رہے تو یہی بات ہے کہ ہم نے اس قرارداد کو اس ہاؤس میں put کیا ہے اور اسے اتفاق رائے سے put کیا ہے ۔

جناب والا ۔ میں یہاں یہ کہوں گا کہ پنجاب کے کاشتکاروں نے اپنی کپاس جمع کر رکھی تھی ۔ اس کی قیمتیں دن بدن گرتی گئیں ۔ حتیٰ کہ اس حد تک گر گئیں کہ ½ قیمت گر گئی ۔ یعنی پنجاب کی حد تک پہلے 115 روپے سے 120 روپے تک قیمت تھی ۔ لیکن اس کے بعد 80 روپے تک قیمت آ چکی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ½ قیمت reduce ہو گئی اور اس کے مقابلے میں کپاس کی کاشت کا جو خرچ آتا ہے وہ پہلے سے بھی زیادہ ہو چکا ہے ۔ کھاد کی قیمت ڈیزل کی قیمت اور لیبر کی daily wages دن بدن زیادہ ہوتی گئیں اور دوسری طرف زمینداروں کو زیادہ دینا پڑا ۔ لیکن جب اس کے لینے کا وقت آیا تو اس کو بہت کم مقدار میں رقم ملنے لگی ۔ اب اس حالت کے پیش نظر وہ مایوس نہ ہوتے تو اور کیا ہوتے ۔ اس سلسلے میں متعدد دفعہ ہماری ایگریکلچر یونین نے بھی واویلا کیا ۔ پنجاب اسمبلی نے بھی اس سے پہلے یہ باز گشت سنائی جو سنی گئی لیکن اس کا جناب والا ۔ کوئی معقول اثر نہ ہوا ۔ اس معاملہ میں ایک سب سے بڑی جو زمینداروں کے لیے پریشان کن بات ہے وہ یہ ہے کہ وہ جو سٹاک پڑے ہوئے ہیں اور اب گرمی بھی آ رہی ہے تو وہ نرما یا کپاس کے heat up ہونے کا خطرہ ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ وہ heat up ہو چکا ہوگا ۔ جو پانچ چھ سو من کا دھڑا ہوتا ہے اس کے heat up ہونے کے ڈر سے زمینداروں نے اب جس بھاؤ بھی ان سے مڈل مین یا آڑھتی یا اور کوئی خریدار لینا چاہتے ہوں وہ ان کو سستے اور اونے پونے کر کے کپاس فروخت کر رہے ہیں ۔ اس طرح سے زمیندار اور کاشتکار تمام متاثر ہوئے ہیں ۔

جناب والا ۔ آخر میں میں یہ ہاؤس میں تجویز پیش کروں گا کہ اس

سلسلے میں ایک وفد ضرور بھیجا جائے جس میں اپوزیشن ، گورنمنٹ پارٹی اور ایگریکلچر یونین کا بھی ایک نمائندہ وہاں پر ہونا چاہیے تاکہ وہ اسلام آباد جا کر اپنا point of view stress کریں ۔ میں یہ ماننے کے لیے تیار ہوں کہ مرکزی حکومت کو پورا خیال ہے لیکن میں یا تو یہی سمجھتا ہوں کہ ان کو کام کی اس قدر کثرت ہے یا کوئی اور بات ہے کہ وہ اس نہایت ہی واضح اور پنجاب کے لیے جو اس وقت burning question ہے اس پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جا رہی ہے ۔ میرے خیال میں یہ قرارداد متفقہ ہے اور کسی بھی ہمارے فاضل ممبر کو اس پر اختلاف نہیں ہوگا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ کنور محمد یسین خان ۔

کنور محمد یاسین خان ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے فاضل اراکین نے کپاس کے نرخوں کے متعلق کافی حد تک باتیں کی ہیں ۔ کپاس کے نرخ کا جہاں تک تعلق ہے یہ صرف روئی تک ہی نہیں بلکہ بنولے کا بھی اس میں پورا پورا کردار ہے ۔ جس وقت کپاس جننگ کی جاتی ہے اس میں سے دو حصے بنولہ نکلتا ہے اور ایک حصہ روئی نکلتی ہے ۔ روئی کے متعلق کافی حد تک باتیں ہو چکی ہیں ۔ اس لیے بنولے کے متعلق میں کچھ عرض کروں گا ۔ بنولے کا نرخ اگر کم ہو تو اس سے کپاس کے نرخ بھی کم ہوں گے ۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ جو بنولے کا تیل ہے جو کہ بناسپتی گھی بنانے کے کام آتا ہے اس کا بھی کوئی کنٹرول نہیں ہوتا تھا اور وہ تیل کھلی مارکیٹ میں فروخت ہوتا تھا ۔ جس سے اتراؤ چڑھاؤ ہوتا رہتا تھا ۔ اس سے کپاس کے ریٹ میں اضافہ ہوتا رہتا تھا ۔ لیکن اس مرتبہ یہ ہوا کہ مرکزی حکومت نے تیل کا نرخ fix کر دیا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

آئل ملوں کو اجازت نہیں ہے کہ وہ open مارکیٹ میں اپنے بنولے کے تیل کو بیچیں ۔ کیونکہ 132 روپے آٹھ آنے گورنمنٹ ان سے تیل خریدتی ہے اور بناسپتی گھی چھ روپے سیر ہے ۔ اگر تجزیہ کیا جائے تو میں ہاؤس سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ 150 روپے فی من تیل لے تب بھی

بناسپتی گھی چھ روپے سیر بیچ سکتی ہے۔ لیکن اس طرف بناسپتی گھی میں زیادہ سے زیادہ منافع کماتی ہے لیکن بنولے کے تیل کا صحیح معاوضہ اس کو نہیں دیا جاتا۔ اس وقت بنولے کا تیل 128 اور 129 روپے فی من ہے جب وقت بیجائی کا وقت آئے گا تو یہی تیل ہمیں 140 روپے ملنے کا امکان ہے نظر ثانی کرنی چاہیے اور تیل کے ریٹس کو revise کرنا چاہیے۔ اضافہ کرنا چاہیے تاکہ کپاس کے ریٹس میں اضافہ ہو سکے۔

جیسا کہ اس کے بارے میں خان زادہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ بڑی محنت کے ساتھ ٹکوز ایوان کے سامنے رکھے ہیں۔ حقیقت میں godown میں سات لاکھ گانٹھیں پڑی ہوئی ہیں اور آج تک ایکسپورٹ نہیں ہو سکیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ نے ایکسپورٹ کارپوریشن بنائی ہوئی ہے۔ اس نے آج تک یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ کسی طریقے سے کوشش کریں اور انٹرنیشنل مارکیٹ میں مارکیٹ تلاش کریں اور وہ تمام کاٹن بیچ دیں۔ پرائیویٹ آدمی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ ایکسپورٹ کریں۔ کاٹن بارن اور کاٹن کا تمام امی میں آتا ہے اور اسی طرح ایک ارب روپے کا کاٹن بارن گوداموں میں پڑا ہے اور کوئی ساٹھ لاکھ روئی کی گانٹھیں پڑی ہوئی ہیں۔ جانے والا سوا ایکسپورٹ نہیں ہوئیں۔ جب وہ ایکسپورٹ نہیں ہوئیں تو پیسہ کہاں سے آئے۔ جو چیز باہر نہیں جائے گی تو پیسہ کیسے آئے گا۔ لہٰذا میری تجویز ہے کہ فوری طور پر جتنی جلدی ہو سکے روئی کی گانٹھیں جو گوداموں میں موجود ہیں ایکسپورٹ کی جائیں تاکہ ہمیں پیسہ ملے اور صحیح طریقے سے ملک میں اضافہ ہو۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ پہلے bank money involve ہوتا تھا اور پرائیویٹ لوگ سود کے لیے اپنے منافع کے لیے زیادہ سے زیادہ پیسہ لگاتے تھے۔ لیکن اب صورت حال یہ ہے کہ جیسا کہ تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے بنکس کی limits کو ختم کر دیا گیا ہے اور کاٹن کا بزنس ایسا بزنس ہے کہ جس میں کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کوئی آدمی بھی اپنے گھر کے سرمایہ سے کاروبار نہیں کر سکتا پہلے جو bank money involve تھی جو نکال لی گئی ہے اس کے لیے جو bank facilities تھیں وہ ملنی چاہئیں اور کاٹن جہاں کہیں بھی ہو اسے pledge ہونا چاہیے۔ اس طریقے سے grower کو پیسہ مل سکتا ہے۔

ایک اور بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان تمام باتوں میں سب سے بڑی زیادتی جو ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں نے کپاس اونے پونے دے دی ہے۔ اس وقت ٹیکسٹائل مل کا مالک ہر آدمی کو یہ کہتا ہے کہ ہمارے پاس پیسہ نہیں ہے۔ ginner کے پاس جب بیوپاری جاتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میں نے ٹیکسٹائل مل والوں سے پیسہ لینا ہے اور ٹیکسٹائل مل کے مالک کے پاس جب جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ میرے گوڈاؤن میں کاٹن یارن ہے آپ لے جائیں۔ ہر آدمی کاٹن یارن نہیں لے سکتا۔ اس سے زیادہ کپاس اگانے والوں پر اور کیا ظلم ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہر جنس بکتی ہے۔ پاکستان میں ہر جنس بکتی ہے۔ لیکن نہیں ہے تو کپاس کا خریدار نہیں ہے۔ وہ گوڈاؤن میں پڑی سڑ رہی ہے اور اس کا پھویا بھی ضائع ہو چکا ہے۔ جیسا کہ میاں منظور احمد سوہل صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ تمام کپاس گوڈاؤن میں heat up ہو رہی ہے۔ جن لوگوں نے کپاس پیدا کی ہے۔ کیا وہ آئندہ کریں گے؟ ایک طرف یہ کہا جاتا ہے کہ یہ cotton growing area ہے۔ یہاں شوگر ملیں نہیں لگ سکتیں۔ ہم اتفاق کرتے ہیں کہ ہمیں زر مبادلہ چاہیے لیکن کیا اسی لیے cotton growing area پر ظلم ہے کہ اس نے کپاس پیدا کی؟ ہزاروں لاکھوں من کپاس بیکار پڑی ہے۔ اس طرح غریب کاشتکار اس سے متاثر ہو رہا ہے اور اس سے اس طرح پورا ملک متاثر ہو رہا ہے۔ اس سے پورے ملک کا بزنس متاثر ہو رہا ہے۔

ایک بات میں یہاں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ایک بات کہی گئی ہے سندھ اور پنجاب کے متعلق۔ اس ضمن میں یہ قطعی طور پر غلط ہے کہ سندھ کے لوگوں کو زیادہ ریٹس ملے ہیں اور پنجاب کو کم ریٹ ملے ہیں۔ بات اصل میں یہ ہے کہ سندھ کے ڈسٹرکٹ میر پور خاص اور سانگھڑ کے علاقوں میں دو مہینے پہلے فصل پیدا ہو گئی تھی۔ لہذا انہیں 120 روپے ریٹس ملے ہیں۔ ہمارے ہاں شروع میں 116/115 روپے کا ریٹ ملا ہے لیکن اس کے بعد پوری انٹرنیشنل مارکیٹ میں آئل ریٹس کی وجہ سے بحران آیا ہوا ہے۔ اور اس کی وجہ سے غیر ممالک میں جو ٹیکسٹائل ملیں تھیں وہ بند ہو گئیں۔ اور بہت سی وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر یہ ہوا اس سے پنجاب بھی متاثر ہوا۔

آخر میں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف بحث برائے بحث نہیں ہونی چاہیے ۔ اس سے پہلے دو تین مرتبہ بعض باتیں ہو چکی ہیں ۔ ایک کمیٹی بھی بنائی تھی لیکن نتیجہ کچھ نہیں نکلا ۔ اس لیے میں پر زور اپیل کرتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی قیادت میں ایک ڈیلیگیشن لے جانا چاہیے ۔ اس میں جو اصحاب چاہے وہ حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہوں یا حزب اقتدار سے کاٹن کے بزنس کو سمجھتے ہوں اور اس میں دلچسپی رکھتے ہوں ان پر مشتمل دس آدمیوں کا ڈیلیگیشن اسلام آباد میں اس سلسلے میں کام کرے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ شروع میں یہ کہا گیا تھا کہ یہ ریزولیوشن جو یہاں پیش کیا جا رہا ہے وہ پہلے ہی متفقہ طور پر پیش کیا گیا ہے ۔ لیکن اب یہاں پر تقریر بازی شروع ہو گئی ہے اور پندرہ بیس تقریریں ہو چکی ہیں ۔ جبکہ کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی ۔ ان تقاریر کو ختم کیا جائے تاکہ دوسرے ریزولیوشن کی باری آ سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر بازی نہیں کہہ سکتیں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ جب یہ ریزولیوشن متفقہ طور پر پیش ہو چکا ہے ۔ آپ اس کو put کریں ۔ باقی بھی ریزولیوشن ہیں ۔

Sir, I move that question may now be put.

مسٹر سپیکر ۔ وہ پانچ منٹ میں ہو جائیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے مشورہ شروع میں کیا تھا ۔ اب اس مسئلہ پر سیر حاصل تبصرہ ہو چکا ہے ۔ اس طرف سے بھی اور اس طرف سے بھی اس مسئلے کے ہر پہلو کو اجاگر کیا جا چکا ہے اور وہ ایوان کے سامنے آ گئے ہیں ۔ آپ کو اس کا علم ہے کہ متفقہ قرارداد پر ہمیشہ محرک تقریر کرتا ہے اور دوسرا اس کا جواب دیتا ہے ۔ اس لیے متفقہ قرارداد پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں ہے ۔ کیونکہ یہ مسئلہ سنجیدہ توجہ کا مستحق ۔ اس لیے صوبائی حکومت کو اس پر سنجیدہ طور پر توجہ دینی چاہیے ۔

آخری بات جیسا کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے سب سے پہلے

تجویز پیش کی ہے۔ ایک وفد سنٹرل گورنمنٹ کے پاس جائے اور وہاں پر پنجاب کی مشکلات کا احساس کرائے۔ ان اصحاب کو بھی شریک کر لیا جائے جو کپاس کے کاروبار کو جانتے ہوں اور اس مسئلے کا کوئی حل تلاش کیا جائے۔ تقاریر بہت ہو چکی ہیں۔ ساڑھے بارہ بجے آپ نے فلم بھی رکھی ہوئی ہے۔ اس لیے میں کہوں گا کہ اس بحث کو بند کر دیں اور فاضل وزیر تعلیم جو وزیر اپنا بھی ہیں ارشاد فرمائیں اور ان کا جواب دیں۔

مسٹر سپیکر۔ ٹھیک ہے میں ہاؤس سے consent لے لوں گا۔

Mr. Speake. The question is :

That question be now put.

سید ناظم حسین شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ closure تو بعد میں بھی move ہو سکتا ہے۔ آپ نے میرا نام دو دفعہ پکارا ہے اس لیے میری تقریر کے بعد آپ یہ مسئلہ ایوان کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ ایسا نہیں ہوا۔

میسٹر محمد اشرف۔ جناب سپیکر۔ اس کے بعد میرا نام بھی پکارا جا سکتا ہے۔

Mr. Speaker. The question is :

That question be now put.

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر تعلیم۔ جناب والا یہ تو متفقہ قرارداد ہے۔

سید ناظم حسین شاہ۔ جناب۔ میں صرف ایک منٹ لوں گا۔ اس سے زیادہ وقت نہیں لوں گا۔

مسٹر سپیکر۔ میں تین تین منٹ وقت دوں گا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب سپیکر۔ میں اس پر کوئی اصرار نہیں کرتا۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو کسی کو بھی بولنے کی اجازت دے دیں۔

مسٹر سپیکر ۔ میں گیارہ بج کر بیس منٹ پر اسے ختم کر دوں گا اور ووٹنگ کے لیے اسے ایوان میں پیش کر دوں گا ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ اس موضوع پر بہت سے معزز ممبران تفصیل کے ساتھ تقاریر کر چکے ہیں ۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہر ملک کے اپنے اپنے حالات ہوتے ہیں ۔ ہمارے ملک کے حالات یہ ہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور اس میں پنجاب کا خاصہ حصہ ہے اور اسی کاروبار پر اس کا انحصار ہے ۔ مگر سابقہ حکومتوں کے دوران یہ حالات پیدا ہوئے ۔ ہماری mother industry زراعت ہے مگر ہمیں باہر کے ممالک کا dependent بنایا گیا اور کہا گیا کہ ترقی ہو رہی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ کسی ملک کی ترقی تبھی ہوسکتی ہے کہ جب وہاں raw msterial وافر ہو ۔ 1971ء کے المیہ کے بعد ہمارے پاس یہی میجر cash crop ہے جس میں ہمیں نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس سے صرف کاشتکار ہی بری طرح متاثر نہیں ہوا بلکہ گھی کا کاروبار بھی متاثر ہوا ہے ۔ جیسے میرے فاضل دوست کنور محمد یامین نے فرمایا ہے کہ جب بنولے کا کاروبار نہیں ہوگا تو گھی کی ملیں کیسے چلیں گی اور یہ بنولے کا تیل جو خراب حالت میں آتا ہے وہ بھی نہیں ملے گا تو پھر 707 ملین کیسے بنے گا ۔ تو جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جس مسئلہ پر ہم ایوان میں بحث کر رہے ہیں ہونا یہ چاہیے تھا کہ نومبر کے اجلاس میں اسے top priority دی جاتی ۔ ایک اچھی حکومت کا حق ہے پہلا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ سو فیصدی لوگوں کا خیال نہیں رکھ سکتی تو اکثریت کا ہی خیال رکھے اور اگر وہ سو فیصدی لوگوں کا خیال رکھے ۔ یہاں پر پچھتر فیصدی زراعت پیشہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں اور کسی نہ کسی طریقہ سے زراعت سے منسلک ہیں ۔ اس مسئلہ پر شروع سے ہی توجہ نہ دینا اور یہ کہنا کہ ترقی ہو رہی ہے تو یہ کیسی ترقی ہو رہی ہے ۔

Mr. Speaker. At 11.20 A.M this will be put to vote.

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب میں کپاس کی بات کر رہا ہوں کیونکہ یہ قرارداد کپاس کے متعلق ہی ہے ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب ۔ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ حکومت اچھی نہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ نہیں جناب ۔ یہ بات نہیں ۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ صرف کاشت کار کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور اس سے ہمارا زرمبادلہ بھی بری طرح متاثر ہوتا ہے ۔ اس لیے میری ایوان سے اپیل ہے کہ جیسے جناب کنور محمد یاسین اور جناب خان زادہ نے تجویز کیا ہے ایک وفد جناب وزیر اعلیٰ کی سرکردگی میں جانا چاہیے اور کوئی فیصلہ کرنا چاہیے اور فیصلہ کے مطابق کچھ عمل بھی ہونا چاہیے ۔ یہ نہیں کہ یہاں ایک قراردار آگئی ہے اور بس ۔ اس وقت تک اس قراردار کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا جس وقت تک اس کے اوپر عمل نہ ہو ۔ تو وہاں ایک وفد جائے اور فیصلہ کرکے آئے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ اس قراردار پر کافی تبصرہ ہوچکا ہے ۔ میں صرف دو تین باتیں ہی کروں گا ۔ جناب والا ۔ میرے دوست سید ناظم حسین شاہ اپنی تقریر میں جو کچھ فرمایا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں ۔ لیکن مجھے ایک بات کی ابھی تک سمجھ نہیں آئی کہ آج اس قراردار کو ایوان میں لانے کی کیا وجہ ہے ۔ آج سے تین چار ماہ پہلے ہم لوگ دیہاتوں میں پارٹی میٹنگ میں ۔ اسمبلی میں چیختے پکارتے رہے لیکن کسی نے بھی ہماری بات نہ سنی ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ آج پھر سرمایہ داروں نے وہی چال چلی ہے جو وہ اکثر چلتے رہتے ہیں اور مجھے شک ہے کہ اس قراردار میں بھی ان کا ہاتھ ہے ۔ کیونکہ آج ہم جس قراردار پر بحث کر رہے ہیں کہ کپاس کی قیمتیں بڑھائی جائیں میرے خیال میں غریب کسان اور غریب کاشت کار کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ یہ کپاس اب گھروں سے نکل چکی ہے اور اب یہ کپاس صرف سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے پاس موجود ہے ۔ اب اس کے نرخ بڑھانے سے صرف انہیں فائدہ ہوگا اور اب اس قراردار سے غریب عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ چونکہ یہ قراردار متفقہ طور پر ایوان میں پیش ہوئی ہے اس لیے میں اس کی مخالفت نہیں کرسکتا لیکن میں ایک بات ضرور کہوں گا کہ فوری طور پر پانچ ۔ دس ۔ پندرہ دنوں کے اندر اس پر کوئی عمل نہ ہوا تو میں سمجھوں گا کہ اب سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کی چال ہم

ممبران اور دوسرے لوگوں پر کامیاب ہوچکی ہے - میں یہ کہنے کی اجازت چاہوں گا کہ آپ اس قرارداد میں یہ بھی شامل کر دیں کہ اگر اس اقراردار پر 15 دنوں کے اندر اندر عمل نہ ہوا تو پھر ہمیں اس قراردار کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی - جناب - ہمیں اب صرف اس چیز کی ضرورت ہے کہ جو کپاس ہم نے صنعت کاروں کی مرضی کے نرخوں پر گھروں سے نکالی ہے ان کے نرخ - ان کا پیسہ ہمیں ملنا چاہیے - ہم نے صرف اس لیے یہ کپاس انہیں دے دی ہے کہ یہ کپاس heat up ہونے سے بچ جائے - اگر یہ اب نہ ملے تو اس کے بعد ہمیں اس کا ایک پیسہ بھی نہیں ملے - اگر یہ مسئلہ حل نہ کیا گیا اور اس ایک ماہ - دو ماہ یا ایک سال کی تاخیر کی گئی - جیسے پہلے ہوتا رہا ہے تو کئی لوگ اس سازش کا اور مصیبت کا شکار جائیں گے - ایک آدھ اطلاع تو

میرے خیال میں پہنچ چکی ہے کہ اس سے کئی لوگوں کے دل فیل ہوچکے ہیں - پہلے آڑھتیوں وغیرہ کے دل فیل ہوا کرتے تھے مگر آپ کو جلد اطلاعیں ملنی شروع ہو جائیں گی کہ فلاں زمیندار یا آدمی مر گیا ہے -

جناب والا - اس کے بعد ایک بات جو میرے دوستوں نے کہی ہے ، یہ ہے کہ اس سے زمیندار طبقے کی دل شکنی ہوئی ہے - خاص طور پر ضلع ساہیوال جو کاٹن ایریا قرار دیا جا چکا ہے ، اس کا تو دارومدار ہی کپاس پر ہے ، ان کے ساتھ یہی سلوک ہوتا رہا ہے اور ان کے پاس آئندہ فصل کے لیے کوئی پیسہ نہ ہوا تو اندازہ لگائے کہ ان بیچاروں کا تو اس کے بغیر چارہ نہیں ہے - یہاں نہ گنا زیادہ تعداد میں ہو سکتا ہے اور نہ کوئی اور فصل - ہمارا دارومدار کپاس پر ہے - مجھے امید ہے کہ آپ اس پر زیادہ توجہ دے کر فوری طور پر قراردار کو منظور کرانے کی کوشش کریں گے -

مسٹر سپیکر - سردار عطا محمد خان لغاری -

Nawabzada Sardar Ata Muhammad Khan Leghari : Sir, I seek your indulgence to give me more time as I am also the President of the Punjab Agriculture Association.

Mr. Speaker. Here, everybody speaks as Member or as a Minister.

Nawabzada Sardar Ata Muhammad Khan Leghari. Sir, a very grave situation has been created for the cotton growers who are faced with ruin. Last year the minimum price the growers got was Rs. 80/- per maund. Despite that our Association sent a Resolution to the Central Government through the Punjab Government. This Resolution recommended that 35% export duty was excessive in the circumstances and the producers were not receiving a fair deal. So far as Desi cotton was concerned the export duty has been abolished in that respect but unfortunately our Government not knowing that the country was to experience terrible floods, raised the duty from 35% to 45% despite our Government's strong recommendation on our application. Sir, not only that when the Punjab Finance Bill was introduced here and the cotton fee raised from 4 annas to Rs. 2/- per maund with a penality of Rs. 2/- if payment was not made within ten days, we were assured on the floor of this House by the Finance Minister as he then was and the present Leader of House, that he will ensure that this cotton fee is not passed on to the growers but unfortunately, Sir, we find that it has been very much passed on to them especially because the Finance Act was amended by an Ordinance of September, 1973 which changed the schedule and forced the ginners to pay the cotton fee not on 31st August, as was the previous practice, but within ten days every month, with the result that the ginners have not got the money to pay to the cotton growers who are suffering on that account. My suggestion is that the date of payment, if it is required within this year, should be 15th June after which penality should be recovered.

Sir, my suggestion also is that a Committee may also be set-up to go into the question and to see whether there was any justification at all for the enhanced fee of cotton. While in Sind it was raised from 4 to 8 annas, I apprised the Government, o this fact and I was told to see the Agriculture Minister and the Chief Minister. We saw him. He said that the question is referred to a seminar. I attended that seminer. Malik Butha was there. Our Association had sent a telegram

to the Prime Minister, to the Finance Minister, and to Malik Bucha, who is also the Adviser on Agricultural Affairs, in which it was prayed that ; 'please reduce the cotton export duty to 20% and a minimum price of 100 rupees should be ensured to the cotton grower. When the cotton season started they got Rs. 115/- per maund while now it is Rs. 78, and in fact today's paper says that at Okara it is Rs. 50 to 90, and at Multan from Rs. 72 to Rs. 78. The headline in the Pakistan Times says that the bull was headed with thred successive reactions and prices of cotton are falling down. This is the state of affairs. Our Government, Sir, should be very responsive that if the prices are going, below the floor price, which they have assured to the growers, they will reduce the export taxes so that the cotton growers get sufficient particularly as they spend heavily on the inputs so that the cotton production is ensured. But unfortunately no steps have been taken. I fully endorse the recommendation that a Committee of this House under the leadership of our Chief Minister meet the Prime Minister, but I would suggest that they should meet him here as I learn from today's papers that he is coming on 14th or 15th and we should apprise him of the situation. Something must be done within the next ten to fifteen days.

I was told to see Malik Bucha. I saw him. I had also the good fortune to travel with Dr. Mubashar Hassan. We were sharing seats next to each other. He assured me that the prices will not be less than the cost of production of cotton and that we should wait for a few days. But the siliding down of prices has gone on and there is nobody over here. Dr. Mubashar Hassan has gone to New York and the Prime Minister is the only person whom we can see and appeal that some thing must be done within the next 10 or 15 days as many of the growers have still got unfixed cotton.

Sir, I have also another suggestion to make and that is that because the cotton ginners are not paying the growers, coercive process should be suspended so that the growers get their dues. Sir, in this connection I would also suggest that the Committee may examine and advise the Chief Minister and the Prim Minister as to the working of this Amending

Ordinace of last September which said that within ten days the fee must be paid everymonth, otherwise instead of Rs. 2/- Rs. 4/- will be recovered. This is one reason that this may kindly be suspended and they may be allowed to pay by 15th June in order that the money which is due to them from the textile mills is made available, the growers are paid and the fee is deposited in the Government treasuries. The ginners should be helped to recover their dues from the textile mill owners. They may be hoarding. I don't know what is the reason. The textile mills are not paying for the cotton which they lifted from the cotton ginners.

With these humble suggestions I would request that a Committee may be formed, led by the Chief Minister, to apprise the Prime Minister of the serious situation which the cotton growers face. They are virtually faced with ruin and unless speedy steps are taken, it would be more attractice to grow sugar cane or to grow rice rather than cotton, which is the main foreign exchange earner and we must do everything to encourage the cotton growers. That would replace the foreign exchange earner, jute, which previously East Bengal supplied. I hope steps will be taken to implement the resolution immediately. Thank you Sir.

Mr. Speaker. I thought you will take more time.

راؤ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ میں تقریر نہیں کروں گا ۔ صرف ایک پوائنٹ رہ گیا ہے جو میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کاٹن پر 45 فی صد سیس ہے اور 30 فی سرچارج ہے ۔ اگر مرکزی حکومت اس سال سرچارج واپس لے لے تو کپاس کا ریٹ 100 روپے تک پہنچ سکتا ہے ۔ ورنہ اور کوئی ریمیڈی نہیں کہ کپاس کا ریٹ بڑھایا جاسکے ۔ جہاں تک تیل کا تعلق ہے، اس کا ریٹ چونکہ فکس کر دیا گیا ہے، اس لیے مارکیٹ میں اس کا بھاؤ زیادہ نہیں ہوا ۔ اگر ایوان سرچارج واپس کرانے کی سفارش کرے تو کپاس کا بھاؤ چڑھ سکتا ہے ۔

Mr. Speaker. That does not form part of the Resolution.

میاں خان محمد ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ۔ کیا اس ایوان نے

کوئی اپنا نمائندہ پاکستان ٹیکسٹائل بورڈ کے لیے یہاں سے نامزد کرکے بھیجا ہوا ہے ۔ اور اگر بھیجا ہوا ہے تو کیا وہ ہمیں بتا سکیں گے کہ یہ صورت حال کیوں پیدا ہوئی یا اپنی کارکردگی کی رپورٹ یہاں پیش کرسکیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں نے سنا نہیں کہ انہوں نے کیا کہا ہے ۔

Mr. Speaker. The information sought is that whether we have a represntative of this august Assembly on the Textile Board. If so, the member should be in position to tell us how this all has happened.

Minister for Education. Mr. Speaker, Sir, I must state at the out-set that I fully endorse this resolution and I am all out for the grower to get reasonable price so that he can get enough incentive to continue to grow it in the coming years, because it is one of our main cash crops and we earn a lot of foreign exchange by exporting this crop in one form or the other. But I only wish to clarify a few misconceptions which might arise because of some statements made by some of the learned members of this House.

Now, there has been some insinuation that due to machinations of some-body or that due to wilful act of some-body, the Punjab grower has been deprived of its right. Now, this is certainly not the case, because the price of cotton has gone down not only in Punjab but also all over the world. I am very glad that my learned member, Mr. Taj Muhammad Khanzada, mentioned in his speech that in New York in December the cotton started at 95 cent per kilo and now it is 60 cents. Sir, he himself quoted these figures. This means that in New York there is also a recession in the cotton market, and there are many other reasons for it. The main reason for higher price is that it grows according to the soil conditions and the climatic conditions of a country and it doesn't grow according to the artificial boundaries of a country. My learned friend, Kanwer Yaseen, very rightly said that some districts of the Punjab, who are contiguous with Sind where crops mature earlier, also got very good price. So it is not question of a province. It is the question of

having an area where climate or the soil conditions are favourable. For example, in Egypt Sir, the lower Egypt which is upper in the map and the upper which is lower in the map, they have naturally different climatic conditions and different soil conditions. One part of Egypt produces best cotton and has been producing from the days of Pharaoh where-as the other part doesn't produce good cotton and it comes very late also. So, this misconception I wanted to remove. I give you an-other example in that respect. For instance I take onion. Last year when the onion of Hyderabad, which somehow matured earlier, came into our markets in Punjab, they were bought at Rs 140,130,90,80,85 per maund, and later when the Punjab onion came in the maket in abundance the price had gone down. Similary, Sir, in July or August when the Sind cotton came into the market, in the mills it was the fag end of their stocks. They had exhausted all the stocks of the last year so they wanted to buy as quickly as possible. Another reason was that there were floods in August so this was the rumour and it was speculated that there will not be enough cotton this year especially in the rear of cotton growing areas of Behawalpur. And the third is a psychological factor. Some times the business men have confidence and they want to invest and some times they don't invest, This is one of the causes. When we trace the causes of business cycles, why there is economic progress and then depression and why it occurs after a few years regularly. Lord Keins went very deep into mechanism and that is the third psychological factor. Although some times inexplicable, but it does exist, Sir and I have discovered from the people who are in this business that in August and earlier September their morale was very high and then they say there was ghee nationalisation and all that, and then the psychological factor of not investing. So this is the reason why there was high prices in the beginning not necessarily for Sind but for any body who has to sell the cotton at that time. Similarly Sir in Punjab we have very cold weather during November and December and my learned friends who are actual growers they know that the crop

matures later where it has been very cold, and it is another factor.

So I just wanted to remove misconceptions. It is just the operation of the business cycles, business principles, principles of trade that any thing which comes at the fag end of the stocks will be bought quickly and perhaps at a higher price and at that time speculation was also going on because of the floods that there will not be enough cotton this year. So that is the reason why growers in most parts got more and in some other parts they didn't. I know that when the prices were falling in the Punjab, some persons withheld their stocks intentionally and one having seen them withhold the stocks also in the hope that the price is going to rise, many people now are blaming themselves or their elder brothers or some body who was in the Government and gave them wrong information. So, I want to remove one misconception and I don't want to take unnecessarily long time.

Nom, the second misconception is which is suggested by Mr. Taj Muhammad Khanzada, and I am very glad that he quoted very good statistics that we should follow the international market. Sir this trade between or the business between a city or between a market or two markets or two countries is a battle of wits and all the buyers want to strike a bargain at the lower price. Then, on the side of consumption he always wants to choose a place and time when he can get the maximum price. The Central Government has taken all these into consideration and now, Sir, the cotton that is grown in Pakistan we will export it. Although it belongs to the people and the money goes into the pockets of the individuals, but it brings a lot of foreign exchange to the whole of the country. So, it is the question of value we should have for our cotton and at what international prices we want to sell it. The Japanese last year earned lot of dollars and the dollar was devaluing at a faster rate. So they converted all their dollars into cotton yarn, and they had such a huge stock that they have been flooding the markets of Hong Kong and Singapur where we used to be the main exporters. Now, Pakistan naturally

cannot match Japan in this field. Similarly in America the yield of cotton increased this year. So there is abundance in the international market from American source. I would inform the members of this House that in the United States this discussion is also being held in the State legislature and in the National legislature, and not only in the United States just today the UN General Assembly has assembled for its special session for the first time in the history of UN to discuss an economic situation created by the scarcity of raw materials which also includes the minerals, the mineral oil and fibre and cotton. So this just shows that this economic receession, which always comes after a cycle, has been triggered by the oil crises and this recession is also happening in our own market. For instance, the prices of cloth have fallen. The prices of some cloth have fallen upto 25 per cent because there is not all that demand for buying cotton cloth. People have to spend more on petrol and so many other things and they have changed their priorities. So this is another reason why Punjab has to share the recession which is prevalent in the international market.

Now, Sir, my learned friends have suggested a few measures by means of which we can eradicate the situation. I have considered these suggestions and I am grateful to the learned members who have given vent to their feelings very liberally. I have noted all these suggestions and the same will be conveyed to the proper authorities but I must point out, while I am at the end of my speech, that a few things have already been done. For example, removal of credit squeeze. Mr. Tabish Alwari was very well informed when he remarked that the squeeze has been removed. It has been removed for the purpose, as Kanwar Yasin pointed out last time, that the people who get cotton from the grower they don't pay him. Why don't they pay him ? Because they don't get more credits from the banks. So, this situation has already been eradicated and it is known to Syed Tabish Alwari and all the businessmen. I hope that this one act of the Government that the margins on cotton yarn be reduced and credit facilities now be liberalised would satisfy my friends

that we are doing our level best to remove all the difficulties. Clear orders have been sent to the Managers of banks and the responsible people in this regard. The textile people and the businessmen know because I talked to them last night. I want to re-assure the members of this House that whatever they say, whatever they have expressed, I am all with them but the Government has already taken these steps. I hope this will ameliorate the situation.

Now, Sir, another thing that I wanted to clearify was that in the Punjab various districts grow different kinds of cotton. If we were to go to the limit of what my learned friend, Mr. Taj Muhammad Khanzada, said about other Provinces, we could blame each district also. For example, why Okara and Bahawalpur have AC 134 which fetches more price ? Because their soil is good and their climatic conditions are suited to this kind. Therefore, this distinction really should not be brought in because it has no political over-tones at all. We are trying to establish, in fact on papers it has been established, a Cotton Exchange in Multan. This is just to show the learned members that how much the Punjab Government was interested in getting the cotton grower of the Punjab the right prices. This Cotton Exchange in Multan had all our support and the support of the Textile Association and the cotton business people. I hope the learned members know that the establishment of Cotton Exchange in Multan will make a lot of good things in the Punjab. There will be store-houses in Multan and we will have our own prices. Now, the prices come from Karachi and some times the same may not suit us. I don't want to go into details but the establishment of Cotton Exchange in Multan was one measure which should assure the members that the Government was already seized of the problem that the cotton growers in the Punjab should get adequate prices.

In the end, I thank all the members for expressing their views and I assure them, the Leader of the Opposition and other gentlemen, that I will convey their sentiments to the proper authorities. I will discuss the formation of the delega-

tion and other things with the Chief Minister and he will take the members into confidence.

I thank you, once again.

مسٹر سپیکر ۔ اب ترمیم شدہ قرارداد ایوان کے سامنے پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ کپاس کے نرخوں کو بہتر بنانے کے لیے فوری اور موثر اقدامات کیے جائیں ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. It is carried, as amended, unanimously.

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1972ء (مسودہ قانون نمبر 41 بابت 1972ء) کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 30 ستمبر 1974ء تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرارداد

(مفاد عامہ کے معاملات سے متعلق)

دیہی علاقوں میں خواتین کو سائنسی اصولوں کی بنیاد پر مرغبانی اور ڈیری فارمنگ کی ٹریننگ

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ جناب والا ۔ میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں :

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت دیہی علاقوں میں خواتین کو مرغبانی اور ڈیری فارمنگ میں ٹریننگ دینے کے لیے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر مثبت پروگرام شروع کرے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر چیئرمین ۔ قرارداد پیش کی گئی ۔

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت دیہی علاقوں میں خواتین کو مرغبانی اور ڈیری فارمنگ میں ٹریننگ دینے کے لیے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر مثبت پروگرام شروع کرے ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar. Sir, I have not presented this resolution for my constituency alone which, of course, consists of Gujranwala, Sheikhupur and Lyallpur. I have rather presented this resolution for the betterment of the entire Punjab.

آوازیں ۔ تقریر اردو میں ہونی چاہیے ۔

Begum Rehana Sarwar. I seek the permission of the Chairman.

Mr. Chairman. This is upto the member.

Begum Rehana Sarwar. During the lost two years, I have delivered in this House nearly 40 to 50 speeches and it is on record that 70% of the speeches were delivered in Urdu

and 30% in English. Therefore, I would like to deliver this specch in English.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ہاؤس کی رائے ہے کہ محترمہ اردو میں تقریر فرمائیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ ہاؤس کی رائے کوئی رائے نہیں ہے ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر جلوہ افروز ہوئے)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ بیگم ریحانہ سرور نے آپ کی غیر حاضری میں یہ فرمایا ہے کہ اس ہاؤس کی رائے کوئی رائے نہیں ہے ۔ اس سے پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ بیگم صاحبہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس کو context سے علیحدہ نہ کریں ۔ اس ایوان کے اپنے استحقاقات ہیں اور اس ایوان میں اراکین کے اپنے استحقاقات ہیں اور ان میں کوئی conflict نہیں ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ ہاؤس کی رائے کوئی رائے نہیں ہے ۔ اس لیے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ واپس لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب آپ اسے غلط نہ سمجھیں ۔ اس ایوان کے اپنے استحقاقات ہیں اور اراکین کے اپنے استحقاقات ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ یہ کسی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ ایوان کے استحقاق کو مجروح کرے ۔ آپ اس وقت یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب میں ایوان میں نہیں بھی ہوتا مجھے آواز آتی رہتی ہے ۔

جب سردار عطا محمد لغاری صاحب نے تقریر کی اس وقت آپ نے اعتراض نہیں کیا ۔ ڈاکٹر صاحب نے تقریر کی پھر بھی آپ نے اعتراض نہیں کیا ۔ لیکن جب محترمہ ریحانہ سرور تقریر کرنے لگیں تو اس وقت آپ نے اعتراض کر دیا کیا ان کی انگریزی خراب ہے ۔ (قہقہہ)

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ ہاؤس کی رائے کوئی رائے نہیں ۔ جناب والا ۔ یہ معذرت کریں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میری انگریزی بہتوں سے اچھی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا یہ مطلب نہیں تھا میں ان کے اس حصہ کی وضاحت کر دیتا ہوں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ان کو خود وضاحت کرنی چاہیے تھی ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ اگر یہ تقریر نہیں سننا چاہتے تو اپنے کان بند کر لیں ۔ پہلے بھی میں نے کئی دفعہ انگریزی میں تقریر کی ہے ۔

Syed Nazim Hussain Shah. I am speaking on a point of privilege Sir.

مسٹر سپیکر ۔ اب تو آپ بھی انگریزی میں بول رہے ہیں ۔

I only wanted to prompt you. Are you on a point of order ?

Syed Nizam Hussain Shah. I am on a point of privilege Sir.

Mr. Speaker. I have allowed her to speak in English. I close this contoversy.

یہ ان کی مرضی ہے جس طرح چاہیں تقریر کریں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین لیاقت حسین مڑل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ جب مرد ماشاء اللہ بولتے ہیں تو ہم برداشت کرتی ہیں ۔ ہماری خواتین جب بولنا شروع کرتی ہیں ۔ تو شرارت سے باز نہیں آتے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ محترمہ بات یہ ہے کہ نان آفیشل ڈسے میں غالباً اراکین سنجیدہ نہیں ہوتے ۔

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ ووٹ کے وقت تو عورت کی قیمت ہوتی ہے ۔ یہاں بالکل کوئی حیثیت نہیں ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ یک نہ شد دو شد ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ لفظ "شرارت" واپس لیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ہم خاتون رکن کا بڑا احترام کرتے ہیں ۔ بہر حال اس ایوان کا بھی کوئی وقار ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ میں اس پر دیکھتا ہوں میں نے تو انھیں ٹوک دیا تھا ۔ بڑی محترم خاتون ہیں لفظ شرارت کو رکاوٹ میں بدل دیا جائے ۔ اگر ایوان اور فاضل رکن اس پر متفق ہو جائیں ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ قاعدہ کے مطابق اس ہاؤس کی زبان اردو ہے ۔ واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ عام طور پر تقریریں اردو میں ہوں گی ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ جناب والا ۔ میں اردو میں ہی عام طور پر تقریریں کرتی ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ سوائے اس کے کہ کوئی روانی کے ساتھ تقریر نہ کر سکتا ہو ۔ اسے اجازت ہے وہ دوسری کسی زبان میں تقریر کر سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ خود محترمہ نے ابھی فرمایا ہے کہ میں نے 70 فیصد تقریریں اردو میں کی ہیں ۔ اور 30 فیصد انگریزی میں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ روانی سے بولنے کے باوجود اردو میں اظہار خیال نہ کر سکیں ۔ اگر انھوں نے تیاری ہی آج انگریزی میں کی ہے تو وہ بالکل الگ بات ہے ۔ (قہقہہ)

Begum Rehann Sarwar (Shaheed). I have a very a bad throat and everybody knows it. Therefore I will continue in English.

Sir, it has been obsereved that women folk in our country specially those belonging back wardareas those belonging to unproductive areas, those belonging to rural areas, and those belonging to villages spend most of their time in idleness, in unproductive activities, and in unemployment. Since those areas are unproductive due to the scarcity of walk or due to unproductive soil itself. Sir, today the female population is nearly 50% of the total population and it is incumbent upon the female population to join hands with the male population in order to rebuild Pakistan, in order to reconstruct Pankistan, in order to strengthen Pakistan, and in order to upgrade Pakistan socially, economically and politically for a brighter future for the generations to come, Sir, Since equal opportunities have been provided to women in Pakistan People Party's Manifesto, they have also been given equal opportunities according to Article 34 of the Constitution of the Islamic Republic of of Pakistan. It has been assured that women should be given full participation in all spheres of national life and I must admit that it has also been acted upon to some extent. But it is very unfortunate to obesrve that yet much attention is required to be paid to the backward areas, rural areas, to the undveloped areas and to the unproductive areas of the Punjab.

Sir, the female population has proved its worth to some extent and they have shown their talents in embroidery, sewing, knitting, handicrafts and so many other things which earned a good deal of foreign exchange but it merely does not mean that women cannot do beyond this; that women cannot go beyond this. I assure you Sir, that if proper opportunities are given and if favourable circumstances prevail women can work harder than men. Sir, I have seen with my own eyes in backwarad areas women carry mud and bricks on their their heads and doing this laborious job because there is no other job available in that particular area. Women carry mud and bricks when a road is being built and a consturction work is going on. Not that the women want to neglect their children in such particular area. Not that the women want to ignore their homes. Not that they do not endeavour for comforts in their mud houses and shabby

cottages. It is not that the women folk went to run away from laundry and cooking. But because it is very difficult to cope with the exiting rates of commodoties and to make both ends meet or without doing so the little chid in the lap would have to go without milk. Therefore, women belonging to bakward areas are forced to do these sort of jobs because there is no other job opportunity available. Therefore, to reduce unemployment and to accelerate production it is necessary that a progamme should be launched based on scientific and systematic research for the expansion of poultry and dariy farming in the Province.

Sir, poultry and dairy farming if at all is to be carried on in the Punjab it should be carried on a very large scale and I assure you Sir, only if a little bit of aid is given to the poor women, if they are given some sort of incentive to invest, if they are given full cooperation and guidance if the poor women are given proper assistance if the poor women are given full help and full cooperation if the poorwonem are given free medical supervision, poultry and dairy farming can no doubt flourish in this country by leaps and bounds. Sir, this will also solve the food problems, not only that but there will also be fall in prices, and if we can have surplus we can always export it and earn some foreign exchange for the country. It will gear up the country's economy and it will also increase the per capita income. Sir, it will upgrade the standard of living of the poor and also provide job opportunities especially to women who have a sort of inborn urge to look after poulry and dairv farming. Sir, we would like to follow the footsteps of our friendly country China, where no body sits idle and women work shoulder to shoulder with men through thick and thin day and nigh. They work with men in all spheres of national life and share the responsibilities of nation buildin. Therefore, we should take lesson from them. Mr. Speaker, Sir althoug the doors of employment have been opened in different departments for women but I must say that women belonging to backward areas, women belonging to villages and rural area and women belonging to under developed areas do not bother for these departmental jobs because they are not

educated. They want jobs in their onw home towns, they want jobs in their own villages. Therefore, it is necessary that proper job opportunities should be provided to women in their home towns, in their own villages so that there is also an increase in production.

Sir, in the end I would like to say that my resolution is is not only for individuals it is rather for the betterment of the Society ; it is for the uplift of the country and the nation itself. Therefore, nobody should have any objection to it and my resolution may be adopted at once. If favourable speeches come, of course. Iwill welome them.

Thank you

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ جو قرارداد زیر بحث ہے ۔ اس کے لیے پہلے میں ترمیم دے چکا ہوں اور مجھے اس ترمیم کے حق میں بولنا تھا ۔ لیکن چونکہ بیگم صاحبہ نے اپیل کی ہے ۔ اس لیے میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ چودھری بشیر احمد صاحب ساہیوال ۔ وہ حاضر نہیں ہیں ۔ چودھری جمیل حسین منج ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ انھوں نے یہ ترمیم واپس لے لی ہے ۔ یا پیش نہیں کی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ واپس لے لی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ وہ خود واپس نہیں لے سکتے ۔ ہاؤس سے اس کی اجازت لینی پڑتی ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ انھوں نے ترمیم پیش ہی نہیں کی ۔

سید تابش الوری ۔ تو آپ یہ کہیں کہ انھوں نے پیش ہی نہیں کی ۔

(قطع کلامیاں)

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ جناب والا ۔ پیش کردہ قرارداد جو ہے

وہ ہماری قوم اور ملک کے لیے نہایت ہی موثر قرارداد ہے ۔ جیسا کہ دیکھا گیا ہے کہ اس قرارداد کے ذریعہ ہماری پچاس فیصدی آبادی کو فائدہ پہنچے گا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ آپ کی اس میں ترمیم ہے ۔ پہلے وہ پیش کریں ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ ترمیم میں واپس لے چکا ہوں ۔

مسٹر چیئرمین ۔ ترمیم آپ واپس لے چکے ہیں ۔ تو آپ تشریف رکھیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔

(قطع کلامیاں)

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ ترمیم اگر وہ واپس لے رہے ہیں ۔ تو آپ کو یہ حق نہیں ہے اور اس سلسلہ میں ہاؤس کی اجازت لینی پڑے گی ۔ کیونکہ یہ اب ہاؤس کی property ہے ۔ اور اگر وہ اس کو move ہی نہیں کرتے ۔ تو یہ دوسری بات ہے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ وہ move نہیں کرتے ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ میں move ہی نہیں کرتا ۔

مسٹر چیئرمین ۔ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب سپیکر ۔ میں اس اہم ریزولیوشن کی پر زور تائید کرتا ہوں ۔ بلکہ میں اس کے محرک کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے دیہاتی آبادی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور وہ پس ماندہ علاقے جو کہ شہروں کے مقابلہ میں نہایت پس ماندہ ہیں ۔ دیہاتی علاقے اور پھر اس میں بھی عورت طبقہ جو کہ تقریباً تقریباً وہاں کھانا پکانے اور بچوں کی دیکھ بھال کے بعد کچھ فارغ رہتی ہیں ۔ ان کے لیے روزگار مہیا کرنا ہے اس طرح سے یہ ایک بہترین تجویز ہے ۔ اور اس میں میں نے یہ دیکھا ہے کہ ہم کئی سکیمیں چلاتے ہیں ۔ اور ان پر اگر گورنمنٹ کی سرپرستی نہ ہو تو وہ کامیاب نہیں ہوتیں ۔ کیونکہ دیہات میں کوئی corporation نہیں پائی جاتی ہے ۔ ان کا باہمی آپس میں اتفاق نہیں ہوتا ہے ۔ تو لہذا کوآپریٹو سکیمیں ۔ اور یہ

باہمی سکیمیں گورنمنٹ کی سرپرستی میں کامیاب رہتی ہیں ۔ لہذا یہ جو بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے کہ اس میں گورنمنٹ سائنسی اصولوں پر ، سائنسی طریقوں سے اگر پولٹری فارم اور ڈیری فارم کو اگر صحیح معنوں میں اپنی سرپرستی کے نیچے رکھ کر دیہات کے اندر چلائے اور پولٹری فارم میں یہ انڈے ۔ مرغیاں اور چوزے وغیرہ اگر سپلائی کرے ۔ تو وہ عورتیں جو وہاں پر نکمی ہوتی ہیں ۔ وہ ان کی دیکھ بھال کر سکتی ہیں ۔ اور اس سے دیہات کے بلکہ گھر گھر کے جو انفرادی مالی مسائل ہیں وہ حل ہو سکتے ہیں ۔ اور بہترین ہو سکتے ہیں ۔ اس سلسلہ میں ملک کو جو خوراک کا مسئلہ در پیش ہے اور اس میں جو کمی پیش آتی ہے وہ بھی پوری ہو سکتی ہے ۔ اس سے ہمیں یہ تقویت پہنچے گی کہ ہماری خوراک کی صورت حال بہتر ہو جائے گی ۔ اور آپ دیکھ سکتے ہیں کہ آپ نے انھیں چیزوں کو دیکھتے ہوئے ہفتہ میں دو دن کے لیے گوشت کا ناغہ کیا ہوا ہے ۔ تو وہ اسی بنا پر ہے کہ ہمیں اس سلسلہ میں گوشت کی کمی ہے اور اگر پولٹری فارم آپ کو چوزے ۔ مرغیاں ۔ انڈے کھانے کے لیے مہیا کرے تو آپ خوراک کے معاملہ میں خود کفیل ہو سکتے ہیں ۔ البتہ جیسے ہاؤس کا خیال ہے ۔ تو اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا کہ وہ مرغیاں اور انڈے گندے نہ کر بیٹھیں ۔ اور کم از کم ان کی دیکھ بھال بھی صحیح ہونی چاہیے ۔ اب اس وقت جو پولٹری کی پوزیشن ہے جناب سپیکر ۔ اس میں یونہی کسی نے چند ایک مرغیاں رکھ لیں ۔ کسی نے نہ رکھیں ۔ کچھ مر گئیں ۔ کچھ بچ گئیں ۔ یونہی بیماری آ گئی ۔ اور اگر سائنٹیفک طریقہ سے حیوانات کے جو ڈاکٹر ہیں ۔ اگر اس کی صحیح دیکھ بھال کریں ۔ تو مرغیاں نہایت ہی مفید ثابت ہو سکتی ہے اور ہماری خوراک میں اضافہ کر سکتی ہے ۔

اسی طرح سے ڈیری فارمنگ ہے اس میں ویٹرنری ڈیپارٹمنٹ بھی ہے اور ہم سائنٹیفک طریقہ سے چل سکتے ہیں ۔ مثلاً ایک گھر میں ہو اگر زیادہ نہ بھی ہوں تو اس کی دیکھ بھال ہو سکتی ہے ۔ اسی طرح آٹھ دس کی بھی ہو سکتی ہے اور میرا خیال ہے کہ ہم اس کام کو بہت اچھے طریقہ سے کر سکیں گے ۔ جناب والا ۔ جو دیہاتی عورتیں ہیں ان کو اس چیز سے شوق بھی ہے

مہارت بھی ۔ صرف ہمیں جس چیز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے وہ حکومت کی سرپرستی ہے ۔ ہمیں گورنمنٹ کی سرپرستی چاہیے اگر ہمیں حکومت کا تعاون حاصل ہو جائے تو ہماری دودھ اور خوراک کی کمی پوری ہو سکتی ہے ۔

تو میں عرض کروں گا کہ یہ بہت ہی اہم ریزولیوشن ہے اور اسے ضرور ہمارا فرض ہے کہ ہم پاس کریں ۔ اور یہ نہیں کہ خالی ریزولیوشن ہی پاس ہو جائے ۔ میں جناب سپیکر یہاں بھی آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ ہم نے یہاں بڑے بڑے ریزولیوشن پاس کیے اور ابھی معلوم نہیں کہ کون کون سے کھجور میں جا کر اٹکے ہیں ۔ جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ آسمان سے گرا اور کھجور میں جا کر اٹکا اور ہم نے یہاں پر بڑے بڑے اعتراض بھی کیے ہیں ۔ ہماری اپوزیشن نے میں سمجھتا ہوں کہ بڑے اہم ترین اعتراضات کیے ہیں ۔ کچھ ڈرتے ہوئے اور کچھ دبی دبی زبان میں حکومتی پارٹی کی طرف سے بھی اعتراضات آئے ہیں ۔ مگر ان کا نوٹس نہیں لیا گیا ۔ جناب سپیکر ۔ اگر ہماری ایڈمنسٹریشن کی یہ حالت ہو تو اس طرح حکومت نہیں چل سکتی ۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ ہم اس حکومت کو صحیح معنوں میں چلائیں ۔

چودھری غلام قادر ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ان کو اپنے مضمون کے اندر ہی رہنا چاہیے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ تو جناب سپیکر ۔ میں عرض کروں گا کہ یہ دونوں اہم ترین شعبے ہیں ۔ اگر پولٹری اور ڈیری فارمنگ کو دیہات میں حکومت کی جانب سے صحیح معنوں میں سرپرستی حاصل ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ دونوں شعبے صحیح معنوں میں کیوں نہ چلیں ۔ اور اگر ہم ان کو وٹیرنری ڈیپارٹمنٹ کی مدد سے چلائیں تو یہ اور بھی مفید ہو سکتے ہیں ۔ ہمیں کہا جاتا ہے "نکمی جٹی آن ویلے" (جیہڑی نکمی ہوندی اے اوہ آن ویلن نے لگ جاندی اے) ۔

جناب سپیکر ۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر ان کو گورنمنٹ کی طرف سے بطور امداد کے جیسے ہمارے زرعی بینک ہیں وہ اگر ان کو بھینسیں لینے کا بندوبست کر دیں ۔ ان کے لیے پولٹری فارمنگ کے لیے بندوبست کر دیں تو جناب والی ۔ (قہقہہ) جناب والا ۔ چونکہ بیگم ریحانہ سرور کا یہ

ریزولیوشن ہے تو اس لیے اگر میں جناب والی بھی کہہ دوں تو کوئی بات نہیں ۔ شعر حضور عرض کیا ہے :

غریبوں کے لہو کی یہ ارزانی مگر کب تک
چراغوں میں جلے گا خون انسانی مگرکب تک

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ ہمیں تو یہ چاہیے کہ ہماری 83 فیصدی آبادی دیہاتی ہے ۔ ان کی امداد کرنا ہمارا فرض ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کی معیشت کی خاطر اس سے اور بہتر کون سا ریزولیوشن ہو سکتا ہے ۔

ملک عبدالقیوم ۔ جناب والا ۔ ہمارے ملک کی آبادی 85 فیصدی دیہاتی آبادی پر مشتمل ہے جن کا زیادہ تر دار و مدار زراعت پر ہے اور زراعت سے متعلقہ دو شعبوں پر ہے ۔ جناب والا ۔ اگر ہم نے اس دیہی آبادی کی بہتری اور بہبودی اور خوشحالی اور ترقی کے لیے کوشش کرنی ہے تو ہم پر یہ لازم ہے کہ ہم زراعت اور اس سے متعلقہ شعبے جو ہیں ان کی ترقی کے منازل طے کریں ۔ اسی طرح مرغبانی اور ڈیری فارمنگ ہے ۔ یہ دونوں شعبے زراعت سے متعلق ہیں ۔ اس لیے ان کو ترقی دینا لازمی ٹھہرتا ہے ۔

حضور والا ۔ ہماری دیہاتی خواتین کے لیے مرغبانی یا ڈیری فارمنگ کوئی نئی چیز نہیں ہے ۔ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ وہ ان میں چھوٹے پیمانے پر حصہ لے رہی ہیں ۔ یہ پنجاب کے دیہاتوں کی روایت ہے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق ایک دو مویشی اور کچھ مرغیاں ضرور رکھتے ہیں ۔ ہر گھر میں یہ چیزیں ہوتی ہیں تو ان کی دیکھ بھال اور نگرانی عام طور پر عورتوں کی ذمہ داری ہوتی ہے ۔ مویشیوں کو وقت پر چارہ دینا دودھ دوہنا دھی مکھن نکالنا یہ انہی کی ذمہ داری ہے ۔ حضور والا ۔ اگر ان خواتین کو سائنٹیفک اصولوں کی بنیاد پر تربیت دی جائے تو وہ بڑے پیمانے پر بھی اور زیادہ بہتر طریقے سے یہ کام سرانجام دے سکتی ہیں ۔ جناب والا ۔ ہم گوشت ۔ دودھ ۔ دھی ۔ مکھن اور انڈوں سے پروٹین حاصل کرتے ہیں جوکہ انسانی غذا کا ایک لازمی جزو ہے ۔ حضور والا ۔ جب ملک کے بچوں کو پروٹین مناسب مقدار میں

دستیاب نہیں ہوئی تو وہ ذہنی طور پسماندہ رہ جاتے ہیں ۔ آپ کو یاد ہوگا نائیجریا کا علاقہ بیافرا Biafara ہے ۔ وہاں قحط کے دوران طب سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس خدشے کا اظہار کیا تھا کہ اگر بیافرا کے لوگوں کو وقت پر غذا اور وہ غذا جس میں پروٹین شامل مہیا نہ کی گئی تو آنے والی نسلیں ذہنی اعتبار سے پسماندہ رہ جائیں گی ۔ حضور والا ۔ ہمیں اپنی غذا میں پروٹین کی ضرورت ہے ۔ پروٹین حاصل کرنے کے لیے گوشت ۔ انڈے ۔ مرغی ۔ دودھ ۔ دھی ان چیزوں کی ضرورت ہے ۔ تو ہمیں ڈیری فارمنگ مرغبانی پر مناسب توجہ دینی ہوگی ۔

حضور والا ۔ اس قرارداد کا مقصد یہ ہے کہ پنجاب میں مرغبانی کے ذریعے اور مویشیوں کے ذریعے گوشت ، دودھ ، دھی ، انڈوں اور مکھن وغیرہ کی پیداوار میں اضافہ کیا جا سکے اور کوئی ایسا انتظام کیا جا سکے کہ اس سے بہتر حالات پیدا ہونے کی توقع ہو ہماری آبادی کا 50 فیصدی حصہ عورتوں پر مشتمل ہے وہ ان میں موثر کردار ادا کر سکیں گی ۔ جناب والا ۔ اگر آپ ان عورتوں کو مناسب طریقہ سے صحت کے اصولوں پر اور صحیح طریقہ سے تربیت دے سکیں تو وہ ان چیزوں میں زیادہ بہتر مقدار میں اور حفظان صحت کے اصولوں پر چل کر زیادہ بہتر کام کر سکتی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر عورتوں کو سائنٹیفک اصولوں کی بنیاد پر تربیت دی جائے تو جانور بھی بیماریوں سے بچ سکتے ہیں ۔ اور ہماری نسل بہتر طریقہ سے پروان چڑھ سکتی ہے ۔ ان بیماریوں سے جب ہمارے جانور بچ جائیں گے تو اس کا دوسرے طریق پر فائدہ انسانی صحت کو بھی ہوگا ۔ اس لیے کہ سائنس نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بہت سے متعددی امراض ایسے ہیں جو جانوروں سے انسانوں کو لگ سکتے ہیں ۔ حضور والا ۔ جب ہم مرغبانی اور ڈیری فارمنگ سائنسی اصولوں کی بنیاد پر چلائیں گے اور ان میں کام کرنے والوں کو اسی طریق سے تربیت دیں گے تو جانور ان بیماریوں سے بچ سکیں گے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انسانی صحت بھی ان بیماریوں کے مضر اثرات سے بچ سکے گی ۔ حضور والا ۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ میں یہ سمجھتا ہوں کہ گوشت کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیش نظر اور صوبہ میں جو غذا کی کمی کا مسئلہ ہے اس سے نپٹنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اگر مرغبانی اور ڈیری فارمنگ کی طرف توجہ دی جائے اور

دیہی خواتین کو سائنسی اصولوں پر تربیت دی جائے تو انتظام بہتر ہو سکتا ہے ۔ وہ عورتیں پھر معاشرے کے لیے بہتری سے کام کر سکیں گی ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی پر زور حمایت کرتا ہوں ہوں ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Begum Syeda Abida Hussain. Sir, if the women of Pakistan had to put up with the Suffragette Movement, in order to achieve their right to vote, perhaps they would have understood the value of their votes better, and if we did understand the value of our vote today, the honourable members of the Punjab Assembly would be taking this resolution quite seriously because they would think about the 49% votes which they would be lobbying for in future elections. It is a great tragedy that because of our own lack of information and backwardness, we are not able to make use of this tremendous power that we have with the result that legislative measures, resolutions and Bills that are in any way attempted to improve the lot of women dissolve either into laughter or half merry making and thereby reduce the women of this House to a feeling that they have a long way to go before they could rightfully claim that their lot is to be uplifted, is to be brought at par with men and at the level where it should be.

The Resolution that we have been talking about is a good one and a meaningful one because primarily it deals with a subject that is already very familiar to women. An hon'ble member before we said that women in rural areas are largely idle. This is a tremendous misconception. Women work more than men in rural areas. As a woman coming from a rural area, I can say that a woman is the first to wake up in the morning and is the last to go to bed. She does everything possible in the environment in which she lives. The only tragedy is that it is an unrecognised labour and, therefore, people can say, men can say that women sit idle at the end of it. But I would like to raise this question in this House, what is it in the rural areas that a woman does ? A woman does field labour. We were talking about cotton

this morning. The entire cotton of this country is picked up by women. In addition to that, she helps with all sorts of harvest of all crops. In addition to that, it is very often entirely her responsibility to get fodder for the cattle. She sews, she rears children, she cooks and then it is said that she is idle. She has not the time to sit under a Shisham tree on a charpoy somking huka. She does not have the time to go on a dera to sit and waste her very valuable time. She is a virtual slave. She is already working to her maximum capacity. But what we wanted to do is to make her work in the way that is most productive and most scientific so that best results can be achieved. I do hope that in future in this House, at any rate, this thought will not be expressed that women in rural areas sit idle because it is a grve injustice to them.

Mr. Speaker, Sir, Punjab falls into a natural belt which has a tremendous distinction in so far as it his very very fine grazing conditions. If we look at the map we will see that many of our neighbouring countries have very little or no grazing at all. And although traditional we always have cattle sheep and goats in our province for our own requirements but we have not really thought about live-stock and dairy as an industry in modern commercial terms. Here we take the example of countries like Holland or Denmark or New Zealand whose own economy is pretty well for a certain period of time. At any rate, before they industrialised heavily they depended on their cattle wealth. We realise what a tremendous potential we are sitting on and we really can develop cattle industry in a tremendous commercial proposition because we have now a very ready market in the shape of Gulf States, who has the purchasing power, right at our door-step.

Therefore, Mr: Speaker, Sir, the Resolution which suggests that if women, who in any case are handling their functions of looking after cattle and poultry at a small unguided domestic level, are given the due scientific, technological and credit assistance, undoubtedly they would achieve

tremendous results not only internationally but it would go a long way in giving direction and a purpose to women by helping them to get over their own ignorance to obtain their rightful place which is guaranteed to them in the religion, in the Constitution and should be guaranteed to them at every human level.

I thank you Mr. Speaker.

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا یہ قرارداد غیر متنازعہ فیہ ہے اور حزب اختلاف کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بارہ نام آ گئے ہیں ۔ اب اس میں میں کیا کر سکتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ اس بحث کو بند کر دیں ۔ دس پندرہ منٹ کے بعد ہاؤس کو ملتوی کرنا ہے کوئی اور قرارداد بھی ہاؤس کے سامنے ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ باقی ریزولیوشن کا کیا ہے کیونکہ اور کوئی mover موجود نہیں ہے ۔

All the four movers are absent.

رانا اقبال احمد خان موجود نہیں ہیں ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج ۔

You know the limitation of time.

مسٹر جمیل حسن خان منج ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج کے بعد کنور محمد یاسین خان پھر میاں خان محمد ان کے بعد مسٹر ایس ۔ ایم مسعود پھر مسٹر عبدالرؤف اور ان کے بعد چوہدری غلام قادر آف سیالکوٹ تقاریر کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ کیا آج کا اجلاس بغیر کسی وقفے کے چار بجے تک چلے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ 12 بج کر 25 منٹ تک اجلاس چلے گا کیونکہ اور کوئی mover نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ جو آپ نے نام پڑھے ہیں یہ اگر سارے تقریر کریں گے تو کافی وقت لگ جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ دو دو منٹ ملیں گے ۔ مسٹر جمیل حسن خان منج ۔

چودھری جمیل حسن خان منج ۔ جناب سپیکر ۔ پیش کردہ قرارداد ہمارے ملک کے لیے نہایت ہی تعمیری اور موثر قرارداد ہے ۔ یہ ڈیری فارمنگ ایک ایسا سبجیکٹ ہے جس سے محض لائف سٹاک کو علیحدہ کرکے ہمارے ملک کی پروڈکشن کو ہماری مستورات اتنے اچھے اور نہایت احسن طریقے سے ہینڈل کر سکتی ہیں اور اس کو نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر آگے لے جا سکتی ہیں ۔ تو اس طرح سے ہمارے آدمیوں کی لیبر بچ سکتی ہے اور دوسرے کسی میجر اور سخت کاموں کے لیے استعمال ہو سکتی ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ اور بھی چیزیں ہیں مثلاً sericulture ہے ۔ bee keeping ہے ۔ fruit processing ہے ۔ ایسی تمام کی تمام چیزوں کے متعلق اگر ہماری مستورات کو سائنٹیفک نالج دیا جائے تو وہ بہت ہی احسن طریقے سے اس کو چلا سکتی ہیں اور ہماری بہت بڑی لیبر بچ سکتی ہے ۔ اس طریقے سے ہمارا ملک ترقی کی طرف گامزن ہو سکتا ہے ۔ ہمارے جو اعداد و شمار women folk میں سے دیے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ پانچ یا سات فیصد لیبر ہے جو کام کرتی ہے ۔ باقی تمام خواتین گھروں میں بیٹھ کر محض روٹی پکا لینے اور چھوٹے کام کر لینے پر اکتفا کرتی ہیں ۔ لیکن کوئی اور productive کام نہیں کرتی ہیں ۔ تو اس طریقے سے اگر ہماری یہ آبادی کام پر آ جاتی ہے تو ہم فی کس آمدنی میں اضافہ کر سکتے ہیں اور فی کس آمدنی میں اضافہ ہونے سے دنیا کی بڑھتی ہوئی مہنگائی ہے اس کی شدت کم ہو سکتی ہے ۔ تو میں یہ پر زور سفارش کروں گا کہ اس قرارداد کو فی الفور قبول کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر نذر حسین منصور ۔

مسٹر نذر حسین منصور ۔ جناب سپیکر ۔ بد قسمتی یہ ہے کہ کرنل صاحب اور ایسے ایسے لوگ اتنا وقت لے جاتے ہیں کہ آنے والے سپیکر کے لیے

دو لفظ بولنے کے لیے بھی وقت نہیں ہوتا ۔ تاہم بیگم ریحانہ سرور کی یہ قرارداد ہمارے صوبے کی معیشت اور معاشرت میں انقلابی اور تحریکی اقدامات کو آگے بڑھانے کے لیے بے حد ضروری ہے ۔ پاکستان پیپلزپارٹی کا جو اپنا منشور ہے وہ عوامی ہے اور اس کا پروگرام چونکہ عوام کی فلاح و بہبود کے لیے ہے تو اگر میں یہ کہوں کہ یہ قرارداد اس مناسبت سے کہ اس کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور سے ہے تو یہ بجا ہوگا ۔ مختصر طور پر میرے فاضل دوستوں نے یہ بھی کہا ہے کہ مہنگائی کم ہو جائے گی ۔ گوشت کی کمی دور ہو جائے گی ۔ ملکی معیشت کو فائدہ پہنچے گا ۔ ان تمام باتوں کے ساتھ ساتھ وقت کی کمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے میں ایک ضروری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سرمایہ داری اور سرمایہ پرستی نے جو مصائب پیدا کیے ہیں ۔ پاکستان میں یا ایشیائی اقوام پر اس کے نتیجہ میں جو مہنگائی پیدا ہوئی ہے اور میں یہ بھی کہوں گا کہ اخلاقی بے راہ روی پیدا ہوئی ہے ۔ اس سے ہر مرد اور عورت شکار ہے ۔ پاکستان کی عورتیں چونکہ ہماری آبادی کا 49 فیصد حصہ ہیں وہ بھی سرمایہ دارانہ نظام اور سرمایہ پرستی کا جو سیاہ ماحول ہے اس سے بری طرح متاثر ہیں ۔ وہ بے روزگاری کا شکار ہیں ۔ اور ہماری معیشت اور معاشرت جو ہے وہ اس کی فرسودگی سے بری طرح شکار ہیں ۔ تو اس ضمن میں اگر پولٹری فارم یہ مرغبانی اور یہ ڈیری فارمنگ جیسی سکیمیں سائنٹیفک بنیادوں پر دیہی علاقوں میں چلائی جائیں تو خواتین جو ہیں جہاں وہ معاشی اور معاشرتی طور پر آسودگی حاصل کریں گی ۔ وہاں میں سمجھتا ہوں کہ بیکار عورتیں جو اخلاقی انحطاط کا شکار ہو چکی ہیں ان کو ذہنی اور جسمانی طور پر آسودگی حاصل ہوگی ۔ چونکہ عورت کی موجودہ بے راہ روی ۔ اس کا اخلاقی و ذہنی انحطاط ہماری قوم کا سب سے بڑا المیہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسی سکیموں سے ایسے پروگراموں سے عورت کو کام کرنے کا موقع ملے گا ۔ جہاں اس کی معاشی حالت بہتر ہوگی ۔ وہاں اس کا اخلاقی و ذہنی ارتقا زندگی میں بھی بہترین رنگ لائے گا ۔ اس لحاظ سے میں اس قرارداد کی حمایت کرتا ہوں ۔ اور گزارش کرتا ہوں کہ اس کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس ایک اور نام آیا ہے محمد اشرف صاحب کا ۔

پہلے ناموں میں بھی آپ کا نام ہے ۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ آخری دو یا تین مقرر بول سکیں گے یا نہیں کیونکہ ہم نے 12 بج کر 25 منٹ پر ختم کرنا ہے ۔

I would like the members to be more brief.

کنور محمد یاسین خان ۔ جناب والا ۔ مجھ سے پیشتر اس قرارداد پر کافی تقاریر ہو چکی ہیں ۔ میں یہ کہوں گا کہ دیہی علاقوں میں خواتین بے انتہا کام کرتی ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. Please, no interruptions, no dialogue.

کنور محمد یاسین خان ۔ دیہی علاقوں میں مرد حقہ پیتے ہیں ۔ کام کم کرتے ہیں ۔ اس کے مقابلہ میں خواتین زیادہ کام کرتی ہیں ۔ اس لیے میں ترمیم پیش کرتا ہوں کے لفظ "خواتین" کی بجائے لفظ "مرد" ثبت کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ لکھ کر دے دیں آپ لیٹ ہو گئے ہیں ۔ آپ ایک اور قرارداد لے آئیں جس میں مردوں کی مصروفیت ہو ۔ چوھدری افضل حق مرحوم یہ کہا کرتے تھے کہ مسلمان کسان ایک ہاتھ میں حقہ رکھتا ہے اور دوسرے ہاتھ سے کام کرتا ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب سپیکر ۔ اگر پنجاب کے دیہی علاقوں کی آبادی پر ایک نظر ڈالی جائے تو چند جگہوں کے سوا جہاں امارت اور خوشحالی کے جزیرے نظر آتے ہیں تمام پنجاب کا دیہی علاقہ غربت اور بے روزگاری ۔ جہالت لا علمی کی انتہاہ گہرائیوں میں گھرا ہوا نظر آئے گا اور ہر طرف مایوسی ۔ بے روزگاری اور کاہلی جو ہے اس نے ڈیرے جما رکھے ہیں ۔ ایسی صورت حال میں بیگم صاحبہ کی یہ قرارداد پنجاب کے دیہی علاقوں کی تقدیر بدلنے میں ممد اور معاون ثابت ہوگی ۔ جناب والا ۔ گاؤں کے اندر ، دیہی علاقوں کے اندر عورت اپنا بہترین رول ادا کر سکتی ہے ۔ مجھے اس سے قطعاً اتفاق نہیں کہ عورت فضول بیٹھتی ہے ۔ نکمی رہتی ہے ۔ کام نہیں کرتی یا معاشرے کے لیے بوجھ ثابت ہوتی ہے ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت کام کرتی ہے ۔ اگر اس کام کو سائنسی طریقوں میں ڈھال لیا جائے اور منضبط کر دیا جائے

تو وہ یہ کام زیادہ موثر طریقے سے سرانجام دے سکتی ہے ۔ اس طریقے سے پنجاب کے دیہی علاقوں میں تبدیلی آ سکتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے گاؤں کے اندر یہ عورتیں مرغبانی ، ڈیری فارمنگ کرتی ہیں ۔ لیکن موجودہ صورت حال میں عورتوں نے چھوٹے چھوٹے ڈربوں میں چھوٹی چھوٹی جگہوں پر مرغیاں رکھی ہوئی ہیں جو فوری طور پر بیماری کا شکار ہو جاتی ہیں ۔ اس سے خاندان کو نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے ۔ جب ان کے اندر بیماری پھیل جاتی ہے تو ان کو حفظان صحت کے سائنسی طریقوں کے مطابق بنایا جائے اور ان میں مرغیاں رکھی جائیں ۔ جس سے مرغیوں کی صحت بھی برقرار رہے گی اور اس کام کو موثر طریقے سے انجام دے سکتے ہیں ۔ اس سے پہلے وہاں پر مرغیوں کی پرورش ہوتی ہے ۔ اور دیسی مرغیاں انڈے کم دیتی ہیں بعض اوقات تو ایک ایک ماہ تک انڈے دینے کا نام نہیں لیتیں ۔

کنور محمد یاسین خان ۔ انڈے دینا تو اختیار کی بات نہیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker. The House is called to order, please.

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ ایسی مرغیوں کی جگہ نئی نسل کی مرغیاں لانی چاہئیں جو بنیادی طور پر سائنسی تجربات کی روشنی میں انڈوں کی پیداوار اور گوشت میں ہر لحاظ سے بڑھی ہوئی ہیں ۔ اگر دیہاتوں کے اندر لوگوں کے اندر عورتوں کے اندر یہ جذبہ پیدا کیا جائے کہ موجودہ اچھی نسلوں کی مرغیوں کو پالا جائے تو لازمی طور پر اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے حکومت نے خاص طور پر دیہاتی عوام کے لیے ، مردوں کے لیے بہت سے منصوبہ جات شروع کر رکھے ہیں ۔ اگر ان منصوبہ جات کو عورتوں کے لیے حکومت جاری کر دے تو گاڑی کے دونوں پہیے احسن طریقے سے چل سکتے ہیں ۔ اس سے ہماری پارٹی کے منشور کو بھی تقویت ملے گی اور ہمارا مقصد بھی پورا ہوگا ۔ جو ملک اور قوم کو اپنی منزل پانے کے قریب پہنچا دے گا ۔ جناب والا ۔ اس امر سے تمام متفق ہیں کہ سب سے مشکل کام انسان کے بچے کو پالنے کا ہے ۔ لیکن عورت اس بچے کی پرورش کرتی ہے ۔

جب وہ اس کو پال سکتی ہے تو کیا مویشیوں کو اور مرغیوں کو پالنا کوئی مشکل کام ہے ۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ وہ طریقے سائنسی طریقے ہوں ۔ ترقی یافتہ طریقوں پر عمل کرنا چاہیے ۔ اس سلسلے میں میں پر زور اپیل کروں گا کہ اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا جائے اور اس پر فوری عمل کیا جائے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میں اس قرارداد کی بالکل مخالفت نہیں کرتا بلکہ موافقت کرتا ہوں ۔ میری گزارش ہے کہ مسعود صاحب بیٹھے ہوئے ہیں یہ آج تک اسمبلی میں نہیں بولے ۔ اس لیے آپ وقت بڑھا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وقت تو نہیں بڑھایا جا سکتا کیونکہ ساڑھے بارہ بجے اس کو ختم کرنا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ تو پھر میں اپنی تقریر کا وقت ان کو دے دیتا ہوں ۔

مسٹر ایس ۔ ایم مسعود (لاہور ۔ I) ۔ جناب سپیکر ۔ میں اپنے فاضل دوست کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت مجھے عطا کیا ہے ۔ آج کی قرارداد اپنی جگہ پر نہائت اہم ہے ۔ جس وقت بیگم ریحانہ سرور اس اسمبلی میں اس قرارداد کو پیش کر رہی تھی تو انہوں نے ہمارے دیہی علاقوں کی خواتین کا حال بیان کیا کہ وہ کس طرح محنت مشقت کرتی ہیں ۔ بوجھ اٹھاتی ہیں اور اپنے ملک کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرتی ہیں ۔ جناب والا ۔ جس وقت وہ یہ بیان کر رہی تھیں تو میرا دھیان کم ال سنگ کے واقعہ کی طرف چلا گیا جو اس نے اپنی سوانح عمری میں درج کیا ہے کہ وہ صوبہ ہیگوئنگ میں جس وقت وہ اپنے ملک میں ثقافتی ۔ زرعی اور جمہوری انقلاب لا رہا تھا تو ایک عورت نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ اے صدر محترم ۔ ہم خواتین بوجھ اٹھاتی ہیں ۔ یہ مشکل اور مشقت والا کام ہے ۔ یہ ایک معمولی سی بات تھی کہ جو اس خاتون نے اپنے ملک کے راہنما کے سامنے پیش کی ۔ لیکن یہی بات اس راہنما نے بعد میں اپنے ملک کے اندر صنعتی انقلاب لانے کے لیے پیش نظر رکھی اور اس نے نئی نئی ایجادوں کے ذریعے اپنے ملک کی خواتین

کو اس بوجھ سے نجات دلائی اور ملک میں نیا ثقافتی انقلاب برپا کیا جو خواتین کو اس بوجھ سے نجات دلانے میں مدد گار ثابت ہوا ۔

جناب والا ۔ آج جب ہم اس قرار داد پر غور کر رہے ہیں تو ہماری توجہ فوراً اس طرف جاتی ہے کہ پچھلے 27 سال کے اندر ہم نے اس ملک کے اندر ہم نے اس ملک میں وہ معیشت پیدا نہیں کی جس کے لیے ہم نے جدوجہد آزادی کی تھی ۔ ہمیں آج بھی ضرورت پیش آتی ہے کہ ہم خواتین کے ذریعے اس ملک کے اندر معیشت کو بڑھانے کے لیے آج بھی اس اسمبلی میں ایک قرار داد پیش کرتے ہیں ۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی ہے کہ آج دنیا بھر میں ذرائع پیداوار میں کمی آرہی ہے ۔ آج انسانیت کو ایک نیا چیلنج ہے کہ کیا ہم دنیا میں بطور انسان بھی رہ سکتے ہیں کہ نہیں ۔ جناب والا ۔ پروفیسر مال تھیوزکی تھیوری آج اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس دنیا پر لاگو ہے ۔ آج پھر ساری انسانیت کو خطرہ ہے کہ کیا ہم موجودہ ذرائع پیداوار کے ساتھ اس دنیا میں زندہ رہ سکتے ہیں کہ نہیں رہ سکتے ۔ آج دنیا کے تمام سائنس دانوں نے پھر مال تھیوزن تھیوری کا نام لیا ہے جو 1930ء تک ایک بے کار تھیوری سمجھی جاتی تھی ۔ آج پھر اس کے خدشات دنیا پر منڈلا رہے ہیں ۔ آپ حبشہ کو دیکھیں کہ وہاں کتنی اموات ہو رہی ہیں کیونکہ وہاں ذرائع پیداور نہیں ہیں ۔ وہاں خوراک نہیں ہے ۔ یہ چیلنج صرف دنیا کے دیگر ترقی پذیر ممالک کو نہیں بلکہ پاکستان کو بھی ہے اور اگر ہم نے اپنے ذرائع پیداوار کو نہ بڑھایا تو یقین مانیں کہ اس صدی کے اختتام تک اس ملک کو اتنا بڑا چیلنج قبول کرنا پڑے گا جو شائد اس ملک کے وجود کے لیے بھی خطرے کا باعث بنے ۔ لہذا آج جب بیگم ریحانہ سرور نے یہ قرار داد پیش کی کہ ہم اپنے ذرائع پیداوار بڑھانے کے لیے 50 فیصدی عورتوں کی آبادی کے ذریعے اس ملک میں انقلاب لائیں تو ہم اس کی پرزور تائید کریں گے ۔ یہ نہ صرف پاکستان کے عوام کی خدمت ہوگی بلکہ پوری انسانیت کی بھی خدمت ہوگی ۔ شکریہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں سید عبد الرؤف ۔

میاں عبدالرؤف ۔ جناب سپیکر ۔ اس اٹامک ایج میں جب کہ سالوں کا وقت مہینوں میں اور مہینوں کا وقت گھنٹوں میں طے ہوتا ہے اس نے ہر شعبہ

زندگی میں اپنے اثرات چھوڑے ہیں اور ہر شعبہ زندگی میں اسی رفتار سے ترقی کی ضرورت ہے۔ آبادی کے بڑھنے کی رفتار میں پہلے ہی اٹامک ایج کا اثر تھا۔ مال تھیوری آف پاپولیشن کے مطابق 50 سال کے بعد آبادی دوگنی ہوجانی ضروری تھی لیکن ہمارے ہاں اس سے پہلے ہی شروع ہوگئی ہے۔ تو اس لحاظ سے ہر شعبہ زندگی میں ضرورت ہے کہ ترقی کی رفتار کو تیز کیا جائے۔ چونکہ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے تو اس لحاظ سے اس کے زرعی شعبوں میں ترقی کی ضرورت زیادہ پڑے گی اور زیادہ ہے جیسا کہ دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں ہے مرغ بانی۔ بیف کیپنگ۔ ڈیری فارمنگ یہ سب زراعت سے تعلق رکھنے والی چیزیں ہیں۔ جیسے کہ میرے بہت سے دوست اس سلسلے میں اس مقصد کو واضح کر چکے ہیں کہ پاکستان میں زیادہ آبادی یعنی 80 فیصدی آبادی دیہات پر مشتمل ہے اور ان کی گزراوقات دیہی زراعت پر منحصر ہے تو اس لحاظ سے مرغ بانی کا یہ جو ریزولیوشن لایا گیا ہے بیگم ریحانہ سرور کی طرف سے یہ بالکل موزوں اور جائز ہے اور اس میں بہت سے ایسے پہلو نکلتے ہیں جن سے ملک کی آبادی کو براہ راست فائدہ پہنچتا ہے۔ پاکستان کی معیشت کو سنبھالا ملتا ہے جیسا کہ میرے کئی دوستوں نے ابھی ارشاد فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ ہم گوشت کی کمی کو بھی پورا کر سکتے ہیں اور اپنے ملک کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد فاضل گوشت برآمد بھی کرسکتے ہیں۔ مشرق وسطیٰ میں ہماری اطلاع کے مطابق گوشت 75۔76 روپے سیر ملتا ہے لیکن اگر ہم وافر مقدار گوشت پیدا کریں تو اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد ہم اپنے دوسرے بھائیوں کو بھی برآمد کرسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے میں اس قرارداد کی پرزور حمائت کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری غلام قادر۔

چوھدری غلام قادر ۔ جناب والا۔ موجودہ قرارداد اپنی نوعیت اور افادیت کے لحاظ سے نہایت اہم اور ضروری ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی نے معاشرتی اور معاشی فرق کو دور کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب دیہات کی 80 فیصد آبادی سے غربت اور ناداری دور کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے گئے ہیں۔ انڈسٹریل ہومز کھولے گئے ہیں۔ اب نہایت ضروری ہے کہ عورتوں کے لیے بھی کوئی

ایسا شعبہ ہو ۔ کوئی ایسا کام شروع کیا جائے جس سے وہ اپنی زندگی کے دن عزت سے بسر کرسکیں اور ساتھ ساتھ انہیں کچھ آمدن بھی ہوسکے ۔ مرغ بانی اور ڈیری فارم یہ تو چھوٹی سطح پر پہلے ہی ہر گاؤں میں ہوتے ہیں ۔ تین چار مرغیاں ہر گھر میں پالی جاتی ہیں اور ایک آدھ بھینس بھی ہر گھر ہوتی ہے ۔ اگر اس ذرا سائنٹیفک طریقے سے منظم کیا جائے اور تین چار گاؤں کو ملا کر ایک یونٹ بنا دیا جائے اور وہاں پر کوئی ایسا شخص مقرر کر دیا جائے جو انہیں ٹیکے لگا سکے کیونکہ بیماری کے دوران سینکڑوں کی تعداد میں مرغیاں اکٹھی مر جاتی ہیں ۔ تو انہیں ٹیکے لگانے اور ان کی خوراک کا انتظام کیا جائے اور یونین کونسل کی سطح پر ان کی غذا کے لیے ڈپو کھولے جائیں ۔ اس کے علاوہ ڈیری فارم کے لیے بھینسیں بھی پالی جاسکتی ہیں ۔ اس طرح سے مرد کھیتوں میں کام کریں گے ۔ محنت مزدوری کریں گے ۔ اس کے علاوہ مردوں کے لیے قالین بافی اور دوسرے چھوٹے چھوٹے کام دیہات میں شروع کیے جاسکتے ہیں ۔ لیکن عورتیں سوائے مرغ بانی اور ڈیری فارم کے اور دوسرا کام نہیں کرسکتیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد اشرف ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب سپیکر ۔ وقت بہت کم ہے ۔ میں صرف بیگم ریحانہ سرور کی اس قرارداد کی تائید کرنا چاہتا تھا اس لیے میں نے آپ سے استدعا کی کہ آپ مجھے بھی وقت دیں ۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے کہ میرے فاضل دوست نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ دیہات میں عورتیں فارغ وقت خوش گپیوں میں ضائع کرتی ہیں ۔ تو اس قرارداد پر عمل کرنے سے ہمارے معاشرے کی زیادہ سے زیادہ اصلاح ہوسکتی ہے ۔ اس لیے اس قرارداد کو ضرور منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری محمد حیات گوندل ۔

چوہدری محمد حیات گوندل ۔ جناب ۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اس سٹیج پر نہیں ہو سکتا ۔ اب میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

چوہدری محمد حیات گرندل ۔ جناب ۔ اس سے پہلے کہ آپ اس قرارداد کو برائے منظوری پیش کریں۔ میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ خواتین کے ساتھ حضرات کا لفظ بھی آنا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سٹیج پر میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

بیگم ریحانہ سرور ۔ حضرات کو چاہیے کہ وہ سرحدوں کی حفاظت کریں ۔ مرغیوں کی حفاظت نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سٹیج پر میں کوئی ترمیم پیش کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا ۔

اب یہ قرارداد برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ اس ایوان کی رائے یہ ہے کہ صوبائی حکومت دیہی علاقوں میں خواتین کو مرغبانی اور ڈیری فارمنگ میں ٹریننگ دینے کے لیے سائنسی اصولوں کی بنیاد پر مثبت پروگرام شروع کرے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کی کارروائی کل صبح آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اسمبلی کا اجلاس 10 اپریل 1974 بروز بدھ 8 بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا۔)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا دسواں اجلاس

(بدھ - 10 اپریل 1974ء)
(چہار شنبہ - 16 ربیع الاول 1394ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ
مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝
وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ
الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۗ اُولٰٓئِكَ
اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

قرآن حکیم: پ ۴ - س ۴ رکوع ۱۴ آیات ۱۷ و ۱۸

اللہ ان ہی لوگوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو نادانی و جہالت سے ناپسندیدہ کام کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جلد ہی توبہ کر لیتے ہیں۔ پس اللہ ایسے لوگوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور وہ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔

اور ایسے لوگوں کی توبہ (ہرگز) قبول نہیں ہوتی جو ساری عمر ناپسندیدہ اور برے کام کرتے رہے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کی موت کا پروانہ آ پہنچے تو وہ اس وقت کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں اور نہ ان لوگوں کی (توبہ قبول ہوتی ہے) جو کفر کی حالت میں مریں۔ ایسے لوگوں کے لیے ہم نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ضلع ڈیرہ غازی خان میں پولیس کے سپاہیوں کی تعداد

*3646 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں پولیس کے سپاہیوں کی کل تعداد کیا ہے اور اس میں مقامی لوگوں کی تعداد کتنی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ ضلع ڈیرہ غازی خان میں منظور شدہ کانسٹیبلوں کی تعداد 697 ہے جن میں سے 454 ضلع مذکور سے تعلق رکھتے ہیں ۔

ضلع ڈیرہ غازی خان میں بلوچ لیوی کی تعداد

*3647 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان میں بلوچ لیوی کی تعداد کتنی ہے اور اس میں مقامی لوگوں کی تعداد کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ کل تعداد بلوچ لیوی ــ 180 ۔

	میجر	صوبیدار	صوبیدار	جمعدار	حوالدار	نائیک	سپاہی	میزان
1 ۔ مقامی لوگوں کی تعداد	1	1	2	9	7	125	145	
2 ۔ دوسرے اضلاع کے لوگوں کی تعداد	—	—	1	2	4	23	30	
3 ۔ خالی جگہیں	—	—	—	—	—	5	5	
کل تعداد	1	1	3	11	11	153	180	

وزراء کی رہائش گاہ پر متعین پولیس ملازمین کی تعداد

*3750 ۔ میر بلخ شیر مزاری ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ہر وزیر کی رہائش گاہ پر حفاظت کے لیے کتنے پولیس ملازمین متعین کیے جاتے ہیں ۔

(ب) ہر وزیر کو بغرض حفاظت سادہ کپڑوں میں ملبوس کتنے گن مین دیے جاتے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) :

		اے ایس آئی	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل	گن مین سادہ کپڑوں میں (کانسٹیبل)
1	وزیر اعلیٰ	1	2	6	2
2	وزیر خزانہ	—	1	3	1
3	وزیر مواصلات	—	1	3	1
4	وزیر قانون	—	1	3	1
5	وزیر زراعت و مال	—	1	3	1
6	وزیر بحالیات	—	1	3	1
7	وزیر جیل خانہ جات	—	1	3	1
8	وزیر ٹرانسپورٹ و لیبر	—	1	3	1
9	وزیر تعلیم	—	1	3	1
10	وزیر صحت	—	1	3	1

صوبہ پنجاب کی فوجداری عدالتوں میں مقدمات

*4159 ۔ چودھری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کی فوجداری عدالتوں میں اس سال اکتوبر 1973ء

تک کتنے مقدمات درج ہوئے کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا اور کتنے ابھی تک التواء میں پڑے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ صوبہ پنجاب کی فوجداری عدالتوں میں یکم جنوری 1973ء تا 31 اکتوبر 1973ء 1,28,400 باقاعدہ اور 2,45,991 سرسری مقدمات ہوئے ۔ مدت مذکورہ کے دوران 94,959 باقاعدہ اور 2,31,185 سرسری مقدمات کا فیصلہ ہوا ۔ یکم نومبر 1973ء کو 1,32,514 باقاعدہ اور 1,40,806 سرسری مقدمات تصفیہ طلب تھے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین جناب کرنل محمد اسلم خان نیازی کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرما سکیں گے کہ مقدمات کی تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے حکومت پنجاب نے کون سے اقدامات کیے ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن کا استدلال درست ہے اور پچھلی بار وزیر اعلیٰ صاحب نے اس پر بڑی تفصیل سے جواب دیا تھا کہ ہم بہت جلد مجسٹریٹوں کی کمی کو دور کر دیں گے ۔ جن لوگوں کا امتحان ہو گیا تھا اور میڈیکل رہتا تھا ان کی میڈیکل رپورٹ آ رہی ہے ۔ ہم خود بھی یہی چاہتے ہیں کہ انصاف کے تقاضے جلد پورے کیے جائیں ۔

لاہور میں رکشاؤں اور ٹیکسیوں کے خراب میٹر

*4373 ۔ **مرزا فضل حق** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) لاہور شہر میں رکشاؤں اور ٹیکسیوں کی کل تعداد کس قدر ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ بعض ٹیکسیوں اور رکشاؤں کے ڈرائیور زیادہ کرایہ وصول کرنے کے لیے اپنے میٹروں کو خراب کر دیتے ہیں تاکہ سواریوں سے زیادہ کرایہ وصول کر سکیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو 73 ۔ 1972ء میں کتنے رکشاؤں اور ٹیکسیوں کا اس جرم کے تحت چالان کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) لاہور شہر میں ٹیکسیوں کی کل تعداد 1869 ہے ۔ جبکہ موٹر رکشہ ہائے کی کل تعداد 5492 ہے ۔

(ب) ڈرائیوران ٹیکسی و رکشہ ہائے کے میٹروں کو خود خراب کرنے کے متعلق وثوق سے نہیں کہا جا سکتا ۔ تاہم خرابی میٹر ، زائد چارجنگ کی شکایت پولیس کو فراہم ہوتی رہی ہیں ۔

(ج) سال 72 ۔ 1973ء میں کل چالان ٹیکسی و رکشہ ڈرائیوران بجرم انکاری و زائد چارجنگ 11634 کیے گئے ہیں ۔ اور عدالت ہائے مجاز سے 487428 روپیہ سزا جرمانہ کرائی گئی ہے ۔ اور 26 ڈرائیوران کے لائنس بجرم مذکوران معطل کیے گئے ہیں ۔

صوبہ میں لائسنسوں کا اجراء

*4429 ۔ میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ کے ہر ضلع میں یکم جنوری 1971ء تا 31 دسمبر 1971ء یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1972ء اور یکم جنوری 1973ء تا 31 اکتوبر 1973ء علیحدہ علیحدہ بندوق ۔ پستول ۔ ریوالور اور رائفل کے کتنے لائسنس جاری کیے گئے ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ اس ضمن میں ضلع وار کیفیت نامہ منسلک ہے ۔

پنجاب میں این - پی - بی/پی - بی ہتھیاروں کے لیے یکم جنوری 1971ء سے 31 اکتوبر 1973ء تک دیئے گئے لائسنسوں کی تعداد کا گوشوارہ

نمبر شمار	نام ضلع	یکم جنوری 1971ء تا 31 دسمبر 1971ء			یکم جنوری 1972ء تا 31 دسمبر 1972ء			یکم جنوری 1973ء تا 31 اکتوبر 1973ء		
		شارٹ گنز	ریوالور/پستول	رائفلز	شارٹ گنز	ریوالور/پستول	رائفلز	شارٹ گنز	ریوالور/ پستول	رائفلز
1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
1	لاہور	920	1603	229	708	1292	151	1212	1988	299
2	شیخوپورہ	347	312	80	807	348	188	606	458	155
3	گوجرانوالہ	313	27	43	177	46	32	667	501	192
4	سیالکوٹ	187	237	39	73	94	11	872	833	131
5	سرگودھا	664	246	83	219	192	92	701	530	263
6	لائلپور	398	178	36	216	129	33	1758	1617	347
7	جھنگ	631	316	947	43	40	83	366	473	836
8	میانوالی	1074	301	143	118	72	452	281	152	119

1	2	3	4	5	6	7	8	9	10	11
9	راولپنڈی	582	675	147	216	460	57	390	775	272
10	کیمبلپور	347	59	70	247	66	45	474	434	129
11	گجرات	197	237	83	149	201	171	312	336	313
12	جہلم	229	179	40	57	36	9	300	468	194
13	ملتان	127	52	24	58	29	9	670	1650	140
14	ساہیوال	705	230	167	486	238	85	1038	1408	319
15	مظفرگڑھ	58	51	8	33	17	1	412	500	57
16	ڈیرہ غازی خان	23	30	59	18	16	3	199	214	33
17	بہاولپور	236	129	14	114	47	11	193	190	27
18	بہاونگر	43	20	2	101	72	6	227	340	51
19	رحیم یار خان	89	14	19	90	13	10	234	539	49
	میزان	7170	4896	2233	3930	3408	1449	10912	13408	4016

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ اس گوشوارے میں جو تعداد دی گئی ہے۔ کیا اس میں ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم این ۔ اے صاحبان کے لائسنس بھی شامل ہیں ؟

وزیر تعلیم ۔ آپ کا سوال کل کے متعلق تھا جز کے متعلق نہیں تھا ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب وزیر موصوف فرمائیں گے کہ اس گوشوارے میں وہ لائسینس بھی شامل تھے جو ایم ۔ پی ۔ اے اور ہم ۔ این ۔ اے صاحبان کی سفارش پر یا ان کی تصدیق پر دیئے گئے ۔

مسٹر چیئرمین ۔ یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے ۔

صوبہ کے تھانوں میں جیپیں اور پک اپ گاڑیاں مہیا کرنا

*4437 ۔ **میاں منظور احمد موہل** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے تھانوں میں جیپیں اور پک اپ گاڑیاں مہیا نہیں کی گئیں جس کی وجہ سے پولیس آفیسر جائے واردات پر جلدی نہیں پہنچ سکتے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پولیس افسروں کے جائے واردات پر تاخیر سے پہنچنے کے باعث نہ صرف ملزموں کو فرار ہونے کا موقع مل جاتا ہے ۔ بلکہ تفتیش میں بھی دشواری پیدا ہو جاتی ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہر پولیس سٹیشن کے عملہ کے لیے تیز رفتار سواری کا انتظام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) مزید ٹرانسپورٹ ، جس میں موٹر سائیکل بھی شامل ہوں گے مہیا کرنے کا معاملہ زیر غور ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ موٹر سائیکلوں کے علاوہ جیپوں کے متعلق بھی کوئی مسئلہ زیر غور ہے ۔ کیونکہ پولیس کے پاس کم از کم سب ڈویژن کے ہیڈ کوارٹر پر جیپ کا ہونا لازمی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ مسئلہ زیر غور ہے ۔ کیونکہ مجرموں کے پاس جو ٹرانسپورٹ کی سہولتیں ہیں وہ کافی ماڈرن ہیں ۔ اس لیے ان کو یہ سہولت مہیا کی جائے گی تا کہ سماج دشمن عناصر کے خلاف موثر کارروائی ہوسکے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ گزشتہ دو تین سالوں سے اس سوال کا جواب یہی دیا جا رہا ہے ۔ کہ جیپیں مہیا کی جاویں گی ۔ لیکن آج تک اس پر عمل درآمد نہیں کیا جا رہا ہے ۔ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے ۔ کہ کب تک اس پر عمل درآمد ہوگا ؟

مسٹر چیئرمین ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ سوال پہلے بھی زیر غور رہا ہے ۔ اس میں وقت کا تعین ہونا چاہیئے کہ کب تک یہ جیپیں مہیا کی جائیں گی ۔

مسٹر چیئر مین ۔ اس کا تعلق فنانس سے ہے ۔ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا ۔ اگلا سوال ۔

محکمہ پولیس کے ریٹائرڈ سب انسپکٹر کو پنشن اور گریجویٹی کی ادائیگی

*4489 ۔ **چوہدری امان اللہ لک** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) 1972ء ۔ 1971ء اور ماہ نومبر 1973ء تک محکمہ پولیس پنجاب میں کل کتنے ملازمین ریٹائر ہوئے ۔

(ب) جزو (الف) بالا میں مندرج کتنے ملازمین پنشن - گریجویٹی وصول کر چکے ہیں اور کتنے ابھی تک واجبات سے محروم ہیں - اس تاخیر کی وجوہ کیا ہیں اور انہیں کب تک ادائیگی کر دی جائے گی -

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مسمی محمد خان سب انسپکٹر نمبر 560/796 ضلع راولپنڈی سے مورخہ یکم اگست 1972ء کو ریٹائر ہوا تھا لیکن اسے ابھی تک پنشن - گریجویٹی اور دیگر واجبات کی ادائیگی نہیں کی گئی - اس کی وجوہ کیا ہیں -

(د) سب انسکپٹر مذکور کی پنشن اور گریجویٹی کی ادائیگی کے کاغذات اب کس مرحلہ میں ہیں اور ادائیگی کب تک متوقع ہے -

(ہ) کیا ادائیگی میں تساہل ہوا ہے - اگر ایسا ہے تو اس کے ذمہ دار دفتری عملہ کے خلاف وزیر موصوف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر مالیات (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) 2061 -

(ب) 260 ملازمین پینشن/گریجویٹی وصول کرچکے ہیں - اور 1801 کے واجبات ادا کرنے باقی ہیں - ان کو جلد ادا کرنے کی انتھک کوشش کی جارہی ہے - تاخیر کی وجہ ملازمین متعلقہ کا نامکمل ریکارڈ ہے -

(ج) یہ درست ہے کہ محمد خان سب انسپکٹر ضلع راولپنڈی سے یکم اگست 1972ء کو ریٹائر ہوا تھا مگر اس کی پنشن/گریجویٹی ادا کردی گئی ہے -

(د) سب انسپکٹر مذکور کے واجبات ادا کردیئے گئے ہیں -

(ہ) ادائیگی میں دفتری عملہ میں سے کسی سے تساہل نہیں ہوا - اس لیے کسی کے خلاف کارروائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - جواب کے جزو (الف) میں بقایا

کیسز کی جو کثیر تعداد بتائی گئی ہے اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ ریکارڈ نامکمل ہے ۔ تو کیا حکومت اس پر توجہ دینے کے لیے تیار ہے ۔ کہ ملازمین کے لیے اکاؤنٹ ریکارڈ رکھا جاوے تاکہ ان کو پراویڈنٹ فنڈ اور گریجویٹی ملنے میں رکاوٹ نہ ہو ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اتنی تفصیل میں نہ جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جو جواب انہوں نے دیا ہے ۔ کہ ریکارڈ نامکمل ہے ۔ کیا اس کے متعلق حکومت غور کرنے کے لیے تیار ہے ۔ اگر ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد ہو سکے گا ۔ تا کہ ملازمین کی پینشن کے کاغذات ساتھ ساتھ تیار کیئے جاویں اور ان کو دقت پیش نہ ہو ۔

وزیر علیا ۔ جناب والا ۔ اس کی صورت یہ ہے کہ یہ چیز ایک مسلسل گردش ہوتی ہے ۔ کچھ لوگ بھرتی ہوتے ہیں ۔ کچھ لوگ ریٹائر ہوتے ہیں ۔ کچھ لوگ وقت سے پہلے ریٹائرمنٹ خود طلب کر لیتے ہیں ۔ کچھ حالات پر منحصر ہوتا ہے ۔ اس لیے یہ جو نفری میں نے بتائی ہے جن کے واجبات ابھی تک ادا کرنے باقی ہیں ۔ وہ کل ملازمین کی تعداد کی نسبت بہت تھوڑی ہے ۔ اور یہ ایک ایسا سلسلہ ہوتا ۔ کہ جو شخص آج ریٹائر ہوتا ہے وہ بھی اس میں شامل ہے ۔ جو کل ریٹائر ہوا تھا وہ بھی اس میں شامل ہے اور جو پرسوں ریٹائر ہوا تھا وہ بھی اس میں شامل ہے ۔ ان کے تمام معاملات کو دیکھنا ۔ ان کے کاغذات کو جمع کرنا ۔ ان کے تمام واجبات کا حساب کتاب کرنا ۔ ان کی پچھلی سروس نکالنا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ اس کے لیے اس میں چند دن لگ جاتے ہیں کیونکہ ایک سال میں کتنے لوگ ریٹائر ہوتے ہیں ۔ اس لیے ایک خاص لمحہ پر یہ تعداد اگر موجود ہے ۔ تو اسے نارمل سمجھ لینا چاہیئے ۔ البتہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے ۔ کہ ریکارڈ میں دیر ہو جاتی ہے تو یقیناً یہ ہماری کوشش ہوگی کہ حکومت کی سطح پر ایسے انتظامات کیے جاویں جس کی وجہ سے ملازمین کے ریکارڈ کو up to date زیادہ سے زیادہ مکمل رکھا جاسکے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اگلا سوال ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ نشان زدہ سوال نمبر 4618 کے جواب سلسلہ میں مزید کچھ وقت چاہیئے ۔ معلومات جمع کی جارہی ہیں ۔ اس لیے کچھ مہلت دی جاوے ۔ بعد میں بہتر جواب دیا جاسکے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس سوال کو دھرایا جائے ۔

پولیس اسٹیشن جلالپور پیروالا کے لیے کوارٹروں کی تعمیر

***4629 ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) اس وقت پولیس سٹیشن جلالپور پیروالا ضلع ملتان میں پولیس کی کتنی نفری ہے ۔ ان میں سے ہر درجہ کی نفری کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کہ سٹاف مذکور کے لیے وہاں ایک بھی رہائشی کوارٹر تعمیر نہیں کیا گیا ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سٹاف اپنی رہائش کے حصول کے لیے عوام کا دست نگر ہے اور اس سے کارکردگی متاثر ہوتی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس سٹیشن مذکور کے مغرب میں تقریباً 6 کنال اراضی ملحق ہے جو کہ پہلے ہی پولیس سٹیشن کے قبضہ میں ہے ۔

(ھ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جزو (د) میں مندرج اراضی پر سٹاف مذکور کے لیے کوارٹر تعمیر کرنے ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) سب انسپکٹر ۔ 2 اسسٹنٹ سب انسپکٹر ۔ 6 کانسٹیبل ۔ 12

(ب) جی ہاں ۔

(ج) پولیس کا مذکورہ سٹاف کرائے کے مکانوں میں رہائش پذیر ہے ۔

(د) جی ہاں ۔

(ھ) مذکورہ پولیس ملازمین کی رہائش کے لیے ایک تجویز سال 1969ء میں تیار کی گئی ۔ لیکن بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے اس کو عملی جامہ نہ پہنایا جاسکا ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ تھانہ کے افسران کے لیے تھانہ میں کوارٹر ہونا ضروری ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب ذرا دوبارہ ارشاد فرمائیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ہر تھانیدار ۔ ہیڈ کانسٹیبل یا کانسٹیبل کے لیے تھانہ پر کوارٹر ہونا لازمی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ لازمی تو نہیں قرار دیا گیا ویسے اگر ہو تو زیادہ بہتر ہے ۔ اس لیے کہ اگر نہیں ہوگا تو کرایہ پر جگہ لی جاوے گی ۔ اور اگر کرایہ پر لینے کا مسئلہ آئے گا ۔ تو تھانیدار کے ذاتی کردار پر اس بات کا انحصار ہوگا کہ وہ کونسی جگہ لے ۔ اس کا کتنا کرایہ ہو ۔ اس لیے ہماری یہ کوشش ہے ۔ کہ پولیس کے ملازمین کے لیے جلد از جلد رہائشی سہولتیں مہیا کی جاسکیں ۔ اس سلسلہ میں مسئلہ صرف تھانیداروں کی رہائش کا نہیں ہے بلکہ تمام کانسٹیبلان کی رہائش کا بھی مسئلہ ہے ۔ کیونکہ اس کا بھی خاندان ہوتا ہے ۔ اس کا بھی کنبہ ہوتا ہے ۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ بڑے بڑے شہروں میں ۔ دیہات میں یا دوسری جگہوں پر دور دراز کے علاقوں میں جہاں پولیس سے ہم توقع رکھتے ہیں ۔ کہ مختلف جرائم کے انسداد میں وہ کوشش کرے ۔ تو اس لیے ان کو بنیادی ضروری سہولیات بھی دی جاویں تاکہ وہ مطمئن ہو کر انتظام کرسکیں حکومت اس طرف توجہ کر رہی ہے ۔ اور جلد ہی اس معاملہ میں کامیابی کی امید ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے علم میں ایک بات لانی چاہتا ہوں کہ تھانہ ممتاز آباد بذات خود تھانہ جو ہے ۔ وہ بھی ایک کوٹھی میں ہے ۔ تھانہ کی عمارت نہیں ہے ۔ تو براہ کرم اس کو بھی اپنی لسٹ میں شامل کرلیں ۔ کوارٹروں کی بات تو بعد ہے ۔ کم سے کم تھانہ کی بلڈنگ تو ہونی چاہیئے ۔

Mr. Speaker. It is not connected with this question. Hence it is no supplementry to this question.

وزیر اعلیٰ ۔ سوال نمبر 4648 اور 4659 کے سلسلہ میں محکمہ پولیس نے وقت طلب کیا ہے ۔ کوائف جمع کیے جا رہے ہیں ۔

Mr. Deputy Speaker. These will be repeated on the next turn.

ضلع ملتان کے مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں تصفیہ طلب مقدمات

***4728 (الف)** ۔ **مسز حسینہ بیگم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ضلع ملتان کے مجسٹریٹوں کی عدالتوں میں کتنے مقدمات تصفیہ طلب ہیں ۔

(ب) مذکورہ مجسٹریٹ صاحبان ایک ماہ میں اوسطاً کتنے مقدمات کا فیصلہ کرتے ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مقدمات کو نمٹانے کی رفتار سست ہے اور عوام کو انصاف کے حصول میں دشواری پیش آ رہی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) ضلع ملتان کی فوجداری عدالتوں میں یکم جنوری 1974ء کو 5662 سرسری اور 8913 باقاعدہ مقدمات تصفیہ طلب تھے ۔

(ب) ہر مجسٹریٹ نے اوسطاً ہر ماہ 78 سرسری اور 38 باقاعدہ مقدمات کا فیصلہ کیا۔

(ج) جی نہیں۔ مقدمات کو نمٹانے کی رفتار بحیثیت مجموعی تسلی بخش ہے۔

ملتان ڈویژن میں تین سال سے زائد عرصہ سے متعین پولیس افسران

*4729۔ **مسز حسینہ بیگم** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) ملتان ڈویژن میں پولیس کے کتنے اعلیٰ افسران تین سال سے زائد عرصہ سے متعین ہیں ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ افسران کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) ملتان ڈویژن میں کوئی اعلیٰ افسر (انسپکٹر پراسیکیوٹنگ انسپکٹر ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی ، پی ۔ ڈی ۔ ایس ۔ پی) تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات نہیں ہے ۔

(ب) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کیا یہ درست ہے کہ پولیس افسران تین سال پورے ہونے سے چند ماہ یا چند ہفتے قبل دوسرے اضلاع میں تبادلہ کرا لیتے ہیں اور پھر ملتان میں واپس چلے آتے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ اگر پہلے ایسا ہوتا تھا تو اب نہیں ہوگا ۔

میاں چنوں میں انسپکٹر پولیس کی آسامی وضع کرنا

*4838۔ **ڈاکٹر محمد صادق ملہی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ میاں چنوں 1925ء میں قائم ہوا تھا ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تھانے کے علاقے کی آبادی 1925ء میں دس ہزار نفوس پر مشتمل تھی اور اس وقت تقریباً اڑھائی لاکھ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ تھانے کے لیے کوئی سرکل انسپکٹر کی آسامی نہیں ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت میاں چنوں میں سٹی تھانہ الگ قائم کرنے اور انسپکٹر پولیس کی آسامی وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے)۔ (الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) تھانہ میاں چنوں خانیوال سب ڈویژن میں ہے۔ اور ڈی۔ ایس۔ پی خانیوال کی زیر نگرانی ہے۔

(د) ٹاؤن پولیس پوسٹ میاں چنوں اس وقت دو ہیڈ کانسٹیبل اور بیس کانسٹیبلوں پر مشتمل ہے۔ محکمہ پولیس نے موجودہ نفری میں ایک اے۔ ایس۔ آئی دو ہیڈ کانسٹیبل اور تیس کانسٹیبل کے اضافے کے لیے تجویز تیار کی ہے۔

گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج کوپر روڈ میں دنگا فساد

*4886۔ **ملک شاہ محمد محسن**۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج واقع کوپر روڈ میں دسمبر 1973ء کے پہلے ہفتہ میں طالبات اور لیکچراروں کے درمیان دنگا فساد ہوا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس تمام دنگا فساد

کی وجوہات کیا تھیں اور ایسے واقعات کے سد باب کے لیے حکومت نے کیا انتظامات کیے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) مورخہ 7-12-1973 کو گورنمنٹ اسلامیہ گرلز کالج واقع کوپر روڈ لاہور کی یونین کا انتخاب تھا ۔ انتخاب میں دو فریقوں کے درمیان اختلاف رائے تھا اور یہ الزام لگایا جا رہا تھا کہ انتخاب درست نہیں ہو رہا ۔ ان کا مطالبہ تھا کہ انتخاب بند کیا جائے تاکہ یہ انتخاب درست طور پر ہو سکے ۔ اس پر انتخاب ملتوی کر دیا گیا ۔ طالبات اور لیکچراروں کے درمیان دنگا فساد نہیں ہوا تھا ۔

(ب) محکمہ تعلیم نے ایک انکوائری کمیٹی مقرر کر دی ہے جو اس واقعہ اور انتخاب کی تفصیلات کے متعلق تحقیق کرکے رپورٹ محکمہ تعلیم کو بھیجے گی ۔ طالبات کے مطالبہ کے مطابق کالج کی پرنسپل کو تبدیل کر دیا گیا ہے اور انتخابات کو ملتوی کر دیا گیا ہے ۔

کم فاصلے کی سواریاں بٹھانے سے انکار پر رکشا اور ٹیکسی ڈرائیوروں کے چالان

*4887 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ 1973ء میں لاہور ، راولپنڈی ، ملتان اور لائل پور میں کم فاصلے کی سواریاں بٹھانے سے انکار پر کتنے ٹیکسی اور رکشا ڈرائیوروں کا چالان کیا گیا اور میٹر میں گڑبڑ کرنے کے الزام میں کتنے سپرد عدالت کیے گئے اور کتنوں کے لائسنس منسوخ کیے گئے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ 1 ۔ تعداد رکشا ڈرائیور جن کا چالان کیا گیا کہ انھوں نے کم فاصلے کی سواریاں بٹھانے سے انکار کیا ۔ 3004

2 ۔ تعداد ٹیکسی ڈرائیور جنھوں نے کم فاصلے کی سواریاں بٹھانے سے انکار کیا ۔ 636

3 ۔ تعداد رکشا ڈرائیور جنہوں نے میٹر میں گڑ بڑ کر رکھی تھی ۔ 2546

4 ۔ تعداد ٹیکسی ڈرائیور جنہوں نے میٹر میں گڑ بڑ کر رکھی تھی ۔ 713

5 ۔ تعداد رکشا ڈرائیور جن کے لائسنس منسوخ کیے گئے ۔ 655

6 ۔ تعداد ٹیکسی ڈرائیور جن کے لائسنس منسوخ کیے گئے ۔ 172

7 ۔ تعداد ٹیکسی ڈرائیور جو سزا یاب ہوئے ۔ 1701

8 ۔ تعداد رکشا ڈرائیور جو سزا یاب ہوئے ۔ 6332

پنجاب کی فوجداری عدالتوں میں فیصلہ طلب مقدمات

*4891 ۔ **ملک شاہ محمد محسن** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) پنجاب کی ماتحت فوجداری عدالتوں میں آج کل کتنے فوجداری مقدمات فیصلہ طلب ہیں ۔

(ب) مذکورہ مقدمات کے جلد فیصلوں کے لیے کیا انتظامات کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) پنجاب کی ماتحت فوجداری عدالتوں میں یکم فروری 1974ء تک 79301 باقاعدہ اور 80729 سرسری مقدمات تصفیہ طلب تھے ۔

(ب) حکومت ان مقدمات کے جلد تصفیہ کے لیے مزید مجسٹریٹ مقرر کر رہی ہے ۔ مجسٹریٹوں کی خالی آسامیوں کو مشتہر کیا جا چکا ہے ۔ نئے افسران کی تعیناتی کے بعد توقع ہے کہ بقایا مقدمات کافی حد تک کم ہو جائیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو یاد ہے کہ انھوں نے چند دن ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ مجسٹریٹوں کے لیے لڑکوں کے انٹرویو ہوئے تھے اور اس ضمن میں 100 کیس جو پنڈنگ تھے ۔ ان کی نسبت آپ نے فیصلہ کیا تھا کہ ان کو ملازم رکھ لیا ہے ۔ کیا آسامیوں کو دوبارہ مشتہر کرنے میں ان کی حق تلفی نہ ہوگی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ متعلقہ سوال نہیں ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ جو خالی آسامیاں ہوں گی ۔ میں نے اسی لیے وثوق سے آپ کو بتا دیا ہے کہ ان 100 مجسٹریٹوں میں سے جو پہلے لینے تھے جن کو مشتہر کیا گیا تھا اور اس کے بعد دوبارہ جن 100 کے لیے امتحان لیا گیا ۔ ان میں سے یعنی دونوں میں سے مجسٹریٹ لیے جائیں گے ۔ اور جتنی بھی آسامیاں ہمارے پاس موجود ہیں وہ سب کی سب پر کر لی جائیں گی ۔ اس کے علاوہ یعنی دوسری باتیں ہیں یعنی سول مجسٹریٹ ہیں ۔ ان کے لیے الگ طور پر ہم پہلے کارروائی کر رہے ہیں بلکہ کل اس میں 14 آسامیاں موجود تھیں تو ان کو پر کرنے کے لیے میں نے آرڈر کیا ہے ۔ اس طریقہ سے جتنی بھی کمی ہے وہ پوری کر لی جائے گی ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان کو نظر انداز کر دیا جائے گا اور نئے لوگوں کو لے لیا جائے گا ۔ یعنی اس کے بعد جو آسامیاں ہیں ان کے لیے یہ صورت ہے ۔

بلا روشنی سفر کرنے کے الزام میں تانگوں ، ریڑھوں ، سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں کے چالان

*5097 ۔ **سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ لاہور کارپوریشن کے علاقہ میں رات کے وقت تانگوں ، ریڑھوں ، سائیکلوں اور سکوٹروں کو بلا روشنی چلنے کی اب عام اجازت ہے ۔

(ب) اگر جواب (الف) کا جواب نفی میں ہے تو یکم جنوری 1973ء سے اب تک بلا روشنی سفر کرنے کے الزام میں کتنے تانگوں، ریڑھوں، سائیکلوں اور موٹر سائیکلوں کا شہر لاہور میں چالان کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) جی نہیں -

(ب) 2431 -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ اب جو صورت حال ہے وہ اس سے مطمئن ہیں کہ یہ جو بلا روشنی تانگے ریڑھیاں چلتی ہیں ان کی تعداد میں کچھ کمی واقع ہوئی ہے - یا ان کی تعداد اسی طرح سے ہے جیسے پہلے تھی ؟

وزیر اعلیٰ - جو صورت حال ہے اس سے تو کوئی سادہ دل ہی مطمئن ہو سکتا ہے - اس کی اصلاح کی بے حد گنجائش ہے - البتہ یہ ضرور ہے کہ حکومت ان تمام معاملات سے آگاہ ہے اور یہ 2431 جو چالان کیے گئے ہیں - یہ اسی سلسلے میں کیے گئے ہیں اور یہ اس کوشش کا اظہار ہیں - البتہ ایسی صورت کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی اور میں اس بات سے بھی آگاہ ہوں کہ محض چالانوں سے یہ بات نہ ہوگی - ان کے لیے ہم دور رس اقدامات بھی کریں گے تاکہ صورت حال بہتر ہو -

---

لاہور کی سڑکوں کے فٹ پاتھوں پر کاریں پارک کرنے کے الزام میں چالان

*5124 - **سردار امجد حمید خان دستی** - کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کی سڑکوں کے فٹ پاتھوں پر لوگ کاریں پارک کر دیتے ہیں - اگر ایسا ہے تو 1973ء میں ایسے کتنے اشخاص کے چالان ہوئے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) - جی ہاں - 1529 -

سردار امجد حمید خان دستی - کیا جناب وزیر اعلیٰ فرمائیں گے کہ یہ

کاروں کے فٹ پاتھوں پر کھڑا کرنے کی رسم یا ہدایات جو ہیں ان میں کمی واقع نہیں ہو رہی بلکہ یہ چیز بتدریج بڑھ رہی ہے ؟ کیا وہ اس سلسلے میں غور کرنے کے لیے تیار ہیں کہ ایسی کاروں کو ضبط کر لیا جائے ۔ ان کو زیر استعمال نہ آنے دیا جائے ۔ اور ان کاروں کو فٹ پاتھوں پر کھڑا نہ ہونے دیا جائے ؟ میں سمجھتا ہوں کہ صرف چالان ہی کافی نہیں ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ پہلا مسئلہ تو پھر آئے گا کہ ان کو ضبط کر کے کہاں کھڑا کیا جائے ۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے اور اس لحاظ سے کاروں کی تعداد بھی بڑھ رہی ہے ۔ روز ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان میرے پاس آتے ہیں کہ ہمیں کاریں دی جائیں ۔ تو ان کاروں کے کھڑا کرنے کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ۔

جناب والا ۔ یہ مسئلہ ساری دنیا میں در پیش ہے ۔ تمام بڑے بڑے شہروں میں کاروں کی پارکنگ کا مسئلہ ایک عام مسئلہ بن چکا ہے ۔ ہمارے پاکستان میں ایسے مسئلے ہیں جن پر پہلے غور نہیں کیا گیا حالانکہ ہماری ہدایات اس ضمن میں ضرور ہیں ۔ آج بھی ہم یہ نہیں سوچ رہے کہ 10 سال بعد کیا صورت حال ہوگی ۔ بہر حال اس مسئلہ سے ہم آگاہ ہیں اور جلد ہی بڑے شہروں میں پارکنگ کی جگہیں بنا دی جائیں گی تا کہ فٹ پاتھوں پر لوگوں کو کاریں کھڑی کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہو ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں بڑے وثوق سے کہتا ہوں کہ ان سوالات سے اس معزز ایوان کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ ایک چیز کو طوالت میں ڈال رہے ہیں کہ موٹروں ، ٹانگوں ، ریڑھیوں اور سائیکلوں کے چالان کیے ہیں ۔ پھر فرماتے ہیں کہ فٹ پاتھوں پہ کھڑی گاڑیوں کے چالان کیے جائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ آپ یہ فرمائیں کہ رولز آف پروسیجر کے کس رول کی خلاف ورزی ہوئی ہے ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔ جناب والا ۔ آئندہ کے لیے ایسے سوالوں کی اجازت نہیں دینی چاہیے اور آپ یہ خیال فرمائیں کہ بلکہ شاہ محمد محسن کے

سوال کے سلسلے میں ضابطہ فوجداری میں فیصلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے برابر ہے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے آپ کا پوائنٹ آف آرڈر پہلے ہی رول آؤٹ کر دیا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ انھوں نے اعتراض فرمایا ہے کہ یہ بالکل بے معنی سوالات ہیں ۔ اگر سوال ان کی سمجھ میں نہیں آیا تو میں آپ کے توسط سے انھیں بتانا چاہتا ہوں کہ اگر چالان ہونے والے ریڑھوں ، ٹانگوں اور سائیکلوں کی تعداد معلوم نہ کی جائے اور اگر یہ جواب آئے کہ کوئی چالان نہیں ہوا تو انھیں یہ تاثر ملے گا کہ انھیں کھلی چھٹی ہے ۔ یہ جواب آنے سے کم از کم یہ تاثر پیدا ہوگا کہ کوئی نہ کوئی کارروائی ہو رہی ہے ۔ بلا روشنی گاڑیوں کا چلانا ٹھیک نہیں ۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ ان کو اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ یہ سپیکر کے فرائض ادا کریں ۔ یہ کرسی صدارت پر بیٹھ چکے ہیں دو چار منٹ تو انھوں نے اپنی خواہش اور خوشی پوری کر لی ہے ۔ یہ بلا وجہ ممبران پر اعتراض نہ کریں ورنہ ہم بھی ان پر اعتراض کر سکتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے ان کی بات کو رول آؤٹ کر دیا تھا ۔ اب تک کافی وضاحت ہو چکی ہے ۔

صوبہ میں قتل ہونے والے اور گرفتار ہونے والوں کی تعداد

***5161 ۔ سردار امجد حمید خان دستی** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) سال 1968ء میں مغربی پاکستان کے اس علاقہ میں جو آج کل صوبہ پنجاب کہلاتا ہے کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد قتل کے الزام میں گرفتار ہوئے ۔

(ب) پنجاب میں 1973ء میں کتنے افراد قتل ہوئے اور کتنے افراد کی قتل کے الزام میں گرفتاری عمل میں لائی گئی ۔

(ج) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1968ء کے مقابلہ میں 1973ء میں قتل ہونے والے افراد کی تعداد زیادہ اور گرفتار ہونے والوں کی تعداد کم ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور قتل کی وارداتوں کو روکنے کے سلسلے میں کیا قدم اٹھایا جا رہا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ محکمہ پولیس مطلوبہ معلومات حاصل کر رہا ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ یہ بھی اسی مد میں رکھ لیا جائے ۔ مزید مدت کے لیے دوبارہ آپ اس پر غور کر سکتے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس سوال کا اعادہ کیا جائے گا ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ یہ تمام سوالات جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے ۔ یہ محکمہ پولیس سے متعلق ہیں ۔ تو کیا وجہ ہے کہ محکمہ پولیس اتنا نا اہل ہے کہ وہ تمام سوالات کے جواب نہیں دے سکا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ ایسی صورت نہیں ہے یہ باقی سوالات بھی جن کے جوابات اتنی دیر سے میں اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب دے رہے ہیں ۔ محکمہ پولیس سے متعلق ہیں اور اس میں صرف یہی کوشش ہے کہ آپ کو کوئی غلط ملط ادھورا جواب نہ دیا جائے ۔ میں چاہتا ہوں کہ جو جواب ہاؤس میں دیا جائے وہ تسلی بخش ہو ۔ اس پر پوری تحقیقات ہو ۔ میں ذمہ داری سے اس کا جواب دوں ۔ اس لیے ہو سکتا ہے کہ انھوں نے جواب دیے ہوں وہ جواب مجھے پسند نہ آئے ہوں ۔ میں نے ان جوابات کو اس قابل نہ سمجھا ہو کہ میں انھیں ہاؤس کے سامنے رکھوں ۔ اس لیے آپ اس بات کو اس انداز سے نہ لیں اور جو بہت سے سوالات ہو رہے ہیں وہ محکمہ پولیس سے متعلق ہیں ۔ ان کے جوابات بڑی تسلی سے اور تفصیل کے ساتھ حتمی انداز میں ہم دے رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مجھے اسمبلی کے ریکارڈ سے پتا چلا ہے کہ سوالات کے جوابات کے لیے وقت کم مل رہا ہے ۔

صوبہ کی عدالتوں میں زیر سماعت مقدمات کی تعداد

*5229 ۔ **چوہدری علی بہادر خان** ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب کی عدالتوں میں 31 دسمبر 1973ء تک ضلع وار کل کتنے فوجداری اور دیوانی مقدمات زیر سماعت تھے ۔

(ب) مذکورہ مقدمات میں سے کتنے پانچ سال سے زائد عرصہ سے زیر سماعت ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) صوبہ پنجاب کی عدالتوں میں 31 دسمبر 1973ء تک ضلع وار زیر سماعت فوجداری اور دیوانی مقدمات کی تعداد مندرجہ ذیل تھی :

نام ضلع	فوجداری مقدمات		دیوانی مقدمات	پانچ سال سے زائد عرصہ سے زیر سماعت مقدمات			
	سرسری	باقاعدہ		فوجداری		دیوانی	
				باقاعدہ	سرسری		
1 - لاہور	9457	11509	26863	—	—	اطلاع	
2 - سیالکوٹ	3591	5267	10382	7	—	موصول	
3 - گوجرانوالہ	3466	6237	5911	—	—	نہیں	
4 - شیخوپورہ	3674	4	3867	—	—	ہوئی	
5 - جہلم	1050	1658	5670	—	—	,,	
6 - راولپنڈی	3234	8911	11530	—	—	,,	
7 - گجرات	3225	2003	8630	37	—	,,	
8 - کیمبلپور	824	767	5568	—	—	,,	
9 - ملتان	8915	5662	10820	20	—	,,	
10 - مظفرگڑھ	3439	1845	6731	4	—	,,	
11 - ڈیرہ غازی خان	2363	415	3772	—	—	,,	
12 - ساہیوال	8024	13208	8366	15	—	,,	
13 - سرگودھا	6111	4706	5493	147	—	,,	
14 - لائل پور	11108	12885	11129	—	—	,,	
15 - جھنگ	4022	3782	3891	18	—	,,	
16 - میانوالی	1950	1305	4364	10	—	,,	
17 - بہاولپور	1911	612	3770	—	—	,,	
18 - بہاولنگر	2038	646	3267	—	—	,,	
19 - رحیم یار خان	3908	522	4223	—	—	,,	

* (ب) پانچ سال سے زائد عرصہ سے زیر سماعت فوجداری مقدمات کے بارے میں مشتملہ کوائف جواب (الف) کے سامنے درج ہیں ۔ جہاں تک پانچ سال سے زائد عرصہ سے زیر سماعت دیوانی مقدمات کا تعلق ہے ، کوائف صوبے کے تمام ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن ججوں سے اکٹھے کیے جا رہے ہیں ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ جو فوجداری مقدمات پانچ سال سے زائد عرصہ سے پڑے ہیں اس کی کیا وجہ ہے ۔ کیونکہ قانون کی منشاء تو یہ ہے کہ 15 دن سے زائد پیشی بھی نہ دی جائے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کی بے شمار وجوہات ہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں بتاؤں گا کہ invesigation and prosecution میں جو دیر ہو جاتی ہے اور اس میں اس کا غیر موثر ہونے سے ان مقدمات میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے ۔ پھر یہ کہ جو گواہ ہیں جو ملزمین ہیں وہ دیر دیر تک عدالت میں پیش نہیں ہوتے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خاص طور پر جو ملزمین ہیں وہ مفرور ہو جاتے ہیں ۔ ان کو واپس لائے اور پکڑنے کے لیے ان کے پیچھے جانا پڑتا ہے ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ ہمارے وکیل دوست جو ہیں وہ بھی مقدمات کو لمبا کرنے کے لیے کافی dilatory tactics استعمال کرتے ہیں ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ جو کام کی مقدار ہے وہ مجسٹریٹوں کی تعداد کی مقدار سے بہت زیادہ ہے جس پر آپ دوست اکثر ذکر کرتے رہتے ہیں ۔ اب ہم نے اس پر فوری طور پر عمل کرنا شروع کیا ہے ۔ جیسا کہ میں نے عرض کی ہے کل ہی میں نے 14 سول مجسٹریٹوں کے تقرر کا فیصلہ کیا ہے اور اسی طرح سے جو دوسرے مجسٹریٹ تھے ۔ میں نے آپ کو بتایا تھا تقریباً 140 مجسٹریٹ اور جلدی appoint کر دیے جائیں گے ۔ اس کے بعد یہ ہے کہ مختلف وجوہات کی بنیاد پر adjournments مانگی جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس میں کچھ دیر کر دی جائے ۔ پھر ٹرانسفر کی application آ جاتی ہے کہ میرا مقدمہ اس عدالت سے نکال دیا جائے کہ فلاں کے چچا کا بھائی ہے اور یہ مجسٹریٹ ہمیں قبول نہیں ہے ۔ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کرے گا ۔ اسی طرح سے stay order کا سلسلہ آ جاتا ہے ۔ پھر یہ ہے کہ جو حالات ہیں جن میں عدالتیں کام کر رہی

ہیں جہاں عدالتوں کے کمرے نہیں ہیں ۔ کہیں رہائش کا انتظام نہیں ہے ۔ یہ اب سارا مسئلہ ہے اور یہ تمام چیزیں ہیں جن کی وجہ سے مقدمات میں دیر ہو جاتی ہے ۔ بہر حال آپ بھی سب اس سے آگاہ ہو رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ ان چند دنوں میں میں نے اس سیشن میں دیکھا کہ سب سے زیادہ سوالات عدالتوں کے حالات کے بارے میں ۔ مجسٹریٹوں کے بارے میں مقدمات کے جلد تصفیہ نہ ہونے کے بارے میں آئے ہیں اور جس طرح آپ آگاہ ہیں آپ کی مہربانی سے حکومت بھی اس سے آگاہ ہوئی ہے اور ہم فوری طور پر ایسے اقدامات کریں گے جن سے صورت حال بہتر ہو سکے گی ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اس سوال کا جواب اور باقی سوالات جن کے جوابات موصول نہیں ہوئے جن کے آگے لکھا ہوا ہے کہ "اطلاع موصول نہیں ہوئی" اور یہ جو دیوانی اپیل کا ہے اس کی اطلاع نہیں ملی ہے اور دوسرے کوائف اکٹھے کیے جا رہے ہیں تو کیا یہ سوالات repeat کیے جائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ ٹھیک ہے ۔ اس کے لیے دوبارہ سوال کر دیجیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ تو پہلے ہی repeat ہو رہا ہے ۔

The question will be repeated.

میاں خورشید انور ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب امن عامہ کی صورت حال کو بہتر بنانے اور مقدمات کی بھرمار کو ختم کرنے کے لیے اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ پولیس کا محکمہ سرے سے ہی ختم کر دیا جائے ؟ (قہقہہ)

Mr. Deputy Speaker. This is not relevant.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ کے نزدیک نہیں ہوگا ۔ پولیس کے محکمے میں تمام برائیاں پیدا ہو رہی ہیں ۔ یہ تمام برائیاں کی ماں ہے ۔ اگر اس کو ختم کر دیا جائے تو ایک طرف اخراجات سے چھٹکارہ حاصل ہو جائے گا ۔ دوسری طرف لوگ آرام محسوس کریں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میاں صاحب آپ علیحدہ سوال دے دیں اس قسم کا جواب آپ کو ملے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ انھوں نے جو ابھی ابھی مقدمات میں تاخیر کی وجوہات بیان کی ہیں ان میں ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان ایگزیکٹو ڈیوٹی ، فوڈ ڈسٹریبیوشن انسپکشن کے علاوہ انتظامی امور میں عدالتوں سے باہر رہتے ہیں ۔ تو اس سلسلے میں حکومت کوئی سرکلر جاری کرنے کے لیے تیار ہے کہ وہ عوام کے انتظامی امور کے علاوہ عدل و انصاف کے لیے وقت دے سکیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں یہ مسئلہ اصولی بحث سے تعلق رکھتا ہے کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو الگ الگ کر دیا جائے ۔ کیونکہ قانون اور دستور کے مطابق مرکزی حکومت کے مختلف فیصلوں کے مطابق یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو بالآخر جدا جدا ہو جائیں گے اور اس پر اس کارروائی کو عمل میں لایا جا چکا ہے جس سے تمام مجسٹریٹوں سے یہ ایگزیکٹو سے متعلق معاملات لے لیے جائیں گے ۔ اس طرح سے وہ زیادہ تندہی سے زیادہ توجہ سے اور انہماک سے عدالتوں کے کام پر لگ سکیں گے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ میرے سوال کی آپ نے وضاحت نہیں کی ۔ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کا الگ الگ ہونا تو ٹھیک ہے اس کے متعلق پہلے بھی بیانات آ چکے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ ہو رہے ہیں ۔ فوڈ کی ڈسٹریبیوشن اور حال ہی میں تیل کی تقسیم کے سلسلے میں مجسٹریٹ صاحبان زیادہ وقت لیتے رہے ہیں ۔ تو میں وزیر موصوف کے اطلاع کے لیے ان کے گوش گزار کرنے کے لیے یہ عرض کروں گا کہ وہ کام محکموں کو دے دیا جائے اور مجسٹریٹ صاحبان کو عدالتوں میں کام کرنے کے لیے کہا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے پہلے بھی یہی سوال کیا تھا اور اس کا انھوں نے یہ جواب دیا ہے ۔ اب اگر اس میں عدل و انصاف کی بات آئی ہے اور شائد آپ کو تکلیف پہنچی ہے کیونکہ جواب اس کا دیا گیا ہے کہ ایگزیکٹو ڈیوٹی جو ان سے لی جا رہی ہے وہ جب آہستہ آہستہ ایگزیکٹو ڈیوٹی سے علیحدہ ہو جائیں گے تو اس وقت یہ problem نہیں رہے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ مجھے وضاحت تو کرنے دیں ۔ میں

یہ عرض کر رہا ہوں کہ ایگزیکٹو اور جوڈیشری کا علیحدہ علیحدہ ہونا میں بطور وکیل خوب سمجھتا ہوں کہ کیا ہے ۔ فوڈ اور تیل کی تقسیم کا کام فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو دے دیا جائے ۔ کیونکہ متعلقہ محکمہ اور ڈی ۔ ایف ۔ سی وغیرہ موجود ہیں ۔ تو میں جناب چیف منسٹر سے استدعا کروں گا کہ کیا یہ فوری طور پر نہیں کیا جا سکتا کہ مجسٹریٹ عدالتوں میں زیادہ وقت دیں ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں معافی چاہتا ہوں کہ میرے فاضل دوست یقیناً وکیل ہیں اور قانونی معاملات کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں ۔ لیکن میں پھر بھی اصرار کروں گا کہ جو گزارشات میں نے کی ہیں وہ اس سوال کا صحیح جواب ہیں ۔ ڈپٹی کمشنر موجود ہے جو کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بھی ہے اور باقی مجسٹریٹ اسی طرح اس کے تحت ہیں ۔ اس وقت ڈپٹی کمشنر کو ایگزیکٹو پاورز اور جوڈیشل پاورز دونوں ہیں ۔ جب تک یہ تفریق نہیں ہوگی ۔ اس وقت تک وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ یا اس کے تحت دوسرے مجسٹریٹ جو ہیں ان کو اس طرح کے فرائض ضرور سونپے جائیں گے ۔ جب بھی crisis آئے گا آپ ہی کہیں گے کہ صاحب اس کام کے لیے کسی مجسٹریٹ کو بھیج دیا جائے ۔ کیونکہ باقی لوگ اس کے لیے اہل نہیں ہیں ۔ وہ زیادہ انصاف سے اس بات کو کر سکے گا ۔ لیکن جونہی ایگزیکٹو اور جوڈیشری کی تفریق ہو جائے گی ۔ مجسٹریٹ عدالتوں کا کام کریں گے اور ایگزیکٹو کے لوگ عدالتوں کے کام میں مصروف نہیں ہوں گے ۔ ان کے پاس duties الگ الگ ہوں گی ۔ اس وقت تک ایسا ہونا فطری بات ہے اور ہوتا رہے گا ۔ لیکن ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو بھی فیصلہ بنیادی طور پر ہو چکا ہے ۔ اس کو عمل میں لانے کے لیے ایسے اقدامات کیے جائیں کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو اپنے الگ الگ فرائض سنبھال لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی اچھی خبر سنائی ہے کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کو علیحدہ علیحدہ کیے جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔ وہ از راہ کرم اس ہاؤس کو آگاہ کریں گے کہ اس پر عملی جامہ کتنے عرصے میں پہنا دیا جائے گا یا اس کی تکمیل کب تک ہو جائے گی ؟ مہربانی کر کے کوئی خاص تاریخ یا ماہ بتایا جائے کہ یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ کم از کم سال ہی بتا دیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ ماہ اور سال کی بات بعد میں ہوگی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ کم از کم سال ہی بتا دیں کہ اس سال اس پر عمل ہوگا یا اگلے سال ہوگا ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کا جو سوال ہے This is not relevant. کیونکہ انہوں نے صرف یہ کہا ہے کہ جوڈیشری اور ایگزیکٹو کے علیحدہ علیحدہ ہونے کا فیصلہ ہوا ہے جس کو بتدریج عملی جامہ پہنایا جا رہا ہے۔ اگر آپ کوئی تاریخ یا سال پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے علیحدہ سوال دے دیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اندازاً وقت بتا دیں کہ کب تک اس پر عمل درآمد شروع کریں گے؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اس کے لیے علیحدہ سوال چاہیے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اگر انہیں کوئی رکاوٹ ہے کہ وہ نہیں بتا سکتے تو اس کی اجازت دیں کہ وہ بتا دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ علیحدہ سوال دے دیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ انہوں نے خود ہی جواب دیا ہے ۔ اس پر میں نے ضمنی سوال کیا ہے ۔ اگر یہ ہاؤس میں نہ آتا تو میں سوال نہ کرتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ انہوں نے آئین کے مطابق بتایا ہے ۔ یہ آئین کا فیصلہ ہے ۔ آپ وقت پوچھنا چاہتے ہیں ۔ اس کے لیے آپ علیحدہ سوال کریں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اندازاً آپ سمجھ بتا دیں ۔

Mr. Deputy Speaker. The Judiciary shall be separated progressively from the executive within three years from the commencing date. This is the constitutional provision in Article 175 (3).

ضلع لائل پور میں اشتہاری ملزمان

*5380 ۔ رائے عمر حیات خان ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) تھانہ جڑانوالہ ، ستیانہ اور لنڈیانوالہ ضلع لائل پور میں کل کتنے ملزمان اشتہاری ہیں اور ان سے کیا کیا جرم سر زد ہوئے ۔

(ب) حکومت مذکورہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے لیے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) تھانہ جڑانوالہ ــ 12 ۔

تھانہ ستیانہ ۔ 9 ۔

تھانہ لنڈیانوالہ ۔ 8 ۔

یہ اشتہاری مجرم مختلف جرائم میں مطلوب ہیں ۔ جن میں جرائم زیر دفعات تعزیرات پاکستان 302 ، 307 ، 420 ، 457 ، 380 ، 148 ، 382 ، 411 ، 452 ، 468 ، 409 ، 366 ، 376 ، 326 ، 304 ، 381 ، 379 شامل ہیں ۔

(ب) ان کی گرفتاری کے لیے انتھک کوشش جاری ہے ۔ اور مختلف مقامات پر اس سلسلے میں پولیس چھاپے مار رہی ہے ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس لائل پور کو دفعہ 88 ضابطہ فوجداری کے تحت ان کی جائیداد وغیرہ ضبط کرنے کی کارروائی کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ کو سخت بخار ہو گیا ہے ۔ اس لیے میں مورخہ

1974 ۔ 4 ۔ 10 تا 1974 ۔ 4 ۔ 12 اجلاس میں شمولیت سے معذور ہوں ۔ استدعا ہے کہ ان ایام کی چھٹی منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

محترمہ ناصرہ کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست محترمہ ناصرہ کھوکھر صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

This is to inform you that I could not attend the Assembly Session on 8th April, 1974 due to unavoidable circumstances. Therefore, my absence from the House may please be excused. I shall be thankful.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں علالت کی بنا پر مورخہ 1974 ۔ 4 ۔ 8 بروز پیر اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری مورخہ 4 ، 8 کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا ۔ رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 11 ۔ 12 ، 1973 ۔ 11 ۔ 13 اور 1973 ۔ 11 ۔ 23 کو بوجہ بیماری اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔ اس لیے ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالعزیز ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالعزیز ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session from 2-4-1974 to 6-4-1974 due to illness. Leave may kindly be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 19 ۔ 12 ۔ 1973 کو طبیعت کی ناسازی کی بناء پر اجلاس میں شامل نہ ہو سکا ۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں مورخہ 8 ۔ 3 ۔ 1974 کو سٹینڈنگ کمیٹی

برائے صحت کی میٹنگ میں بوجہ ایک ضروری کام شمولیت نہ کر سکا ۔ اس دن کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار امجد حمید خان دستی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار امجد حمید خان دستی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

جناب عالی ۔ طبیعت ناساز ہونے کی وجہ سے میں دو دن یعنی 8 اپریل 1974ء اور 9 اپریل 1974ء کو اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے استدعا ہے کہ ان دو ایام کے لیے چھٹی منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد عاشق

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد عاشق ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

کل مورخہ 9-4-1974 کو شیخوپورہ سے گزرتے ہوئے ایکسیڈنٹ کے بعد ڈرائیوروں کی لڑائی ختم کرانے کے گناہ میں بندہ کو چوٹیں آگئی تھیں ۔ جس کی وجہ سے اجلاس میں کل بھی حاضر نہیں سکوں گا لہذا 9-4-1974 اور 10-4-1974 کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد ارشاد

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست چوھدری محمد ارشاد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am under treatment in Mayo Hospital. My absence in the Assenbly may please be excused for today only.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ بخار مورخہ 8-4-1974 کو اسمبلی میں حاضر ہونے سے قاصر رہا ہوں ۔ لہذا ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سردار غلام عباس خان گادھی

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سردار غلام عباس خان گادھی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ مورخہ 8-4-1974 کو اجلاس میں بوجہ بیماری حاضر نہیں ہو سکا ۔ رخصت منظور فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

صوبائی اسمبلی پنجاب کی مجلس مالیات کی تشکیل

سید تابش الوری ۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور خاص معاملے پر بحث کرنے کے لیے میں تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کی متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کے قواعد انضباط کار کے قاعدہ نمبر 159 کے تحت اسمبلی کی ایک مجلس مالیات کی تشکیل لازمی ہے جو اسمبلی کے سیکرٹریٹ کے سالانہ اور ضمنی میزانیہ کے تخمینہ جات کی منظوری دے گی ۔ جنہیں حکومت بالترتیب سالانہ میزانیہ کے گوشواروں میں شامل کرے گی ۔

پنجاب کے ضمنی اور سالانہ میزانیہ کی ترتیب آخری مرحلے میں پہنچ چکی ہے مگر ابھی تک اسمبلی کی مجلس مالیات ہی قائم نہیں ہو سکی ۔ گزشتہ سیشن میں میری تحریک کے جواب میں قائد ایوان کی جانب سے اعلان کیا گیا تھا کہ دو تین روز کے اندر مجلس کا انتخاب عمل میں آئے گا لیکن ابھی تک یہ انتخاب عمل میں نہیں لایا گیا جس سے اس ایوان کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔

جناب والا ۔ یہ بڑی واضح تحریک استحقاق ہے جس طرح آپ کو معلوم

ہے کہ اسمبلی کے بہت سے مالی امور مالیاتی کمیٹی سے متعلق ہیں بلکہ مجلس مالیات نہ ہونے کی وجہ سے بہت سی سفارشات نہ کی جا سکیں جن کی وجہ سے اراکین اسمبلی کو سہولتیں فراہم نہ کی جا سکیں اور اسمبلی کے کاروبار کو بہتر طور پر نہیں چلایا جا سکتا ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ مجلس مالیات قائم کرنے میں ہمیں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے لیکن اجلاس کا آج آخری دن ہے ۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ جب نیا اجلاس شروع ہوگا تو پہلے یہ کام کیا جائے گا اور اس کا اعلان کر دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ بنیادی طور پر ہمارا استحقاق جو آئینی بھی ہے اور قواعد کے مطابق ہے مجروح ہوا ہے ۔ اس لیے آپ اس کو مجلس استحقاقات کے سپرد فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آج بحث کریں تو آپ اس کا کیا نتیجہ نکال سکیں گے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ تو متعین ہو جائے گا کہ گورنمنٹ اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری کو پورا کرنے میں ناکام رہی بلکہ نہ صرف یہ کہ عام صوبائی معاملات میں مستعدی کا مظاہرہ نہیں کرتی بلکہ اس ہاؤس اور عام حقوق کے سلسلے میں دلچسپی نہیں لیتی ۔ اور ہاؤس کے استحقاقات کو محفوظ نہیں کر سکتی ۔ تو پھر ان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے کہ دوسرے امور کے سلسلے میں یہ حکومت اپنی اہلیت اور صلاحیت کا مظاہرہ کرے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ جیسا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو آئینی تقاضا ہے اس کو پورا کیا جائے گا اور بجٹ اس اسمبلی میں ضابطے اور قواعد کے مطابق پیش ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ مجلس مالیات کے مشورے کے بغیر اسمبلی کا بجٹ پیش ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ضروری نہیں کہ اگلا سیشن بجٹ سیشن ہو ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اس بات کے لیے تیار ہوں ۔ آپ تین چار روز ہاؤس بڑھا دیں میں مشورہ کرکے دو تین دن میں کمیٹی بنا لوں گا ۔ اور یہ نہ سمجھا جائے کہ میں فوری طور پر کر دوں ۔ آپ ہاؤس کو تین چار دن کے لیے بڑھا دیں میں تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کہ اگلا سیشن بجٹ سیشن نہیں ہوگا ۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں ۔

وزیر علیٰ ۔ جناب والا ۔ It may not be یہ ضروری نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ممکن ہے کہ اگلے سیشن کے کچھ حصہ میں بجٹ آجائے اس طرح سے وہ بجٹ سیشن نہیں ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ کام آج ہی ہو سکتا ہے ۔

Mr. Speaker. Members require notice for this. I can't do such an important thing without notice.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ دو صورتیں ہیں اس وقت انتخاب کی ۔ ایک یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف اور قائد ایوان کے درمیان مفاہمت ہو جائے اور وہ متفقہ طور پر اس مجلس کا انتخاب عمل میں لائیں ۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو دوسری صورت میں انتخاب کی ضرورت پیش آتی ۔ تو اس کے لیے نوٹس بھی درکار ہے اور آپ کو جدول بھی مقرر کرنا پڑتا ہے ۔ اگر پہلی صورت آج ہو سکتی ہو اور ایوان اتفاق سے مفاہمت سے مجلس قائم ہو سکتی ہو تو آج کر لی جائے ۔ ورنہ میں آپ سے متفق ہوں کہ اس کو اگلے اجلاس تک ملتوی کرنا پڑے گا ۔ یہ قاعدے کی بات ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ یہ قاعدے کی بات بھی ہے مگر میں جو قاعدہ ہمیشہ کے لیے چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو بات بھی میں قائد حزب اختلاف سے کروں تو پہلے میں اسمبلی پارٹی سے مشورہ کروں اور پھر میں قائد حزب اختلاف سے بات کروں ۔ ہاں اگر کوئی ایمرجنسی کی بات ہو ۔ کوئی فوت ہو جاتا ہے تو قرارداد

متفقہ طور پر ہو سکتی ۔ مگر یہ فنانس کمیٹی کی تشکیل کا مسئلہ ہے تو میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرکے ۔ غور کرکے اور اپنی ایک لسٹ تیار کرکے قائد حزب اختلاف سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی طرف سے جو نمائندے آنے ہیں وہ ان کے نام دیں ۔ اس پر ہم اتفاق کر سکتے ہیں ۔ مگر فوری طور پر اسمبلی پارٹی کی میٹنگ کرنا آج آخری دن ممکن نہیں ۔ میں بڑی خوشی سے اس بات کے لیے تیار ہوں کہ آپ چار پانچ دن کے لیے اسمبلی کا اجلاس بڑھا دیں تو میں میٹنگ کرکے اپنی پارٹی کے نام بتا دوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس بحث کو ختم کرنے کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ دراصل بات یہ ہے کہ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے یہ بہت پہلے پیش کی جا چکی تھی ۔ جناب قائد ایوان یہاں تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو کل آئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ کیا پچھلے سیشن سے لے کر اس سیشن تک مشورہ نہیں ہوسکا ؟

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ تو اب اس کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اگلے سیشن کے لیے پہلا کام یہ رکھ لیا جائے ۔ اس وقت کوئی قانون سازی کا کام ہمارے سامنے نہیں ہے جس کے لیے اسمبلی کی مدت بڑھائی جاسکے یا دن بڑھائے جاسکیں ۔ بنیادی طور پر یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم آج اس اجلاس کو ختم کر دیں گے ۔ اس لیے کہ بہت سے معزز ممبران زراعت کی معیشت سے تعلق رکھتے ۔ فصلیں پک چکی ہیں اور انہوں نے اپنے گھروں کو جانا ہے ۔ پہلے ہی ان کی کپاس کی فصل تباہ ہوچکی ہے ۔ تو اب اس ربیع کی فصل پر ہی ان کی زندگی کا دارو مدار ہے ۔ تو میں سید تابش صاحب سے التماس کروں گا کہ قائد ایوان کی تجویز بہتر ہے کہ اگلے سیشن پر اس کا بندوبست کر لیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is disposed of accordingly.

ڈپٹی کمشنر ملتان کی طرف سے چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ایم - پی - اے کو جنوری کا اسلحہ لائسنس کا کوٹہ جاری کرنے سے انکار

مسٹر سپیکر - جناب عبدالعزیز ڈوگر یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ میرا ماہ جنوری کا اسلحہ لائسنس کا کوٹہ ابھی تک نہیں دیا گیا جب کہ دسمبر اور جنوری کے لائسنس جاری کر دیئے گئے تھے اور لائسنس پر پابندی 31 جنوری کو لگائی گئی ہے - ڈپٹی کمشنر ملتان نے میرا ماہ جنوری کا ذس لائسنس کا کوٹہ issue کر دیا لیکن نئے ڈپٹی کمشنر ملتان نے اور اے - ڈی - سی ملتان نے مجھے میرے جنوری کے کوٹہ کے لائسنس جاری کرنے سے انکار کر دیا ہے جب کہ ماہ جنوری کے کوٹہ کے لائسنس issue بھی ہوچکے ہیں - تو پھر میرے لیے یہ الگ قانون تو نہیں بنایا گیا ہے -

اس میں میں ایک دو باتیں سمجھنا چاہتا ہوں - کیونکہ یہ واضح نہیں ایک طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ جنوری کا کوٹہ پہلے ڈپٹی کمشنر نے جاری کر دیا - اگر انہوں نے جاری کر دیا ہے تو پھر نئے ڈپٹی کمشنر کو جاری کرنے کی ضرورت نہیں - پھر آپ کہہ رہے ہیں کہ وہ جاری نہیں کرتے - دونوں میں سے کون سی بات صحیح ہے -

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر - جناب والا - گزارش یہ ہے کہ اس کی کاپیاں جاری نہیں کی گئیں ۔ دستخط تو پہلے ڈی - سی - صاحب نے کر دیئے تھے مگر کاپیاں نہیں ملیں -

آوازیں - ہر جگہ یہی ہو رہا ہے

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر - دوسرے ایم - این - اے صاحبان اور ایم - پی اے صاحبان کو کوٹہ جاری کر دیا ہے -

مسٹر محمد اشرف - جناب - ہر جگہ یہی ہو رہا ہے - ہم سے اگر کوئی غلطی ہو گئی ہے تو وہ معاف فرمائیں - ہر ضلع میں یہی مسئلہ ہے - یہ صرف ملتان کا مسئلہ نہیں -

Mr. Speaker. There is only one privilege motion before the House.

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب اگر آپ اجازت دیں تو ہم ہر وقت تحریک استحقاق پیش کرسکتے ۔

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جناب والا ۔ دوسرے ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کو جنوری کا کوٹہ جاری ہوچکا ہے اور کاپیاں بھی جاری ہو چکی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بات یہ ہے کہ شکایت کسی ایک ضلع سے متعلق نہیں بلکہ سب جگہوں پر دوستوں کو یہ شکایت پیدا ہوئی ہے ۔ اصل میں صورت حال یہ پیدا ہو گئی تھی کہ لائسنسوں کے سلسلہ میں پہلے ایک سال تک بہت زیادہ پابندیاں رکھی گئی تھیں لیکن اس کے بعد اس سلسلے میں liberal attitude رکھا گیا اور اس سے یہ کیفیت پیدا ہوگئی کہ اگر 1971ء میں شاٹ گن کے 7000 لائسنس جاری کیے گئے تھے تو جنوری سے لے کر 31 اکتوبر 1973ء تک جو پورا سال بھی نہیں بنتا صرف 10/6 مہینے بنتے ہیں ان میں 10000 لائسنس دے دئے گئے ۔ اسی طرح 1971ء میں ریوالور کے 4800 لائسنس دئے گئے تھے ۔ 1972ء میں ذرا سخت پالیسی اختیار کی گئی تو ان کی تعداد 3400 تھی لیکن ان دس مہینوں میں وہ 13408 تک پہنچ گئی ۔ اسی طرح رائفل کے لائسنسوں کی تعداد 2000 سے بڑھ کر 4000 تک پہنچ گئی اور گزشتہ سال جب پابندی تھی تو ان کی تعداد 1400 تھی جو اب 4000 ہو چکی ہے ۔ تو اس صورت حال کے مطابق سابق وزیر اعلیٰ نے یہ فیصلہ کیا کہ جو لائسنس جاری نہیں ہوا اس کو وہیں روک دیا جائے ۔ یہ کہنا کہ 31 جنوری آرڈر ہوا تھا اور 31 جنوری کے بعد جو لائسنس جیسے بھی تھا جو مکمل نہیں ہوا تھا اس کو وہیں روک دیا گیا ۔ یہ درست نہیں ہے ۔ میں نے تحقیق کی ہے جناب سپیکر ۔ آج صبح آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تحریک آرہی ہے تو میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو مجھے پتہ چلا کہ حقیقت یہ تھی کہ جو لائسنس اس وقت تک کسی بھی وجہ سے جاری نہیں کیے گئے انہیں جہاں بھی وہ ہیں وہیں روک دیا جائے۔ ہوتا یہ ہے کہ ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے

اور وزراء حضرات جو لائسنس جاری کرتے تھے ان کا ایک کوٹہ مقرر تھا ۔ اور ڈپٹی کمشنرز کے ساتھ یہ بات طے تھی کہ کچھ اس مہینے دے دیے جائیں اور باقی اگلے مہینے میں دے دئے جائیں اور بعض دفعہ یہ بھی ہوا کہ کسی ایم پی ۔ اے نے ایک مہینے میں 50 لائسنس جاری کر دئے تو وہ اگلے مہینے میں adjust کر دئے گئے ۔ اور ان میں سے پچاس اگلے چار مہینے میں adjust کیے گئے ہیں ۔ یہ طریقہ تھا ۔ آرڈر یہ تھا کہ جتنے بھی لائسنس ہیں ، اگر وہ دئے نہیں گئے تو ان کو وہیں روک دیا جائے ۔ چنانچہ جب یہ آرڈر ہوا ، تو ایسے بہت سے لائسنس جو آپ نے اپنے گزشتہ مہینے کے کوٹے میں سے دئے تھے وہ بھی وہیں روک دئے گئے ۔ میرا خیال یہ ہے کہ جو صورت حال میں نے بتائی ہے ، جس پیمانے پر یہ لائسنس دئے جا رہے تھے اس سے اس بات کا بھی احتمال ہو گیا تھا کہ جرائم میں اضافہ ہو جائے ، کیونکہ زیادہ چھان پھٹک نہیں کی جا رہی تھی اور چودہ ہزار لائسنس دس مہینے کے اندر ، اور رائفل کے دگنے ہو جانے ریوالور کے تگنے ہو جانے سے اس بات کا آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ایسے عناصر کے پاس بھی چلے گئے ہوں گے جو پوری طرح سے ذمہ داری کا ثبوت نہ دے سکیں گے ۔ یہ فیصلہ تھا اور ایک صحیح فیصلہ تھا اور اس پر فوری طور پر عمل درآمد کرنا مقصود تھا جس کی وجہ سے لائسنس جس سٹیج پر تھے ، وہیں روک دیے گئے تھے ۔ مجھے امید ہے کہ میرے دوست اس صورت حال کے پیش نظر اس معاملے کو پریس نہیں کریں گے ۔ آخر کسی بھی معاشرے میں صحیح ضرورت کے لیے ، تحفظ کے لیے ، شکار کے لیے لائسنس ضرور دئے جانے چاہئیں ۔ ویسے بھی ہم ایک جیالی اور بہادر قوم ہیں ۔ ہمارے نوجوانوں کو ، لوگوں کو اپنے تحفظ کے لیے بھی اور ویسے بھی ہتھیار چاہئیں ۔ یہ نہیں کہ ہم لوگوں کو ہتھیار نہ دیں گے ۔ لیکن ہتھیار ملنے چاہئیں ان کو جو واقعی اس کے حق دار ہوں ۔ اور اتنی ذمہ داری سے ان کو استعمال کرسکتے ہوں کہ جرائم میں کمی ہو ۔ بجائے اس کے کہ جرائم میں اضافہ ہو ۔ اس لیے ایک صحیح پالیسی آپ دوستوں کے مشورے سے بنائی جائے گی اور اس کے مطابق دوبارہ جلد اس کو ایک نئے طریقے سے اختیار کرکے لائسنس جاری کرنے کے سلسلے میں جاری کر دیا جائے گا ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جن کاپیوں پر ٹکٹ لگ چکے ہیں اور لوگوں نے دو دو سو روپے تک کا فلڈ فنڈ بھی ادا کر دیا ہے ، ان کو میرے خیال کاپیاں ملنی چاہئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تفصیلات تو آپ پارلیمنٹری پارٹی کی میٹنگ میں چیف منسٹر صاحب سے طے کرلیں گے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جب میں دوستوں سے مشورہ کروں گا اس وقت وہ یہ مشورہ دیں گے اور تمام باتوں کو فیصلے میں شامل کریں گے ۔

Mr. Speaker. In view of the statement of the Chief Minister the privilege motion is not pressed.

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ جنوری کے لائسنس ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان اور ایم ۔ این ۔ اے صاحبان کو جاری ہو چکے ہیں ۔ تو جنوری کا کوٹہ مکمل طور پر منسوخ کیا جائے ورنہ میرے ساتھ یہ سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے کہ میرے لائسنس روک دئے گئے ہیں جو ہر لحاظ سے مکمل ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ جب یہ بات کر رہے تھے تو انہیں یاد ہونا چاہیے کہ تمام دوستوں نے کھڑے ہو کر کہا کہ سب جگہ یہی بات محسوس کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ ہی ایسا نہیں ہوا ، بلکہ بطور منسٹر میں نے جتنے لائسنس جاری کیے تھے ، وہ اسی طرح روک دیے گئے ۔ فیصلہ یہی ہوا تھا کہ جتنی کارروائی لائسنس کی ہوئی ہے اس کو یک قلم روک دیا جائے۔ میرے ایک دوست کو محسوس نہیں کرنا چاہیے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔

چوھدری عبدالعزیز ڈوگر ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب تو تحریک ختم ہو گئی ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں ۔ جو حکم امتناعی جاری کیا گیا تھا ۔ اس سے بعض اوقات بڑی دقتیں پیدا ہوتی ہیں ۔ ان کی طرف میں وزیر اعلیٰ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ مثلاً کسی کے باپ

کے نام لائسنس تھا ، وہ مر گیا ۔ کسی کے بھائی کے نام لائسنس تھا ، وہ مر گیا ۔ تھانے میں اس کی بندق اور اسلحہ جمع کرا دیا گیا ۔ ورثا کو لائسنس لینے میں کوئی دقت نہیں ہونی چاہیے اس شرط کے ساتھ ، جس شرط کے ساتھ آپ دیں گے ۔ یعنی بشرطیکہ ان کے ورثا ذمہ دار افراد ہوں اور اس معاملے میں ان کو کوئی دقت پیش نہیں آنی چاہیے ۔ بعض کا اسلحہ تھانے میں پڑا رہتا ہے ۔ تھانیدار بندوق کے ساتھ شکار کھیلتا رہتا ہے اور شام کو مال خانے میں جمع کر دیتا ہے ۔ ان ورثا کو اسلحہ نہیں ملتا ۔ یہ مسئلہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ اصل میں ایک comprehensive پالیسی کی ضرورت ہے جس میں ناجائز اسلحے کا مسئلہ بھی شامل ہے اور جائز اسلحے کا مسئلہ بھی ۔ جرائم جتنے کیے جاتے ہیں ، سب ناجائز اسلحے سے کیے جاتے ہیں ۔ اس لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے میں اس میں آگاہ ہوں کہ ناجائز طور پر جائز اسلحہ رکھنے والوں کو تنگ کیا جاتا ہے اور ناجائز اسلحہ والے لوگ عام پھرتے رہتے ہیں ۔ اس لیے اس کے لیے ایک صحیح ، منظم اور ہمہ گیر پالیسی وضع ہونی چاہیے ۔ اس کے لیے میں نے اپنے محکموں کو کام دیا ہے ۔ تمام دوست تسلی رکھیں ، ایسے اقدامات کیے جا رہے ہیں ، جس سے جرائم میں کمی ہو ، جس سے لوگوں کے تحفظ میں اضافہ ہو اور جس سے جائز اسلحے والے لوگوں کی جن کو لائسنس دیے جاتے ہیں ، مشکلات دور ہوں ۔ وہ تمام اقدامات جلد از جلد کیے جائیں گے ۔

تحاریک التوائے کار

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کی طرف سے ضلع بہاولپور کے بارش اور سیلاب سے متاثرہ مکانوں کے لئے قرضوں کی تقسیم کا روک دیا جانا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ بارش اور سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں مکانوں کی تعمیر و مرمت کی خاطر ہاؤس بلڈنگ

فنانس کارپوریشن کی طرف سے صوبہ پنجاب کے لیے مجموعی طور پر سات کروڑ روپے سے زاید کی جو رقم مختص کی گئی تھی اس کی تقسیم اندرون پنجاب منصفانہ طور پر نہیں کی گئی ۔ بعض علاقوں کو ان کے استحقاق اور ضرورت سے زیادہ رقم کا کوٹہ دے دیا گیا ہے ۔ اور بعض کو ان کی ضرورت اور حق سے بھی نہایت کم کوٹہ دیا گیا ہے ۔ اس افراط و تفریط کے باعث صوبہ پنجاب سیلاب سے شدید متاثر ہونے کے باوجود اپنے لیے قرضوں کی مخصوص رقم اب تک استعمال نہیں کر سکا ۔ اب یہ اندیشہ لاحق ہو گیا ہے کہ کہیں عدم استعمال کے باعث اسے کسی دوسرے صوبے کو نہ دے دیا جائے ۔ اس سلسلے میں ضلع بہاولپور جو سیلاب اور بارش سے دگنا تباہ ہوا ہے ، شدید ناانصافی کا شکار ہے ۔ کیونکہ ضلع میں حال ہی میں مکانوں کے لیے قرضوں کی تقسیم روک دی گئی ہے جبکہ وہاں چار ہزار کے قریب قرضے کی درخواستیں ہیں جو معرض التوا میں ہیں اور ان کے لیے ایک کروڑ روپے کی رقم درکار ہے ۔ قرضوں کی حالیہ بندش سے عوام میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے ، کیونکہ بارش اور سیلاب کے لیے موسم سے پہلے انھوں نے مجوزہ قرضوں سے مرمت نہ کرائی تو ان کی رہی سہی مکانیت بھی تباہ ہو جائے گی ۔

What is the occurrence which is involved in this and particularly what is the recent occurrence.

سید تابش الوری ۔ اس میں recent occurrence ہے ۔ ضلع بہاول پور میں قرضوں کی تقسیم قطعاً روک دی گئی ہے ۔ یہ تازہ ترین بات ہے ۔ اس کا پس منظر میں نے یہ بیان کیا ہے کہ پنجاب کو مجموعی طور پر سات کروڑ روپے سے زیادہ کی رقم allocate کی گئی تھی اور یہ کہا گیا تھا کہ اندرون پنجاب وہ جس طور پر بھی مناسب سمجھیں ، جس علاقے میں زیادہ ضرورت ہو ، اس کے مطابق قرضوں کی تقسیم کے لیے کوٹہ مقرر کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ قرضہ کی رقوم کس نے مقرر کرنا تھیں ؟

سید تابش الوری ۔ اسی صوبائی حکومت کو کرنا تھا اور صوبائی حکومت نے اس سلسلے میں جو کوٹہ مقرر کیا ، اس میں بہاول پور کے لیے جو سب سے زیادہ متاثر ہوا ہے قرضہ روک دیا گیا ۔

Mr. Speaker. That is not relevant for the present adjournment motion.

کہ کتنا قرضہ کس کے لیے مقرر کیا گیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ صورت حال یہ ہے کہ ضلع بہاول پور میں قرضوں کی تقسیم روک دی گئی ہے اور اس وقت چار ہزار کے قریب درخواستیں التوا میں پڑی ہیں جن کی کوئی شنوائی کرنے والا نہیں اور لوگ اس سلسلے میں نہایت پریشانی کے عالم میں مختلف جلسے اور جلوسوں کے ذریعے احتجاج کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا قانونی لحاظ سے اس ایوان میں پیش نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن مرکزی حکومت کے ماتحت ہے صوبائی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس پر ایک تو یہ قانونی اعتراض ہے ۔ دوسری گزارش یہ ہے اگر اس قسم کی تکلیف ہے اور ہم اپنی سطح پر کوئی کوشش کر سکتے ہیں تو اس کے لیے ہم دریافت کریں گے اور پوچھیں گے ۔ جو تکلیف ہماری حکومت رفع کر سکتی ہے ، اس کے لیے کوشش کریں گے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے گزارش کی ہے کہ ہمارا مسئلہ یہ نہیں کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن رقم allocate کرتی ہے یا نہیں ۔ تحریک کا موضوع یہ ہے کہ بہاول پور ضلع میں اس کی تقسیم روک دی گئی ہے اور تقسیم کے سلسلے میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کہتی ہے کہ یہ صوبائی حکومت کا کام ہے کہ وہ کس علاقے میں تقسیم کرے اور کس علاقے میں نہ کرے ۔ اور ہم نے سات کروڑ روپیہ صوبائی حکومت کی ڈسپوزل پر دے دیا ہے ۔ لیکن اس کی allocation صوبائی حکومت کی ذمہ داری ہے ۔ منیجنگ ڈائریکٹر سے میری براہ راست بات ہوئی ہے ۔ اگر وہ re-allocation کرنا چاہتی ہے ، reappropriate کرنا چاہتی ہے تو یہ صوبائی حکومت کا کام ہے کہ وہ مختلف علاقوں سے رقم بچا کر دوسرے علاقوں میں خرچ کر سکتی ہے ۔ ایک ضلع کے لیے 96 لاکھ روپے رکھے گئے اور وہاں صرف 13 لاکھ روپے

کی رقم اب تک تقسیم ہوئی ہے ۔ وہ رقم وہاں ضائع ہو جائے گی ۔ اس لیے میری درخواست یہ ہے کہ صوبائی حکومت اس کوٹہ کے سلسلے میں نظرثانی کرے اور جن علاقوں میں زیادہ ضرورت ہے ، خاص طور پر بہاول پور میں جہاں تیس ہزار کے قریب مکان سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں وہاں اس کا استعمال زیادہ ہو ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ میں واشگاف اور واضح الفاظ میں اس بات کی تردید کرتا ہوں ۔ پنجاب حکومت نے اس قسم کا کوئی حکم جاری نہیں کیا کہ بہاول پور میں ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن قرضوں کی تقسیم روک دے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اور اگر یہ ہو رہا ہے تو

You may please look into the matter.

Minister for law. I will look into the matter.

سپرنٹنڈنٹ آف پولیس مظفرگڑھ کی طرف سے ملتان کے ایک صحافی شیخ ریاض پرویز کے ساتھ نا شائستہ سلوک

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملتان یونین آف جرنلسٹس اور یونین آف جرنلسٹس مظفر گڑھ کی جانب سے موصولہ پرچہ کے مطابق سپرنٹنڈنٹ پولیس مظفر گڑھ نے ملتان کے ایک سینیئر صحافی شیخ ریاض پرویز کے ساتھ اس وقت انتہائی نا شائستہ سلوک کیا ۔ گالیاں دیں اور ان پر پستول تان لیا جب وہ وزیر خوراک کے دورہ کی رپورٹنگ کے لیے خود وزیر موصوف کی دعوت پر مظفرگڑھ گئے ہوئے تھے ۔ لوگوں کے کھلے اجتماع میں پولیس کے ضلعی سربراہ نے ایک خبر سے مشتعل ہو کر مذکورہ صحافی کو کھلی دھمکیاں دیں اور کہا کہ وہ اس کے خلاف ڈنڈا استعمال کرے گا ۔ اس افسوسناک واقعہ سے صحافی اور عوامی حلقوں میں سخت غم و غصہ اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ اور انھوں نے مطالبہ کیا ہے کہ اس واقعہ کی لہ

صرف غیر جانبدارانہ تحقیقات کرائی جائے بلکہ بلا تاخیر ایسی واضح ہدایات جاری کی جائیں کہ آئندہ کسی افسر کو صحافیوں کے خلاف ایسے سلوک کی جرأت نہ ہو سکے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اسی سلسلے میں میری بھی ایک تحریک التواء تھی اور ٹیلیگرام میں نے اس کے ساتھ لگائی تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ صورت یہ ہوئی ہے کہ ہمارے وزیر صاحب جناب نصراللہ دریشک وہاں تشریف لے گئے تھے اور وہاں کوئی خبر اخبار میں چھپی ہوئی تھی جس پر انھوں نے وہاں دریافت کیا کہ یہ خبر کیسے آئی ہے ۔ کس نے چھاپی ہے اس پر وہاں صحافی بھی تھے اور یہ ایس ۔ پی بھی تھے تو ایس ۔ پی نے کچھ شوخی کی اور اس نے ایک صحافی سے کہا کہ یہ خبر تم نے دی ہے ۔ بتاؤ تم نے یہ خبر کہاں سے دی ہے ۔ کیا ذرائع ہیں تمہارے ۔ اس نے کہا کہ میں نہیں بتاتا ۔ اس پر اس نے کوئی سخت الفاظ استعمال کیے ۔ اس نے کہا میں تمہیں ڈنڈا دے دوں گا ۔ اس نے کہا میں تمہیں ڈنڈا دے دوں گا ۔ اس نے کہا میں تمہیں سمجھ لوں گا ۔ اس نے کہا میں تمہیں سمجھ لوں گا ۔ اس پر وزیر صاحب نے ان دونوں کو بلایا اور ان دونوں سے یہ کہا کہ یہ غلط بات ہے اور جناب دریشک نے اپنی موجودگی میں ایس ۔ پی کو کہا کہ تم ان سے معافی مانگو ۔ ایس ۔ پی نے اس سے معافی مانگی دونوں راضی ہو گئے اب میاں بیوی راضی لیکن قاضی راضی نہیں ہوتا جناب والا ۔

(قہقہہ)

ملتان میں لاہور میں اور اسمبلی میں جہاں بھی کوئی صحافی بیٹھا ہے وہ سمجھتا ہے کہ یہ اچھا موضوع ہے اور اس پر ضرور کوئی نہ کوئی بات ہونی چاہیے ۔ لیکن چونکہ اتفاق سے جناب والا ۔ کہتے ہیں چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے ۔ میں بھی صحافی ہوں اس لیے میں نے بھی ایک بیان ٹھوک دیا ۔ اس پر کہ صاحب مجھے بھی اس پر بہت افسوس ہے ۔ لیکن یہ افسوس مجھے وزیر اعلیٰ کے طور پر بھی ہے اور میں نے ساری بات کی بے حد مذمت کی اور میں نے ایڈمنسٹریشن سے کہا کہ ایسے شخص کو معافی مانگنی

چاہیے ۔ اب مجھے پتہ چلا ہے کہ اس نے بھائی بانگ لی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان حالات میں اس کو خواہ مخواہ پریشان نہیں کرنا چاہیے ۔ پس ۔ یہ ایک اچھا بھلا افسر ہوتا ہے ۔ اس نے بڑا گڑگڑا کر معافی مانگ لی ہے اس لیے میرا خیال ہے اسے معافی دے دینی چاہیے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وزیر اعلیٰ نے اس واقعے کی تو وضاحت کر دی لیکن یہ نہیں فرمایا کہ آئندہ بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔ اور افسران کو گڑگڑا کر معافی مانگنے کی کھلی چھٹی ہوگی یا ان کو یہ تنبیہہ کی جائے گی کہ صحافیوں کی عزت نفس جو ہے اسے مجروح نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس واقعہ کی relief حاصل ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ صحافیوں کے ساتھ یہ واقعات روزمرہ کا معمول بن گئے ہیں اور خوش قسمتی سے جناب محمد حنیف رامے نے اعتراف بھی کر لیا ہے کہ ان کا بھی صحافت سے کوئی نہ کوئی تعلق ہے ۔ تو صحافیوں کے پاس ان کی متاع صرف عزت نفس ہوتی ہے اور اگر یہ بھی اسی طرح سے مجروح ہوتی رہے تو میرے خیال میں کسی بھی مہذب معاشرے میں صحافت کی ترقی کا اور اس کی عزت کا کوئی امکان باقی نہیں رہے گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کسی کی عزت پر بھی کوئی ہاتھ اٹھائے اور یہ میرا فرض ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں جناب والا ۔ کہ اس معاشرے کا کوئی بھی فرد ہو اس کی عزت میرے لیے اتنی ہی قیمتی ہے اور اس کے لیے میرا احترام اتنا ہی ہے ۔ جہاں تک صحافیوں کے ساتھ اس قسم کے واقعات کا تعلق ہے جناب والا ۔ یہ میں اپنے فاضل دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ صحافیوں کا فرض ہی اسی طرح کا ہے وہ بعض اوقات جذبے سے گزر جاتے ہیں ۔ دوسروں کو اعتراض بھی ہوتا ہے اور دوسروں کا مزاج نازک بھی ہوتا ہے ۔ ان میں میں بھی شامل ہوں ۔ ہو سکتا ہے بعض اوقات صبح کو اخبار پڑھ کر مجھے بھی غصہ آتا ہو کہ دیکھیے بات تو میں نے یہ کہی تھی اور آگے سے یہ لگا دی یا میں نے یہ بات کہی نہیں تھی ۔ اس نے یہ بات اپنے پاس سے جڑ دی اور ایسا ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ وہ انداز نظر اور

کردار کی وہ تمام خرابیاں پورے معاشرے میں موجود ہیں ۔ صحافیوں کو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرشتوں کی صورت میں تو نازل نہیں کیا ہوا اور دوبارہ میں پھر کہتا ہوں کہ چونکہ میں خود صحافی ہوں ۔ اس لیے میں یہ کہوں گا کہ معاشرے کی وہ تمام برائیاں اور کوتاہیاں کافی مقدار میں صحافیوں کو بھی ملی ہیں ۔ جناب والا ۔ ان کے بھی بھائی بند ہیں وہ بھی ایسی حرکات میں ملوث ہو سکتے ہیں تو ان کو بھی پکڑا جا سکتا ہے ۔ خود ان کے اپنے دامن بھی ایسے نہیں ہیں کہ صاف ہوں اور یہ بھی سارے انسان ہیں ۔ اس لیے کسی کو ان پر بھی اعتراض کرنے کا حق ہونا چاہیے ۔ صحافی بھی تو کسی عدالت میں پیش ہونے چاہئیں کہ بھئی تم کیا کرتے ہو اور سب سے پہلے تو چونکہ میں خود صحافی ہوں میں عدالت میں پیش ہونے کے لیے تیار ہوں ۔ اس لیے یہ ایک معاشرہ ہے اس معاشرے میں صحافی بھی رہتے ہیں ان میں بھی کردار کی خامیاں ہو سکتی ہیں ۔ اس لیے یہ سوچنا کہ صحافی ہر موقعے پر لازمی طور پر ضرور صحیح ہے یہ بات درست نہیں ہے ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے کسی کی دل آزاری ہو لیکن اتنا میں ضرور کہوں گا کہ وہ عزت صحافی کی ہو ، وہ عزت پولیس کانسٹیبل کی ہو بطور وزیر اعلیٰ میں اسے اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ دونوں کی عزت نفس کی حفاظت کرنا میرا فرض ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وہ عزت مزدور کی ہو وہ عزت کسان کی ہو وہ عزت مزارع کی ہو اور اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک عزت کا تعلق ہے کیونکہ عزت انسان کی اس کی انسانیت کی وجہ سے ہوتی ہے اس لیے وہ عزت اگر زمیندار کی بھی ہو ۔ وہ عزت اگر کارخانہ دار کی بھی ہو تو میں اس کی عزت کی بھی حفاظت کروں گا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker. In view of the statement of the Chief Minister it is not pressed.

پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ تعلیم و تحقیق کے چند شر پسند طلبا کی طرف سے ادارہ کے ڈائریکٹر اور بعض سربراہان شعبہ کے دفاتر پر قبضہ

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر ناصر علی خان بلوچ یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ نوائے وقت مورخہ 3 اپریل 1974ء کے مطابق پنجاب یونیورسٹی کے ادارہ تعلیم و تحقیق کے چند شر پسند طلباء نے ادارہ کے ڈائریکٹر اور بعض شعبہ جاتی سربراہوں کے دفاتر پر قبضہ کر لیا ۔ ان شر پسند عناصر نے اساتذہ سے بھی انتہائی نا زیبا سلوک روا رکھا ۔ جس کے خلاف بطور احتجاج اساتذہ نے ایک قرارداد پاس کی اور یہ فیصلہ کیا کہ جب تک حکومت اساتذہ کو پڑھانے کے سلسلے میں تحفظ نہیں دیتی وہ کلاسیں نہیں لیں گے ۔ اساتذہ کے خلاف اس غنڈہ گردی کی وجہ سے اساتذہ میں شدید خوف و ہراس اور شدید غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ایسا واقعہ ادارہ تعلیم و تحقیق جامع پنجاب میں ہوا تھا لیکن وائس چانسلر نے مداخلت کی ۔ ان طلباء کے اس قسم کے کام کرنے کے خلاف جو اساتذہ کا رد عمل تھا ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے ابھی فیصلہ نہیں کیا کہ اس تحریک التوا کو entertain کیا جائے یا نہ کیا جائے ۔ اس میں حکومت کی کیا ذمہ داری ہے ۔ کیا یہ یونیورسٹی کا ادارہ ہے ؟

وزیر تعلیم ۔ جی ہاں ۔ جناب والا ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو اگر وہاں طلبہ کو ٹیچرز نہ پڑھائیں جن کو ultimately ہم finace کرتے ہیں تو پھر حکومت کی ایک ذمہ داری ہو سکتی ہے کہ استادوں نے ہڑتال کر دی یا استادوں نے نہیں پڑھایا یا استادوں نے طلباء سے کوئی نا واجب بات کی لیکن اگر طلباء کوئی بات کسی ٹیچر کے خلاف کریں تو اس میں حکومت کی کیا ذمہ داری ہے اور کیا تعلق ہے ۔ اس قسم کی تحریکیں آتی رہتی ہیں ۔ اس لیے میں اس کا حتمی فیصلہ کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر ناصر علی خان بلوچ : اس تحریک میں میں نے بہت مختصر عرض کی ہے - چونکہ وزیر تعلیم کا یونیورسٹی کے ساتھ بہت تعلق ہے - اس لیے میں نے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ طلباء نے صرف یہی نہیں کیا بلکہ انہوں نے وہ جو گھنٹی تھی اس کو کاٹ دیا اور جو تاریں تھیں ان کو ننگی کر کے کرسیوں پر رکھ دیا -

مسٹر سپیکر - میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں جو آپ نے یہ الزام لگایا ہے کہ شر پسند طلباء نے واقعی یہ کیا - وہ گئے دفتر پر قبضہ کر لیا ٹیچرز کو باہر نکال دیا - ٹیلی فون کاٹ دیا یا بجلی کی تاریں کاٹ دیں - یہ بات تو ٹھیک ہے - لیکن اب یونیورسٹی کی جنرل ایڈمنسٹریشن پر براہ راست ذمہ داری گورنمنٹ کی نہیں ہے - اس اسمبلی میں بارہا یہ تقریریں کی گئی ہیں کہ ہم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ پرو وائس چانسلر کو یونیورسٹی میں با اختیار انسان بنایا جائے - تو اس میں میں سمجھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کی کیا ذمہ داری ہے تاکہ میں ان سے جواب طلب کر سکوں -

علامہ رحمت اللہ ارشد - جناب والا - اس سلسلہ میں میں عرض کرتا ہوں کہ جناب کو یاد ہوگا کہ جب پنجاب یونیورسٹی آرڈیننس اس ایوان میں پیش ہوا تھا تو میں نے پرو چانسلر کے عہدہ کی مخالفت کی تھی اور کہا تھا کہ یہ عہدہ بالکل بیکار ہے اور اس کی کوئی افادیت نہیں ہے- لیکن جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے (یہ آپ کے ریکارڈ کی پروسیڈنگز سے معلوم ہو جائے گا) اس کا یہ جواب دیا تھا کہ جب آپ یونیورسٹی کے متعلق سوال کرتے ہیں تو ہم اس کا جواب دیتے ہیں اور جب آپ تحریک التوائے کار پیش کرتے ہیں تو اس کا جواب دیتے ہیں تو جب یہ پرو وائس چانسلر کا عہدہ نہیں ہوگا تو ہماری اس کی ذمہ داری میں شرکت نہیں ہوگی - تو ہم یہ معاملہ اس ایوان میں کس طرح نمٹا سکیں گے - تو آج جب ڈاکٹر صاحب موجود ہیں اور وزیر تعلیم ہیں - اس لیے ان کو اس ذمہ داری کو قبول کرنا چاہیے اور اس کا جواب دینا چاہیے -

مسٹر سپیکر - میں نے جو کچھ کہنا تھا اس کی طرف آپ نے توجہ نہیں کی -

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں نے ضرور توجہ کی تھی ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ پرو وائس چانسلر کا تعلق یونیورسٹی سے اس قسم کا مہمل نہیں ہے ۔ اس قسم کا مبہم نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے وہ اس ایوان کے سامنے جوابدہ نہیں ہیں ۔ ان کا تعلق زیادہ ہے اور قانونی طور پر وہ اس کے پابند ہیں کہ وہ اس کا جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے جو کہا ہے آپ نے اس طرف توجہ نہیں کی ۔ میں میں نے یہ کہا تھا کہ اگر کوئی ٹیچر وہاں گڑ بڑ کرتا ہے تو یہ primarily یونیورسٹی کی ذمہ داری ہے حکومت کی بھی ذمہ داری بنتی ہے ۔ لیکن اگر طالب علم وہاں پرنسپل کے کمرے پر جا کر قبضہ کر لیتے ہیں تو اس میں حکومت کی کیا ذمہ داری ہے اور حکومت کیوں اس پر جوابدہ ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ حکومت تعلیمی اداروں میں امن وامان کو قائم رکھنے کی ذمہ دار ہے اور وہ ذمہ داری اس کو پوری کرنی چاہیے ۔ آپ اس سے یہ کہہ کر نہیں بچ سکتے کہ لڑکوں نے یہ کام کیا ہے ۔ آپ نے ماضی میں دیکھا ہے کہ طلباء کے ساتھ کیا سلوک ہوتا رہا ہے وہ جو گورنمنٹ کرتی رہی ہے یا تو اتنی سخت تھی یا اب اتنی نرمی ہے کہ طلباء پرنسپل کے دفتر میں چلے جاتے ہیں ۔ اور قبضہ کر لیتے ہیں ڈاکٹر صاحب اپنے آپ کو بیچارہ سمجھتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اپنے آپ کو بیچارہ نہیں سمجھتے ہیں ۔ وہ اس کا جواب دینا چاہتے ہیں ۔

Maulanazada Syed Hassan Mahmud. I think you have drawn a very fine distinction. You are quite right to the extent that if some students, for purposes of mischief, go and invade a University office or a Principal's office that should not be the subject matter of an adjournment motion. There you are quite right because in that case it is pressure against the Government. Government, in fact, would be justified to take action against the students concerned. The question arises whether there were circumstances which were created by the Government itself which necessitated that action which

may have been exceeding the limits. So, there might have been a cause. If there a was cause then the Government is answerable but if the agitation or protest or decurustration or invasion was purely on their own behalf, without any fault of the Government, then you are quite right that the matter cannot form the subject matter of an adjournment motion for discussion. While you draw distinction, you will also have to see the circumstances under which the students took that action.

مسٹر سپیکر ۔ اس تحریک التوائے کار میں اس کی کوئی نشان دھی نہیں ہے ۔

Minister for Educition. I am also be head, Sir.

Mr. Speaker. Alright.

مسٹر ناصر علی خان بلوچ ۔ جناب والا ۔ ایسا کام تو شرپسند ہی کر سکتے ہیں ۔

Minister for Education. I am very grateful to the learned member, Makhdum Sahib, who has drawn a very clear distinction, a very relevant and reasonable one, that if the students make some demonstration or have some demands or have some cause for protest but it is distinctly inside the University Campus then, I think, we should really act on the moral code that in those matters we should allow the Vice Chancellor, the teachers and the administrators there to deal with it. But if there is some shooting or if there is some cause for interference by the law and order maintaining agencies, then it may come before the House, but it will be just a self-imposed discipline.

The second thing which Mr. Makhdumzada wanted to elicit was the cause. What was the cause ? That is very important. He wanted to elicit whether this protest followed some action of the Government because then it might become relevant for this House to intervene. I will inform the House and the learned member that the cause was not any action by

the Government but the students thought that their teachers had been unjust in awarding them marks. So, there was no action of the Government which provoked that protest by the students. It was a matter between the students and the teachers and this may not all be correct. Therefore, we have appointed an Inquiry Committee and we should wait its findings. The Vice Chancellor will inform the Inquiry Committee whether the students have been awarded marks rightly or wrongly and action will be taken in this behalf. The distinction that has been drawn is very valid, very reasonable, very time-saving and I would request that cognizence of the same be taken.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ بڑی مختصر تھی لیکن جناب نے یہ وضاحت اسی ایوان کے سامنے پیش کی ہے کہ کون کون سی تحریک التواء اسی ایوان میں موضوع بحث بن سکتی ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بھی ارشاد فرمایا ہے ۔ یہ بڑی مختصر بات اس لیے تھی کہ ہم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ اس معاملہ کی جانچ پڑتال کے بعد یا جو یونیورسٹی کر رہی ہے وہ اس سے منسلک رہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس سلسلہ میں کیا کیا گیا ہے ۔ تاکہ دوبارہ ان واقعات کا اعادہ نہ ہو سکے اس تحریک التوا کا مقصد صرف یہی تھا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ ارشاد کی تعمیل ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر موصوف کی اس یقین دہانی کے پیش نظر تحریک التوا پریس نہیں کی جاتی ۔

لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے گارڈن ٹاؤن لاہور میں جوہڑ کے پر نہ کرنے سے متعدد امراض کا پھوٹ پڑنا

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ

جمہور مورخہ 9 اپریل 1974ء کی اطلاع کے مطابق شہر لاہور میں فیروز پور روڈ سے متصل گارڈن ٹاؤن کی بستی ہے جو کتنے ہی سال سے لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ نے ڈویلپمنٹ کے لیے acquire کی ہے۔ بستی مذکور میں جامع مسجد کے سامنے ایک بہت بڑا جوہڑ موجود ہے جو باوجود یقین دہانیوں کے لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ نے پر نہیں کیا۔ سڑے ہوئے پانی کا یہ جوہڑ مچھر اور مکھیوں کی پرورش گاہ ہے جس سے سینکڑوں بچے بوڑھے مرد اور عورتیں ہیضہ، چیچک بخار، ملیریا اور اسہال کا شکار ہو رہے ہیں اور کتنی ہی قیمتی جانیں ضائع ہو گئی ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا ایک ننھا بچہ اس جوہڑ میں گر کر ہلاک ہو گیا تھا لیکن اس علاقے کے مکینوں کی طرف سے دی گئی عرضیوں کا لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ بستی میں مسجد سے کچھ دور قبرستان واقع ہے۔ قبرستان کے ارد گرد غلاظت اور مٹی کے ڈھیر جمع ہو گئے ہیں اور تعفن سے بارے راہ گیروں اور بستی والوں کا ناک میں دم آ گیا ہے۔ مسجد اور قبرستان سے ملحق پلاٹوں پر دن بھر بھینس پھرتی اور گندگی پھیلاتی ہیں۔ نصف سڑک پر بھینسوں والوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے۔ اس صورت حال سے عوام میں غم و غصہ وشدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

سید صاحب میں اسے اس لیے رول آوٹ کر رہا ہوں کہ جس چھپڑ کا آپ ذکر کر رہے ہیں یہ شائد میری پیدائش سے پہلے موجود تھا۔

سید تابش الوری۔ جوہڑ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ ہم پنجابی میں اس کو چھپڑ ہی بولتے ہیں۔ (قہقہہ)

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ اس کی تازہ صورت یہ ہے کہ یہ پہلے تو خالی جوہڑ ہوگا اب تو یہ بہت سے کیڑے مکوڑوں اور مچھروں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

مسٹر سپیکر۔ آپ کو اندازہ ہے کہ پہلے کتنے تھے اور اب کتنے ہیں۔

(قہقہہ)

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے ماضی کی جو برائیاں تھیں وہ جاری رہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن یہ تازہ واقعہ نہیں ہے ۔

سردار محمد عاشق ایم ۔ پی ۔ اے اور اس کے ساتھیوں کو شیخوپورہ لاری اڈہ کے بس ڈرائیور سردار محمد کا دیگر کنڈکٹروں کی امداد سے زدوکوب کرنا اور ان کی جیب سے ساڑھے سات سو روپے نکالنا

مسٹر سپیکر ۔ مرزا فضل حق یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ کہ سردار محمد عاشق رکن پنجاب اسمبلی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اپنے ایک دوست کی شادی میں شرکت کے بعد ایک ویگن LEG-7871 میں سوار لاہور کی جانب جا رہے تھے ۔ جب وہ شیخوپورہ میں لاری اڈہ کے قریب پہنچے تو قریبی موڑ مڑنے پر ویگن لائلپور گوجرہ ٹرانسپورٹ کی بس LRA-5636 سے ٹکرا گئی جس پر بس اور ویگن کے ڈرائیوا آپس میں الجھ پڑے ۔ سردار محمد عاشق اور اس ساتھیوں نے بیچ بچاؤ کی کوشش کی لیکن ڈرائیور سردار محمد عاشق نے اڈہ میں مود شیر برادرز اور دوسری ٹرانسپورٹ کے کنڈیکٹروں اور ہاکروں کی مدد سے ایم ۔ پی ۔ اے اور ان کے ساتھیوں کو مکوں اور بوتلوں کے علاوہ ہاتھ آنے والی ہر قسم کی اشیا سے زدوکوب کیا اور ان کی جیب سے ساڑھے سات سو روپے نکال لیے جب کہ فساد کرنے ارکان یہ جانتے تھے کہ سردار محمد عاشق رکن پنجاب اسمبلی ہیں ۔ اس خبر سے ایوان کی توہین کا ارتکاب ہوا ہے ۔

اب واقعات کے متعلق بھی آپ ہی بتا سکتے ہیں

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ اخبار میں لکھا ہوا ہے ۔ ان کی فوٹو بھی آئی ہے وہ کوئی آرام نہیں فرما رہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ فوٹو تو میں نے بھی دیکھی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اس بارے میں اطلاع ہمیں آج ہی ملی ہے ۔ اور میں نے فوری طوری طور پر ہدایات جاری کر دی ہیں جو بھی قصور وار ہوا اسے پکڑا جائے گا اور سخت سے سخت سزا

دی جائے گی ۔ واقعات چونکہ آج اخبارات میں آئے ہیں اس لیے محکمہ کو مہلت نہیں ملی کہ فوری طور پر جا کر جانچ پڑتال کرسکے : آپ تسلی رکھیں ۔ کوئی بھی ممبر اسمبلی یا کوئی اور آدمی ہو انسانیت کے احترام کے طور پر کسی بھی شخص کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ اور یہ میرا فرض بھی ہے کہ میں ایسے اقدامات کروں جس سے ہر ایک کی عزت محفوظ رہ سکے۔ میں اپنے ساتھی جناب سردار عاشق صاحب جو یہاں نہیں ہیں سے مل کر ایسے اقدامات کروں گا جس سے وہ خود بھی مطمئن ہوجائیں گے ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ میں قانون کے مطابق ایک گھنٹہ پہلے نوٹس دے چکا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے کب کہا ہے کہ یہ قانون کے مطابق نوٹس نہیں ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ فوری طور پر معلوم کیا جاتا ہے کہ اس پر کیا کارروائی ہوئی ۔ ٹیلیفون موجود ہیں اور یہاں سے شیخوپورہ 28 میل ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسمبلی کی رپورٹیں آپ پہلے بھی پڑھتے ہوں گے مگر اب ذرا غور سے پڑھیں ۔ اور اگر کہیں تو کل تک کے لیے اس کو ملتوی کر دیتے ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ آج تو اجلاس ختم ہو جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر آپ بتائیں میں کیا کرسکتا ہوں ؟

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ لکھا ہوا ہے ارکان اسمبلی ۔ رانا پھول محمد خاں ۔ ممتاز احمد کاہلوں ۔ محمد حنیف ۔ مسٹر شاہنواز وہاں گئے ۔ ان میں سے کوئی صاحب موجود ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس ہاؤس کو عدالت میں بدلنا چاہتے ہیں ۔ حکومت تو اس میں ایک ہی کام کرسکتی ہے کہ ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے ۔ اور

جو مجرم ہو اس کو سزا دی جائے۔ اس کے علاوہ اگر کوئی تجویز آپ کے ذہن میں ہو تو بتائیں۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ حکومت کی طرف سے جو کوتاہی واقع ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ یہ کل پرسوں کا واقعہ ہے ۔ لیکن ابھی تک پتا نہیں چل سکا کہ ہوا کیا ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایوان کو بتایا جائے کہ اب تک ہوا کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر تو آپ یہ تجویز کر رہے ہیں کہ یہ مقدمہ عدالت کی بجائے ایوان میں زیربحث لایا جائے تو میں وزیر اعلیٰ سے بات کر لیتا ہوں اگر یہ چاہتے ہیں کہ کارروائی کی جائے تو اس کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب نے یقین دہانی کروا دی ہے ۔ اب اس سے زیادہ اور وہ کیا چاہتے ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ وزیر اعلیٰ تشریف رکھتے ہیں ایک گھنٹہ دو گھنٹے ان کو مہلت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یعنی ہاؤس کو بتانا چاہتے ہیں کہ واقعات کیا ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ جناب والا ۔ یہ کتنی زیادتی ہوئی ہے ۔ اور پولیس نے کیا اقدامات کئے ہیں ؟

مسٹر سپیکر ۔ آپ یہ نہیں چاہتے کہ مجرم کے خلاف مقدمہ چلے ۔

مرزا فضل حق ۔ وہ تو بعد میں چلے گا کہ ہوا کیا ہے ۔ پولیس نے مقدمہ چلایا ہے یا نہیں ۔ طبی امداد دی گئی یا نہیں ۔ وہاں ان کے ساتھ کیا سلوک ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ آپ کی تحریک التواء نہیں ہے ۔ اور اس میں تو آپ نے ذکر کیا ہے کہ ان کو زدوکوب کیا ہے ۔ اس لیے انہوں نے کہا ہے کارروائی ہوگی ۔ اس سے زیادہ وہ کیا کرسکتے ہیں ۔ مجھے بھی اور تمام ایوان کے اراکین کو ظاہر ہے ۔ کہ زخمی ہونے والوں سے ہمدردی ہے ۔ لیکن یہ ہاؤس اس پوزیشن میں کبھی نہیں ہوسکتا ۔ کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ قصور کس کا ہے اور اس کو کتنی سزا ہونی چاہیئے ۔ یہ ایک عدالتی بات ہے ۔

مرزا فضل حق ۔ سزا کی بات نہیں ہے ۔ یہ تو واقعات کی بات ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ واقعات تو آپ نے پیش کر دیئے ہیں ۔

مرزا فضل حق ۔ میں نے تو یہ کہا ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے ۔ اس پر اب عمل کیا ہوگا ۔ وہ جو ملزم ہیں ۔ ان کو پکڑا نہیں گیا ہے ۔ اس میں پولیس کی جو متعدی ہے وہ کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وزیر اعلیٰ ایوان کے اختتام تک اس پوزیشن میں ہوں گے کہ اس ایوان کو بتا سکیں کہ اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ میں کوشش کروں گا کہ ایوان کے ختم ہونے سے پہلے ایوان کو اس کے متعلق بتا سکوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے آپ نے اپنی تحریک پر نہیں لکھا کہ پولیس موقعہ پر گئی ہے یا کوئی پولیس آفیسر موقعہ پر گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ صبح سے یہ ڈیوٹی ہوم سیکرٹری کے ذمہ لگا دی گئی ہے ۔ اور وہ حالات سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ جس وقت بھی مجھے رپورٹ مل جائے گی میں ہاؤس کو مطلع کر دوں گا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک نمبر 89 ہے ۔ جو ایک نہایت اہم تحریک ہے ۔ یہ روزنامہ مشرق کے دفتر پر حملہ سے متعلق ہے ۔ اور نہایت مختصر سی تحریک ہے ۔ اگر آپ اسے مناسب سمجھیں ۔ تو لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو اس وقت نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس کا 89 نمبر ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہاں میرے پاس نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں پڑھ کر سنا دوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ انتظار کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ دفتر پر حملہ ہوا ہے ۔ غنڈے آئے ہیں ۔ انہوں نے نیوز ایڈیٹر کو ہراساں کیا ہے ۔ اور پستول تانے ہیں ۔ ان کو دھمکیاں دی ہیں ۔ کہ آپ آئندہ ہمارے خلاف خبریں شائع کریں گے تو ہم اس سلسلہ میں اقدامات کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اصل میں تو یہ آپ کی طرف سے ایک مبارکباد کا ریزو لیوشن آنا چاہیئے تھا کہ صحافیوں نے بڑی ہمت کرکے غنڈوں سے پستول چھینا ہے ۔ اور انہیں پولیس کے حوالے کیا ہے ۔ یہ مبارک باد کے مستحق تھے ۔ اور مبارک باد کا ایک ریزولیوشن صحافیوں کے لیے ہونا چاہیئے تھا ۔ اور یہ آپ نے پیش نہیں کیا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ ایک اہم مسئلہ ہے ۔ اور آپ اس کو مذاق سمجھ رہے ہیں ۔ اخباروں کے دفاتر پر غنڈوں کی لاقانونیت کی اگر ایسی صورت حال پیدا ہوگئی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک میں صحافت اپنا کوئی کردار ادا نہیں کرسکے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ جو مناسب سمجھیں کریں ۔ آپ تشریف رکھیں میں اس پر بھی ہاؤس کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ جس طرح سے میں نے یونیورسٹی کے معاملہ میں اس ہاؤس کو اعتماد میں لیا تھا ۔ کہ اب اخبارات جو ہیں ۔ ان کے دفاتر ہر وقت کھلے رہتے ہیں ۔ ہر شخص وہاں آجا سکتا ہے ۔ موجودہ معاشرے میں ہم جانتے ہیں کہ جہاں شریفوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ تو وہاں پر شرپسند اور انتہائی بدمعاش قسم کے لوگ بھی موجود ہیں اب یا تو آپ اس قسم کا انتظام کریں ۔ کہ ہر غنڈے اور شرپسند کے ساتھ حکومت اپنا ایک آدمی مقرر کرے ۔ کہ جہاں وہ جاتا ہے ۔ وہ اس کا پیچھا کرے اور اس کو شرارت نہ کرنے دے ۔ ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے ۔ اگر تو آپ کی تحریک التوا میں یہ ہے کہ حکومت نے ایسا نہیں کیا ۔ تو پھر میں اس کو entertain کر لوں گا ۔ اور اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی معقول بات نہیں اور اگر آپ یہ سمجھتے ۔ تو یہ تو ایک تحریک التوا ہوسکتی کہ کسی جگہ پر واقعی زیادتی ہوئی ہو ۔ اور حکومت اس زیادتی کو دور کرنے میں فیل ہوگئی ہو ۔ اگر کوئی default ۔ کوئی failure ۔ کوئی omission ہوگئی ہو ۔ حکومت کے کسی محکمہ سے ۔ پولیس سے یا گورنمنٹ کی کسی ایجنسی سے ۔ تو آپ تحریک التوا بنتی ہے ۔ اور اگر یہ چیز نہیں ہے ۔ تو پھر یہ تحریک التوا کیسے بنتی ہے ۔ آپ کی تحریک میں کوئی element ایسا نہیں ہے کہ جس سے

حکومت کی کوئی negligence ثابت ہو۔ کوئی defect کوئی omission ثابت ہو۔ تو پھر میں اس کو کس طرح سے entertatin کروں۔ جہاں تک ان صحافیوں سے ہمدردی کا سوال ہے۔ مجھے بھی ہے۔ اور آپ کو بھی ہے۔ اگر کوئی غنڈے وہاں پر آئے ہیں۔ تو ان کی مذمت ہر شخص کرتا ہے۔ حکومت کی اس سلسلہ میں ذمہ داری مجھے بتائیے کہ کیا ہے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ حکومت کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ صوبے میں ۔ اس ملک میں امن و امان کی فضا پیدا کرے ۔ تاکہ ہر شہری آزادی کے ساتھ نہ صرف یہ کہ اپنے شہری حقوق ادا کر سکے ۔ بلکہ آزادانہ اپنے پیشہ ورانہ فرائض بھی ادا کر سکے ۔ اس کو یہ تحفظ ملنا چاہیے ۔ بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ یہ تحفظ ختم ہو گیا ہے ۔ غنڈوں نے قانون اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے ۔ دفاتر اخبارات کے آج سے نہیں ۔ بلکہ جناب والا ۔ صدیوں سے کھلے ہوئے ہیں ۔ لیکن اس قسم کے واقعات کا تسلسل اس سے پہلے کبھی نہیں تھا کہ لوگ دندناتے ہوئے دفاتر میں آئیں ۔ علی الاعلان پستول تان لیں ۔ اور نیوز ایڈیٹر کو ہراساں کریں کہ وہ ان کی مرضی کے خلاف نہ چلیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس کے باوجود بھی یہ تحریک التوا نہیں بنتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ یقین دہانی کرائیں کہ صحافیوں سے اخبارات کے دفاتر میں ۔ اس قسم کی کارروائی جو معمول بن چکی ہے اب معمول نہیں بنے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تحریک التوا کیسے بنتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے پرسوں فرمایا تھا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے کہ صحافی کے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ صحافی نہیں ۔ شہری کے ساتھ ۔

Please don't misquote me.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جب مظفر گڑھ کے متعلق میں نے یہ

تحریک پیش کی تھی ۔ تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے ۔ اور میں نے کہا تھا کہ یہ نئی بات ہے کہ اتنے بڑے آفیسر کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تیس سال کی سیاست میں ہم نے پتہ نہیں خود کتنی مرتبہ گالیاں کھائی ہیں ۔ اور پولیس کے آفیسران سے ڈنڈے بھی کھائے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جو واقعہ بھی ہوا ہے اس پر ہم سب نادم ہیں ۔ ایسا واقعہ نہیں ہونا چاہیے تھا ۔ لیکن اس کے ساتھ یہ کہنا کہ حکومت اپنے فرائض کی بجا آوری میں کسی طرح کی کوتاہی کی مرتکب ہوئی ہے ۔ یہ بھی درست نہیں ہے ۔ ان لوگوں کو جنھوں نے پستول تاننے کی جسارت کی ہے ۔ ان کو فوری طور گرفتار کیا گیا ہے ۔ اور آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ہم پر کتنا زیادہ pressure تھا کہ ان لوگوں کو رہا کر دیا جاوے ۔ ان کو یوں چھوڑ دیا جاوے ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے انتہائی سخت اقدامات کیے ہیں ۔ ان کو فوری طور پر گرفتار کیا ہے ۔ حکومت کے پاس اس بات کو روکنے کے ذرائع تو نہیں ہیں کہ مثلاً میں اب اسمبلی میں کھڑا ہوں ۔ اور اب میں کسی پر پستول تان لوں ۔ تو میں اس وقت کر سکتا ہوں ۔ لیکن اگر میں یہ کرتا ہوں ۔ تو اس سلسلہ میں یقیناً حکومت کا فرض بنتا ہے کہ جو کچھ بھی وہ کر سکتی ہے کرے ۔ لیکن جو معاشرے میں جرائم کی کیفیت ہے جس طرح معاشرے میں ایک militancy آ گئی ہے ۔ بات بات پر لوگ زیادہ غصہ میں آ جاتے ہیں ۔ ہڑتال اور قبضہ کی طرف ان کا زیادہ رخ ہے ۔ تو اس صورت میں جناب والا ۔ حکومت کے پاس دو ہی راستے ہیں ۔ ایک تو اجتماعی طور پر اور اوور آل طور پر وہ ایسے اقدامات کرے ۔ جس سے یہ فضا بدلتی چلی جاوے ۔ اور ایک یہ ہے کہ جو واقعہ جہاں ہوتا ہے ۔ اس کے خلاف انسدادی تدابیر اختیار کرے ۔ حکومت دونوں معاملات پر دونوں رخوں سے توجہ کر رہی ہے ۔ اور میں آپ کی وساطت سے بھائی صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اس چیز سے غافل نہیں ہیں ۔ ہم غافل ہوتے تو ہم ان لوگوں کو نہ پکڑتے ۔ ان کو سزا نہ دیتے ۔ ان کو سزا ملے گی اور سخت سزا ملے گی ۔ تاکہ دوسرے لوگوں کو کان ہو جاویں ۔ لیکن

پھر وہی بات جس کی طرف انھوں نے خود اشارہ کیا ہے ۔ یہ ایک اجتماعی فضا ہوتی ہے ۔ اس سے کوئی خاص شعبہ water tight compartment کی طرح جدا نہیں ہو سکتا ۔ اگر ہم یہ کہیں کہ باہر انڈسٹری میں ، زراعت میں ، کھیتوں میں ، کارخانوں میں ، ہر جگہ بد امنی ہو ۔ اور صرف ایک خاص سیکٹر میں ۔ یعنی صحافت میں بد امنی نہ ہو تو ایسا نہیں ہو سکتا ۔ یہاں وزراء کو لوگ آ کر دھمکیاں دیتے ہیں ۔ مجھے لوگ روز دھمکاتے ہیں ۔ دھمکانے سے کیا بنتا ہے ۔ سوال تو یہ ہے کہ اس دھمکی سے کوئی غلط کام کیا جاتا ہے ۔ کیا اس دھمکی دینے والے کو جو اپنی حد سے آگے گزرتا ہے ۔ اس کا ہاتھ روکا نہیں جاتا ۔ اگر ایسا نہیں ہوتا ہے ۔ اور جو ہونا چاہیے تھا وہ ہوتا ہے ۔ تو پھر اس میں تسلی رکھنی چاہیے ۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ مجرمانہ طور پر اس طرح کی بغاوت کا رجحان پیدا ہو گیا ہے تو جناب والا ۔ یہ زمانہ کی رفتار ہے ۔ ساری دنیا میں یہی کیفیت ہو گئی ہے ۔ اس لیے ہمیں بھی اس بات کا خیال کرنا چاہیے کہ وہ امن و امان جو انگریز کے زمانہ میں اس ملک میں ہوا کرتا تھا اس کے خواب دیکھنے اب چھوڑ دیں اس لیے کہ ان کی حکومت کی ایک بات تھی ۔ ان کا کام تھا کہ status and maintain کیا جائے ۔ معاشرہ جس حالت پر ہے اگر ہمیں اس سے فائدہ ہو رہا ہے تو ہم اس معاشرے کو اس طرح سے جاری رکھیں کہ جہاں بھی کوئی بات کہے ہم اس کو وہیں روک دیں ۔ اس کو وہیں روک دیا جائے ۔ لیکن جناب والا ۔ جب معاشرے میں تبدیلیاں ہو رہی ہوتی ہیں ۔ جب معیشت میں پیداواری رشتے بدل رہے ہوتے ہیں ۔ جب ایک انقلاب کی جانب رخ ہوتا ہے اور قانون غریب کی جانب جھک جاتا ہے تو اس وقت وہ پرانے توازن ختم ہو جاتے ہیں اور ایک نئے توازن کے بننے تک ایک ہلچل کی سی کیفیت رہتی ہے ۔ اس لیے میرے دوست جو معاشرے میں اس طرح کا امن و امان چاہتے ہیں کہ جہاں چڑیا بھی پر نہ مارے تو میں ان کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ آج کے دور میں نہ صرف پاکستان میں نہ صرف ایشا میں اور اس کے ممالک میں نہ صرف افریقہ میں بلکہ ساری دنیا میں ان بڑی بڑی جمہوریتوں میں بھی جن کا شاید آپ بہت اونچا نام سنتے رہے ہوں گے ان میں

بھی اس طرح کا امن و امان نہیں پایا جاتا ۔ جناب والا ۔ ہم نے آج کے دور میں رہنا ہے اور جو آج کے دور میں آج کے دور کی مصیبتیں اور درد اور جو تکالیف ہم نے برداشت کرنی ہیں ان کے سامنے جھکنا نہیں ہے ۔ ہتھیار نہیں ڈالنے بلکہ ان کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کرنا ہے ۔ ان کو بہتر طور پر بدلنا ہے ۔ اور آج ہم اس کے لیے پوری کوشش کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب دو یقین دہانیاں ہیں ۔ ایک مرزا فضل حق صاحب کی طرف سے ہے اور دوسری سید تابش الوری صاحب کی طرف سے ہے ۔ میں ان دونوں کو اس کمیٹی کے جو یقین دہانیوں کے سلسلے میں بنی ہوئی ہے سپرد کر رہا ہوں ۔

I refer them to the Committee on Assurances. Report to come within one month.

ایک فیصلہ طلب بات یہ تھی کہ یہ تحریک پیش کی گئی تھی کہ دی پنجاب کاٹن کنٹرول (ویلی ڈیشن آف دی ٹرانسپورٹیشن فی) بل 1974ء متعلقہ مجلس قائمہ کو دوبارہ غور کے لیے بھیج دیا جائے ۔

I have studied the relevant rules and the Punjab Cotton Control, (Validation of Transportation Fee) Bill, 1974 is re-referred to the concerned Standing Committee. Report to come within 30 days.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ ایک اہم رولنگ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں تھی ۔ اس کے لیے میں نے سات دن کا انتظار کیا ہے ۔ دوسری موشنوں کو میں نے بطور موشنوں کے ہی treat کیا ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ سات دن کے بعد یہ ہو سکتا تھا ۔

مسودہ قانون

(جو ایوان میں پیش کیا گیا)

دی پیسک ڈیموکریسیز آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ بل 1974

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں پیسک ڈیموکریسیز آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ دی پیسک ڈیموکریسیز آرڈر (پنجاب امنڈمنٹ) بل 1974ء ایوان میں پیش کر دیا گیا ہے ۔ اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے اور اس کی رپورٹ تین ہفتوں کے اندر آئے گی ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء

(مسودہ قانون نمبر 85 بابت 1973ء)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ The Punjab Plantation and maintenance of trees Bill, 1973 جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ The Punjab Plantation and maintenance of trees Bill, 1973 جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب والا ۔ کوئی چند ایک ترامیم ہیں اگر آپ اجازت دیں تو ان پر مختصر سی اکٹھی بات کر لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے آپ ان کی تحریک کر لیں میں ان کو اکٹھی لے لوں گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے کو 15 اپریل 1974ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کی غرض سے متداول کرایا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That the Punjab Plantation and Maintenance of Trees Bill, 1973 be circulated for the purpose of

eliciting opinion thereon by the 15th April, 1974.

Minister for Law. Opposed.

Syed Tabish Alwari. I beg to move :

That the Punjab Plantation and Maintenance of Trees Bill, 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th April, 1974.

Mr. Speaker. The motion is :

That the Punjab Plantation and Maintenance of Trees Bill, 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th April, 1974.

Sheikh Aziz Ahmad Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ حکومت کی طرف سے یہ مسودہ قانون مرتب کرکے ایک اچھا اقدام کیا گیا ہے ۔ لیکن اس مسودہ قانون کے ساتھ اگرچہ کچھ اغراض و مقاصد یہاں بیان نہیں کیے گئے ہیں ۔ تاہم تمہید سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ملک کا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ عمارتی لکڑی اور ایندھن کا مسئلہ جو کہ آئے دن پریشانی کا باعث بنتا جا رہا ہے کو دور کرنے کے لیے حکومت نے ملک میں اور صوبہ میں زیادہ سے زیادہ درخت اگانے کے لیے یہ قانون مرتب کیا ہے ۔ جناب والا ۔ حکومت کا محکمہ جنگلات اگر اپنی نا اہلی کا ثبوت نہ دیتا اور سرخ فیتہ کی نذر اس کی سکیمیں نہ ہوتیں اور یہ محکمہ پوری رفتار کے ساتھ کام کرتا تو آج ہمارے صوبہ میں جو درختوں کی کمی آ چکی ہے یہ واقع نہ ہوتی ۔

جناب والا ۔ اس قانون کو پیش کرتے ہوئے اس میں ایک یا دو ایسی شقیں رکھی گئی ہیں جو کہ کسی طور پر مناسب نہیں ہیں ۔ مثلاً حکومت نے ایک دفعہ کے ذریعے اس محکمہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ اکھاڑے جانے والے درختوں کی فروخت کا انتظام کرے ۔ میرے خیال میں یہ اختیار محکمے کو دینا سراسر زیادتی ہوگی ۔ کاشتکار اور زمیندار اپنی زمین میں درخت پیدا کریں اور اگر وہ اپنی ضرورت کے لیے کوئی درخت اکھاڑنا چاہیں تو اس کے لیے اس قانون کے تحت حکومت سے اجازت لینی پڑے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس

قانون کے تحت اس قسم کی شق رکھنا مناسب نہیں ہے ۔ پرائیویٹ سیکٹر میں یہ کہا جا رہا ہے کہ درخت بڑھائے جائیں اور دوسری طرف یہ پابندیاں عاید کی جا رہی ہیں کہ وہ اپنی ضرورت کے لیے بھی درختوں استعمال نہیں کر سکیں گے ۔ یا اگر آندھی آ جائے یا کسی اور بیماری کی وجہ سے وہ درخت گر جاتا ہے تو اس کو اٹھانے کے لیے بھی محکمہ سے اجازت لینی پڑے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ فاضل وزیر متعلقہ اس دفعہ کو ہٹانے کی کوشش کریں گے اور اسے واپس لینے کی زحمت گوارا فرمائیں گے تاکہ عوام کی پریشانی کا باعث نہ بنے ۔

جناب والا ۔ ایک اور شق میں یہ کہا گیا ہے کہ زمین کا قابض زمین کے ہر ایکڑ پر اس قسم کے اور طریقہ پر جو تجویز کیا جائے گا درخت لگائے گا ۔ جناب والا ۔ یہ بھی اختیار محکمہ کو دینا کہ وہ یہ پڑتال کرتا پھرے کہ ہر کاشتکار ہر زمیندار ہر ایک ایکڑ میں درخت لگائے یہ بھی میں سمجھتا ہوں زیادتی ہوگی ۔ جناب والا ۔ اگر ہر ایکڑ میں درخت لگائے جائیں گے تو لازمی طور پر ہماری زرعی پیداوار پر بھی اس کا نا خوشگوار اثر پڑے گا ۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا اور ایک جگہ ذکر بھی کیا گیا کہ فی ایکڑ 3 درخت لگانے کا حکم دیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایک مربعہ کا مالک اگر 75 درخت لگانا چاہتا ہے تو اس کو یہ اجازت ہونی چاہیے کہ وہ اکٹھی ایک ہی جگہ پر درخت لگا لے یا اپنے مویشی جہاں رکھتا ہے ان کے پاس وہ اپنا ڈیرہ لگا لے یا ایک دو کنال رقبہ مخصوص کر دے جہاں کہ وہ درخت لگا لے ۔ اگر ہر ایکڑ میں درخت لگائے جائیں تو اس سے لازمی طور پر زرعی پیداوار پر برا اثر پڑے گا ۔ میں نے جو اپنی ترمیم میں تجویز کیا ہے میرے خیال میں وزیر صاحب اس کو قبول فرمائیں گے ۔ جناب والا ۔ اس میں دفعہ 3 (الف) میں ہے "کہ قابض زمین کے ہر ایکڑ پر ۔ ۔ ۔" یہاں ہر ایک ایکڑ نہیں فی ایکڑ ہونا چاہیے ۔ ان معروضات کے بعد میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ وزیر صاحب اس مفید قانون کو اور زیادہ بہتر بنانے کے لیے یہ ترامیم منظور فرما لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید قابش الوری ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ موجودہ بل جو اس وقت ایوان میں

پیش کیا گیا ہے وہ اپنی اہمیت ، افادیت اور مقصدیت کے اعتبار سے ایک بڑی بنیادی ضرورت کی تکمیل کرتا ہے ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ زرعی معیشت میں شجرکاری کو ایک بے حد منفرد حیثیت حاصل ہے ۔ درخت نہ صرف یہ کہ سیلاب کے رخ کو موڑنے میں اور ان کا انسداد کرنے میں ایک ذریعہ بنتے ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ مختلف صحرائی علاقوں میں مختلف desert اور ریت shifting کو روکتے ہیں ۔ نہ صرف یہ کہ ان کے ذریعے مختلف علاقوں میں مختلف مقامی ضرورتوں کے تکمیل کے لیے ایندھن کے لیے fuel اور fodder کے لیے درختوں سے کام لیا جاتا ہے بلکہ یہ مختلف ایسے علاقوں میں جہاں انتہائی گرم آب و ہوا موجود ہے وہاں یہ بہترین سائے کا کام دیتے ہیں ۔ آپ اس سے بھی یقینی طور پر با خبر ہیں کہ کسی بھی زرعی ملک کی معیشت کو متوازی کرنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ کل رقبے کا تقریباً بیس سے پچیس فیصد رقبے پر جنگلات اگائے جائیں ۔ لیکن ہمارے ملک میں اجتماعی طور پر یہ بات افسوس ناک ہے کہ ابھی تک ہم دوسرے ترقی یافتہ ممالک کی طرح جنگلات کے اس تناسب کو قائم نہیں کر سکے بلکہ پنجاب میں کارآمد یعنی productive شجرکاری اور جنگل محض تین فیصد رقبے پر ہیں جبکہ ہماری ضرورت بیس سے پچیس فیصد رقبے پر جنگلات کی موجودگی ہے ، جناب والا ، باقی تین فیصد کے علاوہ جو رقبہ موجود ہے اس میں محکمہ جنگلات نے اپنے طور پر ایسی چراگاہوں کا انتظام کیا ہے اور کچھ پودے بھی لگانے کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری پوری کی ہے ۔ لیکن یہ productive جنگلات کے اعتبار سے ابھی تک ہماری ضرورت کی تکمیل کے لیے ناکافی ہے ۔

جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ جن علاقہ میں زیادہ گرم اور خشک آب و ہوا ہو جہاں موسمی اثرات کی شدت کو کم کرنے کے لیے درختوں کی اہمیت کو ایک مخاطرق ضرورت سمجھا جائے وہاں شجرکاری پر زیادہ زور دینا ہمارے لیے ایک اہم ضرورت ہے ۔ لیکن اس بات کا ہمیں بھی احساس ہے اور اس سلسلے میں جس بنیادی فرض کی ادائیگی پہلے روز سے ہونی چاہیے تھی وہ نہیں کی گئی ۔ جب بھی ہمیں ضرورت پڑی ، جب بھی کسی بستیاں بسانے کا مسئلہ پیدا ہوا ہے ۔ جب بھی بعض علاقوں میں بعض رقبوں کے سلسلے میں

لوگوں کی ضروریات کے تحت ان کی فروخت کا سوال پیدا ہوا تو درخت صاف کر دیے گئے اور نتیجہ یہ ہوا کہ ہمارا یہ صوبہ جو جنگلات کے سلسلے میں درختوں کے سلسلے میں دوسرے درجہ پر تھا یعنی اس سلسلے میں سرحد کے بعد دوسرا درجہ اس صوبے کا تھا وہ اپنے اس تناسب اور امتیاز کو برقرار نہ رکھ سکا۔ حالانکہ پنجاب کو اپنی معاشی و زرعی ضرورت کے اعتبار سے اور زر مبادلہ کے اعتبار سے اس طرف سب سے زیادہ توجہ دینے کی ضرورت تھی۔ جناب والا ۔ اس وقت صورت یہ ہے کہ ہم نہ صرف یہ کہ اپنے جنگلات کو برقرار نہ رکھ سکے بلکہ شہری علاقوں اور قصبات میں درخت لگانے کی مہم جس شدت کے ساتھ چلانی چاہیے تھی اس سلسلے میں ہم ناکام رہے ہیں۔ ہم لوگوں کو اس طرف ترغیب نہیں دے سکے کہ یہ مسئلہ نہ صرف قومی اور صوبائی سطح کا ہے بلکہ خود ان کی اپنی انفرادی ضرورت کے لیے یہ مسئلہ اتنا ہی اہم ہے۔

جناب والا ۔ مختلف موقعوں پر شجر کاری کے ہفتے منائے جاتے ہیں۔ مختلف افراد اپیلیں جاری کرتے ہیں لیکن یہ مسئلہ محض اپیلوں اور شجرکاری کا ہفتہ منانے سے حل نہیں ہوگا بلکہ اس سلسلے میں جامع منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ ہمیں ایسے ترقیاتی منصوبے بنانے ہوں گے جس کے نتیجہ میں ہم شجرکاری کو عملی طور پر اس ملک میں موثر بنانے کے لیے سرکاری اور غیر سرکاری سطح پر اقدامات کرسکیں۔

جناب والا ۔ اس بل کے ذریعے حکومت یہ چاہتی ہے کہ چونکہ اس کے وسیلے محدود ہیں۔ اس کا عملہ محدود ہے۔ اس لیے شجرکاری کا سارا کام سرکاری طور پر نہیں کیا جاسکا زمینداروں اور عوام کے دوسرے طبقوں کی معاونت سے اس مہم کو آگے بڑھانا چاہیے۔ یہ یقیناً ایک خوش آئند بات ہے۔ حکومت نے اس سلسلے میں اپنی ذمہ داری محسوس کی ہے لیکن جو قانون بنایا ہے۔ جو بل اس وقت ہمارے سامنے ہے اس کی حیثیت محض ایک واعظ کی ہے۔ محض ایک اپیل کی ہے۔ محض ایک اخلاقی ذمہ داری کی ہے اور اگر بنظرغائر مطالعہ کریں تو اس میں کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس کے تحت موجودہ صورت حال

میں کوئی موثر تبدیلی لائی جاسکے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر چیئرمین مسٹر لیاقت حسین مڑل کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا ۔ کہا یہ گیا ہے کہ اس قانون کے تحت اس بل کے تحت ہر ایکڑ میں تین درخت لگانے ضروری ہوں گے اور یہ درختوں کے لگانے کی ذمہ داری براہ راست اس رقبے کے مالک پر ہوگی ۔ لیکن جناب والا ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا گیا ہے کہ اگر وہ یہ درخت نہ لگائے اگر وہ یہ ذمہ داری پوری نہ کرے تو پھر محکمہ جنگلات کا عملہ ہی یہ ذمہ داری پوری کرے گا اور محض اس درخت لگانے پر جو صرفہ انا ہے وہ اس شخص سے وصول کر لیا جائے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کلاز اس موجودہ حیثیت میں نہایت غیر موثر ہے ۔ کوئی شخص کوئی رقبے کا مالک جب تک خود اپنے ذھن میں اس بات کا یقین نہ رکھتا ہو کہ اس شجرکاری سے اسے براہ راست فائدہ ہوگا وہ محض اس قانون کے تحت درخت لگانے کے لیے اپنے آپ کو آمادہ نہیں کرسکے گا ۔ ایسی صورت میں جو کہ درخت نہ لگانے کا جرمانہ صرف یہ ہے کہ محکمہ جنگلات اس کی طرف سے درخت لگا دے ۔ میرے خیال میں یہ اور بھی زیادہ غیر موثر ہو جاتا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ صورت بالکل ایسی ہے کہ اس کی مثال ان نوافل کی سی ہے کہ اگر آدمی پڑھ لے تو ثواب ہے اور نہ پڑھے تو کوئی عذاب نہیں ہے ۔ اس طرح محض یہ واعظانہ قانون یہ محض اخلاق ذمہ داری کا قانون ہمارے اس معاشرے میں کسی بنیادی تبدیلی لانے کا باعث کسی صورت میں نہیں ہو سکتا ۔

جناب والا ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس تجویز کو حکومت کی سطح پر مرتب کریں کہ چولستان یا تھل کے علاقے میں جہاں بے شمار رقبہ بے آب و گیاہ پڑا ہوا ہے وہاں آبپاشی اور آبادکاری کی جہاں جہاں سکیمیں بن رہی ہیں وہاں جنگلات کے لیے ایک خاص رقبہ مختص کر دیا جائے مختص کر دیا جائے تاکہ وہاں محکمہ اپنی ذمہ داری محسوس کرکے جنگلات کا اضافہ کرسکے ۔

اس طرح اس بات کی ضرورت ہے کہ دریائی علاقوں میں غیر آباد علاقوں جنگلات لگانے کی سکیمیں تیار کی جائیں اور ایسا سروے کیا جائے ۔ جن جن علاقوں میں آسانی کے ساتھ پانی مہیا ہے وہاں یہ جنگلات لگانے کے سلسلے میں پہلے سے تجربے کئے جا رہے ہیں ان میں مزید توسیع کی جائے۔ جناب والا ۔ اس کے ساتھ اس بات کی ضرورت ہے کہ دیہی علاقوں میں کچی سڑکیں موجود ہیں ڈسٹرکٹ کونسل کے زیر انتظام نئی سڑکیں بنائی جا رہی ہیں وہاں دورویہ درخت لگانے کا اہتمام کیا جائے۔ اور یہ سرکاری سطح پر لازمی قرار دیا جائے جہاں جہاں کچی سڑکیں موجود ہیں ان کی اصلاح کی جائے۔ اور وہاں لازمی پروویژن ہونی چاہئے کہ ان درختوں کے ساتھ لازمی طور پر درخت بھی لگائے جائیں ۔ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت یہ بات آسانی سے کی جاسکتی ہے ۔ جناب والا ۔ اس طرح سے آبادی والے علاقوں میں شہروں میں غیر آباد قطعات اور سرکاری زمین پر شجرکاری کا اہتمام کرنا ضروری ہے اور مختلف محکموں میں جن کے پاس وسیع پیمانے پر عمارات موجود ہیں اور سرکاری رقبہ بھی موجود ہے ۔ وہاں لازمی قرار دیا جائے ۔ ان محکموں کی یہ ذمہ داری قرار دی جائے کہ وہ خاص تناسب سے وہاں نہ صرف درخت لگائیں بلکہ ان کی نگہداشت بھی کریں ۔ اور ان کو ذاتی طور پر ذمہ دار قرار دیا جائے دیا جائے کہ اگر انہوں نے ان دفاتر میں زیر انتظام رقبوں پر اس تناسب سے درخت نہ لگائے تو یہ ان کی نااہلی ہوگی ۔ ان کی غفلت شمار کی جائے گی ۔

جناب والا ۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ شجرکاری کے سلسلے میں موجودہ بل میں جو درخت لگانے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے۔ اس سے بہت سے زمیندار کاشت کار محض اس لیے انحراف کرتے ہیں محض اس لیے احتراز کرتے ہیں کہ ان کو اندیشہ ہے کہ اگر زیر کاشت رقبہ میں درخت لگائے گئے تو اس سے کیڑے مکوڑے ان درختوں میں جگہ لے لیتے ہیں جس سے کاشت متاثر ہوتی ہے ۔ اس بات کی ضرورت ہے کہ میرے خیال میں جب یہ قانون منظور کرنا ہے تو یہ بھی لازمی طور پر طے کر دینا چاہئے کہ جن درختوں کا سایہ کم ہو جو زیر کاشت رقبے کو نقصان نہ پہنچا سکیں وہ درخت لگائے جائیں ۔ میرے خیال میں ایسے درخت موجود ہیں ان درختوں کی زیر کاشت رقبے میں لگانے کی اجازت ہونی چاہئے ۔

جناب والا ۔ آپ اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ ہمارے ملک میں چونکہ درختوں کی بے حد کمی ہے ۔ خاص طور پر ان درختوں کی کمی ہے جو فرنیچر کے سلسلے میں اور عمارتی ضرورتوں کے سلسلے میں استعمال کی جاتی ہے ۔ اس وقت لکڑی کی درآمد اور اس کی مصنوعات پر ہمارا تقریباً 20 کروڑ روپے خرچ ہو رہا ہے ۔ اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ ایک غریب ملک لکڑی کی درآمد پر اور لکڑی کی مصنوعات پر اتنی کثیر رقم خرچ کر سکتا ہو جب کہ اس کے اپنے وسائل اتنے ہوں جب کہ خود اس کی ضرورت کے مطابق اسی صوبے میں اسی ملک میں زیادہ سے زیادہ شجرکاری کی جاسکے ۔ جناب والا ۔ اس طرح جہاں ہم اس بل کے ذریعے لوگوں کو راغب کرنے کے لیے یہ لازمی قرار دے رہے ہیں کہ وہ شجرکاری کریں وہاں ہمارے سامنے یہ بھی مسئلہ ہونا چاہئے اور یہ عملی تخلیق کی صورت میں موجود ہو کہ ہر ایکڑ میں تین درخت لگائے جائیں تو ہمیں کروڑں قلموں کی ضرورت ہوگی ۔ کروڑوں پودوں کی ضرورت ہوگی جو ان زمینداروں ۔ کاشت کاروں اور دوسرے حضرات کو فراہم کرنے کے لیے لازمی ہوگا اور میرے خیال میں موجودہ صورت میں اتنی بڑی تعداد نرسریز میں فوری طور پر موجود نہیں ہے ۔ لہذا اس کے ساتھ ساتھ جہاں لوگوں سے کہیں کہ وہ شجرکاری کریں وہاں محکمہ جنگلات کا فرض ہے کہ وہ نرسریز میں اضافہ کرے اور مختلف علاقوں میں مقامی طور پر ایسی صورت پیدا کرے کہ آسانی کے ساتھ لوگوں کو ان کی ضرورت کے مطابق قلمیں فراہم ہو سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ یہ ایسے اقدامات ہیں جن کو مسلسل تشہیر کے ذریعے ۔ مسلسل تبلیغ کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں راسخ کیا جا سکتا ہے ۔ محض قانون سازی سے ۔ تعزیر کے ذریعے اس قسم کی ترمیمات کسی ملک میں رائج نہیں کی جا سکتیں ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اس سلسلے میں اپنی تمام تر سرکاری غیر سرکاری صلاحیت خرچ کرکے لوگوں کو اس کی اہمیت کا احساس دلائیں کیونکہ قانون بنتے رہتے ہیں اور پھر قانون لائبریریوں کی زینت بن کر طاق نسیاں کی طرح فراموش کر دیئے جاتے ہیں ۔ یہ قانون اپنی جگہ نہ صرف معصومانہ ہے بلکہ اس میں کوئی بڑی تعزیری صورت موجود نہیں ہے اس لیے میں نہیں سمجھتا کہ اس سے بہتر نتائج برآمد ہوسکیں

لیکن بہر حال اس بات کا احساس ضرور پیدا کرتا ہے اور اس قانون کو پیش کرنا اس بات کی دلالت کرتا ہے کہ حکومت نے اس طرف سوچنا شروع کر دیا ہے ۔ کچھ اقدامات کی ضرورت محسوس کی ہے اور اس سلسلے میں آئندہ کے لیے بھی کوئی لائح عمل مرتب کرنا چاہتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم جو یہاں موجود ہیں اگر اسے اپنا فریضہ سمجھ لیں اور آگے مختلف شعبوں میں اس کی ذمہ داریوں کا احساس کرائیں جس طوح سے پیپلز ورکس پروگرام کے تحت ہم نے مختلف علاقوں میں شجرکاری کے کچھ ٹارگٹس مقرر کئے ہیں ۔ ان کو حاصل کرنے کے لیے زیادہ توجہ دیں تو اس کے نتائج بہتر ہوسکتے ہیں ۔ میں اس مسودہ قانون کی مقصدیت اور اہمیت کے اعتبار سے یقیناً خیر مقدم کرتا ہوں اور سراہتا ہوں ۔ لیکن بنیادی طور پر اعتراض کر رہا ہوں کہ یہ ایک غیرموثر اور واعظانہ قانون ہے ۔ جس کے نتیجے میں اس مقصد کی تکمیل نہیں ہو سکے گی جو وہ چاہتے ہیں ۔ البتہ اس کے مقصد کی تکمیل کی طرف کچھ قدم اٹھا سکیں گے ۔ شکریہ ۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر ۔ جہاں تک درختوں کی اہمیت کا تعلق ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور فاضل اراکین حزب اختلاف نے مفصل طور پر روشنی ڈالی ہے اور پہلی دفعہ اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ حکومت نے مفید قانون اس ہاؤس میں پیش کیا ہے ۔ اس بل کو پیش کرنے میں حکومت کو اس بات کا احساس ہے کہ پنجاب میں درختوں کی کمی ہے ۔ لکڑی کی کمی ہے اور اس کمی کو درخت لگا کر پورا کیا جائے ۔ آپ جانتے ہیں کہ درخت زمین کا زیور ہوتے ہیں ، کوئی بھی زمین جس میں درخت نہ ہوں وہ بھلی معلوم نہیں دیتی ۔ جس زمین میں درخت ہوں وہی سرسبز شاداب اور حسین نظر آتی ہے ۔ اس دنیا کے حسن میں اضافہ کرنے کے لیے درختوں کا لگانا ضروری ہے ۔ تاکہ قدرت کے مناظر میں زیادہ سے زیادہ خوب صورتی اور حسن میں اضافہ ہو۔

جناب والا ۔ میاں خورشید انور نے کہا کہ ہر ایکڑ میں تین درخت لگانا درست نہیں ہوگا بلکہ کسی آدمی کے پاس دس ایکڑ زمین ہے تو اس پر 30 درخت لگانے کی پابندی لگا دی جائے اور اس پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ 30 درخت ایک کھیت میں لگائے یا دو کھیتوں میں لگائے ۔ جہاں تک اس بات

کا تعلق ہے۔ حکومت نے پہلے ہی اس کی دفعہ کے تحت وضاحت کی ہے کہ وہ ہر ایکڑ میں اسی حساب سے تین درخت لگائے۔ وہ ان درختوں کی تعداد کو پورا کرے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ تمام کے تمام درخت ایک کھیت میں لگائے یا ہر کھیت تین درخت لگانا اس کے لیے ضروری نہیں۔ تاہم ابھی میاں خورشید انور صاحب نے جو ترمیم اس وضاحت کے لیے پیش کی ہے حکومت اسے خندہ پیشانی سے قبول کرنے کے لیے تیار ہے۔ کیونکہ ہم نے پہلے ہی بل میں وضاحت کر دی ہے۔

جہاں تک میرے فاضل دوست جناب تابش الوری صاحب نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ بل محض واعظانہ ہے تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بل ایک مشنری بل ہے اور اس ایوان میں پہلی دفعہ ایک مشنری بل آیا ہے۔ حکومت یہ نہیں چاہتی تھی کہ جنگلات کے افسران کو زمینداروں اور کاشت کاروں پر متعین کر دے اور وہ ان لوگوں کے ساتھ زیادتی کر سکیں۔ ہمارا ہر کاشت کار اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اس چیز کی ضرورت ہے اور اس بل کا مقصد بھی یہی ہے کہ کاشت کاروں اور زمینداروں کو ترغیب دلائی جائے کہ وہ درختوں کی کمی پورا کریں۔ اس قانون سے محکمہ جنگلات کو یہ اختیار ملے گا کہ اگر کوئی کاشت کار اپنے فرائض کو نہیں کرتا تو محکمہ جنگلات کی طرف سے اس کے کارکنوں یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس کے کھیت میں داخل ہو کر درخت لگا سکیں۔ اس طرح اگر کوئی کاشت کار درخت نہیں لگاتا تو اسے ایک روپیہ فی درخت جرمانہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس کے علاوہ درختوں کی نگہداشت اور پرورش پر جو خرچ ہوگا وہ بھی بطور بقایا جات مالیہ وصول کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا۔ جب بھی محکمہ جنگلات کا کوئی کارکن ان کی زمین میں درخت لگانے کے لیے جائے گا تو وہ جرمانہ سے بچنے کے لیے خود اپنے فرض کو پورا کرے گا اور وہ کسی بھی صورت میں محکمہ جنگلات کے کارکن کو یہ اجازت نہیں دے گا کہ وہ اس کی زمین میں درخت لگائے۔ تو یہ بل محض واعظانہ نہیں۔ یہ قانون پابندی بھی عائد کرتا ہے کہ زمیندار اور کاشت کار اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں۔

دوسرا اعتراض میاں خورشید انور صاحب نے یہ کیا ہے کہ حکومت

گرے ہوئے درختوں کی disposal کا کام اپنے ہاتھ میں نہ لے ۔ حکومت نے ان کی اس تجویز پر بڑا غور کیا ہے اور ان کی تجویز کو معقول پایا گیا ہے ۔ چونکہ حکومت یہ چاہتی کہ کاشت کاروں اور زمینداروں سے یہ اختیار لے لیا جائے کہ وہ اپنے گرے ہوئے درختوں کی disposal خود کرسکیں اور اس کا مصرف اپنی مرضی سے کر سکیں ۔ اس لیے حکومت ان کی ترمیم کو خندہ پیشانی سے قبول کرنے کے لیے تیار ہے ۔ اور میں سمجھتا ہوں یہ پہلا قانون ہے کہ جس کی حزب اختلاف کی طرف سے بھی تعریف کی گئی ہے مجھے امید ہے کہ یہ بل اتفاق رائے سے منظور کر لیا جائے گا ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker. The question is :

That the Punjab Plantation and Maintenance of Trees Bill, 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th April, 1974.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That the Punjab Plantation and Maintenance of Trees Bill, 1973 be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 30th April, 1974.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہاء پنجاب مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیاتی نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 3-4-5 اور 6 زیر غور ہیں ۔ کلاز نمبر 3 پر میاں خورشید انور کی ترمیم ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہاء پنجاب مصدرہ

1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے کی ضمن 3 کی تحتی ضمن (1) کی سطور 1 اور 2 میں الفاظ "ہر ایکڑ پر اسی قسم کے" کی بجائے الفاظ "فی ایکڑ کے حساب سے" ثبت کئے جائیں۔

Mr. Speaker. The motion is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the words "of such kind and in such manner as may be prescribed for every acre of land by the occupier there of "occurring in lines 2-4, the words" per acre by the occupier thereof in such manner as may be prescribed be substituted.

Minister for Law. Accepted.

مسٹر سپیکر ۔ کلاز نمبر 4 میں کوئی ترمیم نہیں ۔ کلاز نمبر 5 میں میاں خورشید انور کی ترمیم ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہاء پنجاب مصدرہ 1973ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے زراعت ۔ منصوبہ بندی و ترقیات نے سفارش کی ہے کی ضمن 5 کی تحتی ضمن (2) کے پیرا (ج) کو حذف کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion is :

That para (c) of sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

Minister for Law. Accepted.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ اس وقت اس مسودہ قانون کی مختلف

ضمن زیر بحث ہیں اور منظوری کے لیے پیش کی گئی ہیں ۔ ان میں بعض ایسے نکات ہیں جن کی طرف میں آپ کی اور آپ کے توسط سے اس ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں جو فنی بھی ہیں اور مقصد کے اعتبار سے ان کی وضاحت بھی ضروری ہے ۔ جب تک یہ وضاحت نہیں ہوگی یہ قانون اپنے اثرات کے اعتبار سے مفید ثابت نہیں ہو سکے گا ۔ جناب والا ۔ ہر ایکڑ پر تین درخت لگانا ضروری قرار دیا گیا ہے اور آپ بہتر طور پر جانتے ہیں اور ابھی کل ایک سوال کے جواب میں جناب وزیر متعلقہ نے بتایا تھا کہ ہمارے ہاں زمین کا ایک بہت بڑا حصہ سیم اور تھور سے متاثر ہو چکا ہے ۔ کلر سے متاثر ہو گیا ہے جس کے نتیجے میں اس پر کسی قسم کی کوئی کاشت ہو ہی نہیں سکتی ۔

جناب والا ۔ اگر یہ بات لازمی قرار دے دی گئی ۔ کسی استثنیٰ کے بغیر ہر ایکڑ یا مختلف ایکڑوں میں درخت لگانا قانوناً لازمی قرار دے دیا گیا تو یہ کس طرح ممکن ہوگا کہ سیم زدہ اور تھور زدہ زمین میں لازمی طور پر درخت لگائے جائیں ۔ اس لیے اس میں استثنیٰ ہونا چاہیے کہ ایسی زمین جو سیم اور کلر سے متاثر ہے ، اور وہاں درخت نہیں لگائے جا سکتے ، وہ اس سے مستثنیٰ ہوگی ۔ جناب والا ۔ وہ جو استثنیٰ ہے ، اس میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ خاص طور پر حکومت یہ اختیار رکھے گی کہ کسی شخص یا زمین کو مستثنیٰ قرار دے سکتی ہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اگر قانون میں یہ استثنیٰ موجود نہ ہو تو پھر ہر شخص درخواست دے گا کہ میری فلاں زمین کلر زدہ ہے ۔ پھر اس کے لیے باقاعدہ کارروائی ہوگی اور پھر حکومت کی سطح تک پہنچ کر ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے مستثنیٰ قرار دی جائے گی ۔ میرا خیال ہے کہ آپ اتفاق کریں گے کہ یہ استثنیٰ اس صورت میں اس قانون میں ہونا چاہیے کہ اگر کہیں درخت نہیں لگائے جا سکتے ۔ زمین کلر اور سیم زدہ ہے تو وہ مستثنیٰ ہے ۔ یہ سہولت فراہم نہ کی گئی تو لوگوں کے لیے بڑی دقت پیدا ہوگی اور جنگلات کا عمل قانونی ذمہ داری کی وجہ سے لوگوں کو بھی مجبور کرے گا کہ جہاں درخت نہیں لگائے جا سکتے ، وہ وہاں بھی لگائیں ۔ ایک قابل غور بات یہ ہے کہ اس ایکٹ کے تحت یہ جو کہا گیا ہے کہ قابض درخت لگائے اور اگر وہ نہ لگائے تو محکمہ جنگلات خود اس کی جگہ درخت لگا دے اور اس سے قیمت یا صرفہ وصول کر لے ۔ لیکن پھر یہ نہیں بتایا گیا

کہ محکمہ جنگلات کی طرف سے درخت لگانے کے بعد ان کی نگہداشت کون کرے گا ۔ یہ بل اس اعتبار سے مبہم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ planted and maintained اس میں لکھا ہوا ہے !

سید قابض الوری ۔ یہ تو پہلی صورت میں ہے ۔ اگر محکمہ جنگلات یہ درخت لگائے ۔ اگر قابض دانستہ قلت کی وجہ سے اپنی ذمہ داری پوری نہ کرے اور یہ ذمہ داری محکمہ جنگلات کو پوری کرنی پڑے ، تو پھر اس کے بعد نگہداشت کون کرے گا ؟ اس کی وضاحت موجود نہیں ۔ اس کے علاوہ میرا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اس بل کا اصل مقصد یہ ہے کہ محکمہ جنگلات کے پاس عملہ نہیں ، اتنے وسائل موجود نہیں کہ وہ ہر جگہ درخت لگا سکے ، اس لیے وہ لوگوں سے توقع کرتا ہے اور ان کے لیے لازمی قرار دیتا ہے کہ وہ درخت لگائیں ۔ رضاکارانہ طور پر خود ہی محکمہ جنگلات نے یہ ذمہ داری قبول کر لی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے آسان تو صورت کسی زمین دار کے لیے نہیں ہو سکتی کہ اگر وہ خود درخت نہ لگانا چاہے جیسا کہ اب نہیں لگا رہا تو وہ انتظار کرے گا کہ محکمہ جنگلات خود اپنی ذمہ داری پوری کرے ۔ ظاہر ہے کہ محکمہ جنگلات یہ ذمہ داری پوری نہیں کر سکتا ۔ جب تک آپ اسے موثر نہیں بنائیں گے ۔ اور پھر محکمہ جنگلات کو اس کام کے لیے بڑے پیمانے پر عملہ نہیں دیں گے ، وہ اس قانون کے لوازمات اور ضروریات کو کسی طور پر بھی پورا نہیں کر سکے گا ۔

جناب والا ۔ اسی طرح سے سیکشن 3 ، 2 کے تحت کہا گیا ہے کہ پورا محکمہ کسی کی زمین میں جو درخت لگائے گا ان کی دیکھ بھال مالک یا استعمال کرنے والے کے لیے ضروری ہے ۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کرے تو اسے کیا سزا دی جائے گی کیا جرمانہ ہوگا ۔ اس سلسلے میں بھی یہ قانون خاموش ہے اور اسی وجہ سے میں اس کو "واعظانہ قانون" کہہ رہا ہوں ۔ ایک ایسی دستاویز کہہ رہا ہوں جو محض اخلاق نوعیت کی ہے ۔ اس میں کوئی ایسی صورت موجود نہیں جس کے تحت آپ اس بل کے اصل مقصد ، اصل روح اور اصل جذبے کو نافذ کر سکیں ۔ واقعی اس صوبے کو درختوں کے سلسلے میں خود

کفیل بنا سکیں اور اس ملک میں شجرکاری کی صنعت کو حقیقتاً فروغ دے سکیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ جن نکات کو میں نے اٹھایا ہے، جن کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو بڑے بنیادی ہیں۔ اب بھی ان پر نظرثانی کریں اور اس میں کلر اور سیم زدہ زمین کے لیے لازمی قرار دے دیں۔ ورنہ ایک بہت بڑا طبقہ محض درخواستوں کے سلسلے میں ہمیشہ پریشان ہوتا رہے گا۔ اور محکمہ جنگلات کے عملے کو موقع ملے گا کہ وہ انھیں پریشان کر سکے اور ستا سکے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے یہ بھی درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل چونکہ کمیٹی سے ریفر ہو کر آیا ہے اور اس میں ہمارے نقطہ نظر کو پہلے ہی مناسب جگہ دے دی گئی ہے۔ اس لیے یہ اصل بل کے مقابلے میں اب یقیناً ایک بہتر صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود اس میں جن نقائص اور خامیوں کو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے، اگر انھیں دور کر دیا جائے تو یہ بل زیادہ موثر ہو کر اپنے حقیقی مقصد کی تکمیل کر سکے گا۔ شکریہ۔

Mr. Speake. The question is :

That in sub-clause (1) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, for the words "of such kind and in such manner as may be prescribed for every acre of land by the occupier thereof" occurring in lines 2-4, the words "per acre by the occupier thereof in such manner as may be prescribed" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 3, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried unanimously)

M. Speaker. The question is :

That Clause 4 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That para (c) of sub-clause (2) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, Planning and Development, be deleted.

(The motion was carried unanimously)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 5, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Speaker. The question is :

That Clause 6 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر 2 زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز 2 بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز 1 زیر غور ہے ۔ قبل اس کے کہ میں یہ سوال پوچھوں ، کلاز نمبر 1 میں ایک کلیریکل مسٹیک اب پیدا ہو گئی ہے ۔ اب اس میں یہ ترمیم ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز 1 میں 1973ء کی بجائے 1974ء پڑھا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۔ 1 ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تمہید

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی تمہید زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کا لانگ ٹائٹل زیر غور ہے ۔ چونکہ اس میں کوئی ترمیم نہیں ، اس لیے یہ بل کا خود بخود حصہ بنتا ہے ۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ کیا آپ پہلے یہ تحریک کر رہے ہیں کہ جہاں 1973ء ہے ، اس کو 1974ء پڑھا جائے ۔

وزیر قانون ۔ جی ہاں ۔

جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء کی بجائے 1974ء پڑھا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء کی بجائے 1974ء پڑھا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء ترمیم شدہ صورت میں منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :-

کہ مسودہ قانون شجرکاری و نگہداشت درخت ہا پنجاب مصدرہ 1973ء ترمیم شدہ صورت میں منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر خالد نواز ولو

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر خالد نواز ولو صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the House due to illness on 8th and 9th April, 1974. The leave may please be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker. The House is adjourned sine-die.

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا) ۔